فضائلِ اہلِ بیت علیہم السلام
ترجمہ
حجۃ الاسلام علامہ ناظم رضا عترتی
مؤلف
آیۃ اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ
مصباح القرآن ٹرسٹ
لاہور

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پا کستان

فضائل اہل بیت علیہم السلام

جلد دوم

مؤلف

آیۃ اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہٗ

ترجمہ

حجۃ الاسلام مولانا ناظم رضا عترتی

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان
24 الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔ 042-37314311, 0321-448،214

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

قارئین کرام!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمدللہ! مصباح القرآن ٹرسٹ۔۔۔۔۔عرصہ دراز سے دورِ حاضر کی بعض عظیم ترین تفاسیر وتالیفات کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں ایک عظیم اور پُروقار مرکز کی حیثیت سے اُمت مسلمہ کیلئے اپنی عاجزانہ خدمات انجام دے رہا ہے۔

زیرِ نظر کتاب "فضائل اہل بیت علیہم السلام" ایک عظیم علمی شخصیت آیۃ اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہٗ کی عظیم تصنیف ہے۔ جس کا اُردو میں ترجمہ حجۃ الاسلام مولانا ناظم رضا عترتی نے کیا ہے۔ اس کتاب کی جلد دوم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب اہل بیت علیہم السلام کے کمالات وفضائل کا تفصیلی مجموعہ ہے۔ چہاردہ معصومین علیہم السلام کی علمی، عملی سیرت کی ایک جھلک آپ کے سامنے پیشِ خدمت ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے "جس شخص پر خدا نے احسان فرمایا ہو، اسے میری اہل بیت کی معرت اور ولایت عطا کی ہو گویا کہ خدا نے تمام خوبیاں اس کے لیے جمع کر دی ہیں۔" چہاردہ معصومین علیہم السلام کی سیرت آپ کی راہوں کو روشن کرنے کے لیے یقیناً بہترین نور ہے۔

مزید برآں مصباح القرآن ٹرسٹ کی ویب سائٹ www.misbahulqurantrust.com کے ذریعے آپ ہماری تمام کتب گھر بیٹھے پڑھ سکتے ہیں۔

ہمیں اُمید ہے کہ صاحبانِ علم وتحقیق حسبِ سابق "مصباح القرآن ٹرسٹ" کی اس کوشش کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اس گوہرِ نایاب سے بھرپور علمی وعملی استفادہ فرمائیں گے۔ اور ادارہ کو اپنی قیمتی تجاویز وآراء سے ضرور مستفید فرمائیں گے۔۔۔۔۔۔والسلام

اراکین

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم لدنی کے مالک امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

عِلْمُ الْاَنْبِيَاءِ فِي عِلْمِهِمْ وَلْاَوصِيَاءِ فِي سِرِّهِمْ وَعِزُّ الْاَوْلِيَاءِ فِي عِزِّهِمْ كَالْقَطْرَةِ فِي الْبَحْرِ وَالذَّرَّةِ فِي الْقَفْرِ.

"تمام انبیاء کا علم اہلِ بیت علیہم السلام کے علم، تمام اوصیاء کے اسرار اہل بیت کے اسرار اور تمام اولیاء کا اقتدار حکومت اہلِ بیت علیہم السلام کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے سمندر میں پانی کا قطرہ اور وسیع و عریض صحرا میں ریت کا ذرہ ہو"

مقدمہ مؤلفؒ

سب تعریفیں اس خدا کی شایان شان ہیں جس نے ہم گناہ گاروں کو اپنے اولیاء کی شناخت کروائی۔ جس نے بھی ان کو پہچانا، اس نے خدا کو پہچان لیا اور جوان ہستیوں کی شناخت سے محروم رہا در حقیقت وہ خدا کی شناخت سے بے بہرہ رہا۔ جس کسی نے بھی ان کے دامن پاک میں پناہ لی، اس نے خدا کی ذات اقدس کو اپنی پناہ گاہ بنایا۔ جس نے بھی ان سے دوری اختیار کی، وہ در حقیقت خدا سے دور ہوا۔

بے حد وحساب درود وسلام ہو۔ اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰؐ، آپ کی آلِ اطہارؑ دوستوں اور دوستوں کے دوستوں پر۔

اول سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر تا قیام قیامت آپ کے دشمنوں پر لعنت ہو۔

اہل علم و دانش کے ادنیٰ سے خدمت گار احمد بن رضی الدین مستنبط (جس نے امام المتقین امیر المؤمنین علیہ السلام کے حرم میں پناہ حاصل کی) فرماتے ہیں: کتاب ''القطرہ'' کی پہلی جلد مکمل کرنے کے بعد اہل بیت علیہم السلام کے مناقب وفضائل کے بارے میں بہت سی، انتہائی خوبصورت روایات میری نظر سے گزریں تو بعض اہل علم اور فقہاء حضرات نے خواہش ظاہر کی ان روایات کو کتابی صورت میں مرتب کر کے کتاب القطرہ کی دوسری جلد قرار دوں۔

میں نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے پہلی جلد کی طرح دوسری جلد میں بھی چہاردہ معصومینؑ کے مناقب وفضائل منظم ومرتب کیے ہیں۔ اگر چہ قلم میں اتنی سکت نہیں ہے کہ ان کے مناقب وفضائل کا احاطہ کر سکے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کی مدد اور ہمارے آقا ومولا امام المنتظر عجل اللہ فرجہ الشریف (ان پر اور ان کے آباؤ اجداد پر لاکھوں درود ہوں) ان کے طفیل کتاب ''القطرہ'' کی دوسری جلد شروع کر دی ہے۔

ای دل فضائل اسد اللہ اطاعت ہے
مدح علی وآل نبی سعادت ہے
اگر ہو ذکر حیدر کرار میں ایک سانس
حقا کہ در مقابل سو سال عبادت ہے

معروف اہلِ بیتؑ کی دعوت کا فائدہ:

حسن بن ذکروان فارسی کہتا ہے کہ میں نے امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ عَبْدٍ يُرْشِدُ عَبْدًا عَلَى مَعْرِفَةِ أَهْلِ بَيْتِي إِلَّا بَعَثَ اللهُ إِلَيْهِ مَلَكًا يَوْمَ خُرُوجِهِ

مِنَ الْقَبْرِ يَحْمِلُهُ عَلَى جَنَاحِهِ حَتَّى يَقِفَ فِي الْمَوْقِفِ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ مَنْ كَانَ يَعْرِفُ هٰذَا فَلْيَأْتِهِ. قَالَ فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ مَعَارِفُهُ ثُمَّ يَقُوْلُ عَزَّوَجَلَّ: أُكْسُوا كُلَّ وَاحِدٍ حُلَلَ الْفِرْدُوْسِ وَتَوِّجُوْهُ مِنْ تِيْجَانِ الْجَنَّةِ.

''جو شخص کسی دوسرے کو اہل بیتؑ کی معرفت کی طرف دعوت دے گا تو جس دن وہ قبر سے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا، جو اسے اپنے پروں پر سوار کرے گا، جب وہ فرشتہ میدان محشر میں آ کر اُترے گا تو اس وقت منادی آواز دے گا، جو بھی اس شخص کو پہچانتا ہے یہاں پر آ جائے''

رسول خداؐ فرماتے ہیں:

''اس کو جاننے والے سب وہاں اکٹھے ہو جائیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان میں سے ہر ایک کو خوبصورت بہشتی لباس پہناؤ اور ان کے سروں پر بہشتی تاج فضیلت سجاؤ۔

اس کے بعد رسولؐ خدا نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ! حَرِّضِ النَّاسَ عَلَى حُبِّ أَهْلِ بَيْتِنَا.

''اے میرے بیٹے! لوگوں کو میرے خاندان سے عشق و محبت کی ترغیب دلاؤ۔''

کتاب تفسیر فرات میں لکھتے ہیں:

جعفر بن محمد فزاری خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپؑ نے آیت شریفہ ''وَإِذَا الْمَوْءُوْدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ'' (سورہ تکویر ۸۱، آیت ۷، ۹)

''جس وقت موءودہ یعنی ہماری مودت کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ میں اسے قتل کیا گیا ہے؟''

کی تفسیر میں فرمایا:

ذٰلِكَ حَقُّنَا الْوَاجِبُ عَلَى النَّاسِ وَحُبُّنَا الْوَاجِبُ عَلَى الْخَلْقِ قَتَلُوْا مَوَدَّتَنَا.

(تفسیر فرات)

''آیہ شریفہ سے مراد ہمارا وہ حق ہے جو لوگوں پر لازم ہے اور وہ حق ہماری محبت ہے جو لوگوں پر واجب ہے لیکن انہوں نے ہماری محبت کو قتل کر دیا ہے۔''

اشاعت علم کا فائدہ:

کتاب ''مجموع الرائق'' میں مذکورہ ہے کہ زُہری اپنے جدِ بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

مَنْ نَشَرَ عِلْمًا فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهِ.

"جو شخص علم پھیلاتا ہے اسے اس شخص کا اجر و ثواب ملے گا جس نے اس پر عمل کیا ہو۔"

(المجموع الرائق من ازہار الحدائق)

بہترین لوگ کون؟

ایک خوبصورت حدیث میں آنحضرت کا فرمان ہے:

وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَنَا مَنْ ذَاكَرَ بِأَمْرِنَا.

"میرے بعد بہترین لوگ وہ ہیں جو ہماری حکومت وولایت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں"۔

(امام شیخ طوسی صفحہ ۲۴، بحار الانوار ج جلد ۲۳، صفحہ ۲۵۶)

کتاب "عدۃ الداعی" میں لکھتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام کا فرمان ہے،

اِنَّ ذِكْرَنَا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَذِكْرَ عَدُوِّنَا مِنْ ذِكْرِ الشَّيْطَانِ۔

(عدۃ الداعی صفحہ ۲۴۱، بحار الانور، جلد ۷۵، صفحہ ۲۶۸)

"بے شک ہمارا ذکر خدا کا ذکر اور ہمارے دشمن کا ذکر، ذکر شیطان ہے۔"

علم کے بارے میں امام جعفر صادقؑ کا ایک فرمان

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے ایک حبدار سے فرماتے ہیں:

اُكْتُبْ وَبُثَّ عِلْمَكَ فِي اَخَوَانِكَ فَاِنْ مُتَّ فَوَرِّثْ كُتُبَكَ بَنِيْكَ فَاِنَّهُ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانُ هَرَجٍ لَا يَاْنِسُوْنَ فِيْهِ اِلَّا بِكُتُبِهِمْ ٥

(کشف المحجہ صفحہ ۳۵، بحار الانوار، جلد ۳، ص ۱۵۰)

"اپنا علم لکھو اور اپنے بھائیوں کے درمیان پھیلاؤ، موت کے وقت اپنی اولاد کے لیے کتابیں بطور ورثہ چھوڑو، کیونکہ ایسا زمانہ آئے گا جب ہر جگہ فتنہ وفساد کی لپیٹ میں ہوگی اور لوگ صرف آپ کی کتابوں سے مانوس ہوں گے۔ (یعنی ان کا امام پردہ غیبت میں رہے گا اور لوگ گذشتہ علماء کی کتب سے ہدایت وراہنمائی حاصل کریں گے)"

اہل بیت سے محبت اور ان کی نصرت کا فائدہ

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّنَا بِقَلْبِهِ وَنَصَرَنَا بِيَدِهِ وَلِسَانِهِ فَهُوَ مَعَنَا فِي الْغُرْفَةِ الَّتِي نَحْنُ فِيهَا۔

(امام شیخ مفید صفحہ ۳۳، بحار الانوار جلد ۲، صفحہ ۱۰۱)

"جو شخص اپنے دل سے ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے اور اپنے ہاتھ اور زبان سے ہماری نصرت کرتا ہے، وہ روز قیامت ہمارے حجرے میں ہمارے ساتھ ہوگا۔"

ہر حرف کے عوض جنت میں ایک شہر

کتاب شریف امالی میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ إِذَا مَاتَ وَتَرَكَ وَرَقَةً وَاحِدَةً عَلَيْهَا عِلْمٌ تَكُونُ تِلْكَ الْوَرَقَةُ سِتْرًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ وَأَعْطَاهُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِكُلِّ حَرْفٍ مَكْتُوبٍ عَلَيْهَا مَدِينَةً فِي الْجَنَّةِ أَوْسَعَ مِنَ الدُّنْيَا سَبْعَ مَرَّاتٍ۔

(امالی صدوق صفحہ ۹۱، بحار الانوار جلد ۲، صفحہ ۱۴۴)

"مومن جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور ایک ایسا کاغذ باقی چھوڑتا ہے جس پر علم لکھا ہوا ہو وہ کاغذ قیامت کے روز اس کے اور جہنم کے درمیان سپر بنے گا، اللہ تعالیٰ اس کاغذ پر لکھے ہوئے ہر حرف کے بدلے میں اسے جنت میں ایک شہر عطا فرمائے گا، جو دنیا سے سات گنا بڑا ہوگا۔"

حدیثِ شجرہ کی وضاحت

تفسیر فرات میں لکھتے ہیں کہ زیاد بن منذر کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

نَحْنُ شَجَرَةٌ اَصْلُهَا رَسُوْلُ اللهِ وَفَرْعُهَا عَلِيُّ بِنْ اَبِي طَالِبِ وَاَغْصَانُهَا فَاطِمَةُ بِنْت النَّبِي عَلَيْهَا السَّلَامُ وَثَمَرُهَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ۔

''ہم ایک شجر ہیں جس کی اصل اور جڑیں رسولؐ، اس کا تنا علی بن ابی طالب علیہ السلام، اس کی شاخیں نبی اکرمؐ کی بیٹی جناب فاطمۃ الزہراء علیہا اسلام اور اس کے پھل حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہیں''

وہ شجرۂ نبوت دار رحمت کلید حکمت، علم و دانش کی کان، رسالت کا مقام، فرشتوں کے نزول وصعود کی جگہ، راز خدا اور ایسی امانت ہے جو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے رکھی گئی۔ خدا کا حرم، بیت عتیق اور عہد و پیمان ہم ہیں۔

موت فوت، حادثات وواقعات اور وصیتوں کا علم ہمارے پاس ہے، فصل الخطاب اسلام کی نشأت اُولی اور قوم عرب کے نجیب ترین افراد ہم ہیں۔

فرشتوں نے کس اہلبیت سے تسبیح وتقدیس سیکھی

آئمہ معصومین علیہم السلام عرش رحمن پر نور خدا کی تجلیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب انہیں تسبیح کرنے کا حکم دیا تو اہل آسمان ان کی تسبیح سے اللہ کی تسبیح وتقدیس میں مشغول ہو گئے۔ وہ خدا کی بارگاہ میں تسبیح کنندگان ہیں، جس نے ان کے ساتھ وعدہ وفا کیا در حقیقت اس نے خدا کے ساتھ وعدہ وفا کیا۔ جس نے ان کا حق پہچانا، حقیقت میں اس نے حق خدا کی شناخت کی، وہ رسول خداؐ کی عترت و ذریت ہیں، جو کوئی بھی ان کے حق کا منکر ہے وہ در واقع حق خدا کا منکر ہے۔

کتاب خدا کے وارث کون؟

هُمْ وَلَاةُ اَمْرِ اللهِ وَخَزَانَةُ وَحْيِ اللهِ وَوَرَثَةُ كِتَابِ اللهِ وَهُمُ الْمُصْطَفُوْنَ بِاَمْرِ اللهِ وَالْاُمَنَاءُ عَلٰى وَحْيِ اللهِ۔

''وہ امر خدا کے فرمان روا، وحی پروردگار کے خزانہ دار اور کتاب خدا کے وارث ہیں۔ وہ امر خدا سے منتخب اور وحی خدا کے امین ہیں''

وہ خاندان نبوت، مرکز رسالت اور فرشتوں کے پروں کی آوازوں سے مانوس ہیں، یہ وہ ہستیاں ہیں جنہیں جبرئیل علیہ السلام نے حکم پروردگار کے ذریعے تنزیل، برہان اور دلیل سے تغذیہ فرمایا۔

اہل بیت کا مقام

هَؤُلَاءِ أَهْلُ الْبَيْتِ أَكْرَمَهُمُ اللهُ بِشَرَفِهِ وَشَنَّفَهُم بِكَرَامَتِهِ وَأَعَزَّهُمْ بِالْهُدٰى وَثَبَّتَهُم بِالْوَحْيِ وَجَعَلَهُمْ أَئِمَّةً هُدَاةً وَنُورًا فِي الظُّلَمِ لِلنَّجَاةِ وَاخْتَصَّهُم لِدِينِهِ وَفَضَّلَهُمْ بِعِلْمِهِ وَآتَاهُمْ مَالَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ۔

''وہ اہل بیت پیغمبر ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے شرف سے عزت بخشی، اور اپنے لطف و کرم سے انہیں شرافت و بزرگی عطا کی، اپنی ہدایت کے ذریعے انہیں عظمت عنایت کی، وحی کے وسیلہ سے ان کی حثییت فرمائی، انہیں ہادی برحق بنایا، تاریکی میں نجات کے لیے نور قرار دیا، انہیں دین کے لیے مخصوص کیا، اپنے علم کے ذریعے فضیلت بخشی اور انہیں وہ کچھ عطا فرمایا جو دونوں جہانوں میں کسی کو عطا نہیں کیا''

انہیں دین کا قلعہ، اپنے مخفی اسرار و دیعت کرنے کا مقام، وحی کے امین، اپنی مخلوق کے برگزیدہ اور لوگوں پر شاہد قرار دیا ہے، انہیں منتخب کیا، خصوصی امتیاز بخشا، برتری و فضیلت عطا کی اور پہلے والوں پر فوقیت عطا فرمائی۔

انہیں دنیا کا نور، لوگوں کی پناہ گاہ اور مخلوق کے لیے صراط مستقیم پر باقی رہنے کے لیے راہنما قرار دیا، کیونکہ وہ ہدایت و راہنمائی کرنے اور تقویٰ ہدایت کی دعوت دینے والے امام ہیں اور وہ کلمہ حق اور خدا کی عظیم حجت ہیں۔

هُمُ النَّجَاةُ وَالزُّلْفٰى، هُمُ الْخِيَرَةُ الْكِرَامُ. هُمْ قُضَاةُ الْحُكَّامُ هُمُ النُّجُومُ الْأَعْلَامُ هُمُ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ هُمُ السَّبِيلُ الْأَقْوَمُ. الرَّاغِبُ عَنْهُمْ مَارِقٌ، وَالْمُقَصِّرُ عَنْهُمْ زَاهِقٌ وَاللَّازِمُ لَهُمْ لَاحِقٌ۔

''وہ ایسے نجات دہندہ ہیں جو مقام و منزلت پر فائز ہیں، وہ برگزیدہ کریم، فیصلہ کرنے والے حاکم، درخشاں ستارے، صراط مستقیم اور مضبوط و محکم شاہرہ ہیں جو بھی ان سے روگردان ہوا، وہ گمراہ ہو جائے گا جو بھی ان کے حق میں کوتاہی کرتا ہے وہ بدبخت ہو جائے گا اور جو بھی ان کی پیروی کرتا ہے وہ اپنے ہدف کو پالے گا''۔

وہ مومنین کے دلوں میں نور خدا اور پیاسوں کے لیے ٹھنڈا میٹھا دریا ہیں، جس نے بھی ان کے دامن عفو میں پناہ لی وہ محفوظ

ہو جائے گا۔ جس نے بھی ان کا دامن تھا مادہ اس کے لیے آرام وسکون کی منزل ہیں وہ خدا کی طرف دعوت دینے اور اس کے تابع فرمان ہیں، وہ استوار پروردگار کو جاری اور اس کے فرمان کا حکم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرمایا۔ فرشتگانِ الٰہی انہیں کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور روح الامین انہی پر نازل ہوتا ہے، یہ سب کچھ صرف اور صرف خدا کے لطف وکرم کی وجہ سے ہے جو انہی کے ساتھ مختص ہے، انہیں تقویٰ عطا کیا اور اپنی خاص حکمت کے ذریعے ان کو قوت بخشی۔

وہ شجر طیبہ کی پاک و پاکیزہ شاخیں اور مبارک جڑیں ہیں، وہ رحمت حق کا مسکن، علم و دانش کا خزانہ، حلم و شکیبائی کے وارث، عقل وخرد اور تقویٰ و پرہیز گاری کے مالک، پیغمبروں کے وارث اور باقی ماندہ اوصیآء ہیں۔ ان کے صاحب عظمت خاندان میں سے وہ ہستی بھی ہے جن کی یاد دل نشین اور اسم مبارک روح کے لیے سامان تسکین ہے۔ یعنی خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیؐ کے اس با جلالت خاندان سے ایسے امیر اور فرمان روا ہیں جو ایک روشن ستارہ کی طرح درخشاں ہیں، جو ایک غضب ناک شیر کی مانند غراتے ہیں، یعنی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب علیہما السلام اسی باوقار خاندان کی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے عمر بن خطاب کے دورِ حکومت میں ''رمادہ'' یعنی خشک سالی کے وقت تشنوں کو سیراب کیا۔ اسی خاندان سے جعفر بن ابی طالب ''ذُوالْجَنَاحَیْن'' ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، دو دفعہ ہجرت کی اور دو بیعتیں کیں، ان کا تعلق ایسے مبارک شجرہ سے ہے جن کی برہان آشکارا ہے۔

اسی پاک نسب سے برادر حضرت محمد مصطفیؐ ان کے پیغام کو پہنچانے والے، صاحب برہان، مومنوں کے امیر اور پیغمبر پروردگار جہان کے جانشین علی بن ابی طالبؑ کا تعلق ہے۔ ''ان پر خدا کے درود وسلام ہوں''۔

یہ وہ ہستیاں ہیں جن کی مودت اور ولایت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد و زن پر واجب قرار دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب حکیم میں پیغمبر اکرم سے ارشاد فرما رہا ہے:۔

قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (سورۃ شوریٰ ۴۲: ۲۳)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا علاوہ اس کے کہ میرے اقرباء سے محبت کرو اور جو شخص بھی کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس میں اضافہ کر دیں گے، بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور قدر دان ہے۔''

تاج دار عظمت کے ساتویں لال فرماتے ہیں:

اِقْتِرَافُ الْحَسَنَةِ اَهْلُ الْبَیْتِ۔

''اقتراف حسنہ یعنی نیک کام سے مراد ہم اہل بیتؑ کی محبت ہے۔''

حَقِّ اَبَوَیۡهِ نَفۡسِهٖ وَسَائِرِ عِبَادِ اللهِ فَاِنَّهُمَا یُرۡضِیَانِهِمۡ بِسَعۡیِهِمَا۔

"جو کوئی بھی اپنے باپ محمدؐ اور علیؑ کے حق کی مراعات کرتا ہے لیکن اپنے والدین اور تمام مخلوق کے حقوق سے لاپرواہ ہے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ محمدؐ و علیؑ انہیں راضی کر لیں گے۔"

نماز کے ثواب میں اضافے کا سبب

حضرت کاظم الغیظ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

یَاعَظِمُ ثَوَابُ الصَّلٰوةِ عَلٰی قَدۡرِ تَعۡظِیۡمِ الۡمُصَلِّیۡ عَلٰی اَبَوَیۡهِ الۡاَفۡضَلَیۡنِ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ عَلَیۡهِمُ السلام۔

"نماز کا ثواب اسی قدر زیادہ ہوگا جس قدر نماز گزار اپنے دونوں باپوں محمدؐ اور علیؑ کی تعظیم و تکریم کرتا ہوگا۔"

محمدؐ و علیؑ افضل ترین باپ

اَمَا یُکۡرِهُ اَحَدُکُمۡ یُنۡفٰی عَنۡ اَبِیۡهِ وَاُمِّهِ الَّذِیۡنَ وَلَّدَاهُ قَالُوۡا: بَلٰی وَاللهِ قَالَ: فَلۡیَجۡتَهِدۡ اَنۡ لَّا یُنۡفٰی لِمَنۡ اَبِیۡهِ وَاُمِّهِ الَّذِیۡ هُمَا اَبَوَاهُ الۡاَفۡضَلُ مِنۡ اَبَوَیۡ نَفۡسِهٖ۔

"کیا تم میں سے کسی کو اس کے نسبی والدین سے دور کیا جائے تو وہ ناراض نہیں ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم وہ ناراحت ہوگا"۔

آپؑ نے فرمایا:

"پس کوشش کریں کہ آپ کو ایسے ماں باپ سے دور نہ کیا جائے جو نسبی والدین سے افضل و برتر ہیں"

ایک شخص امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں محمد و علی علیہما السلام سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ اگر مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو میں پھر بھی ان کی محبت سے دستبردار نہیں ہوں گا۔ اس وقت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

لَاجَرَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا وَعَلَیۡهِ السَّلَامُ مُعۡطِیَاكَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمَا مَا تُعۡطِیۡهِمَا اَنۡتَ مِنۡ نَفۡسِكَ اِنَّهُمَا یَسۡتَدۡعِیَانِ فِیۡ یَوۡمِ فَصۡلِ الۡقَضَاءِ مَا لَا یَفِیۡ مَا بَذَلۡتَهٗ لَهُمَا بِجُزۡءٍ مِائَةِ اَلۡفِ جُزۡءٍ مِنۡ ذٰلِكَ

ہو جائے گا۔ جس نے بھی ان کا دامن تھاما وہ اس کے لیے آرام و سکون کی منزل ہیں وہ خدا کی طرف دعوت دینے اور اس کے تابع فرمان ہیں، وہ استوار پروردگار کو جاری اور اس کے فرمان کا حکم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرمایا۔ فرشتگانِ الٰہی انہیں کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور روح الامین انہی پر نازل ہوتا ہے، یہ سب کچھ صرف اور صرف خدا کے لطف و کرم کی وجہ سے ہے جو انہی کے ساتھ مختص ہے، انہیں تقویٰ عطا کیا اور اپنی خاص حکمت کے ذریعے ان کو قوت بخشی۔

وہ شجر طیبہ کی پاک و پاکیزہ شاخیں اور مبارک جڑیں ہیں، وہ رحمت حق کا مسکن، علم و دانش کا خزانہ، حلم و شکیبائی کے وارث، عقل و خرد اور تقویٰ و پرہیزگاری کے مالک، پیغمبروں کے وارث اور باقی ماندہ اوصیاء ہیں۔ ان کے صاحب عظمت خاندان میں سے وہ ہستی بھی ہے جن کی یاد دل نشین اور اسم مبارک روح کے لیے سامان تسکین ہے۔ یعنی خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰؐ کے اس باجلالت خاندان سے ایسے امیر اور فرمان روا ہیں جو ایک روشن ستارہ کی طرح درخشاں ہیں، جو ایک غضب ناک شیر کی مانند غراتے ہیں، یعنی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب علیہما السلام اسی باوقار خاندان کی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے عمر بن خطاب کے دور حکومت میں ''رمادہ'' یعنی خشک سالی کے وقت تشنوں کو سیراب کیا۔ اسی خاندان سے جعفر بن ابی طالب ''ذُوالْجَنَاحَیْن'' ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، دو دفعہ ہجرت کی اور دو بیعتیں کیں، ان کا تعلق ایسے مبارک شجرہ سے ہے جن کی برہان آشکارا ہے۔

اسی پاک نسب سے برادر حضرت محمد مصطفیٰؐ ان کے پیغام کو پہنچانے والے، صاحب برہان، مومنوں کے امیر اور پیغمبر پروردگار جہان کے جانشین علی بن ابی طالبؑ کا تعلق ہے۔ ''ان پر خدا کے درود و سلام ہوں''۔

یہ وہ ہستیاں ہیں جن کی مودت اور ولایت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد و زن پر واجب قرار دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب حکیم میں پیغمبر اکرم سے ارشاد فرما رہا ہے:۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (سورۃ شوریٰ ۴۲: ۲۳)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا علاوہ اس کے کہ میرے اقرباء سے محبت کرو اور جو شخص بھی کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس میں اضافہ کر دیں گے، بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور قدردان ہے۔''

تاج دار عظمت کے ساتویں لال فرماتے ہیں:

اِقْتِرَافُ الْحَسَنَةِ اَهْلُ الْبَيْتِ۔

''اقتراف حسنہ یعنی نیک کام سے مراد ہم اہل بیتؑ کی محبت ہے۔''

آیہ وَبِالْوَالِدَیْنِ کے بارے میں امام حسن عسکریؑ کا فرمان:

کتاب تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام آیت شریفہ "وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا" (ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو) کی تفسیر کے ذیل میں آیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

اَفْضَلُ وَالِدَیْکُمْ وَاَحَقُّهُمَا لِشُکْرِکُمْ مُحَمَّدٌ وَعَلِیٌّ محمد و علی علیہما السلام۔

اُمت کے باپ کون؟

سلسلہ امامت کے پہلے تاجدار امیر المومنین علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرم کا ارشاد ہے:

اَنَا وَعَلِیٌّ اَبَوَا هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَلَحَقُّنَا عَلَیْهِمْ اَعْظَمُ مِنْ حَقِّ اَبَوَیْ وِلَادَتِهِمْ فَاِنَّا نُنْقِذُهُمْ اِنْ اَطَاعُوْنَا مِنَ النَّارِ اِلٰی دَارِ الْقَرَارِ وَنُلْحِقُهُمْ مِنَ الْعُبُوْدِیَّةِ بِخِیَارِ الْاَحْرَارِ۔

"میں اور علی دونوں اس اُمت کے باپ ہیں، لوگوں پر ہمارا حق ان کے نسبی ماں باپ کی نسبت زیادہ ہے، کیونکہ اگر وہ ہماری اطاعت کریں تو ہم انہیں دوزخ سے نجات دلائیں گے اور بہشت کی طرف لے جائیں گے اور ہم انہیں غلامی سے نجات دلا کر بہت اچھے آزاد لوگوں کے ساتھ ملحق کریں گے۔"

زوجہ امیر المومنین حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام فرماتی ہیں:

اَبَوَا هٰذِهِ الْاُمَّةِ مُحَمَّدٌ عَلَیْهِمَا السلام یُقِیْمَانِ اَوَدَهُمْ وَیُنْقِذَانِهِمْ مِنَ الْعَذَابِ الدَّائِمِ اِنْ اَطَاعُوْهُمَا وَیُبِیْحَانِهِمِ النَّعِیْمَ الدَّائِمَ اِنْ وَافَقُوْهُمَا۔

"محمدؐ و علیؑ دونوں اس امت کے باپ ہیں، اگر لوگ ان کی اطاعت کریں گے تو وہ محبت بڑھائیں گے اور جہنم کے عذاب سے نجات دلائیں گے اور اگر ان کی پیروی کریں گے تو نعمتیں سدا بہار کر دیں گے۔"

زہراء کے لال حضرت امام حسین مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ وَعَلِیٌّ علیہما السلام اَبَوَا هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَطُوْبٰی لِمَنْ کَانَ بِحَقِّهِمَا عَارِفًا وَلَهُمَا فِیْ کُلِّ اَحْوَالِهٖ مُطِیْعًا یَجْعَلَهُ اللّٰهُ مِنْ اَفْضَلِ سُکَّانِ جِنَانِهٖ وَیُسْعِدُهٗ بِکَرَامَاتِهٖ وَرِضْوَانِهٖ۔

"محمدؐ و علیؑ دونوں اس اُمت کے باپ ہیں، خوش خبری ہے ان لوگوں کے لیے جو ان کے حق کو پہچانتے ہوں اور ہر حال میں ان کی اطاعت کرتے ہوں، اگر ایسے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اہل بہشت میں

بہترین قرار دے گا اور اپنی کرامات اور رضوان کے ذریعے سعادت بخشے گا۔"

نواسہ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا ایک اور فرمان ہے،

مَن عَرِفَ حَقَّ اَبَوَیهِ الاَفضَلَینِ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ عَلَیهِمَا السلام وَاَطَاعَهُمَا حَقَّ طَاعَتِهٖ قِیلَ لَهٗ اتَبَحبَح فِی اَیِّ الجِنَانِ شِئتَ۔

"جو کوئی اپنے باپ محمدؐ اور علیؑ کے حق کی شناخت کر لے اور ان کی اس طرح سے اطاعت کرتا ہو جس طرح اطاعت کرنے کا حق ہے تو روز قیامت اسے پکار کر کہا جائے گا کہ تم جنت میں اپنی پسند کی جگہ پر سکونت اختیار کرو۔"

حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِن کَانَ اَبَوانِ اِنَّمَا عَظُمَ حَقُّهُمَا عَلٰی اَولَادِهِمَا لِاِحسَانِهِمَا اِلَیهِم فَاِحسَانُ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ عَلَیهِمَا السَّلَامُ اِلٰی هٰذِهِ الاُمَّةِ اَجَلُّ وَاَعظَمُ فَهُمَا بِاَن یَّکُونَ اَبَوَیهِم اَحَقُّ۔

"اگر اولاد پر ماں باپ کا حق زیادہ ہے تو یہ اس احسان اور نیکی کی وجہ سے ہے جو وہ اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہیں اس بناء پر محمدؐ اور علیؑ کا اس اُمت پر احسان بیشتر و عظیم تر ہے، لہٰذا دونوں بزرگ ہستیوں کا اس اُمت کے باپ ہونا مناسب تر اور سزاوار تر ہے۔"

قدر و منزلت کی شناخت کا ترازو

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَن اَرَادَ اَن یَّعلَمَ کَیفَ قَدرُهٗ عِندَ اللهِ فَلیَنظُر کَیفَ قَدرُ اَبَوَیهِ الاَفضَلَینِ عِندَهٗ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ۔

"جو کوئی بھی جاننا چاہتا ہے کہ خدا کے نزدیک اس کی کیا قدر و منزلت ہے، وہ اپنے دونوں بافضیلت و باشرف باپوں کو دیکھے کہ ان کا خدا کے نزدیک کس قدر احترام و اکرام ہے"۔

محمدؐ و علیؑ والدین کو راضی کریں گے

حضرت صادق آل محمدؐ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَن حَقَّ رَعیٰ اَبَوَیهِ الاَفضَلَینِ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ عَلَیهِمَا السَّلَامُ لَم یَضُرُّهٗ مَا اَضَاعَ مِن

حَقِّ اَبَوَيْهِ نَفْسِهٖ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ فَاِنَّهُمَا يُرْضِيَانِهِمْ بِسَعْيِهِمَا۔

''جو کوئی بھی اپنے باپ محمدؐ اور علیؑ کے حق کی مراعات کرتا ہے لیکن اپنے والدین اور تمام مخلوق کے حقوق سے لاپرواہ ہے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ محمدؐ و علیؑ انہیں راضی کر لیں گے۔''

نماز کے ثواب میں اضافے کا سبب

حضرت کاظم الغیظ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

يَاعَظِمُ ثَوَابُ الصَّلٰوةِ عَلٰى قَدْرِ تَعْظِيْمِ الْمُصَلِّيْ عَلٰى اَبَوَيْهِ الْاَفْضَلَيْنِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَام۔

''نماز کا ثواب اسی قدر زیادہ ہوگا جس قدر نماز گزار اپنے دونوں باپوں محمدؐ اور علیؑ کی تعظیم و تکریم کرتا ہوگا۔''

محمدؐ و علیؑ افضل ترین باپ

اَمَا يُكْرِهُ اَحَدُ كُمْ يُنْفٰى عَنْ اَبِيْهِ وَاُمِّهِ الَّذِيْنَ وَلَّدَاهُ قَالُوْا: بَلٰى وَاللّٰهِ قَالَ: فَلْيَجْتَهِدْ اَنْ لَّا يُنْفٰى لَمَنْ اَبِيْهِ وَاُمِّهِ الَّذِيْ هُمَا اَبَوَاهُ الْاَفْضَلُ مِنْ اَبَوَى نَفْسِهٖ۔

''کیا تم میں سے کسی کو اس کے نسبی والدین سے دور کیا جائے تو وہ ناراض نہیں ہوگا؟' انہوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم وہ ناراحت ہوگا''۔

آپؑ نے فرمایا:

''پس کوشش کریں کہ آپ کو ایسے ماں باپ سے دور نہ کیا جائے جو نسبی والدین سے افضل و برتر ہیں''

ایک شخص امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں محمد و علی علیہما السلام سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ اگر مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو میں پھر بھی ان کی محبت سے دستبردار نہیں ہوں گا۔ اس وقت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

لَاجَرَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ مُعْطِيَاكَ مِنْ اَنْفُسِهِمَا مَا تُعْطِيْهِمَا اَنْتَ مِنْ نَفْسِكَ اِنَّهُمَا يَسْتَدْعِيَانِ فِيْ يَوْمِ فَصْلِ الْقَضَاءِ مَالَايَفِيْ مَابَذَلْتَهُ لَهُمَا بِجُزْءٍ مِائَةِ اَلْفِ جُزْءٍ (مِنْ ذٰلِكَ)

''بلاشک و ریب محمدؐ اور علی علیہ السلام تمہیں اس قدر نوازیں گے جس قدر تم نے ان سے اظہار محبت کیا، وہ روز قیامت اس قدر تمہاری شفاعت کریں گے کہ جو کچھ تم نے ان کے لیے خرچ کیا اور یہ اس کے مقابلے میں لاکھ میں سے ایک حصہ بھی نہیں ہوگا۔''

دینی والد پر نسبی والد کی محبوبیت کا نتیجہ

حضرت ہادی علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَن لَّم یَکُن وَالِدَا دِینِہٖ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ اَکرَمَ عَلَیہِ مِن وَالِدَی نَسَبِہٖ فَلَیسَ مِنَ اللّٰہِ فِی حَلَالٍ وَّلَا حَرَامٍ وَّقَلِیلٍ وَّلَا کَثِیرٍ۔

''وہ شخص جسے دونوں دینی والد محمدؐ و علیؑ اپنے نسبی والدین سے محبوب تر نہ ہوں، درحقیقت وہ دین خدا کے حلال و حرام اور قلیل و کثیر سے بہرہ مند نہیں ہوا۔''

دینی والد کی اطاعت کو مقدم کرنے کا ثمرہ

مَن اٰثَرَ طَاعَتَہٗ اَبَوَی دِینِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلِیٍّ عَلٰی طَاعَۃِ اَبَوَی نَسَبِہٖ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ: لَاُوثِرَنَّکَ کَمَا اٰثَرتَنِی وَلَاُشَرِّفَنَّکَ بِحَضرَۃِ اَبَوَی دِینِکَ کَمَا شَرَّفتَ نَفسَکَ بِاِیثَارِ حُبِّہِمَا عَلٰی حُبِّ اَبَوَی نَسَبِکَ۔ (تفسیر امام حسن عسکری ۳۲۹، ۳۳۳)

''جو شخص اپنے دونوں دینی باپوں محمدؐ و علیؑ کی اطاعت کو اپنے نسبی والدین کی اطاعت پر مقدم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس طرح تو نے مجھے مقدم کیا اور میری عزت کی، میں تجھے تیرے دونوں دینی باپوں کے حضور اس طرح سے شرافت و عزت بخشتا ہوں جس طرح تو نے ان کی محبت کو اپنے نسبی والدین کے مقابلے میں شرافت و عزت بخشی''

طینت شیعہ کیسی؟

کتاب بصائر الدرجات میں لکھتے ہیں کہ حنان بن سدیر کہتا ہے:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ عَجَنَ طِینَتَنَا وَطِینَۃَ شِیعَتِنَا فَخَلَطَنَا بِہِم وَخَلَطَہُم بِنَا فَمَن کَانَ فِی خَلقِہٖ شَیءٌ مِن طِینَتِنَا حَنَّ اِلَینَا فَاَنتُم وَاللّٰہِ مِنَّا۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۱۶، جلد ۸، بحار جلد ۲۰، صفحہ ۱۱)

"اللہ تعالیٰ نے ہماری اور ہمارے شیعوں کی طینت کو گوندھا ہے، اس کے بعد ہماری سرشت کو ان کی اور ان کی سرشت کو ہماری سرشت کے ساتھ مخلوط کیا، پس وہ شخص جس کی سرشت کے ساتھ ہماری تھوڑی سی سرشت مخلوط ہو وہ بڑے شوق و جذبے سے ہماری طرف چلا آتا ہے۔ خدا کی قسم! تم ہم میں سے ہو۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ:

وَسُلْمَانُ خَيْرٌ مِنْ لُقْمَانَ۔

"حضرت سلمان، حضرت لقمانؑ سے بہتر ہیں"۔[1]

جلیل القدر عالم شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب کمال الدین میں لکھتے ہیں:

ابوحمزہ کہتا ہے: میں نے امام سجاد علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ مُحَمَّداً وَعَلِيّاً وَالْأَئِمَّةَ أَحَدَ عَشَرَ مِنْ نُورِ عَظَمَتِهِ أَرْوَاحاً فِي ضِيَاءِ نُورِهِ يَعْبُدُونَهُ قَبْلَ خَلْقِ الْخَلْقِ يُسَبِّحُونَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَيُقَدِّسُونَهُ وَهُمُ الْأَئِمَّةُ الْهَادِيَةُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوٰتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

(کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۱۸، بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۱۵، منتخب الاثر ص ۴۰)

(مذکورہ حدیث ثقۃ الاسلام شیخ کلینی نے بھی کافی جلد ۱ صفحہ ۵۳ میں مختصر تفاوت کے ساتھ نقل کی ہے)۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے محمدؐ و علیؑ اور گیارہ آئمہ علیہم السلام کے انوار کو اپنے باعظمت نور سے خلق کیا، وہ مخلوق کی خلقت سے قبل نورانی ارواح کی صورت میں اس کی عبادت اور تسبیح و تقدیس میں مشغول تھے اور وہ ہدایت و راہنمائی کرنے والے آئمہ آل محمد "صلوات اللہ علیہم اجمعین" سے ہیں۔"

---

[1] حضرت نے فرمایا: ہاں اس نے عرض کیا: کیا حضرت عبد المطلب کی اولاد میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ اس نے دوبارہ عرض کیا: کیا حضرت ابوطالب کی اولاد سے؟ آپ نے فرمایا: وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں آپ کا فرمان نہیں سمجھ پا رہا ہوں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے عیسیٰ! سچا تو وہ ہم اہل بیتؑ میں سے ہیں اس کے بعد آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے جو کہا کہ وہ ہم اہل بیتؑ میں سے ہیں، اس سے مراد وہ نہیں ہے جس کا تصور تمہارے ذہن میں آ رہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طینت کو اعلیٰ علیین سے پیدا کیا اور ہمارے شیعوں کی طینت کو اس سے نچلے حصے سے پیدا کیا، پس وہ ہم میں سے ہیں۔ جبکہ ہمارے دشمنوں کی سرشت کو سجین (دوزخ کی گھاٹی) اور ان کے پیروکاروں کی سرشت کو ان سے بھی نچلے طبقے سے پیدا کیا۔ پس ہمارے دشمنوں کے پیروکار ہمارے دشمن ہیں۔ سلیمان کا مقام و مرتبہ لقمان سے بلند و بالا ہے۔

آیہ شریفہ خَیرَ اُمَّۃٍ کی تفسیر میں رسول خدا کا فرمان

جابر بن عبداللہ آیہ کریمہ

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ.

"تم بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے منظر عام پر لایا گیا ہے۔ تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو۔"

(سورہ آل عمران آیہ ۱۱۰)

کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

"خالق جہان نے سب سے پہلے جو چیز پیدا کی ہے وہ میرا نور تھا جسے اپنے نور سے خلق کیا اور اپنی جلالت وعظمت سے جدا کیا۔ پس میرے نور نے قدرت الٰہی کا طواف شروع کیا، یہاں تک کہ اسی ہزار (۸۰۰۰۰) سال کے طویل عرصہ کے بعد جلالت عظمت الٰہی تک پہنچا، اس کے بعد تعظیم خالق کے لیے سجدہ میں گرا، تو اس سے علیؑ کا نور جدا ہوا، پس میرا نور عظمت الٰہی اور علیؑ کا نور اس کی قدرت پر محیط تھا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عرش، لوح، خورشید کا نور، دن، عقل، معرفت، لوگوں کی آنکھیں، کان اور دل کو میرے نور سے پیدا کیا اور میرا نور اس (خدا) کے نور سے جدا شدہ نور ہے۔"

پس اولین، آخرین اور سابقین ہم ہیں، ہم ہیں تسبیح کرنے والے، ہم ہیں شفاعت کرنے والے، ہم ہیں کلمہ اللہ، ہم ہیں خدا کے خاص و برگزیدہ بندے، ہم ہیں خدا کے دوست اور وجہ اللہ جنب اللہ اور یمین اللہ۔

خدا کے امین ہم ہیں، وحی کا خزانہ ہم ہیں اور ہم اس کے غیب کے پردہ دار، حاجب اور محافظ ہیں۔

تقدیس خدا کے مقام، حکمت کے چراغ، رحمت کی چابیاں، نعمتوں کے سرچشمے، لوگوں کی شرافت کا سبب اور اُمت کے پیشوا و ہادی ہم ہیں۔

نوامیس عصر، دانش مند دہر، قوم کے سردار، جہانی سیاست مدار، کفایت شعار، فرمان روا، ساقیان حوض کوثر، الفت کرنے والے حاکم اور لوگوں کی نجات کا راستہ ہم ہیں۔

ہم ہی سلسبیل (بہشتی نہر) کا سرچشمہ اور پائدار و مستقیم راستہ ہیں۔

مَنْ اٰمَنَ بِنَا اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَنْ علنا رَدَّ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ شَكَّ فِيْنَا شَكَّ فِي اللّٰهِ وَمَنْ عَرَّفَنَا عَرَّفَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى عَنَّا وَتَوَلّٰى عَنِ اللّٰهِ وَمَنْ اَطَاعَنَا اَطَاعَ اللّٰهَ۔

"جو ہم پر ایمان لایا وہ خدا پر ایمان لایا، جس نے ہمیں رد کیا، اس نے خدا کو رد کیا، جو ہمارے بارے میں شک و تردید میں مبتلا ہوا، اس نے خدا کے بارے میں شک کیا، جس نے ہماری شناخت کر لی اس نے خدا کو پہچان لیا، جس نے ہم سے روگردانی کی وہ خدا سے روگرداں ہوا اور جس نے ہماری اطاعت

کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔"

وَنَحْنُ الْوَسِيْلَةُ إِلَى اللهِ وَالْوُصْلَةُ إِلٰى رِضْوَانِ اللهِ وَلَنَا الْعِصمَة وَالْخِلَافَةُ وَالْهِدَايَةُ وَفِيْنَا النُّبُوَّةُ وَالْوِلَايَةُ وَالْإِمَامَةُ وَنَحْنُ مَعْدِنُ الْحِكْمَةُ وَبَابُ الرَّحْمَةِ وَشَجَرَةُ الْعِصْمَةِ وَنَحْنُ كَلِمَةُ التَّقْوٰى وَالْمَثَلُ الْأَعْلٰى وَالْحُجَّةُ الْعُظْمٰى وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى الَّتِي مَنْ تَمَسَّكَ بِهَا نَجَا۔

"ہم خدا تک رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں اور رضوان خدا سے ملاقات کا ذریعہ ہیں، عصمت، خلافت اور ہدایت ہمارے گھر کی باندی ہے، نبوت، امامت اور ولایت ہمارے درمیان منحصر ہے، ہم حکمت کا منبع اور دروازۂ رحمت ہیں، کلمہ تقویٰ، مثل اعلیٰ، حجت کبریٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہم ہیں جو اس سے چمٹ گیا نجات پا گیا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کی نظر میں تخلیق امام

امام شکم مادر میں آواز سنتا ہے، جب وہ متولد ہوتا ہے تو اس کے لیے نور کا ایک ستون آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، وہ بندوں کے اعمال دیکھتا ہے۔ جب وہ ایک بلند قد و قامت اور خوب رو نوجوان ہوتا ہے تو اس کے بائیں زانو پر یہ آیہ شریفہ لکھی جاتی ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(الانعام٦:١١٥)

"اور آپ کے رب کا کلمہ قرآن صداقت و عدالت کے اعتبار سے بالکل مکمل ہے، اسے کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے، وہ سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی ہے" (بحار الانوار جلد ۲۵، صفحہ ۳۸، بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۱)

مذکورہ کتاب میں ابوبصیر سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے:

جس سال حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام متولد ہوئے۔ اس سال میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، جس وقت ہم مقام ابواء (یہ مدینہ اور جحفہ کے درمیان ایک دیہات ہے جہاں پر رسول خداؐ کی والدہ گرامی حضرت آمنہ علیہا السلام کا مرقد مطہر ہے) پر پہنچے تو امام علیہ السلام نے اپنے تمام اصحاب کے لیے بہت مزید ناشتہ منگوایا۔ ہم سب کھانے میں مصروف تھے کہ اچانک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زوجہ حمیدہ کی طرف سے ایک قاصد آیا اور اس نے کہا کہ حمیدہ کہتی ہے کہ مجھے ولادت کا درد شروع ہو چکا ہے۔ چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ اس بچے کی ولادت کے وقت آپ کی عدم موجودگی کی صورت میں کوئی

قدم نہ اٹھاؤں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور وہاں سے خوش حال اور مسکراتے ہوئے رخصت ہوئے، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آنحضرت نے اپنی آستینیں اوپر چڑھائی ہوئی ہیں اور مسکراتے ہوئے واپس آئے۔

ہم نے کہا! خداوند متعال آپ کو ہمیشہ خوشی نصیب فرمائے اور آپ کی آنکھیں روشن کرے، آپ کی زوجہ حمیدہ نے کیوں بلایا تھا؟ آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹا عطا کیا ہے جو خداوند کریم کی بہترین مخلوقات میں سے ہے۔ حمیدہ نے مجھے اس مولود کی ایک بات بتائی ہے جبکہ وہ بات میں پہلے سے جانتا تھا۔''

میں نے عرض کیا:

''آپ پر قربان جاؤں آپ کی زوجہ نے کیا بتایا ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''اس نے کہا ہے کہ جب یہ مولود متولد ہوا ہے تو اس نے اپنے ہاتھ زمین پر رکھے اور سر آسمان کی طرف بلند کیا۔ میں نے اس سے کہا: یہ کام تو رسولِ خدا کے جانشین کا ہے۔''

میں نے عرض کیا: ''آپ پر قربان جاؤں یہ عمل کس طرح امام کی نشانی ہے''

آپ نے فرمایا: جس رات میرے جد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے اس رات ایک شخص ان کے والد گرامی جو کہ سوئے ہوئے تھے ان کی خدمت میں ایک کاسہ لے کر حاضر ہوا، جس میں ایسا شربت تھا جو پانی سے زیادہ رقیق، مکھن سے زیادہ ملائم، شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا وہ انہیں پلایا، اور زوجہ کے پاس جانے کا حکم دیا، وہ خوشی کے عالم میں اٹھے اور اپنی زوجہ کے پاس گئے، اس طرح سے میرے جد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے۔

جس رات میرے والد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے، وہی شخص میرے جدِ بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا، وہی شربت انہیں پلایا اور زوجہ کے پاس جانے کا حکم دیا، اس طرح سے میرے والد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے۔

جس رات میں شکم مادر میں منتقل ہوا، وہی شخص میرے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا، انہیں وہی شربت پلایا جو میرے اجداد کو پلایا گیا تھا، میرے پدر بزرگوار کو زوجہ کے پاس جانے کا حکم دیا، وہ خوش و خرم اپنی بیوی کے پاس گئے۔ اس طرح سے میں شکم مادر میں منتقل ہوا۔

جس رات میرا یہ فرزند شکم مادر میں منتقل ہوا، وہی شخص میرے پاس آیا اور مجھے وہی کچھ پلایا جو میرے اجداد کو پلایا گیا تھا، اس کے بعد مجھے وہی حکم دیا گیا جو انہیں دیا گیا تھا۔ مجھے علم تھا کہ خدا مجھے کیا عطا کرنے والا ہے۔ میں راضی خوشی اپنی زوجہ کے پاس گیا۔ اس طرح سے میرے یہ فرزند شکم مادر میں منتقل ہوئے۔

پس ہر معصوم شربت کی صورت میں شکم مادر میں منتقل ہوا کہ جس کے بارے میں، میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ چالیس دن گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ شکم مادر میں نورانی ستون نصب کرتا ہے جسے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ چار ماہ گزرنے کے بعد ایک فرشتہ بنام "حیوان" آتا ہے، وہ ان کے بازو پر تحریر کرتا ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(سورہ انعام آیہ ۱۱۵)

چونکہ امام جب متولد ہوتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے ہاتھ زمین پر رکھتے ہیں سر آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں جس وقت وہ زمین پر ہاتھ رکھتے ہیں درحقیقت ان علوم کو حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے زمین پر نازل کیے اور جس قدر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں تو اس وقت عرش کے درمیان سے افق اعلیٰ پر پروردگار کی طرف سے منادی انہیں ان کے اور ان کے والد بزرگوار کے نام سے ندا کرتے ہوئے کہے گا:

يَا فُلَانُ! اِثْبِتْ ثَبَّتَكَ اللّٰهُ فَلِعَظِيمٍ مَا خَلَقْتُكَ أَنْتَ صَفْوَتِي مِنْ خَلْقِي وَمَوْضِعُ سِرِّي وَعَيْبَةُ عِلْمِي، لَكَ وَلِمَنْ تَوَلَّاكَ أَوْجَبْتُ رَحْمَتِي وَأَسْكَنْتُ جَنَّتِي وَأَحْلَلْتُ جِوَارِي ثُمَّ وَعِزَّتِي لَأُصْلِيَنَّ مَنْ عَادَاكَ أَشَدَّ عَذَابِي وَإِنْ أَوْسَعْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سَعَةِ رِزْقِي۔

"اے فلاں شخص! ثابت قدم ہو جا، خدا تجھے ثابت قدم رکھے، قسم ہے مجھے اس عظمت کی جس کے ذریعے میں نے تمہیں پیدا کیا، آپ میری مخلوق میں سے برگزیدہ ترین، میرے راز کا مقام اور میرے علم کا خزانہ دار ہو، آپ پر اور جو بھی آپ کی پیروی کرے گا اس پر میں نے اپنی رحمت واجب قرار دی ہے، میں نے اسے بہشت میں اپنے ہمسائے میں رکھا ہے، مجھے میری عزت کی قسم، جو بھی آپ کے ساتھ دشمنی رکھے گا اُسے میں اپنے سخت عذاب کے ذریعے جلاؤں گا۔ اگرچہ میں اسے بھی رزق و روزی فراوانی سے عطا کرتا ہوں۔"

جب منادی کی ندا ختم ہوگئی تو امام علیہ السلام اس کے جواب میں مندرجہ ذیل آیہ شریفہ تلاوت فرمائیں گے:

شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰئِكَةُ......

"اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور فرشتے گواہ ہیں" (سورۃ آل عمران ۳ آیہ ۱۸)

چونکہ اس طرح سے کہہ رہا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اس علم کو اول اور علم آخر عطا فرماتا ہے اور اسے شب قدر ملاقات روح کا سبب قرار دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا: "آپ پر قربان جاؤں کیا روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں ہیں؟"

آپ نے فرمایا: ''جبرئیل فرشتوں میں سے ہیں جبکہ روح ایسی مخلوق ہے جو فرشتوں سے بزرگ تر ہے۔ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں پڑھا ہے؟

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ۔ (سورہ قدر آیہ ۴)

''ملائکہ اور روح نازل ہوتے ہیں''۔

امام شکم مادر میں گفتگو سنتے ہیں

کتاب بصائر الدرجات میں تفسیر برہان سے نقل کرتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے روایت کی ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

لَا تَتَكَلَّمُوا فِي الْاِمَامِ فَاِنَّ الْاِمَامَ يَسْمَعُ الْكَلَامَ وَهُوَ جَنِيْنٌ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ۔

''امام علیہ السلام کے مقام و منزلت کے بارے میں گفتگو نہ کریں کیونکہ امام وہ ہوتے ہیں جو شکم مادر میں بھی سنتے ہیں''

جب امام دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو فرشتہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان مندرجہ ذیل آیہ کریمہ لکھتا ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(سورہ انعام آیہ ۱۱۵)

''اور تمہارے رب کا کلمہ از روئے صدق و عدل پورا ہو گیا۔ اس کے کلموں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے''

امام علیہ السلام جب حکم الٰہی نافذ فرماتے ہیں، تو ہر شہر سے نور کا ایک ستون بلند ہوتا ہے، جس کی روشنی میں وہ بندوں کے اعمال دیکھتے ہیں۔ (بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۵، تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۵۵۰)

مذکورہ آیت شریفہ کی توضیح و تفسیر کے بعد یونس بن ظبیان سے روایت منقول ہے:

فَاِذَا خَرَجَ اِلَى الْاَرْضِ اُوْتِيَ الْحِكْمَةَ وَزُيِّنَ بِالْعِلْمِ وَالْوَقَارِ وَاُلْبِسَ الْهَيْبَةَ وَجُعِلَ لَهٗ مِصْبَاحٌ مِّنْ نُّوْرٍ فَعَرَفَ بِهِ الضَّمِيْرَ وَيَرٰى بِهٖ اَعْمَالَ الْعِبَادِ۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۲، بحار جلد ۲۵ صفحہ ۳۹)

''جب امام شکم مادر سے دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو انہیں حکمت عطا کی جاتی ہے، علم و وقار سے مزین کیا جاتا ہے، ان کے جسم ملکوتی پر لباس ہیبت پہنایا جاتا ہے اور ان کے نور کو ایک چراغ قرار دیا جاتا ہے،

جس کے ذریعے وہ لوگوں کے ضمیر کی شناخت کرتے ہیں اور ان کے اعمال دیکھتے ہیں"۔

امام کی صفات

معانی الاخبار، خصال اور عیون اخبار الرضا میں حسن بن فضال اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

لِلْإِمَامِ عَلَامَاتٌ يَكُونُ أَعْلَمَ النَّاسِ وَأَحْكَمَ النَّاسِ وَأَتْقَى النَّاسِ وَأَحْلَمَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَسْخَى النَّاسِ وَأَعْبَدَ النَّاسِ وَيُولَدُ مَخْتُوناً وَيَكُونُ مُطَهَّراً وَيَرَى مِنْ خَلْفِهِ كَمَا يَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا يَكُونُ لَهُ ظِلٌّ۔

"امامؑ کی چند علامات ہوتی ہیں وہ تمام لوگوں سے عالم ترین، بہترین فیصلے کرنے والے، پرہیزگار ترین، بردبار ترین، شجاع ترین، سخی ترین اور عبادت گزار ترین ہوتے ہیں، وہ جب دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو ختنہ شدہ اور پاک و مطہر ہوتے ہیں جس طرح وہ اپنے سامنے سے دیکھتے ہیں اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھ سکتے ہیں ان کا کوئی سایہ نہیں ہوتا ہے۔"

جب وہ شکم مادر سے دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو وہ اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھتے ہیں اور بلند آواز سے شہادتیں یعنی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ پڑھتے ہیں۔

ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے، وہ فرشتوں کی آواز سنتے ہیں، رسول خداؐ کی زرہ ان کے انداز کی ہوتی ہے، ان کا پیشاب و پاخانہ نظر نہیں آتا، کیونکہ اللہ نے زمین کو اس بات پر مامور کیا ہے کہ جو کچھ ان کے بدن مبارک سے خارج ہو ہڑپ کر جائے۔

امام علیہ السلام کے بدن کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بیشتر اور پاکیزہ ہوتی ہے، لوگوں کی جان پر انہیں مکمل اختیار ہوتا ہے اور لوگوں کے لیے ماں باپ سے زیادہ مہربان اور دل سوز ہوتے ہیں۔

وہ خداوند قدوس کی بارگاہ میں تمام لوگوں کی نسبت زیادہ متواضع ہوتے ہیں، خدا نے جس چیز پر انہیں مامور کیا ہے، اس پر عامل تر ہیں اور جس چیز سے منع فرمایا ہے، اسے کبھی بھی انجام نہیں دیتے ہیں۔ ان کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے اگر وہ دعا کریں کہ پتھر کے دو ٹکڑے ہو جائیں تو وہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

رسول خداؐ کا اسلحہ اور شمشیر ذوالفقار انہیں کے پاس ہے وہ صحیفہ بھی امام کے پاس ہوتا ہے جس میں قیامت تک کے آنے والے ان کے شیعوں، حبداروں اور دشمنوں کے نام تحریر شدہ ہیں۔

وَتَكُونُ عِندَهُ الجَامِعَةُ وَهِيَ صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبعُونَ ذِرَاعاً، فِيهَا جَمِيعُ مَا يَحتَاجُ إِلَيهِ وَلَدُ آدَمَ۔

''امام علیہ السلام کے پاس جامعہ ہے، یہ ایسا صحیفہ ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اس میں ہر وہ چیز تحریر ہے جس کی انسان کو احتیاج ہے۔''

امام معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جفرا کبر اور اصغر ہمارے پاس ہے جو بکری اور گوسفندی کی کھال سے بنا ہے۔ان میں تمام علوم حتیٰ خراش کا جرمانہ اور ایک تاریانہ یا آدھا یا ایک تہائی کا حکم بھی تحریر کیا گیا ہے اور مصحف فاطمہ ہمارے پاس ہے۔''

(معانی الاخبار صفحہ ۱۰۱، الخصال جلد ۲ صفحہ ۵۲۸، عیون اخبار الرضا جلد ۱ صفحہ ۶۹، الاحتجاج صفحہ ۴۳۷، بحار الانوار جلد ۳۵، صفحہ ۱۱۶)

علم امامؑ

(۶۸۳۔۱۱) کتاب ''اختصاص'' شیخ مفید اور بصائر الدرجات میں مذکور ہے کہ ابان بن تغلب کہتے ہیں: میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک یمنی عالم ان کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

''اے یمنی! کیا تمہارے درمیان علماء و دانشمند موجود ہیں؟''

اس نے کہا: ''ہاں! یابن رسول اللہ''

آنحضرت نے فرمایا: ''ان علماء کا علم کس حد تک ہے؟''

اس نے کہا: ''وہ ایک ماہ کا سفر ایک رات میں طے کر لیتا ہیں، پرندے سے فال لیتے ہیں''

آنحضرت نے فرمایا: ''پس عالم مدینہ تمہارے عالم سے علم میں زیادہ ہے؟''

اس نے کہا: ''آپ کے عالم کا علم کہاں تک ہے؟''

آپ نے فرمایا:

إِنَّهُ يَسِيرُوا فِي (كُلِّ) صَبَاحٍ وَاحِدٍ مَسِيرَةَ سَنَةٍ كَالشَّمْسِ إِذَا أُمِرَتْ، إِنَّهَا اليَومَ غَيرُ مَأمُورَةٍ وَلَكِن إِذَا أُمِرَتْ تَقَطَّعَ إِثْنَي عَشَرَ شَمْساً وَاثْنَي عَشَرَ قَمَراً وَاثْنَي عَشَرَ مَشرِقاً وَاثْنَي عَشَرَ مَغرِباً وَاثْنَي عَشَرَ بَرّاً وَاثْنَي عَشَرَ بَحراً وَاثْنَي عَشَرَ عَالَماً۔

''وہ ہر صبح ایک سال کی مسافت سے زیادہ اسے طے کرتا ہے جیسے سورج، اگر اسے حکم ہوا بے شک فی الحال اس سے زیادہ اسے حکم نہیں ہے، لیکن اگر اسے حکم ہو تو وہ بارہ (۱۲) سورجوں، بارہ چاندوں،

بارہ شرقوں، بارہ مغربوں، بارہ خشکیوں، بارہ سمندروں اور بارہ جہانوں کی مسافت طے کرتا۔"

راوی کہتا ہے۔اس یمنی کے پلے کچھ نہیں پڑا، وہ نہیں سمجھ سکا کہ اب کیا کہوںؑ، لہٰذا امام نے یہاں پر ہی اپنی گفتگو ختم کی۔

علم امامؑ کی کم ترین فضیلت

(۶۸۴۔۱۲)۔ کتاب بصائر الدرجات میں لکھتے ہیں کہ علی بن جعفر کہتے ہیں: میں نے حضرت علی موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

لَو اُذِنَ لَنَا لَاَخبَرنَا بِفَضلِنَا۔

"اگر مجھے اجازت دی گئی ہوتی تو میں لوگوں کو اپنے فضائل سے آگاہ کرتا"

میں نے کہا: "کیا آپ کا علم بھی ان فضائل میں شامل ہے۔"

آپ نے فرمایا:

اَلعِلمُ اَیسَرَ مِن ذٰلِكَ۔

"ہمارا علم ہمارے کم ترین فضائل میں سے ہے۔" (بصائر الدرجات صفحہ ۱۲، بحار جلد ۲۵ صفحہ ۳۷۱، مختصر البصائر صفحہ ۶۸)

(۶۸۵۔۱۳) کتاب بصائر الدرجات میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن بکر ارجانی ایک مفصل حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یَابنَ بَکر! اِنَّ قُلُوبَنَا غَیرَ قُلُوبِ النَّاسِ اِنَّا مُصفُّونَ مُصطَفُونَ نَرٰی مَالَا یَرٰی النَّاسُ وَنَسمَعَ مَالَا یَسمَعُونَ وَاِنَّ المَلَائِکَۃَ تَنَزَّلُ عَلَینَا فِی رِحَالِنَا وَنقلَّبُ عَلٰی فَرشِنَا وَتُشهِدُ طَعَامَنَا وَتحضُرُ مَوتَانَا۔

"اے ابن بکیر! بے شک ہمارے دل لوگوں کے دلوں کی طرح نہیں ہیں، ہم پاکیزہ و برگزیدہ ہیں، ہم وہ کچھ دیکھتے ہیں جو لوگ نہیں دیکھ سکتے، ہم وہ کچھ سنتے ہیں جو لوگ نہیں سن سکتے، ملائکہ ہمارے گھروں پر نازل ہوتے ہیں، وہ ہمارے صحن خانہ میں قدم رنجہ ہوتے ہیں، وہ ہمارے دسترخوان کے شاہد ہیں اور ہماری تشیع جنازہ میں حاضر ہوتے ہیں۔"

وہ ہمیں ان اخبار سے باخبر کرتے ہیں جو ابھی تک واقع نہیں ہوتیں۔ وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، ہمارے لیے دعا کرتے ہیں، اپنے پر بطور تبرک ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، ہمارئ لیے دعا کرتے ہیں، اپنے پر بطور تبرک ہمارے ساتھ مس

کرتے ہیں، ہمارے بچوں کو اپنے پروں پر جھولے دیتے ہیں، زمین پر اگنے والی ہر موسم کی چیزیں ہم تک پہنچاتے ہیں اور ہر زمین کا پانی ہمارے پاس لاتے ہیں جو برتنوں میں پایا جاتا ہے۔"

میں نے عرض کیا:" آپ پر قربان جاؤں اس پہاڑ کی انتہا کہاں پر ہے؟"

آپ نے فرمایا: اس پہاڑ کی آخیر چھٹی زمین تک ہے، اور جہنم ان زمینوں میں سے کسی ایک زمین کی وادی میں ہے اس وادی میں نگہبانوں کی تعداد آسمان کے ستاروں، بارش کے قطروں اور جو کچھ سمندروں اور زمین میں ہے سے زیادہ ہے، جس فرشتے کی جوڈیوٹی ہے وہ اسے انجام دینے میں کوتاہی نہیں کرتا۔"

میں نے عرض کیا:" کیا یہ تمام اطلاعات فرشتے آپ تمام کے لیے لاتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا:" نہیں یہ اطلاعات واخبار زمانے کے امام تک خود پہنچتی ہیں، ہمارا علم وقدرت اس حد تک ہے کہ لوگ اسے سمجھ نہیں سکتے اور اس بارے میں کسی قسم کی قضاوت نہیں کر سکتے، لیکن ہم ان موارد میں حکم کرتے ہیں، اگر کوئی ہمارے حکم کو قبول نہیں کرتا تو فرشتے اسے قبول کرنے پر مجبور کرتے ہیں، اور نگہبانوں کو حکم دیتے ہیں، کہ انہیں ہمارا قول قبول کرنے پر مجبور کریں، اگر کوئی جن مخالفت کرتا یا کافر ہو جاتا ہے تو اسے باندھ دیتے ہیں اور اس وقت تک شکنجے دیتے ہیں جب تک وہ ہمارے حکم کو قبول نہ کرلے"

میں نے عرض کیا:" آپ پر قربان جاؤں کیا امام مشرق ومغرب کے درمیان دیکھ سکتا ہے؟"

آپ نے فرمایا:" اے ابن بکیر! وہ کس طرح سے مشرق اور مغرب والوں کا امام ہوسکتا ہے جبکہ وہ نہ تو ان کو دیکھتا ہو اور نہ ہی ان کے درمیان حکم کرتا ہو؟ وہ ان کے لیے کس طرح سے حجت اور امام ہوسکتا ہے جو اس کی نظروں سے پنہاں اور قدرت سے باہر ہوں؟ اور انہیں بھی اپنے امام تک رسائی کی قدرت نہ ہو؟ اگر امام لوگوں کو دیکھ نہیں سکتا وہ تو وہ کس طرح سے احکام الٰہی ان تک پہنچائے گا اور ان پر گواہی دے گا؟"

وہ ان کے لیے کس طرح سے حجت اور امام ہوسکتا ہے جو اس کی نظروں سے پوشیدہ ہو، اور کوئی چیز امام اور ان لوگوں کے درمیان احکام خدا پہنچانے سے مانع ہو۔؟

درحالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۤفَّةً لِّلنَّاسِ (سورۂ سباء، آیہ ۲۸)

" ہم نے تمھیں نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے"

یعنی ہم نے تمھیں کرۂ ارض پر بسنے والے تمام انسانوں کے لیے بھیجا ہے۔

پیغمبرؐ کے بعد حجت کون؟

وَالْحُجَّةُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ يَقُومُ مَقَامَهُ وَهُوَ الدَّلِيلُ عَلَى مَا تَشَاجَرَتْ فِيهِ الْأُمَّةُ

وَالْاَخْذُ بِحُقُوقِ النَّاسِ وَالْقِيَامُ بِاَمْرِ اللّٰهِ وَالْمُنْصِفُ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ۔

''امام پیغمبرؐ کے بعد حجت اور اس کا قائم ہوتا ہے، وہ ان مشکلات کا حل ہوتا ہے جو امت کے درمیان پیدا ہوتی ہیں، لوگوں کے حقوق کا محافظ و رافع ہوتا ہے۔ حکم خدا سے قیام کرنے والا اور منصف ہوتا ہے''

پس اگر لوگوں کے درمیان کوئی ایسا نہ ہو جس کا حکم نافذ ہو، تو پھر امر خدا کا نفاذ کیسے ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ۔ (سورہ فصلت آیہ ۵۳)

''ہم عنقریب اپنی نشانیوں کو تمام اطراف عالم میں اور خود ان کے نفسوں کے اندر دکھلائیں گے''

پس ہمارے علاوہ آفاق میں کون سی نشانیاں ہیں جو خدا نے زمین کے باسیوں کو دکھائی ہوں؟ ایک اور جگہ پر ارشاد ہو رہا ہے:

مَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا۔

''اور ہم انہیں جو بھی نشانیاں دکھلاتے تھے وہ پہلے والی نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی۔''

پس وہ کون سی نشانی ہے جو ہم سے عظیم تر ہے؟

خدا کی قسم! بے شک بنی ہاشم اور بنی قریش اس چیز سے آگاہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے، لیکن حسد نے انہیں اس طرح تباہ و برباد کر دیا، جس طرح شیطان کو ہلاک و برباد کیا ہے۔ انہیں جب اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے تو ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں، ہم وضاحت سے راہ حل بیان کرتے ہیں، وہ اس وقت کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ علم صرف آپ کے پاس ہے۔ جب ہم سے جدا ہوتے ہیں اور دوسروں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے آج تک ان کے پیروکاروں سے زیادہ گمراہ کسی کو نہیں دیکھا۔

امام حسینؑ کی زیارت قبر کے بارے میں سوال:

ابن بکر نے عرض کیا: ''آپ پر قربان جاؤں، مجھے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں آگاہ فرمائیں، اگر کوئی ان حضرت کی زیارت قبر کرلے تو کیا اس سے کوئی چیز ملے گی؟''

آپؑ نے فرمایا: اے ابن بکر! تم نے کتنا بڑا سوال کیا ہے؟ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے والد، والدہ اور بھائی امام حسنؑ کے ہمراہ رسول خداؐ کے پاس ہیں وہ وہاں پر اس طرح زندگی گزار رہے ہیں جس طرح رسول خداؐ گذارتے ہیں، وہ وہاں پر اس طرح رزق تناول فرماتے ہیں جس طرح آنحضرت تناول فرماتے ہیں۔ البتہ اگر ان ایام میں نبش قبر کی جائے تو وہ وہاں پر ہی ہوں گے، لیکن وہ پروردگار کے حکم کے مطابق زندہ ہیں، اور اپنے سپاہیوں کے مقام کی طرف نگاہ کرتے ہیں اور پھر عرش الٰہی کی طرف دیکھتے ہیں کہ کس وقت انہیں بلائے جانے کا حکم صادر ہوتا ہے''

وہ عرش الٰہی کے دائیں طرف تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں۔ اے میرے پروردگار! آپ نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا فرما، وہ اپنے زائر کو دیکھتے ہیں، اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور خدا کے نزدیک ان کے درجات و مقامات سے آگاہ ہیں، وہ تمہیں تمہاری اولاد اور تمہارے گھر کو تم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں، وہ ان لوگوں کو بھی دیکھتے ہیں جو ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اپنے والد بزرگوار سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی گزارش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔"

لَو تَعلَمُ اَیُّهَا البَاکِی! مَا اُعِدَّ لَکَ لَفَرِحتَ اَکثَرَ مِمَّا جَزَعتَ۔

"اے گریہ کرنے والے! اگر تمہیں علم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کیا آمادہ کیا ہوا ہے تو تمہاری خوشی تمہارے گریہ سے بیشتر ہو جائے گی۔"

آسمان پر جو فرشتہ بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے حرم یا کسی دوسرے مقام پر آنحضرت پر گریہ کرنے کی آواز سنتا ہے تو از لحاظ محبت ان کے لیے استغفار کرتا ہے۔ (کامل الزیارات ص ۱۴۱۔ الاختصاص، ص ۴۰ ۵) (بحار الانوار جلد ۲۵، صفحہ ۳۷۵)

زمینی اشیاء کیسے امام کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں؟

(۶۸۶۔ ۱۴) کتاب بحار الانوار میں مذکور ہے کہ اسود بن سعید کہتا ہے: میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا تو آپ نے میرے سوال کیے بغیر گفتگو کا آغاز کیا اور فرمایا:

نَحنُ حُجَّةُ اللہِ وَنَحنُ بَابُ اللہِ وَنَحنُ لِسَانُ اللہِ وَنَحنُ وَجهُ اللہِ وَنَحنُ عَینُ اللہِ فِی خَلقِهٖ وَنَحنُ وُلَاۃُ اَمرِ اللہِ فِی عِبَادِهٖ۔

(المحتضر صفحہ ۱۲۷، بحار جلد ۲۵ صفحہ ۳۸۴، اختصاص صفحہ ۳۱۸)

"تمام مخلوق خدا میں سے حجت خدا، باب اللہ، لسان اللہ، وجہ اللہ ہم ہیں اور اس کے تمام بندوں میں سے صاحبان امر خدا ہم ہیں۔"

اس کے بعد فرمایا:

"اے اسود بن سعید! ہمارے اور تمام زمینوں کے درمیان معمار کے دھاگے کی مانند ایک دھاگا ہے، ہم جب بھی کسی امر پر مامور ہوتے ہیں تو اس دھاگے کو کھینچتے ہیں، زمین کا مرکز اپنے بازاروں اور گھروں سمیت ہمارے پاس حاضر ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ ہم حکم خدا لاگو کرتے ہیں۔"

ارادۂ امامؑ ارادۂ خدا

(۶۹۷۔ ۱۵) مذکورہ کتب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ مفضل کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَو اُذِنَ لَنَا اَنْ نُعْلِمَ النَّاسَ حَالَنَا عِنْدَ اللهِ وَمَنْزِلَتَنَا مِنْهُ لَمَّا احْتَمَلْتُم۔

"اگر ہمیں اجازت دی گئی ہوتی کہ ہم لوگوں کو اللہ کے نزدیک اپنا مقام و مرتبہ بتائیں (کہ کیا ہے) تو تم اسے تحمل نہیں کر پاؤ گے۔"

آپ سے پوچھا گیا کیا اس سے آپ کی مراد آپ کا علم ہے؟ آپ نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ اَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّ الْاِمَامَ وَكْرُ لِاِرَادَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ لَايَشَاءُ اِلَّا مَنْ يَّشَاءُ اللهُ۔

"علم اس مرتبے کا کم ترین درجہ ہے، بے شک امام علیہ السلام ارادۂ خدا کا آشیانہ ہیں، وہ وہی کچھ چاہتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے۔"

علم امامؑ بزبان امامؑ

(۶۸۸۔۱۶) کتاب امالی میں لکھتے ہیں کہ ابوحمزہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے علوم کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا:

مِنَّا مَنْ يُنْكَتُ فِي قَلْبِهٖ وَمِنَّا مَنْ يُقْذَفُ وَمِنَّا مَنْ يُخَاطَبُ۔

(امالی شیخ طوسی، صفحہ ۴۰۷، بحار جلد ۲۶، صفحہ ۱۹)

"ہم بعض آئمہ کے دلوں میں اشارہ کیا جاتا ہے، بعض کے دلوں میں الہام اور بعض سے خطاب کیا جاتا ہے۔"

جفر احمر، جفر سفید اور مصحف فاطمہؑ کی وضاحت

(۶۸۹۔۱۷) کتاب "ارشاد" اور "احتجاج" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عِلْمُنَا غَابِرٌ وَمَزْبُوْرٌ نُكْتٌ فِي الْقُلُوْبِ وَنَقْرٌ فِي الْاَسْمَاعِ وَاِنَّ عِنْدَنَا الْجَفْرَ الْاَحْمَرَ الْاَبْيَضَ وَمُصْحَفَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَعِنْدَنَا الْجَامِعَةَ فِيْهَا جَمِيْعُ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ النَّاسُ.

"ہمارا علم غابر، مزبور دلوں میں خطور اور کانوں سے ٹکرانے والا ہے۔ بے شک جفر احمر، جفر سفید اور مصحف فاطمہ علیہا السلام ہمارے پاس ہیں، وہ جامعہ بھی ہمارے پاس ہے جس میں لوگوں کی تمام

احتیاجات مندرج ہیں۔"

امام علیہ السلام سے مذکورہ کلام کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

"غابر یعنی اس چیز کا علم ہے جو پیدا ہو گئی، مزبور یعنی اس چیز کا علم ہے جو پہلے سے پیدا ہو چکی ہے۔ دلوں میں خطور سے مراد الہام ہے اور کانوں سے ٹکرانے سے مراد فرشتوں کی آواز سنتا ہے کہ ہم ان کی گفتگو سنتے ہیں، لیکن انہیں دیکھتے نہیں ہیں۔

جفر احمر وہ ظرف ہے جس میں رسول خداؐ کا اسلحہ ہے۔ وہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور سے قبل نہیں نکلے گا۔

جفر سفید ایسا ظرف ہے جس میں توریت موسیٰؑ، انجیل عیسیٰؑ، زبور داؤد اور دیگر آسمانی کتب ہیں۔

مصحف فاطمہؑ ان واقعات پر مشتمل ہے جو انجام پائیں گے اور اس میں ان لوگوں کے اسماء لکھے ہوئے ہیں جو روز قیامت تک حکومت کریں گے۔"

جامعہ کیا ہے؟

وَاَمَّا الْجَامِعَةُ فَهُوَ كِتَابٌ طُوْلُهٗ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا اَمْلَاءُ رَسُوْلِ اللهِ مِنْ فَلَقِ فِيْهِ وَخَطِّ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام بِيَمِيْنِهٖ فِيْهَا وَاللهِ جَمِيْعُ مَا تَحْتَاجُ اِلَيْهِ النَّاسُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى اَنَّ فِيْهِ اَرْشُ الْخُدْشِ وَالْجَلْدَةُ نِصْفُ الْجَلْدَةِ۔

(الاحتجاج جلد ۲ صفحہ ۱۳۴، الارشاد صفحہ ۲۷۴، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۱۸)

"جامعہ ایسی کتاب ہے جس کا طول ستر (۷۰) ہاتھ ہے، جسے پیغمبر اکرمؐ نے اپنی زبان مبارک سے املاء فرمایا ہے اور علی بن ابی طالبؑ نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے، خدا کی قسم اس میں روز قیامت تک لوگوں کی تمام احتیاجات موجود ہیں، حتیٰ کہ اگر کسی کو خراش تک آئی ہو تو اس کی سزا بھی موجود ہے اگر کسی جرم کی سزا ایک کوڑا یا نصف کوڑا ہے وہ بھی مذکور ہے۔"

معرفت معصومینؑ قبولی علم کا ذریعہ

(۶۹۰۔۱۸) کتاب اختصاص میں ہے کہ محمد بن مسلم کہتا ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام کا فرمان ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ اَنَالَ فِي النَّاسِ اَنَالَ وَعِنْدَنَا عُرَى الْعِلْمِ وَاَبْوَابُ الْحِكَمِ وَمَعَاقِلُ

الْعِلْمِ وَضِيَاءُ الْأَمْرِ وَاَوَاخِيْهِ فَمَنْ عَرِفْنَا نَفَعَتْهُ مَعْرِفَتُهُ وَقُبِلَ مِنْهُ عَمَلُهُ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنَا لَمْ يَنْفَعْهُ اللهُ بِمَعْرِفَةِ مَا عَلِمَ وَلَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ عَمَلُكَ

۔(الاختصاص صفحہ ۳۰۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۳۲)

"بے شک رسول خداؐ نے لوگوں کو بہت سے علوم سے بہرہ مند فرمایا (جو بھی کسی نے سوال کیا اسے جواب دیا) صحیح اور خالص علوم حکمت کے دروازے، علم کے گنجینے! روشنائی امر اور اس کی محکم گاہ ہے کہ جو علوم کو نابود اور پراگندہ ہونے سے محفوظ کرتی ہیں، ہمارے پاس پس جس نے ہمیں پہچان لیا، اس کی یہ معرفت اس کے لیے سودمند ہے اور اس کا عمل قبول ہوگا، جس نے ہماری معرفت حاصل نہیں کی اس کا علم اسے کوئی نفع نہیں دے گا گ اور اس کا عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔"

انا انزلناہ سے کیا مراد ہے؟

(۲۹۱۔۱۹) کتاب بصائر الدرجات میں حسن بن عباس بن جریش سے روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت امام جواد علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ نُورٌ كَهَيْئَةِ الْعَيْنِ عَلٰى رَأْسِ النَّبِيِّ وَالْاَوْصِيَاءِ لَا يُرِيْدُ اَحَدٌ مِنَّا عَلِمَ اَمْرٍ مِنْ اَمْرِ الْاَرْضِ اَوْ اَمْرٍ مِنْ اَمْرِ السَّمَاءِ اِلَى الْحُجُبِ الَّتِيْ بَيْنَ اللهِ وَبَيْنَ الْعَرْشِ اِلَّا رَفَعَ طَرْفَهُ اِلٰى ذٰلِكَ النُّوْرِ فَرَاٰى تَفْسِيْرَ الَّذِيْ اَرَادَ فِيْهِ مَكْتُوْبًا۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۴۲، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۸)

"اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ" سے مراد وہ نور ہے جو پیغمبر اسلامؐ اور اوصیاء کرام کے سروں پر خورشید کی طرح چمکتا ہے، ہم میں سے کوئی بھی زمینی یا آسمانی مسائل میں سے کسی مسئلہ کو جاننے کے لیے اللہ اور عرش کے درمیان پردوں کا ارادہ نہیں کرتا۔ ہم میں اگر کوئی کسی مسئلہ کو جاننا چاہے تو وہ اس نور کی طرف دیکھتا ہے۔"

مؤلف کہتا ہے کہ یہاں پر عین سے مراد خورشید ہے۔

زمین پر حجت حکمت خدا ہے

(۲۹۲۔۲۰) مذکورہ کتاب میں علی بن اسماعیل ارزق روایت کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ اَحْكَمُ وَاَكْرَمُ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ وَاَعْدَلُ مِنْ اَنْ يَحْتَجَّ بِحُجَّةٍ ثُمَّ يُغَيِّبُ عَنْهُ

شَیئاً مِن اُمُورِھِم

۔(بصائر الدرجات صفحہ ۱۳۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۸)

"اللہ تعالیٰ اس سے حکیم تر، کریم تر، جلیل تر، بزرگ تر اور عادل تر ہیں کہ وہ اپنے بندوں پر کسی کو حجت تو قرار دے لیکن ان کے امور اس سے پنہاں رکھے"

حضرت علی اور حبدار علی کا تعلق

(۶۹۳۔۲۱) مذکورہ کتابت میں ہے کہ ابو ربیع شامی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے عمرو بن حمق سے ایک حدیث سنی ہے۔

میں نے عرض کیا: عمرو امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، تو اس نے آنحضرت کے چہرے پر زردی کے آثار دیکھے تو اس نے آپ سے پوچھا:

"اس زردی کی کیا وجہ ہے؟" آنحضرت نے اظہار درد و ناراحتی کیا۔ اس کے بعد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّا لَنَفْرَحُ بِفَرَحِكُمْ وَنَحْزَنُ لِحُزْنِكُمْ وَنَمْرَضُ لِمَرَضِكُمْ وَنَدْعُو لَكُمْ وَتَدْعُونَ فَنُؤَمِّنُه۔

"میں آپ کی خوشی میں خوش ہوتا ہوں اور آپ کے حزن میں محزون ہوتا ہوں، آپ کے بیمار ہونے کی صورت میں بیمار ہوتا ہوں، میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں اور جب تم دعا کرتے ہو، پس ہم آمین کہتے ہیں"

عمر کہتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ فرمایا میں سمجھ گیا ہوں لیکن ہم کس طرح سے دعا کریں کہ آپ آمین کہیں؟

آپ نے فرمایا: "ہمارے لیے اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ کوئی ہماری خدمت میں حاضر ہو یا غائب ہو، ہم اس کی دعا سنتے ہیں"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عمرو نے درست کہا ہے"

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۶۰، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۴۰)

فضائل اہل بیتؑ کا منکر بد بخت ہے

(۶۹۴-۲۲) جناب مفید علیہ الرحمہ کتاب "ارشاد القلوب" میں حضرت سلمان فارسی رضوان اللہ علیہ سے ایک حدیث مرفوعہ میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا سَلْمَانُ! اَلْوَيْلُ كُلُّ الْوَيْلِ لِمَنْ لَا يَعْرِفُ لَنَا حَقَّ مَعْرِفَتِنَا وَاَنْكَرَ فَضْلَنَا

"اے سلیمان! بدبختی اور بطور کلی بربادی ہے اس شخص کے لیے جو ہمارا حق نہیں پہچانتا اور ہمارے فضائل کا منکر ہے۔"

"اے سلیمان! حضرت محمدؐ اور سلیمان بن داؤدؑ میں سے کون افضل ہیں؟"

حضرت سلیمان نے کہا: "حضرت محمدؐ افضل ہیں"

حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا: "اے سلیمان! پس آصف بن برخیا جن کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا وہ کس طرح سے پلک جھپکنے سے کم مدت میں تخت بلقیس ملک فارس سے سبا تک لا سکتے ہیں، درحالانکہ میرے پاس ایک ہزار کتاب کا علم ہے تو میں کیوں کر ان سے کئی گناہ زیادہ کام انجام نہیں دے سکتا ہوں۔"

"اللہ تعالیٰ نے شیث بن آدمؑ پر پچاس، حضرت ادریسؑ پر تیس اور حضرت ابراہیمؑ پر بیس صحیفے نازل فرمائے، خداوند متعال نے تورات انجیل، زبور اور فرقان نازل فرمائی۔"

میں نے عرض کیا: "میرے مولا و آقا آپ سچ فرما رہے ہیں۔"

آپ نے فرمایا:

يَا سَلْمَانُ اِنَّ الشَّاكَّ فِي اُمُورِنَا وَعُلُوْمِنَا كَالْمُسْتَهْزِئِ فِي مَعْرِفَتِنَا وَحُقُوقِنَا وَقَدْ فَرَضَ اللهُ وِلَايَتَنَا فِي كِتَابِهٖ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ، وَبَيَّنَ مَا اُوْجِبَ الْعَمَلُ بِهٖ وَهُوَ (غَيْرُ) مَكْشُوفٍ بِه۔

(ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۱۴، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۲۲۱)

"اے سلیمانؓ! جو شخص ہمارے علوم اور امور میں شک و تردید میں مبتلا ہوتا ہے، وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے ہماری معرفت اور حقوق کا مسخرہ اڑایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کو کئی ایک موارد میں واجب فرمایا ہے اور جس چیز پر عمل ہونا چاہیے اسے کھول کر بیان کیا ہے۔"

اہل بیتؑ کی فضیلت

(۶۹۵۔ ۲۳) امالی شیخ صدوق میں ابو بصیر کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَآ اَبَا بَصِيرٍ! نَحنُ شَجَرَةُ الْعِلمِ وَنَحنُ اَهلُ بَيتِ النَّبِيِّ وَفِي دَارِنَا مَهبِطُ جِبرَئِيلَ، وَنَحنُ خُزَّانُ عِلمِ اللهِ وَنَحنُ مَعَادِنُ وَحيِ اللهِ، مَن تَبِعَنَا نَجىٰ وَمَن تَخَلَّفَ هَلَكَ حَقًّا عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ۔

(امالی صدوق صفحہ ۳۸۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۴۰)

''اے ابو بصیر! ہم شجرۂ علم ہیں، ہم اہل بیت پیغمبرؐ ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لاتے ہیں، ہم علم خدا کے خزانے ہیں اور ہم وحی الٰہی کی کان ہیں، جو کوئی ہماری پیروی کرے گا وہ نجات پائے گا، جس نے ہماری مخالفت کی، وہ ہلاک ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ نے یہ چیز اپنے اوپر لازم کی ہوتی ہے۔''

بعض مخلوق کو اللہ نے اپنے نور سے پیدا کیا

(۶۹۶۔ ۲۴) جناب شیخ مفید اپنی کتاب ''توحید اور معانی الاخبار'' میں محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کی بعض مخلوقات ایسی ہیں جنہیں اس نے اپنے نور سے پیدا کیا ہے وہ اللہ کی چشم بینا، سننے والے کان، بولنے والی زبان اور لوگوں کے درمیان ایسے ہیں جنہیں خدا نے اجازت دے رکھی ہے۔ جو کچھ نازل ہوا وہ اس کے امین ہیں وہ خدا کی طرف سے حجت اور دلیل ہیں اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے گناہ بخش دیتا ہے، ظلم ختم کرتا ہے اور ان کی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ انہی کے وسیلے سے مردے زندہ ہوتے ہیں، انہیں کے ذریعے لوگوں کا امتحان لیا جاتا ہے اور انہیں کے واسطے سے اپنے حکم اور فیصلے کا اجراء کرتا ہے۔''

آپ نے فرمایا: ''(جو یہ سب کچھ انجام دیتے ہیں) وہ پیغمبر اکرمؐ کے اوصیاء کرام اور جانشین ہیں۔''

(التوحید صفحہ ۱۶۷، معانی الاخبار صفحہ ۱۴، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۴۰)

لسانُ اللہ اور وجہ اللہ کون؟

(۶۹۷۔ ۲۵) کتاب بصائر الدرجات میں اسود بن سعید سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے میرے سوال کیے بغیر اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

''تمام لوگوں میں سے ہم حجت خدا، دروازۂ لسان اللہ، وجہ اللہ اور عین اللہ ہیں، ہم بندگان خدا کے درمیان اولی الامر ہیں۔''

(بصائر الدرجات صفحہ ۶۱، بحار جلد ۲۴۶ صفحہ ۲۴۶ و صفحہ ۲۸۶)

عبادت خدا کا وسیلہ

(۶۹۸_۲۶) مذکورہ کتاب میں عبدالرحمن بن کثیر روایت کرتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

نَحنُ وُلَاۃُ اَمرِ اللہِ وَخَزَنَۃ عِلمِ اللہ وَعَیبَۃُ وَحیِ اللہِ وَاَھلُ دِینِ اللہِ وَعَلَینا اَنزَلَ کِتَابُ اللہِ وَبِنَا عُبِدَ اللہِ وَلَولَانا مَا عُرِفَ اللہِ وَنَحنُ وَرَثَۃُ نَبِیِّ اللہِ وَعِترَتہ

(بصائر الدرجات صفحہ ۶۱، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۱۰۶)

''ہم ہیں امر خدا کے فرماں روا، علم خدا کا خزانہ، وحی خدا کا گنجینہ اور اہل دین خدا، کتاب خدا ہمارے اوپر نازل ہوئی ہے، ہمارے وسیلہ سے خدا کی عبادت کی جاتی ہے، اگر ہم نہ ہوتے تو خدا کو پہچانا نہ جاتا اور ہم پیغمبر خدا کے وارث اور اس کی عترت ہیں۔''

مولف کہتا ہے کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ خدا کی عبادت ہمارے وسیلہ سے ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے لوگوں کو خدا کی پرستش کا سلیقہ سکھایا ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ ممکنہ حدود تک عبادت خدا کا حق ادا کیا ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ اگر ہم نہ ہوتے تو خدا کی شناخت نہ ہوسکتی تو اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے علاوہ خدا نے کسی کو نہیں پہچانا، یا یہ کہ ہم نے لوگوں کو خدا کا صحیح طور پر تعارف کروایا ہے اور یا یہ مراد ہے کہ لوگوں نے ہمارے علم وفضل اور جلالت وعظمت کی وجہ سے خدا کی جلالت وعظمت اور قدر ومنزلت کو پہچانا ہے۔

اہل بیتؑ کا مقام ومرتبہ

(۶۹۹_۲۶) کتاب بحار الانوار میں محمد بن سنان سے روایت نقل ہوئی ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

''ہم ہیں، مشتاقان خدا، اس کی بارگاہ میں مقرب، اس کے برگزیدہ ومنتخب شدہ اور میراث انبیاءؑ کے محافظ اور امانت دار۔ ہم ہیں خدا کے امین، اس کی شناخت، اس کی ہدایت کی نشانی اور عروۃ الوثقیٰ۔''

''اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذریعے سے اپنے امور کا آغاز کیا اور ہمارے ہی واسطے سے ہی ان کی انتہا کرے گا، اولین وآخرین ہم ہیں، زمانے کی ناموس ہم ہیں، ہم لوگوں کے آقا ومولیٰ، سیاست مدار جہان، محکم اور صراط مستقیم ہیں، کائنات کے وجود کی

علت اور حجت معبود ہم ہیں، جو ہمارے حق سے جاہل ہے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کرے گا۔"

"ہم نبوت و رسالت کے چراغ، تمام انوار کے لیے نور اور کلمہ جبار ہیں، ہم حق کا وہ پرچم ہیں جو اس کے زیر سایہ آ گیا وہ نجات پا جائے گا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ گمراہ ہو جائے گا، ہم ہیں دین مبین کے پیشوا اور روشن چہروں کے راہنما، ہم ہیں معدن نبوت اور محل رسالت، فرشتے ہمارے ہاں رفت و آمد کرتے ہیں، ہم اس شخص کے لیے نورانی چراغ ہیں جو نور کی تلاش میں ہے اور اس کے لیے راہ ہدایت ہیں جو ہدایت کا متلاشی ہے، ہم بہشت کی طرف رہبری کرنے والے اور ہدایت کی طرف جانے کی گزرگاہ ہیں، ہمارے درجات بہت بلند و بالا ہیں۔"

"بارش ہمارے وسیلے سے برستی ہے، رحمت خدا ہمارے ذریعے سے نازل ہوتی ہے اور عذاب و بدبختی ہمارے وسیلے سے دور ہوتی ہے۔"

فَمَنْ سَمِعَ هٰذَا الْهُدٰى فَلْيَتَفَقَّدْ فِيْ قَلْبِهٖ حُبَّنَا فَاِنْ وَجَدَ فِيْهِ الْبُغْضَ لَنَا وَالْاِنْكَارَ لِفَضْلِنَا فَقَدْ ضَلَّ لِمَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ لِاَنَّا حُجَّةُ الْمَعْبُوْدِ وَتَرْجُمَانُ وَحْيِهٖ وَعَيْبَةُ عِلْمِهٖ وَمِيْزَانُ قِسْطِهٖ۔

"پس جو شخص ہماری اس ہدایت کو سنتا ہے وہ اپنے دل میں ہماری محبت کی جستجو کرے، اگر اس میں ہماری دشمنی اور ہمارے فضائل سے انکار پایا جائے تو وہ شخص راہ حق سے منحرف ہے، کیونکہ ہم حجت خدا، ترجمان وحی، گنجینہ علم اور میزان عدل و انصاف ہیں۔"

"ہم درخت زیتون کی شاخیں اور نیک لوگوں کی پرورش کرنے والے ہیں ہم اس چراغ دان کا چراغ ہیں جس میں نور کے اوپر نور برقرار ہے ہم وہی برگزیدہ و محکم کلمہ ہیں جو تا قیام قیامت باقی رہے گا کہ جس کی ولایت کا عالم ذر میں پیمان لیا گیا ہے۔"

پیغمبر حضرت دانیالؑ اور اہل بیتؑ سے محبت

(۲۸۔۷۰۰) قصص الانبیاء میں جناب جابر جعفی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے پوچھا:

"حضرت دانیال علیہ السلام کی تعبیر خواب صحیح ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"ہاں وہ پیغمبر تھے، انہیں وحی ہوتی تھی وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوابوں کی تعبیر سکھائی ہیں۔ وہ

صدیق وحکیم تھے، خدا کی قسم! وہ ہم اہل بیتؑ کی محبت کے معتقد تھے۔"

جابر نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا: "کیا آپ اہل بیتؑ کی محبت؟"

امام علیہ السلام نے فرمایا:

أَيْ وَاللهِ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ وَلَا مَلَكٍ إِلَّا وَكَانَ يَدِينُ بِمَحَبَّتِنَا۔

"خدا کی قسم! کوئی نبی یا فرشتہ ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ ہماری محبت کا معتقد ہے

۔" (قصص الانبیاء ۲۲۹، بحار جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۱)

انبیاء نے امیر المومنینؑ کی ولایت کا اقرار کیا

(۲۹۔۱۰۷) کتاب اختصاص میں مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

"خداوند متعال فرمانروائی و بادشاہت میں یکتا ہے اس نے اپنے مخصوص بندوں کو اپنی شناخت کروائی ہے، اس کے بعد اپنا امر ان کے سپرد کر دیا ہے اور بہشت ان کی ملکیت میں دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن وانس میں سے جس کے دل کو پاکیزہ کرنا چاہتا ہے اسے ہماری ولایت کی شناخت کرواتا ہے اور جس کے دل کو فاسد کرنا چاہتا ہے اسے ہماری معرفت سے روک دیتا ہے"

اس کے بعد فرماتے ہیں:

يَا مُفَضَّلُ! وَاللهِ مَا اسْتَوْجَبَ آدَمُ ان يَخْلُقَهُ اللهُ بِيَدِهِ وَيَنْفُخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ إِلَّا بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ عليه السلام وَلَا كَلَّمَ اللهُ مُوسَى تَكْلِيماً إِلَّا بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ وَلَا كَلَّمَ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ آيَةً لِلْعَالَمِينَ إِلَّا بِالْخُضُوعِ عَلِيٍّ عليه السلام۔

"اے مفضل! خدا کی قسم حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کا اپنے ہاتھ سے بنانا اور ان میں اپنی روح پھونکنا صرف حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی اقرار ولایت کے سبب سے ہیں"

"اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو نہیں کی، مگر ولایت علیؑ کے سبب سے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو عالمین کے لیے نشانی قرار نہیں دیا مگر اس خضوع کی وجہ سے جو انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کیا"

اس کے بعد فرمایا:

اجْمَلُ الامْرِ مَا اسْتَأْهَلَ خَلْقٌ مِنَ اللهِ النَّظَرَ إِلَيْهِ إِلَّا بِالْعُبُودِيَّةِ لَنَا۔

"خلاصہ یہ کہ مخلوقات میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو ہماری عبودیت اور غلامی کے بغیر خدا کی نظر لطف

وکرم کا سبب بنی ہو"

(الاختصاص صفحہ ۲۴۴، بحار جلد ۶ صفحہ ۲۹۴)

اصحاب یمین نے علیؑ کی ولایت کا اقرار کیا:

(۷۰۲۔۳۰) صاحب بحار الانوار کتاب مشارق الانوار سے نقل کرتے ہیں: جابر نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے حضرت علی سے فرمایا:

"اے علیؑ! آپ وہ ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالٰی جب اپنی مخلوق کو ابتدائے آفرینش میں وجود عطا کر چکا، تو خداوند متعال نے احتجاج کیا اور فرمایا:"

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى۔ (اعراف آیہ ۱۷۲)

"کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا تو ہمارا پروردگار ہے"

اس کے بعد فرمایا:

"حضرت محمد تمہارے پیغمبر ہیں"

انہوں نے کہا: "کیوں نہیں"

پھر فرمایا: "علی تمہارے امام ہیں"

رسول خداؐ نے فرمایا:

فَأَبَى الْخَلَائِقُ جَمِيعاً عَنْ وَلَايَتِكَ وَالْإِقْرَارُ لِفَضْلِكَ وَعَتَوا عَنْهَا اسْتِكْبَاراً إِلَّا قَلِيلاً مِنْهُمْ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ وَهُمْ أَقَلُّ الْقَلِيلِ۔

"تمام مخلوقات نے آپ کی ولایت اور فضائل کا انکار کیا اور سخت تکبر سے کام لیا، البتہ ایک قلیل گروہ نے اقرار کیا ہے، جو اصحاب یمین ہیں ان کی تعداد بہت ہی کم ہے"

نبی اور وصی موت کے بعد:

(۷۰۱۔۳۱) کراجکی کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

أَنَا أَكْرَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يَدَعَنِي فِي الْأَرْضِ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ۔

"میں خدا کے نزدیک گرامی تر ہوں اس سے کہ قبض روح کے بعد خدا مجھے زمین پر رکھے"

ہمارے نزدیک آئمہ کا بھی یہی حکم ہے۔

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

لَوْمَاتَ نَبِیٌّ بِالْمَشْرِقِ وَمَاتَ وَصِیُّهٗ بِالْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا۔

''اگر کوئی نبی مشرق میں رحلت کرتا ہے اور اس کا وصی مغرب میں ہو تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اکٹھا کر دے گا''

ابو دجانہ کا سوال اور پیغمبر اکرمؐ کا جواب:

(۳۲-۷۰۴) فضل بن شاذانؒ اپنی کتاب ''القائم'' میں تحریر کرتے ہیں کہ جابر ابن عبداللہ کہتے ہیں: ایک دن ہم وجود نازنین رسولؐ کے ارد گرد دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صحابی نے بہشت کے بارے میں گفتگو چھیڑ دی۔

ابو دجانہ کہتے ہیں: اے رسول خدا! ہم نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے:

''جب تک آپ بہشت میں داخل نہیں ہوں گے اس وقت تک بہشت پیغمبروں اور تمام امتوں پر حرام ہے''

آنحضرتؐ نے فرمایا:

''اے ابو دجانہ! کیا آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ کے پاس نور کا ایک پرچم اور ایک ستون ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا ہے اور اس پرچم پر لکھا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۔

''خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں اور آل محمد علیہم السلام اس کی بہترین مخلوق ہے''

پرچم دار علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو سب سے آگے آگے ہیں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا بِكَ وَشَرَّفَكَ وَشَرَّفَنَا بِكَ۔

''سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے آپ کے وسیلہ سے میری ہدایت فرمائی، شرف بخشا اور مجھے آپ کے وسیلہ سے شریف بنایا''

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ مَنْ اَحَبَّنَا وَانْتَحَلَ مَحَبَّتَنَا اَسْكَنَهُ اللّٰهُ مَعَنَا۔

''کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ جو ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہماری محبت کو قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں ہمارے ساتھ جگہ دے گا''

اس کے بعد رسول خداؐ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی:

فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ۔ (سورہ قمر آیہ ۵۵)

''اس پاکیزہ مقام پر جو صاحب اقتدار بادشاہ کی بارگاہ میں ہے''

(المختصر صفحہ ۹۷، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۲۹)

محب اہل بیتؑ کے گناہ معاف ہو جائیں گے:

(۳۴-۲۰۶) کتاب ''امالی'' شیخ طوسی میں مذکور ہے حسین بن مصعب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَن اَحَبَّنَا لِلّٰهِ وَاَحِبَّ مُحِبَّنَا لَا لِغَرَضٍ دُنْيَا يُصِيبُهَا مِنْهُ عَادٰی عَدُوَّنَا لَا لِاِحْنَةٍ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ ثُمَّ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهِ مِنَ الذُّنُوبِ مِثْلُ رَمْلِ عَالِجٍ وَزَبَدِ الْبَحْرِ غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ.

''جو شخص خدا کی خاطر ہم سے اور ہمارے حبداروں سے محبت کرتا ہے البتہ اس میں کوئی دنیاوی غرض نہ ہو اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہو البتہ ان دونوں کے درمیان اپنی دشمنی کا کوئی عمل دخل نہ ہو، اگر وہ شخص ان اوصاف کے ساتھ وارد محشر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دے گا، اگرچہ وہ بیابان کی ریت، سمندر کی جھاگ کے ذرات کے برابر ہی کیوں نہ ہوں''

حضرت علیؑ اور ان کے حبداروں کی محبت:

(۳۵-۲۰۷) شیخ مفید علیہ الرحمہ امالی میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

مَن سَرَّهُ اَنْ يَجْمَعَ اللّٰهُ لَهُ الْخَيْرَ كُلَّهُ فَلْيُوَالِ عَلِيًّا بَعْدِي وَلْيُوَالِ اَوْلِيَاءَهُ وَلْيُعَادِ اَعْدَاءَهُ.

''جو دوست رکھتا ہے خدا تعالیٰ اس کے لیے ساری خوبیاں اکٹھی کر دیتا ہے، پس میرے بعد علی علیہ السلام اور ان کے حبداروں سے محبت کرنا اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا''

اہل بیتؑ کے ساتھ محبت اور دشمنی کا نتیجہ:

(۳۶-۲۰۸) شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''خصال'' میں حضرت علی علیہ السلام سے ایک مفصل حدیث کے ضمن

میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَن تمسّك بنا لحق وَمن سلك غيرَ طريقتِنا غَرِق لمحبّينا افواجٌ من رحمةِ الله ولمبغيضِينَا افواجٌ من غضبِ الله۔

(الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۲۷)

''جس نے ہمارے ساتھ تمسک کیا وہ ہمارے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے اور جس نے ہمارے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کیا وہ غرق ہو جاتا ہے اور ہمارے حبداروں کے لیے رحمت اور دشمنوں کے لیے غضب خدا کی افواج ہیں۔

اس کے بعد آنحضرت فرماتے ہیں:

مَن احبّنا بقلبِه وَاَعَانَنا بلسانِه وقاتل معنا اعداءَ نا بيده فهو معنا فِي الجَنّةِ فی درجتِنا ومن احبّنا بقلبهٖ واعاننا بلسانِه ولم يقاتل معنا اعداء نا فهو اسفل من ذٰلك بدرجة وَمَن اَحَبَّنَا بقلبه وَلم لعن علينا بلسانِه ولا بيدهٖ فهو في الجنة۔

''جو شخص دل سے ہمارے ساتھ محبت اور زبان سے ہماری مدد کرتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے ہمارے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے، وہ بہشت میں مرتبہ کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہوگا، جو دل سے ہم سے محبت کرتا ہے اور زبان سے ہماری مدد کرتا ہے لیکن ہمارے ہمارے دشمنوں کے ساتھ جنگ نہیں کرتا، وہ اس سے ایک درجہ نیچے ہے۔ جو شخص ہمارے ساتھ قلبی محبت رکھتا ہے لیکن زبان اور ہاتھ سے ہماری مدد نہیں کرتا، وہ بھی جنت میں ہوگا''

''جو شخص دل میں ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور اپنی زبان اور ہاتھوں کو ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ دوزخ میں ہوگا۔ جو شخص دل سے ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور زبان کو ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے وہ جہنمی ہے جو شخص دل میں ہمارے ساتھ بغض رکھتا ہے لیکن اپنے ہاتھ اور زبان ہمارے خلاف استعمال نہیں کرتا، اس کا ٹھکانہ بھی جہنم میں ہے''۔ (الخصال جلد ۹ ،۶۲۹ ،۶۳۳)

مولا امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَنَا يعسُوب المومنين وَالمالُ يعسوبُ الظلمةَ والله لَا يحبّني اِلاّ مومنٌ والايُبغضُني الاّ من افِق۔

(الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۳۰)

''میں مومنین کا رہبر ہوں اور مال ومنال ستم گروں کا پیشوا ہوتا ہے، خدا کی قسم! ہمارے ساتھ مومن کے علاوہ کوئی محبت نہیں کرتا منافق کے سوا کوئی دشمنی نہیں رکھتا''

اہل بیتؑ سے محبت بہترین عبادت:

(۷۰۹-۳۷) کتاب ''محاسن'' میں حفص دہان سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ان فوق کل عبادۃ وحُبّنا اھل البیت افضل عبادۃ (المحاسن صفحہ ۱۱۳)

''ہر عبادت سے افضل ایک عبادت ہے اور ہم اہل بیتؑ کی محبت تمام عبادتوں سے افضل ترین ہے'' ایک اور روایت میں ہے۔

حبُّ علیٍ علیہ السلام سیدُ الاعمال۔

''حضرت علی علیہ السلام سے محبت تمام اعمال کی سردار ہے''

حضرت علیؑ کی ولایت قبول کرنے کا ثمرہ:

(۷۱۰-۳۸) مذکورہ کتاب میں ابی کلدہ سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے رسول خداؐ سے روایت نقل فرمائی ہے:

الروحُ والراحۃُ وَالرَّحمۃُ والنصرۃُ والیسرُ والیسار والرِّضاوالرضوانُ والفراجُ والمخرجُ والظھورُ والتمکین وَالغنم والمحبّۃُ من اللہ ومن رّسولہٖ لمن والی علیًّا واتمّ بہٖ۔ (المحاسن، ص۱۰۷)

''آسودگی، راحت، رحمت، نصرت، آسائش، تونگری رضا، رضوان، کشائش، مشکلات سے نکلنا، غلبہ، استقرار بہرہ مندی واستفادہ اور محبت یہ تمام کے تمام اللہ اور رسول کی طرف سے اس کے لیے ہیں جس نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو قبول کیا اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری کی۔''

اسلام کی اساس محبت اہل بیتؑ

ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لکلّ شیئٍ اساسٌ واساسُ الاسلام حبُّنا اھلُ البیتِ۔(المحاسن ،صفحہ

۱۱۳، حدیث ۲۷)

"ہر چیز کی اساس ہے اور اسلام کی اساس ہماری (اہل بیتؑ) کی محبت ومودت ہے۔"

شرک اور ایمان میں فرق

(۱۱۔۷۔۳۹) بحار الانوار باب "الشفاء والجلاء" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

کَمَا لَا یَنْفَعُ الشِّرْکُ شَیْءٌ لَا یَضُرُّ مَعَ الْاِیْمَانِ شَیْءٌ۔ (بحار انوار جلد ۷ صفحہ، المومن والمص صفحہ ۳۶)

"جیسا کہ شرک کی صورت میں کوئی بھی نیک عمل فائدہ مند نہیں، اسی طرح ایمان کے لیے کوئی برا عمل مضر نہیں ہے۔"

پنجتن پاک کا نور ایک ہی ہے

(۱۶۔۷۔۴۰) کتاب "منہج التحقیق الے سواء الطریق" میں جابر انصاری سے رسول اللہؐ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسین علیہم السلام کو ایک ہی نور سے پیدا کیا ہے، ان کے نور کو نچوڑ کر ہمارے شیعوں کو خلق کیا۔ جس وقت ہم نے خدا کی تسبیح کی تو انہوں نے بھی تسبیح کی اور جب ہم نے تقدیس کی تو انہوں نے بھی کی، جب ہم نے تہلیل کی تو انہوں نے بھی تہلیل کی، جب ہم نے باری تعالیٰ کی تمجید کی تو انہوں نے بھی کی اور جب ہم نے اللہ تعالیٰ کی وحدنیت کا اقرار کیا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔"

"اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور فرشتوں کو پیدا کیا، سو سال گزرنے کے باوجود فرشتوں کو نہ تسبیح کی کوئی خبر تھی اور نہ تقدیس کا کوئی پتہ تھا۔ پس پہلے ہم نے خدا کی تسبیح بیان کی، ہمارے بعد ہمارے شیعوں نے اور ان کے بعد فرشتوں نے تسبیح بیان کی، پروردگار عالم کی تقدیس، تمجید اور تہلیل کے بارے میں بھی ایسے ہی ہے۔"

"پس ہم نے اس وقت خدا کو وحدہ لاشریک سمجھ کر عبادت کی، جب یکتا پرستی بالکل نہ تھی، پس خداوند عالم کے لیے یہ سزاوار ہے کہ اس نے جس طرح ہمیں اور ہمارے شیعوں کو امتیاز بخشا ہے، اسی طرح ہمیں اور ہمارے شیعوں کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔"

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفَانَا وَاصْطَفٰی شِیْعَتَنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ نَکُوْنَ اَجْسَامًا فَدَعَانَا فَاَجَبْنَاہُ

فَغَفَرَ لَنَا وَلِشِیْعَتِنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ نَسْتَغْفِرَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ

(المختصر صفحہ ۱۱۲، بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۱۳۱، جامع الاخبار صفحہ ۱۰)

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو جسمانی قالب میں ڈھالنے سے پہلے منتخب کر لیا، اس کے بعد

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پکارا اور ہم نے جواب دیا۔ پس اس نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو استغفار کرنے سے پہلے بخش دیا۔"

آل محمدؐ سے صلہ رحمی کرنے والا عرش الٰہی پر ہوگا

(۴۱۔۷۴۳) کتاب معانی الاخبار میں لکھتے ہیں کہ عمر بن جمیع روایت کرتے ہیں: میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب کے ہمراہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

إِنَّ رَحِمَ الائمة عليهم السلام من آلِ محمدٍ لتتعلق بالعرش يومَ القيامة وتتعلقُ بها ارحامُ المومنين تقول يَارَبِّ اِصِلْ من وصلنا او قطعْ من قطعنا۔

"بے شک آل محمدؐ کے آئمہ سے صلہ رحمی کرنے والا روز قیامت عرش الٰہی سے جا ملے گا (یعنی جو شخص آئمہ آل محمد علیہم السلام سے محرمیت پیدا کرے گا وہ روز قیامت عرش الٰہی پر ہوگا) اور مومنین کے ارحام بھی ان کے ساتھ جاملیں گے اور وہ کہے گا۔ خدایا! جو ہمارے ساتھ ملا اسے ہمارے ساتھ ملا دے اور جس نے قطع رحم کیا تو بھی اس سے لاتعلق ہو جا۔"

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

انَا الرَّحْمٰن وَاَنْتَ الرَّحِمُ شققتُ اسمك من اسمي، فَمن وصلك وصلته ومن قطعك قطعته۔

"میں رحمان ہوں اور تم رحم ہو، میں نے تمہارا نام اپنے ہاتھ سے جدا کیا ہے، جو کوئی آپ کے ساتھ اپنا رشتہ ناطہ قائم کرے گا، میں بھی اسی کے ساتھ اپنا تعلق جوڑوں گا، اور جو آپ سے تعلق قطع کرے گا میں بھی اس کے ساتھ قطع تعلق کروں گا۔"

اسی وجہ سے رسول خداؐ نے فرمایا:

"رحم ایسی شاخیں ہیں جو پروردگار کی طرف آمیختہ شدہ ہیں۔" (معانی الاخبار صفحہ ۲۸۷، بحارالانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۶۵)۔

امام زمانہ علیہ السلام سے سوال کا جواب

(۴۱۷۔۴۲) جناب طبرسی اپنی کتاب "احتجاج" میں تحریر کرتے ہیں کہ شیخ بزرگوار ابی عمرو عمری[1] فرماتے ہیں:

ابن ابی غانم قزوینی اور کچھ شیعہ آپس میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نائب کے بارے میں بحث و گفتگو کر رہے تھے۔ ابن ابی غانم کا عقیدہ تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام رحلت فرما چکے ہیں، جبکہ ان کا کوئی بیٹا وغیرہ نہیں ہے۔ ان لوگوں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا، جس میں انہوں نے اس موضوع کو عنوان بنایا۔

حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف نے اس سوال کا جواب اپنے دست مبارک سے یوں تحریر فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"خداوند متعال ہمیں اور آپ کو ہر قسم کے فتنہ و فساد اور گمراہی سے محفوظ رکھے، ہمیں اور آپ کو روح یقین عطا فرمائے اور عاقبت بد سے محفوظ فرمائے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ میں سے بعض لوگ دین میں شک کا شکار ہو چکے ہیں اور اپنے صاحبان امر کے بارے میں شک و تردید اور حیرت و پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اس موضوع نے آپ کے بارے میں مجھے غمگین کر دیا مجھے اپنے بارے میں کوئی غم نہیں۔ آپ کے بارے میں ناراحت ہوں مجھے اپنے بارے میں کوئی ناراحتی نہیں ہے کیونکہ خداوند متعال ہمارے ساتھ ہے، ہم اس کے علاوہ کسی اور کے محتاج نہیں ہیں، جبکہ حق بھی ہمارے ساتھ ہے، پس اگر کوئی شخص ہماری اطاعت سے انحراف کرتا ہے تو ہمیں اس سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ ہم پروردگار کے ساختہ و پرداختہ ہیں۔ اے لوگو! کیوں شک و تردید میں مبتلا ہو اور حیرت میں پڑ گئے ہو؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء ۵۸:۴)

"اے وہ لوگو! جو صاحب ایمان ہو، اللہ کی اطاعت کریں اور اسی طرح اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کریں۔"

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو کچھ ہو چکا ہے یا آئندہ ہوگا آئمہ معصومینؑ اس کے بارے میں جانتے ہیں؟ کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو کسی طرح آپ لوگوں کے لیے پناہ گاہ قرار دیا ہے، حسن کی طرف تم نے پناہ حاصل کی، اس کی کچھ علامات بیان فرمائی ہیں، تا کہ تم ان کے وسیلہ سے ہدایت حاصل کر سکو؟ اس طرح سے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک علامت پنہاں ہوتی ہے، تو دوسری ظاہر ہو جاتی ہے، اور جب ایک ستارہ غروب کرتا ہے تو دوسرا

---

[1] ابو عمرو عمری وہی عثمان بن سعید عمری ہیں جو امام زمانہ علیہ السلام کے نواب اربعہ میں سے پہلے نائب ہیں۔ شیخ طوسی کتاب "الغیبۃ" صفحہ ۲۱۴ میں تحریر فرماتے ہیں: امام زمانہؑ کی غیبت صغریٰ میں آپ کے سب سے پہلے نائب ابو عمر عثمان بن سعید عمری تھے جو امام ہادی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کی طرف سے بھی نائب تھے۔

طلوع ہو جاتا ہے؟"

"پس امام حسن عسکری علیہ السلام وفات پا چکے ہیں، کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو باطل کر دیا ہے اور اپنے اور مخلوق کے درمیان واسطہ قطع کر دیا ہے؟"

"ہرگز ایسا نہیں ہے اور نہ ہی تا روز قیامت ایسا ہوگا، اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا امر واضح و آشکار کرے گا۔ اب امام حسن عسکری علیہ السلام سعادت مندانہ رحلت فرما چکے ہیں اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنے آباء و اجداد کی خدمت میں پہنچ چکے ہیں۔ ان کی وصیت اور علم میرے پاس ہے اور اس بارے میں میں ان کا جانشین اور قائم مقام ہوں، اس مورد میں گناہ گار ظالموں کے علاوہ کوئی بھی اس منصب کا دعویٰ نہیں کرے گا۔"

اگر امر خدا کے مغلوب و رازفاش ہونے کا خیال نہ ہوتا تو ہمارا حق اس قدر تم پر آشکار ہوتا کہ تمہاری عقلیں حیران و شدر رہ جاتیں اور شک و شبہ زائل ہو جاتا۔ جو خدا نے چاہا وہی ہوگا اور ہر زمانے کے لیے لوح محفوظ پر لکھا ہوا موجود ہے۔"

"لہٰذا تم تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور ہمارے سامنے تسلیم ہو جاؤ نیز اپنے امور اور معاملات میں ہماری طرف رجوع کرو پس جس طرح ساری خوبیاں ہماری طرف سے صادر ہوتی ہیں اسی طرح ایرادو اشکال بھی ہم ہی کرتے ہیں۔ وہ امور جو تم لوگوں سے پنہاں ہیں، انہیں کشف کرنے کے لیے اسرار نہ کرو، اور ادھر ادھر ہاتھ نہ مارو۔ اپنا مقصد خلوص نیت کے ساتھ ہماری طرف ارسال کرو، درحقیقت میں نے آپ کو یہ ایک نصیحت کی ہے ہمارا اور آپ کا گواہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر ہم آپ کی اصلاح نہ چاہتے اور ہماری شفقت و رحمت آپ پر نہ ہوتی تو ہم آپ کو کبھی بھی یہ باتیں نہ کہتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی کام کے لیے ہمارا امتحان لیا ہے، کہ ہم ظالم و ستمگر کافر کا مقابلہ کریں۔ ستمگر بھی ایسا جو سرکش، گمراہ، اپنی گمراہی کا پیروکار، اپنے پروردگار کا مخالف اور ایسی چیز کا مدعی ہے جو اس کے لیے نہیں ہے اور اس کے حق کا منکر ہے جس کی اطاعت اللہ تعالیٰ نے اس پر لازم فرمائی ہے۔"

وَسیدری الجاهل ردأة عمله وسیعلم الکافر لمن عقبی الدار، عصمنا الله ایّاکم من المهالك والا سواء والآفاتِ والعاهات کلّها رحمته فانه ولیّ ذلك وَالقادر علی ماشیاءُ وکان لنا ولکم ولیّاً وحافظا۔

"رسول خداؐ کی دختر گرامی ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہیں، عنقریب بے وقوف لوگ اپنے اعمال کی پستی سے آگاہ ہو جائیں گے اور کفار بہت جلد سمجھ جائیں گے کہ سعادت دائمی کس کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سائے میں ہمیں اور آپ کو ہر قسم کی جہالت برائی اور آفات و بلیات سے محفوظ رکھے۔ وہ ان تمام مسائل کا ولی ہے، وہ جو چاہے اسے انجام دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ ہمارا سرپرست اور محافظ ہے۔"

تمام اوصیاء، اولیاء اور مومنین پر سلام اور خدا کی برکات ہوں درود و سلام ہو محمد و آل محمد پر۔

(الاحتجاج جلد ۲ صفحہ ۸ ط ۲، ۹ ۷ ۱، الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۲۸۵، بحار جلد ۵۳ صفحہ ۱۷۸، المناقب جلد ۱ صفحہ ۲۳۸، الانوار المضیۃ صفحہ ۱۱۸)

آیہ اسماء کے بارے میں امام صادقؑ کا فرمان

(۱۷۔۴۵) معاویہ ابن عمار کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام آیہ شریفہ "وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا" "اللہ کے اسماء حسنہ ہیں خدا کو انہیں ناموں سے پکاریں۔" کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں:

نحن واللّٰه الاسماء الحسنی التی لا یقبل اللّٰه من العباد عملاً الّا بمعرفتنا۔

(الکافی جلد ۱ صفحہ ۱۴۳، الوافی، جلد ۱ صفحہ ۴۹۱)

"خدا کی قسم! ہم خدا کے وہی اسماء حسنیٰ ہیں جن کی شناخت کے بغیر اللہ بندوں کے کسی عمل کو قبول نہیں کرے گا۔" (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۵۲ تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

شیخ مفید علیہ الرحمہ کتاب "اختصاص" میں اور عیاشی میں اپنی تفسیر میں امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا نزلت بکم شدّة فاستعینوا بنا علی اللّٰه عزّ وجلّ۔

"جب تم کسی مشکل میں گرفتار ہو جاؤ تو ہمارے وسیلہ سے خدا سے مدد مانگو۔"

کیونکہ خدا کا ارشاد ہے کہ "وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا"

حضرت امام رضا علیہ السلام اضافہ کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

"خدا کی قسم! ہم خدا کے اسماء حسنیٰ ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری معرفت اور شناخت کے بغیر کسی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں فرمائے گا۔"

(تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۴۲، بحار جلد ۹۴ صفحہ ۵ تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۵۲)

علامہ طبرسی اپنی تفسیر میں آیہ شریفہ:

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(سورہ الحشر ۵۹: ۲۴)

"اس کے لیے اسماء حسنہ ہیں، آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ اس کی تسبیح کرتا ہے وہ عزیز و حکمت والا ہے۔"

کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"خدا کے اسماء اعظم سورہ حشر کی چھ آیات میں مذکور ہیں" (مجمع البیان جلد ۶ صفحہ ۳۸۰، بحار جلد ۹۳ صفحہ ۲۲۴، مہج الدعوات صفحہ ۱۵۳)

پہلا باب

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف

پیغمبر اکرمؐ کی ولادت کے موقع پر فرشتوں کا مبارک باد دینا

(۱۸۔۷۔۱) کتاب "مناقب دیلمی" میں مذکور ہے: معمر بن قیمت لیثی [1] نقل کرتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی جو اہل علم تھے سے سنا کہ انہوں نے کہا:

جب رسولؐ خدا کی والدہ گرامی آمنہ بنت وہب کی ولادت کا وقت آیا تو آسمان کے دروازے کھل گئے اور فرشتے نازل ہونا شروع ہو گئے، زمین پر کوئی ایسا فرشتہ نہیں رہا، جو آپ کی ولادت کے موقع پر آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ فرشتگان خدا نے آپ کے وجود کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

جس وقت حضرت بی بی آمنہ کی گود میں پیغمبر اسلام تشریف لائے تو پوری دنیا آپ کے نور سے منور ہو گئی۔ فرشتوں نے آسمان پر ایک دوسرے کو مبارک باد دی، اور تمام بت سرنگوں ہو گئے اور اس نے کہا

"افسوس ہے قریش پر ان کے امین، راست گو اور ہادی تشریف لائے مگر کوئی بھی ان کی مراد نہ سمجھ سکا۔"

اس وقت خانہ خدا سے آواز سنی گئی کہ منادی کہہ رہا ہے، اے میرے نور اب میری طرف پلٹ آ، ابھی میرے زائرین آئیں گے اب تمام نجاستیں پاک ہو گئیں ہیں۔

اس کے بعد لوگوں نے وہاں پر تین روز تک زلزلہ دیکھا، یہ پہلی نشانی تھی جو اہل قریش نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر مشاہدہ کی۔

حضرت عبداللہ کے چہرے پر نور

(۱۹۔۷۔۲) مذکورہ کتاب میں نقل ہوا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں: میں نے پیغمبر اکرمؐ کی ولادت کے بارے میں اپنے باپ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"جب عبداللہ متولد ہوئے تو میں نے ان کے چہرے پر ایک نور دیکھا، جو آفتاب کی مانند چمک رہا تھا۔"

---

[1] ظاہراً راوی کے نام سے اشتباہ کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس کا صحیح نام عمرو بن عوف لیثی ہے جو حضرت امیر المومنین کے اصحاب میں سے تھا، کتاب معجم الرجال الحدیث جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۳ سے رجوع کریں۔

میرے والد بزرگوار عبدالمطلب کہتے ہیں: یہ مولود بہت بلند وشوکت کا مالک ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید رنگ کا پرندہ ان کی ناک سے نکل کر آسمان میں مشرق ومغرب کی طرف پرواز کرتا ہے، تھوڑی دیر بعد واپس آجاتا ہے اور دیوار کعبہ پر براجمان ہوتا ہے۔ تمام قریش اس کی روشنی کے سبب اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اس دوران لوگوں نے جب آپ کی عظمت وبزرگی کے بارے میں سوچنا شروع کیا تو وہ پرندہ نور کی شکل دھار کر زمین وآسمان کے درمیان کھڑا ہوگیا، اس کے بعد اس کا نور مشرق ومغرب تک پھیل گیا۔ سب سے پہلے شخص جو اس نور میں داخل ہوئے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس نور سے عروج حاصل کررہے ہیں، اس کے بعد دیکھا کہ لوگ اس نور کے پیچھے پیچھے ہیں۔ عبدالمطلب کہتے ہیں: میں خواب سے بیدار ہوا، بنی مخزوم کے ایک کاہن شخص سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی:

اس نے کہا: بے شک ان (عبداللہ) کے ہاں ایک بیٹا متولد ہوگا، مشرق سے مغرب تک بسنے والے تمام لوگ ان کے پیروکار ہوں گے، ان کا چچازاد اس پیروی میں سب پر سبقت حاصل کرلے گا۔" (کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۱۷۵، امالی صدوق صفحہ ۳۳۵، بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۸، روضۃ الواعظین صفحہ ۷۳)

(۲۰۷۔۳) ایک مشہور حدیث میں پیغمبر اسلامؐ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اوّل مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِیْ، ثُمَّ فتق منه نورُ علیٍّ علیه السلام فلم نزل نتردد فی النُّور حتّٰی وصلنا حجاب العظمةِ فی ثمانین الف الف سنه ثم خلق الخلائقُ من نورنا فنحن صنائع اللهِ وَالخلق بعد لنا صنائع.

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو خلق فرمایا، پھر میرے نور سے علیؑ کا نور جدا کیا، ہم مسلسل انوار کے درمیان رفت وآمد کرتے رہے، یہاں تک کہ ہم اسی (۸۰) لاکھ سال کے بعد حجاب عظمت الٰہی تک پہنچے، اس کے بعد اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمارے نور سے دوسری مخلوقات پیدا کیں اس لحاظ سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، ہمارے موجود ہونے کے بعد دوسرے موجودات کو ہم نے خلق کیا ہے۔" [1]

---

[1] یہ حدیث کتب سے نہیں مل سکتی ہے اس کی شہرت کی وجہ شاید اس حدیث کا پہلا حصہ ہے جو احادیث کی اکثر کتب میں موجود ہے۔ البتہ اس حدیث کا آخری حصہ نہج البلاغہ میں یوں مذکور ہے "فانا صنائع ربنا والناس بعد صنائع لنا" اس جملہ کو علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۵۸ میں نہج البلاغہ سے نقل کیا ہے امام زمانہ علیہ السلام کی توقیع شریف میں مذکور ہے "نحن الینا والخلق بعد صنائعنا"

والخلق بعدلنا صنائعٌ کی وضاحت

مولف کہتے ہیں کہ حدیث میں جو فرمایا ہے:

''ہمارے بعد تمام مخلوق کو ہم نے پیدا کیا ہے'' اس سے مراد یہ ہے کہ موجودات کی تخلیق کے لیے علت غائی اور وجہ بنائی اہل بیت علیہم السلام کا وجود مقدس ہے۔

مذکورہ مطلب پر گواہ وہ خوبصورت روایت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لولاك لما خلقت الافلاك

''اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک کو ہرگز خلق نہ کرتا۔''

اظہار بے نیازی کرنے والے کو اللہ عطا کرتا ہے

(۲۰۷۔۴) کتاب عدۃ الداعی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''فقر و تنگ دستی نے پیغمبر اکرمؐ کے ایک صحابی کے سر پر اس طرح سے سایہ ڈال دیا کہ وہ بڑی مشکل سے بسر اوقات کر رہا تھا۔''

اس کی زوجہ نے کہا:

''اگر تم اپنے حالات زندگی رسول خداؐ کے حضور میں بیان کرو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد فرمائیں گے۔''

وہ یہی سوچ کر پیغمبر اکرمؐ کی خدمت اقدس میں مشرف ہوا، لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنی حاجت بیان کرتا، اس نے رسول خداؐ سے خوبصورت جملہ سنا کہ:

من سألنا اعطيناه ومن استغنى اعطاه الله۔

''جو شخص مجھ سے مدد کرنے کا کہے گا میں اس کی مدد کروں گا لیکن اگر کوئی بے نیازی اختیار کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ عطا کرے گا۔''

وہ صحابی اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: اس سے پیغمبر اکرمؐ کی مراد میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ اسی طرح گھر لوٹ گیا اور سارا واقعہ اپنی زوجہ کے گوش گزار کیا۔ اس کی بیوی نے کہا: ''رسول بھی ہماری طرح ایک بشر ہیں، شاید وہ متوجہ نہیں ہوئے ہیں، دوبارہ جاؤ اور اپنی حاجت بیان کرو۔''

وہ شخص دوسری مرتبہ آنحضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوا جونہی رسول خداؐ کی نظر مبارک اس کے چہرے پر پڑی تو آپؐ نے فرمایا:

"جو کوئی ہم سے مدد چاہے گا، ہم اس کی مدد کریں گے لیکن اگر کوئی بے نیازی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا۔"

وہ اس دفعہ بھی خاموشی سے واپس پلٹ آیا چونکہ فقر و فاقہ کی وجہ سے بہت پریشان تھا، تیسری دفعہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو پھر وہی جواب سنا۔

پیغمبر خداؐ کی یہ دل نشین گفتگو سننے کے بعد اس نے اپنے دل کو مضبوط کیا، اور واپس لوٹ آیا، کمر ہمت باندھ کر کام کی تلاش میں نکلا۔ اس نے ایک کلہاڑا کسی سے عاریۃً لیا اور پہاڑ کی طرف نکل کھڑا ہوا، وہاں سے اس نے ایندھن اکٹھا کیا اور شہر میں لاکر سے نصف مد آٹے (آدھ سیر) کے عوض فروخت کر دیا۔

اگلے دن بھی پہاڑ کی طرف نکل گیا، پہلے دن کی نسبت کچھ مقدار زیادہ ایندھن اکٹھا کیا اور اسے شہر میں لاکر فروکر دیا۔ وہ اسی طرح ایندھن شہر میں لاکر بیچتا رہا، اس نے کچھ دن بچت کرکے اپنا کلہاڑا خرید لیا اور اسی کام میں مشغول رہا، اور کچھ سرمایہ جمع کیا، اس سے اونٹ کے دو بچے اور ایک غلام خریدا۔ وہ اسی کام میں مسلسل لگا رہا۔ اس طرح سے اس نے بہت زیادہ سرمایہ اکٹھا کر لیا اور مالی اعتبار سے اس کی زندگی سنور گئی۔

وہی شخص ایک دن رسول خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوتا ہے اور سارا واقعہ آنحضرتؐ کے گوش گزار کرتا ہے۔ پاک پیغمبرؐ نے فرمایا:

"میں نے تمہیں کہا تھا جو ہم سے مدد مانگے گا ہم ضرور اس کی مدد کریں گے لیکن اگر کوئی بے نیازی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا۔"

محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلہ سے مشکلات حل ہوتی ہیں

(۲۲۔۷۔۵) مذکورہ بالا کتاب میں مذکور ہے کہ سلمان فارسیؓ کہتے ہیں: میں نے محمد مصطفیٰ رسول خداؐ سے سنا۔ آپ نے فرمایا:

"اللہ فرماتا ہے: اے میرے بندو! کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ کو اپنا کوئی بڑا کام کسی سے کروانا ہو تو وہ اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک اس کے لیے ایسے بندے کی سفارش نہ کروائی جائے جو اس کا محبوب ترین ہو؟"

الا فاعلموا انّ اکرم الخلق علیّ وافضلهم لدیّ محمد صلی الله علیه وسلم واخوه علیؑ ومن بعده الائمة الّذین هم الوسائل علیّ۔

"آگاہ ہو جاؤ اور جان لو! بے شک میرے نزدیک سب سے بہترین اور افضل ترین محمدؐ، ان کے بھائی

علیؑ اور ان کے بعد (گیارہ) آئمہ ہیں۔ یہ حضرات میرے تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔"

"آگاہ ہو جاؤ! کسی کی کوئی حاجت ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پوری ہو، یا کوئی مشکل دامن گیر ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ برطرف ہو جائے اگر وہ مجھے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر پکارے گا تو میں اس کی وہ حاجت و مشکل بہترین طور پر پوری کروں گا۔"

اس دوران مدینہ کے مشرکین و منافقین نے حضرت ابوذرؓ کا تمسخر اڑاتے ہوئے کہا:

"اے اباعبداللہ! ان کا واسطہ دے کر خدا سے کیوں نہیں کہتے ہو کہ وہ آپ کو مدینہ کا ثروت مند ترین اور متمول ترین شخص بنادے؟"

سلیمان نے کہا: "میں نے خداوند متعال سے وہ چیز مانگی ہے جو پوری دنیا کے مقابلے میں عظیم تر، منافع بخش اور بہتر ہے۔ میں نے ان بزرگ ہستیوں (ان پر درود و سلام ہو) کے وسیلہ سے ایسی زبان مانگی ہے جو خداوند قدوس کی حمد و ثناء کرے، ایسا دل مانگا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، اور ایسے بدن کی درخواست کی ہے جو مشکلات اور بلاؤں کے مقابلے میں صبر و شکیبائی کا دامن نہ چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ نے میری درخواست قبول کی اور مجھے یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ میری یہ تمنا و خواہش دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے دس لاکھ درجے بہتر ہے۔" (عدۃ الداعی صفحہ ۱۵۱، بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ ۲۲، تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ ۶۸)

فرشتے کی درخواست اور مومن پر رسول خداؐ کا سلام

(۲۴۳-۶) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ جابر، امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

"ایک فرشتے نے خداوند متعال سے درخواست کی کہ اسے بندوں کی باتیں سننے کی اجازت فرمائی جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کی خواہش کے مطابق اسے اجازت عطا فرمائی۔"

یہ فرشتہ تا قیامت کھڑا رہے گا اور جو مومن بھی کہے گا: "صلی اللہ علی محمد واھل بیتہ وسلم" "درود ہو محمدؐ و اہل بیت محمدؐ پر" تو اس کے جواب میں یہ فرشتہ کہے گا آپ پر سلام ہو۔"

اس کے بعد یہ فرشتہ پیغام لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوگا اور کہے گا۔

"یا رسول اللہ! فلاں شخص نے آپؐ پر سلام بھیجا ہے۔"

اس کے جواب میں رسول خداؐ فرمائیں گے۔

"اس مومن پر بھی سلام ہو۔" (امالی شیخ طوسی صفحہ ۶۷۸، بحار الانوار جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۷۸)

چار چیزیں بندوں کی آواز سنتی ہیں

امیر المومنین علی علیہ السلام ایک گفتگو کے ضمن میں فرماتے ہیں:

أعطی السمع اربعه: النبی صلی الله علیه وسلم والجنّةُ والنّارُ، والحور العین، فاذا فرغ العبد من صلوته فلیصل علی النبیّ لیسأل الله الجنّة ویستجیر بالله من النار، ویسأله ان یزوّجه من الحور العین۔

''بندوں کی آواز سننے کی اجازت چار چیزوں کو پیغمبر اکرمؐ جنت و دوزخ اور حور العین کو عطا کی گئی ہے۔'' لہٰذا بندہ جب نماز ختم کرے تو اسے چاہیے کہ پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہشت کی درخواست کرے، دوزخ سے اس کی پناہ مانگے اور حور العین سے ملنے کی درخواست کرے۔''

کیونکہ جو کوئی بھی پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجتا ہے تو وہ سنتے ہیں اور اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

جو کوئی بہشت کی درخواست کرتا ہے تو بہشت پکار کر کہتی ہے:

''پروردگار تیرا بندہ جو کچھ مانگ رہا ہے اسے عطا فرما۔''

جو کوئی دوزخ سے خدا کی پناہ کا سوال کرتا ہے تو دوزخ کہتی ہے:

''پروردگار! تیرے بندے نے جس چیز سے تیری پناہ کا مطالبہ کیا ہے، اسے عطا فرما۔''

اور جو شخص خدا سے حور العین کی درخواست کرتا ہے تو وہ کہے گا:

''پروردگار تیرا بندہ جو کچھ تم سے چاہتا ہے، اسے عطا فرما۔''

(الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۳۰ ضمن حدیث ارلعمائۃ، بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰)

امام محمد باقرؑ کا آیہ معراج کے بارے میں ارشاد

(۷-۷-۲۴) تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں آیا ہے کہ اسماعیل جعفی کہتے ہیں کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا ہوا تھا، وہاں پر مسجد کے ایک گوشہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت نے اپنا سر مبارک بلند کیا، ایک دفعہ آسمان کی طرف نگاہ کی اور دوسری دفعہ کعبہ کو دیکھا، اس کے بعد یہ آیہ شریف تلاوت فرمائی:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا۔

(بنی اسرائیل ۱:۱۷)

''پاک ومنزہ ہے وہ خدا جو اپنے بندے (حضرت محمدؐ) کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

لے گیا۔"

حضرت نے تین دفعہ اس آیہ کا تکرار فرمایا اور میری طرف دیکھ کر فرماتے ہیں۔

"اے عراقی! اہل عراق کا اس آیہ شریفہ کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟"

میں نے عرض کیا: "وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف سیر کی ہے۔"

حضرت نے فرمایا: "اس طرح سے نہیں ہے جیسے وہ کہتے ہیں لیکن یہاں سے وہاں تک سیر کی۔" اپنے دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں: "اس کے درمیان دو حرم۔" [1]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنی اس خوبصورت گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس سیر میں رسول خداؐ جب سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو جبرئیل وہاں پر رک گیا، رسول خداؐ نے فرمایا: "اے جبرئیل اس مقام پر مجھے تنہا چھوڑ رہے ہو؟"

جبرئیل نے کہا:

تقدم امامك فو الله بلغت مبلغاً لم يبلغه خلق من خلق الله قبلك۔

"آپ آگے تشریف لے جائیں، خدا کی قسم! بے شک آپ ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ خدا کی مخلوق میں سے کوئی بھی آپ سے پہلے اس مقام تک نہیں پہنچ سکا۔"

رسول خداؐ فرماتے ہیں: اس وقت میں نے چشم دل سے اپنے پروردگار کا مشاہدہ کیا جو میرے اور حق تعالیٰ کے درمیان اس کا "سبحہ" دیکھنے سے مانع ہوا۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: "آپ پر قربان جاؤں سبحہ سے کیا مراد ہے؟"

امام محمد باقر علیہ السلام اپنے چہرہ مبارک سے زمین کی طرف اور دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جلال ربي جلال ربي جلال ربي۔

"میرے پروردگار کا شکوہ جلال، میرے پروردگار کا شکوہ جلال، میرے پروردگار کا شکوہ جلال۔"

اس کے بعد حضرت اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اللہ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے: "یا محمد!"

رسول خداؐ فرماتے ہیں: "میں نے عرض کیا، لبیک اے میرے پروردگار۔"

فرمایا: "ملاء اعلیٰ میں فرشتے کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟"

میں نے عرض کیا: "پاک و منزہ ہے پروردگار! میں صرف وہی کچھ جانتا ہوں جو آپ نے مجھے سکھایا ہے۔"

رسول خداؐ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے میرے سینے کو کشادہ کیا میں نے اپنے سینے میں اس کی خنکی محسوس کی۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں: اس وقت ماضی اور مستقبل کے بارے میں جو کچھ مجھ سے پوچھا گیا، کوئی ایسی چیز نہ تھی جو مجھے پہلے سے معلوم نہ ہو۔ خطاب ہوا:

"اے محمدؐ! فرشتے ملاء اعلیٰ پر کس کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟"

میں نے عرض کیا:

"درجات، کفارات اور حسنات کے بارے میں۔"

فرمایا: "اے محمدؐ! آپ کی پیغمبری کا زمانہ ختم ہونے والا ہے، آپ کا دانہ پانی دنیا سے ختم ہو چکا ہے، آپ کا وصی اور جانشین کون ہے؟"

میں نے عرض کیا: "پروردگار! میں نے آپ کی مخلوق کا امتحان کیا ہے میں نے علیؑ سے زیادہ کسی کو مطیع و فرماں بردار نہیں پایا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے نزدیک بھی وہ ایسے ہی ہیں۔"

میں نے عرض کیا: "میرے پروردگار! میں نے آپ کی تمام مخلوق کو دیکھا ہے مجھے کوئی بھی ایسا نہیں ملا ہے، جو علیؑ کی طرح مجھ سے محبت کرتا ہو" فرمایا:

ولی یا محمد، فبشرہُ بانہ رأیة الهدی، وامام اولیاء و نورلمن اطفی، والکلمة الباقیة، الّتی ازمتها المتقین، من احبه فقد احبنی ومن ابغضه فقد ابغضنی مع ما انی اخصه عالم اخص به احدٌ۔

"اے محمدؐ! میرے لیے بھی ایسا ہی ہے، پس انہیں خوش خبری سنائیں کہ وہ ہدایت کا پرچم اور اولیاء کے امام ہیں۔ وہ نور ہیں ان لوگوں کے لیے جو میری اطاعت کرتے ہیں، وہ ایسا کلمہ باقیہ ہیں جسے پرہیزگار و متقی اپنے لیے ضروری سمجھتے ہیں، جو انہیں دوست رکھتا ہے وہ مجھے دوست رکھتا ہے، جو ان سے دشمنی کرتا ہے وہ میرا دشمن ہے میں اس کے لیے ایک خاص مقام و منزلت کا قائل ہوں، جو میں نے کسی اور کو عطا نہیں کیا۔"

شیعہ روز قیامت آل محمدؐ کی پناہ میں

(۹۔۷۲۶) عمادالدین طبری کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں لکھتے ہیں: امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام اپنے اجداد کرام سے نقل

فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

یاعلی اذاکان یوم القیامة اخذتُ بحجزة الله عزّوجلّ واخذت انت بحجزتی واخذولدك بحجزتك واخذشیعةُ ولدك بحجزتهم فتری أین یؤمر بنا؟

"اے علیؑ! میں روز قیامت لطف پروردگار کا دامن پکڑوں گا، آپ میرا دامن تھامیں گے، جبکہ تیرے فرزند تیرا دامن پکڑیں گے اور تیری اولاد کے شیعہ ان کے دامن کا سہارا لیں گے، کیا آپ اس بارے میں سوچتے ہیں کہ ہمیں کہاں پر جانے کا حکم دیں گے؟"

(بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۳۶، بحار جلد ۶۸ صفحہ ۱۳۴))

صرف شیعہ دین ابراہیم ہیں:

(۲۷۔۷۲۷) مذکورہ کتاب میں حضرت ابوذر غفاری سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: میں نے ایک دن رسول خداؐ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دست مبارک علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شانے پر مارا اور فرمایا:

یاعلی! احبنافهو العربی ومن ابغضنافهو العلج شیعتنا اهل البیوتات والمعدن والشرف ومن کان مولده صحیحاً وماعلی ملّة ابراهیم علیه السلام الا نحن شیعتناوسائرالناس منهابراء وانّ لله ملائکة یهدمون سیئات شیعتنا کمایهدم القوم البنیان.

(بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۰۲ امالی شیخ طوسی صفحہ ۹۰ بحار الانوار جلد ۶۷ صفحہ ۲۳)

"اے علیؑ! جو مجھے دوست رکھتا ہے وہ عرب سے منسوب ہے اور جو مجھ سے دشمنی رکھتا ہے وہ بے دین ہے، ہمارے شیعہ صحیح النسب اور شریف خاندانوں سے ہیں اور حلال زادے ہیں، ہمارے اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی دین ابراہیمؑ پر نہیں، تمام لوگ اس دین سے دور ہیں بیشک خداوند متعال کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ہمارے شیعوں کے گناہوں کو منہدم کرتے ہیں جیسے لوگ اپنے گھروں کو کرتے ہیں"

رسول خدا مقام عقیق پر:

(۲۸۔۷۲۸) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں تحریر ہے کہ سعید بن مسیب کہتے ہیں: رسولؐ خدا کے زمانے میں ایک

رات بارش برسی، صبح ہوئی تو آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: ''اے علی! اٹھیں باہم مل کر مقام عقیق پر چلتے ہیں، وہاں جمع شدہ پانی کی زیبائی سے لطف اندوز ہوتے ہیں''

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول اللہ نے میرے ہاتھوں کا سہارا لیا، وہاں سے ہم باہم روانہ ہوئے، جب ہم سرزمین عقیق پر پہنچے اور ہم زمین کے نشیب وفراز میں جمع شدہ صاف پانی کا نظارہ کر رہے تھے۔ اس وقت علیؑ نے کہا:

''اے رسول خداؐ! اگر مجھے اس سفر کے بارے میں مطلع کیا ہوتا تو آپ کے لیے بہترین کھانا لے کر آتا۔

رسول خداؐ نے فرمایا: ''اے علیؑ! جو ہمیں یہاں تک لے آیا وہ خود ہمارے لیے بندوبست کردے گا''

ہم ابھی اسی مقام پر کھڑے تھے، کہ ہم نے اچانک اپنے سروں پر کڑکتی بدلی کا احساس کیا، جو ہمارے سروں پر سایہ فگن ہے، وہ ہماری قریب آئی، رسول اللہؐ کے سامنے دسترخوان بچھایا، اس پر ایسے انار موجود پائے جو میں نے آج تک نہیں دیکھے۔ ہر انار کا چھلکا تین رنگ لولو، چاندی اور سونے کا تھا۔

رسول خداؐ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

''اے علیؑ! اسے بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، یہ کھانے آپ کے کھانے سے زیادہ پاکیزہ اور لذیذ تر ہے''

میں نے انار اٹھا کر اسے دو حصے کیا، اس کے دانے تین رنگوں کے تھے بعض دانے یاقوت کی مانند سرخ، بعض لولو کی طرح سفید اور بعض زمرد کی طرح سبز تھے، ان کا ذائقہ انتہائی لذیذ تھا، کھانے کے دوران انہیں اپنی زوجہ فاطمہؑ اور دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ یاد آگئے۔ میں نے وہاں سے تین انار اٹھائے اور اپنی آستین میں رکھ لیے، اس کے بعد دسترخوان اٹھالیا گیا۔ اس کے بعد ہم گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں رسول اللہؐ کے دو اصحاب سے ملاقات ہوئی، ان میں سے ایک نے کہا:: ''اے رسول خدا! کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟''

آنحضرت نے فرمایا: ''سرزمین عقیق سے''

اس نے کہا: ''اگر ہمیں بتایا ہوتا تو ہم آپ کے لیے کھانا تیار کر کے لاتے رسول خداؐ نے فرمایا: ''جو ہمیں وہاں لے گیا تھا اس نے ہمارے لیے بندوبست کر دیا تھا''۔

دوسرے صحابی نے کہا:: ''اے اباالحسنؑ! آپ سے انتہائی پاکیزہ خوشبو آرہی ہے، کیا آپ کے پاس وہاں کا کوئی کھانا ہے؟''

مولا فرماتے ہیں: میں نے اپنا ہاتھ آستین میں ڈالا تا کہ ایک انار انہیں دوں، لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے، اس واقعہ سے میں بہت غمگین ہوا۔

جس وقت میں نے رسول خداؐ سے خداحافظی کی، وہ اپنے گھر تشریف لے گئے میں جونہی دروازۂ فاطمہؑ کے نزدیک ہوا تو اپنی آستین میں، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ انار میری آستین میں موجود ہیں، گھر میں داخل ہوا، ایک انار اپنی زوجہ دختر رسول

خداؐ کو دیا اور دوسرے انار اپنے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ کے درمیان تقسیم کیے۔

اس کے بعد رسول خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوا، جونہی رسول خداؐ نے مجھے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! "وہ وہ واقعہ آپ بتائیں گے یا میں بیان کروں"

میں نے عرض کیا: "اے رسول خداؐ آپ بیان فرمائیں، کیونکہ آپ کا بیان سوختہ دلوں کے لیے شفا ہے"

"رسول خدا نے پورا واقعہ نقل فرمایا"

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! گویا آپ میرے ساتھ تھے" (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۸)

حضرت علیؑ یمن میں:

(۲۹۷۔۱۲) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ حنش بن معتمر کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن رسول خداؐ نے مجھے طلب فرمایا اور یمن کے لوگوں کی اصلاح کے لیے یمن کی طرف جانے کا حکم دیا۔

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! وہاں کی آبادی بہت زیادہ ہے، وہاں بڑی عمر کے لوگ موجود ہیں، جبکہ میں ایک نوجوان ہوں۔ (میں کس طرح اس ماموریت کو انجام دے سکتا ہوں؟)"

رسول خداؐ نے فرمایا:

"اے علیؑ! جب آپ افیق نامی گاؤں کی بلندی پر پہنچیں گے تو بلند آواز سے کہیں"

یا شجر یا مدر یا ثری، محمد رسول اللہ یقرؤ کم السلام۔

"اے درختو! اے مٹی کے ڈھیلو! اور اے زمین! اللہ کے رسول محمد تم سب کو سلام کہتے ہیں"

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں (حکم رسول پا کر) یمن کی طرف روانہ ہوا، جب "افیق" گاؤں کی بلندی پر پہنچا، تو یمن کے لوگوں کی طرف منہ کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ یمن کے تمام لوگ مسلح ہو کر میری طرف بڑھ رہے ہیں، بعض لوگ نیزہ بردار ہیں، ان کے نیزوں کی انیاں چمک رہی ہیں، جبکہ ان کی تیر کمانیں ان کی کمروں کے ساتھ لٹک رہی ہیں اور بعض لوگ ننگی تلواریں لیے ہوئے ہیں، میں نے بلند آواز سے فریاد کی:

"اے درختو! اے مٹی کے ڈھیلو! اور اے زمین! اللہ کے رسول حضرت محمدؐ تمہیں سلام کہتے ہیں"

اس وقت درخت، مٹی ڈھیلے اور زمین نے مل کر فریاد بلند کی:

وعلی محمد رسول اللہ السلام وعلیك السلام۔

"اللہ کے رسول محمد اور آپ پر سلام ہو"

لوگوں نے جب یہ آواز سنی تو مضطرب و پریشان ہو گئے، ان کی ٹانگیں لرزنے لگیں اور ہاتھوں سے اسلحے گر گئے۔ وہ لوگ

تیزی سے میرے پاس آئے، میں نے ان کے درمیان صلح وصفائی کروائی اور ہم سب شہر کی طرف پلٹ گئے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۶۸، امالی شیخ صدوق صفحہ ۲۹۳، بصائر الدرجات صفحہ ۵۰۳)

بچے نے نبوت کی گواہی دی:

(۱۴-۱۳۷) کتاب ''الثاقب فی المناقب'' میں ہے کہ یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں:

ایک دن ایک خاتون اپنی بغل میں ایک ماہ کا بچہ لیے ہوئے رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول خداؐ کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر شکنیں پڑ گئیں۔ اس کی بغل میں جو بچہ تھا، اس نے کہا:

''اے رسول خداؐ آپ پر سلام ہو، اے محمد بن عبداللہ! آپ پر سلام ہو''

راوی کہتا ہے کہ بچے کی گفتگو سن کر اس کی ماں سخت ناراض ہوئی۔

رسول خداؐ نے اس بچے کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

''تمہیں کیسے پتہ ہے کہ میں رسول خداؐ اور محمد بن عبداللہ ہوں۔''

بچے نے کہا: ''پروردگار عالم اور روح الامین، جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ سبق دیا ہے''

حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے سر مبارک پر موجود ہیں اور آپ کو دیکھ رہے ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

هٰذَا تصديق لك بِالنُّبُوَّةِ وَدلة لِنبوّتكَ كَي يؤمن بِكَ بقيّة قومك.

بچے کا یہ عمل آپ کی نبوت کی تصدیق اور آپ کی نبوت پر دلیل ہے، یہاں تک کہ آپ کے خاندان کے تمام لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔''

رسول خداؐ اس بچے کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں :

''اے بچے! تمہارا نام کیا ہے؟''

بچے نے عرض کیا: ''میرا نام عبدالعزیٰ رکھا ہے، لیکن میں اس کو نہیں مانتا ہوں۔ یارسول اللہؐ! آپ میرے لیے کوئی نام منتخب کریں۔''

رسول خداؐ نے فرمایا: ''تمہارا نام عبداللہ ہے۔''

بچے نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کریں کہ مجھے بہشت میں آپ کے خادموں میں سے قرار دے۔''

جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''خدا سے مانگو، وہ تمہاری خواہش پوری کرے گا۔''

اس بچے نے عرض کیا: ''نیک اور خوش بخت ہے وہ شخص جو آپ پر ایمان لے آئے، اور شقی و بدبخت ہے وہ شخص جو آپ کو

جھٹلائے، اس عورت کے اس بچے نے فریاد کی اور دنیا سے چل بسا۔''

بچے کی ماں نے رسول خداؐ کی طرف دیکھا اور کہا: ''یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے جب تک آپ میں نبوت کی نشانیاں نہیں دیکھی تھیں، آپ کو جھٹلاتی رہی ہوں، لیکن اب چونکہ میں دیکھ چکی ہوں، لہٰذا گواہی دیتی ہوں کہ خداوند متعال کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، لیکن جو کچھ میں ہاتھ سے کھو چکی ہوں، مجھے اس کا بہت افسوس ہے۔''

رسول خداؐ نے اس عورت سے فرمایا:

أبشری، فوالّذی الھمك الایمان اِنّی لانظر الی حنوطك و کفنك مع الملائکة۔

''تجھے مبارک ہو، اس خدا کی قسم! جس نے ایمان کو تیرے اندر الہام کیا ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا حنوط اور کفن فرشتوں کے ہمراہ ہے۔''

زیادہ وقت نہیں گزرا کہ اس خاتون نے فریاد بلند کی اور اس کی روح بھی پرواز کر گئی، پیغمبر خداؐ نے ان دونوں ماں بیٹے پر نماز جنازہ پڑھی اور دونوں کو اکٹھا دفن کر دیا۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۸۲، المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۰۱، بحار جلد ۱۷ صفحہ ۳۹۰)

ابوجہل کا رسول خداؐ پر حملہ اور اس کے پاؤں پر پتھر لگنا

(۱۵-۳۱۷) مذکورہ کتاب میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک دن ابوجہل نے کہا:

''میں محمد کو قتل کر دوں گا، چاہے اس کے خون کے بدلے میں بنی عبد المطلب مجھے قتل کر دیں۔''

ابوجہل کے ساتھیوں نے کہا: ''اگر تم نے ایسا کیا تو یہ اہل مکہ کی بہت بڑی خدمت ہے، وہ ہمیشہ تمہیں یاد رکھیں گے۔ ابوجہل کہتا ہے! کعبہ کے نزدیک وہ بہت زیادہ سجدے کرتا ہے جبؐ وہ کعبہ میں سجدہ کرنے آئے گا تو میں ایک بڑے پتھر سے اس کا سر پھوڑ دوں گا۔ پیغمبر اکرمؐ مسجد الحرام میں داخل ہوئے، سات مرتبہ کعبہ کا طواف بجالائے، اس کے بعد نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے سر معبود حقیقی کے سامنے سجدے میں رکھا اور سجدے کو طول دیا۔ ابوجہل نے ایک پتھر اٹھا کر رسول اللہؐ کے سر مبارک کی طرف بڑھایا، جب وہ آنحضرت کے نزدیک پہنچا۔ ایک عظیم الجثہ حیوان پر نظر پڑی، جو منہ کھولے ہوئے پیغمبر کی طرف سے آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہے، ابوجہل نے جب یہ واقعہ دیکھا تو ڈر گیا، خوف کے مارے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، پتھر اس کے ہاتھ سے اس کے پاؤں پر گرا، جس سے پاؤں ٹوٹ گیا۔

اس واقعہ کے بعد ابوجہل کا رنگ اڑا ہوا ہے، پاؤں خون آلودہ ہے، چہرے سے پسینہ بہہ رہا ہے، جب اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں کہا: ''ہم نے آج تک تمہیں اتنا وحشت زدہ نہیں دیکھا، آج کیا ہوا ہے، کیوں اتنے ڈرے ہوئے ہو؟''

ابو جہل نے کہا: "تمہارا برا ہو، میرا عذر قبول کرو میں نے جب چاہا کہ محمدؐ کے پر پتھر ماروں ایک قوی ہیکل حیوان منہ کھولے ہوئے میرے اوپر حملہ آور ہوا، وہ مجھے ہڑپ کر جانا چاہتا تھا، اس کے خوف سے میرے ہاتھوں میں لرزش پیدا ہوگئی، اور پتھر چھوٹ کر میرے اپنے پاؤں پر لگا جس کی وجہ سے میرا پوؤں ٹوٹ گیا" (الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۱۰، بحارالانوار جلد ۱۷، صفحہ ۲۸۵)

رسول خداؐ کے لعاب دہن سے گھاس کا سرسبز ہونا:

(۳۳-۷-۱۶) اسی کتاب میں مذکور ہے کہ جون کی بٹی ہند کہتی ہیں: جب رسول خداؐ ام معبد کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے، آپ نے نماز کے لیے وضوء کیا، وہاں پر خشک گھاس کھڑا تھا، آنحضرت نے اپنے دھن مبارک کا کچھ پانی خشک گھاس پر پھینکا تو وہ گھاس سرسبز ہوگیا، اس نے سفید رنگ کے پھول اٹھائے جو خوبصورت اور چمک دار تھے اور اسے، بہت اچھا پھل لگا۔

ہم اس گھاس سے تبرک حاصل کرتے اور اس سے مریضوں کا علاج کرتے تھے جب رسول خدا دنیا سے رحلت فرما گئے تو اس گھاس کی تراوت دخوبصورتی ختم ہوگئی، جب حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام دنیا سے رخصت فرما گئے تو اس نے پھل دنیا بند کر دیا۔

گھاس کی شاخوں سے تازہ خون

بہت عرصہ گذر گیا۔ ایک صبح ہم نے دیکھا کہ اس کی شاخوں سے تازہ خون بہہ رہا ہے، اس کے پتے مرجھا گئے ہیں اور ان سے گوشت کے پانی کی طرح قطرے گر رہے ہیں، اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ کوئی بہت بڑا واقعہ ہو چکا ہے۔ وہ رات ہم نے غم واندوہ اور خوف میں گزاری اور اس بات کے منتظر رہے کہ کوئی بہت بڑی خبر ملنے والی ہے، جب اندھیرا چھا چکا تو اس گھاس کے نیچے سے نالہ وگریہ کی آوازیں سنیں ہیں روتے ہوئے ایک آواز آئی:

یابن النبی یابن الوصی! یابن البتول! یابقیۃ السادۃ الاکرمین۔

"اے فرزند پیغمبر! اے فرزند وصی پیغمبر! اے زہراؑ کے دلبند! اے سادات گرامی کے باقی ماندہ!"

اس کے بعد آہ وبکاء کی آواز زیادہ ہوگئی، ہم ان کی اکثر باتیں نہ سمجھ سکے، اس واقعہ کو کوئی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر مل گئی، اس کے بعد وہ گھاس بھی خشک اور ختم ہوگیا۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۱۱)

مولف کہتا ہے کہ زمخشری نے اپنی کتابت "ربیع الابرار" کے آٹھویں باب میں یہی حدیث تھوڑے سے فرق کے ساتھ نقل کی ہے، وہ کہتا ہے مقام تعجب ہے کہ اس گھاس کا واقعہ گوسفند کے واقعہ (جس کا واقعہ مشہور ومعروف ہے) کی طرح کیوں مشہور نہیں ہوا؟"

(ربیع الابرار جلد ۱ صفحہ ۲۸۵، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۲۴)

ابن شہر آشوب نے بھی یہی واقعہ تھوڑے سے فرق کے ساتھ ایک بزرگ سنی عالم حاکم نیشاپوری کی کتاب امالی سے نقل کیا ہے۔

(المناقب جلد ا صفحہ ۱۲۲، بحار الانوار جلد ۱۸، صفحہ ۴۱)

مؤلف کہتا ہے اس واقعہ کے مشہور نہ ہونے میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ اس واقعہ سے حضرت امیر خیبر گیر علی علیہ السلام اور سید الشہداء حسین علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے، ہم نے یہ حدیث اپنی کتاب "دلائل الحق" میں کتاب ربیع الابرار سے نقل کیا ہے۔

فرشتہ رسول خداؐ کی خدمت میں

(۲۳۴۔۱۷) کتاب صحیفۃ الرضا علیہ السلام میں ایک سلسلہ سند کے ساتھ ایک روایت مذکور ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اے محمدؐ! بے شک آپ کا پروردگار آپ کو سلام دے رہا ہے اور فرماتا ہے! اگر آپ چاہتے ہیں تو صحرائے مکہ کو آپ کے لیے سونے میں تبدیل کر دوں؟"

راوی کہتا ہے۔ حضرت نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا:

یارب! اشبع یوماً فأحمدكَ واجوع یوماً فاسئلك۔

"اے پروردگار! میں چاہتا ہوں ایک دن سیر ہو کر کھاؤں تا کہ تیری حمد و ثنا کروں اور ایک دن بھوکا رہوں تا کہ تیری بارگاہ میں التجا کروں۔"

(صحیفۃ الرضا صفحہ ۱۱۶، عیون اخبار الرضاؑ صفحہ ۲۹ جلد ۲، بحار جلد ۱۶، صفحہ ۲۲۰)

روز جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں؟

(۲۳۵۔۱۸) محدث بحرانی ابوحمزہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں:

حضرتؑ نے فرمایا:

انّ الله عزّوجلّ جمع فیھا خلقه لولایة محمد صلی الله علیه وسلم ووصیته فی المیثاق فسماهٔ یوم الجمعة لجمعه خلقه فیه۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان کے دن اپنی تمام مخلوق کو جمعہ کے دن حضرت محمدؐ اور ان کے جانشین کی ولایت کے لیے اکٹھا کیا، اس اجتماع کی وجہ سے اس کا نام جمعہ رکھا گیا ہے۔"

(الکافی جلد ۳ صفحہ ۴۱۵، تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۲۴، وسائل الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۶۴)

قبیلہ ذریح کو گائے کا دعوت اسلام دینا:

(۷۳۶-۱۹) کتاب الثاقب فی المناقب میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

قبیلہ ذریح کے لوگ اپنی ستی عید کے روز ایک جگہ پر اکٹھے ہوئے۔ان کے اجتماع میں اچانک ایک گائے آدھمکی اور اس نے فریاد بلند کی:

یاآل ذریح !امر نجیح،مع رجل یصیح ،بصوت فیصیح نجاء بلاإلٰه الله محمد رسول الله عجلوا بلا اله الا الله تدخلوا الجنة۔

''اے آل ذریح !میں تمہیں ایک ایسے حکم سے آگاہ کرتی ہوں جو تمہاری نجات اور سعادت کا سبب ہے، کہ ایک مرد فصیح زبان سے فریاد بلند کرے گا کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔''الا الہ الا اللہ پڑھنے کے لیے جلدی کرنا تا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ''

علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا کی قسم !ہم آل ذریح کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، مگر یہ کہ سب لوگ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا''

یہ حدیث اس مفصل تر بھی ذکر ہوئی ہے

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ان لوگوں نے گائے کو ذبح کرنے کے لیے پکڑتا تھا اس نے مذکورہ بالا فریاد بلند کی۔(الثاقب فی المناقب صفحہ ۷۵، بحارالانوار جلد ۱۷ صفحہ ۴۰۸)

لااله الّا الله ربُّ العلمین،محمد رسول الله سید النبیین وعلیٌ وصیه سید الوصیین۔

''خدا کے علوہ کوئی معبود نہیں جو پروردگار عالم ہے، محمد اللہ کے رسول ہیں، جو انبیاء کے سرور و سردار ہیں اور علیؑ ان کے وصی ہیں جو تمام اوصیاء کے آقا ہیں''

(قصص الانبیاء ج ۲۷۸، بحار جلد ۱۷ صفحہ ۳۹۸)

اسی طرح ثقتہ الاسلام جناب شیخ کلینی علیہ الرحمہ کتاب روضہ کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا:

''یمن سے باہر ایک درہ بنا''برہوت'' ہے اس میں سے ناگوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں گذرتا، اس درہ میں ایک کنواں ہے

جس کا نام "صاعوت ہے" ہر روز صبح وشام مشرکین کی ارواح کو وہاں لے جایا جاتا ہے، وہاں پر انہیں زخموں سے رستا ہوا گندھا پانی پلایا جاتا ہے اس درہ کے پیچھے کچھ لوگ آباد ہیں، جنہیں زریح کہتے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو پیغمبری پر مبعوث کیا، ان لوگوں کے درمیان ایک بچھڑا آیا، جو اپنی دم زمین پر مار رہا تھا، اس نے فصیح زبان میں کہا:

"اے آل ذریح! تھامہ (مکہ) میں ایک شخص نے ظہور کیا ہے جو لوگوں کو خداوند اقدوس کی وحدانیت کی گواہی کی طرف دعوت دے رہا ہے"۔

لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بچھڑے کو کسی اہم کام کے لیے گویائی عطا فرمائی ہے۔ اس بچھڑے نے دوسری مرتبہ لوگوں میں جا کر وہی فریاد بلند کی، ان لوگوں نے ایک کشتی بنائی جس میں ان میں سے سات افراد سوار ہوئے اور الہام خدا کے ساتھ انہوں نے سامان سفر بھی اس میں رکھا، کشتی سمندر میں ڈالی، بادبان کشتی لے کر چلا۔ جب جدہ پہنچے تو کشتی سے نیچے اترے، رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

"پیغمبر اکرمؐ نے انہیں فرمایا:

"کیا تم وہی اہل ذریح ہو جن کے درمیان گوسالے نے فریاد کی ہے؟"۔

انہوں نے کہا: "وہاں"۔

انہوں نے عرض کیا: "یارسول اللہ! ہمارے سامنے اپنا دین اور کتاب بیان فرمائیں"۔

رسول خداؐ نے دین، کتاب، سنت اور احکام اس طرح سے بیان فرمائے جیسے اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تھے۔ بنی ہاشم میں سے ان کا ایک امیر مقرر کیا اور ان کے ساتھ بھیج دیا، اس دن سے لے کر آج تک ان میں کسی قسم کا اختلاف پیدا نہیں ہوا ہے۔

(الکافی جلد ۸ صفحہ ۲۶، بحارالانوار جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۷)

فرشتوں کی خواہش

(۷۳۷-۲۰) محمد بن ابی الفوارس اپنی کتاب "اربعین" میں تحریر کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ما من قوم یذکرون فضل محمد و آل محمد الا ھبطت ملائکۃ من السماء تحفہم و تحدثہم۔

"جو لوگ بھی فضائل محمد و آل محمد بیان کرتے ہیں، آسمان سے فرشتے ان کے پاس آتے ہیں، انہیں باخبر کرتے ہیں اور ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں"۔

جس وقت وہ آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں تو دوسرے فرشتے ان سے کہتے ہیں: آپ سے بہت اچھی خوشبو آ رہی ہے ہم نے آج تک اتنی اچھی اور پاکیزہ خوشبو نہیں سونگھی ہے؟

فرشتے انہیں جواب دیتے ہیں:

انا کنا عند قوم یذکرون فضل محمد و آل محمد فعبق بنا من ریحهم۔

''ہم ایسے لوگوں کے درمیان تھے جو محمد و آل محمد کے فضائل بیان کرتے ہیں، ہم نے ان کی خوشبو سے اپنے آپ کو معطر کیا ہے۔''

وہ فرشتے التماس کریں گے: ''ہمیں بھی ان کے پاس لے چلو''

وہ کہیں گے: ''وہ وہاں سے متفرق ہو چکے ہیں۔''

وہ کہیں گے: ''ہمیں اس جگہ لے چلو، جہاں پر وہ بیٹھے تھے تا کہ ہم اس جگہ سے تبرک حاصل کر سکیں۔''

(اربعین ابی الفوارس صفحہ ۱۴۸، بحار جلد ۳۸ صفحہ ۱۹۹)

محمد و آل محمدؐ کی محبت اعمال تولنے کا ترازو

مذکورہ کتاب میں ذکر ہوا ہے کہ زید بن عوام اور ابی امام کہتے ہیں: رسول خدا نے فرمایا:

حبی عمود میزان العالم، اذا کان یوم القیامة حبی بمیزان العالم، وحبّ علی کفّتاہ وحب الحسن علیه السلام والحسین علیه السلام خیوط وحبّ فاطمةؑ علاقته یوزن به محبة المحب والمبغض لی والاهل بیتی۔

''میری محبت دنیا کے ترازو کے لیے ستون ہے، جب قیامت برپا ہو گی تو میری محبت اہل عالم کے لیے میزان ہو گی اور علیؑ کی محبت اس ترازو کے دو پلڑے ہوں گے، حسنؑ و حسینؑ کی محبت اس میزان کی رسیاں ہوں گی اور فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی محبت وہ ڈنڈی ہو گی جو دونوں پلڑوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس ترازو کے ذریعے میرے اور اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کرنے والوں اور دشمنی رکھنے والوں کے اعمال تولے جائیں گے۔'' اس کے بعد یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ○ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ○ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ○ نَارٌ حَامِيَةٌ (سورۃ القارعۃ ۶ تا ۹)۔

''اس دن جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا وہ پسندیدہ عیش میں ہو گا اور جس کا پلہ ہلکا ہو گا اس کا

ٹھکانہ جہنم ہے۔'' ۱؎

ام اسلم جانشین پیغمبر کی تلاش میں

(۳۹۷۔۴۲) کتاب ''الثاقب فی المناقب'' میں لکھتے ہیں:

ایک دن ایک عورت ام مسلم یا ام اسلم رسول خداؐ کی زوجہ جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آتی ہے اور رسول خداؐ کے بارے میں پوچھتی ہے۔ام سلمہ نے کہا: پیغمبر خداؐ کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں، بہت جلد تشریف لے آئیں گے۔وہ عورت رسول خداؐ کے انتظار میں بیٹھ گئی، جب رسول خداؐ تشریف لے آئے تو وہ رسول خداؐ سے مخاطب ہو کر عرض کرتی ہے:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے رسول خداؐ! میں نے آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی جانشین ہوتا ہے۔جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں اور ان کی رحلت کے بعد ان کا جانشین تھا، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام، پس آپ کا جانشین کون ہے؟''

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

یا ام اسلم! وصیی فی حیاتی وبعد مماتی واحدٌ۔

''اے ام اسلم! میرا وصی میری حیات میں اور وفات کے بعد ایک ہی شخص ہے۔''

اس کے بعد اپنے دست مبارک میں کچھ سنگریزے لیے اور انہیں آٹے کی طرح نرم کیا، پھر اسے گوندھا اور اس پر اپنی مہر مبارک لگائی، اس کے بعد فرمایا:

یا ام اسلم! من فعل بعدی مثل فعلی فھو وصیی فی حیاتی وبعد مماتی۔

''اے ام اسلم! جو میرے بعد وہی انجام دے گا جو میں دیتا ہوں، وہی میری حیات اور موت کے بعد میرا وصی ہوگا۔''

ام اسلم رسول اکرمؐ کے پاس سے نکلی، سید مولا امیر المؤمنین علیؑ کی خدمت میں شرفیاب ہو کر کہتی ہے: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں کیا آپ رسول خداؐ کے وصی اور جانشین ہو؟''

آپ نے فرمایا: ہاں! اے ام اسلم''

اس کے بعد آپ نے کچھ سنگریزے اٹھائے، انہیں آٹا بنایا، پھر اسے گوندھا، اور اس کے ذریعے اپنی مہر لگائی اور فرمایا: ''اے ام اسلم! جو بھی ایسا کرے گا وہ میرا جانشین ہے۔''

ام اسلم وہاں سے امام حسن مجتبیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی درحالانکہ آپ نوجوان تھے، عرض کرتی ہے: ''میرے آقا کیا

آپ اپنے پدر بزرگوار کے وصی اور جانشین ہیں؟''

آپ نے فرمایا: ''ہاں ام اسلم''

اس کے بعد آپ نے کچھ سنگریزے ہاتھ میں لیے، ان کا آٹا بنایا، اسے گوندھا اور اپنی مہر مبارک لگائی۔ اس کے بعد وہ خاتون حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی درحالانکہ آپ کم سن تھے اور کہا: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا آپ اپنے برادر بزرگوار کے جانشین ہیں؟''

آپ نے فرمایا: ''ہاں ام اسلم''

اس کے بعد آپؑ نے وہی کام انجام دیا جو آپ کے بھائی امام حسن علیہ السلام نے انجام دیا تھا۔

وہ نیک بخت عورت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب حضرت زین العابدین سید الساجدین علیہ السلام کربلا سے واپس آئے تو آنحضرت کی زیارت کے لیے گئی اور سوال کیا، کیا آپ اپنے والد بزرگوار کے جانشین ہیں؟

آپ نے فرمایا: ''ہاں!''

اس کے بعد آپ نے بھی وہی کام انجام دیا جسے دوسرے بزرگوں نے دیا تھا۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۶۲، الوافی جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

رسول خداؐ کی موت وحیات خیر ہے

(۴۰۷۔ ۲۳) کتاب بصائر الدرجات میں تحریر کرتے ہیں کہ کئی ایک راویوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

رسول خداؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ہے:

حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم۔

''میری حیات اور موت آپ لوگوں کے لیے بہتر ہے۔''

اصحاب نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ! آپ نے جو فرمایا کہ میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے یہ بات تو سمجھ میں آ گئی، لیکن آپ کی موت ہمارے لیے کیوں بہتر ہو سکتی ہے؟

رسول خداؐ نے فرمایا:

وما حیاتی فان اللہ یقول : وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيهِمْ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (سورہ الانفال ۸: ۳۳)

''میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''

''اے پیغمبر! جب تک آپ ان لوگوں کے درمیان موجود ہیں اللہ انہیں عذاب سے دوچار نہیں کرے

گا، اسی طرح جب تک یہ توبہ استغفار کرتے رہیں گے، خدا انہیں عذاب نہیں دے گا اور میری وفات تمہارے لیے خیر ہے، کیونکہ تمہارے اعمال میرے سامنے لائے جائیں گے تو میں تمہارے لیے طلب مغفرت کروں گا۔"

عالم بزرگوار سید نعمت اللہ جزائری نے اس حدیث شریف کو کتاب "انوار النعمانیہ" میں نقل کیا ہے کہ رسول خدا فرماتے ہیں:

"میری وفات تمہارے لیے خیر ہے، یعنی آپ لوگوں کے تمام اعمال جمعرات اور جمعہ کو میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، میں تمہارے لیے طلب مغفرت کرتا ہوں اور خدا سے دعا مانگتا ہوں کہ خدا آپ کو معاف فرمادے۔"

پیغمبرؐ خدا کو غمگین نہ کریں

مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں: راوی کہتا ہے: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

مالکم تسؤو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

"آپ لوگ پیغمبر خداؐ کو کیوں غمگین کرتے ہو؟"

ایک شخص نے عرض کیا:

"ہم کس طرح رسول خداؐ کو غمزدہ کرتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا:

اما تعلمون ان اعمالکم تعرض علیہ؟ فاذا رای فیھا معصیۃ ساءہ ذلک فلا تسؤو رسول اللہ ﷺ۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہارے اعمال رسول خداؐ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں؟ اگر ان میں کوئی گناہ دیکھیں تو اندوہناک ہوتے ہیں، پس رسول اللہؐ کو غمگین مت کریں بلکہ آنحضرت کو خوشحال و مسرور کریں۔"

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۴۵ تا ۴۲۶، الکافی جلد ا صفحہ ۲۱۹)

حضرت آدمؑ کی تخلیق کا مقصد محمدؐ و علیؑ کی خلقت ہے

(۱۴۱۷۔ ۲۴) قصص الانبیاء میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں: رسول خداؐ کا فرمان ہے:

"جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق فرمایا، انہیں اپنے پاس رکھا، حضرت آدم علیہ السلام نے چھینک لی تو اللہ تعالیٰ نے الہام

فرمایا کہ خدا کی حمد وستائش کرے، پس حضرت آدمؑ نے چھینک مارنے کے بعد خدا کی حمد وثناء کی۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے آدمؑ! تو نے میری حمد وثناء کی ہے، مجھے میری عزت وجلال کی قسم، اگر میرے وہ دو بندے نہ ہوتے جنہیں میں آخری زمانہ میں پیدا کرنا چاہتا ہوں تمہیں بھی خلق نہ کرتا۔"

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا:

"پروردگار! میں تمہیں ان کے مقام ومنزلت کی قسم دیتا ہوں، ان کے نام کیا ہیں؟"

خداوند متعال نے فرمایا:

"اے آدم! عرش کی جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھو"

حضرت آدمؑ نے آسمان کی طرف دیکھا تو نور کی دو سطریں نظر آئیں۔ پہلی سطر میں لکھا ہوا تھا:

لا الہ الّا اللہ محمدﷺ نبی الرحمۃ وعلیؑ مفتاح الجنۃ۔

"خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، محمد پیغمبر رحمت ہیں اور علیؑ جنت کی کنجی ہیں۔"

دوسری سطر میں تحریر تھا:

آلیت علی نفسی ان ارحم من والاھما واعذّب عاداھما۔

"میں نے قسم کھائی ہے کہ جو ان دونوں سے محبت کرے گا، اس پر رحم کروں گا اور جو بھی ان کے ساتھ دشمنی کرے گا اسے عذاب دوں گا۔"

حضرت حواؑ کا مہر یہ محمدؐ وآل محمدؐ پر درود ہے

(۴۲۷۔۲۵) محدث جزائری علیہ الرحمہ کتاب انوار النعمانیہ میں ایک روایت نقل کرتے ہیں:

جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواؑ کو دیکھا تو کہا: "اے پروردگار! اسے میری زوجہ بنا دے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم اس کا حق مہر لاؤ۔"

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: "خدایا مجھے معلوم نہیں ہے کہ حق مہر کیا ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آدم صلِّ علی محمد وآل محمد عشر مرات۔

"اے آدمؑ! دس مرتبہ محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجو۔"

حضرت آدم علیہ السلام نے یہ عمل بجا لایا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت حواؑ کو ان کی زوجیت میں دے دیا۔

جب حضرت حواؑ کا مہر یہ محمد آل محمد علیہم السلام پر درود ہے تو پھر حور العین کا مہر یہ ایسا کیوں کر نہیں ہو سکتا؟

(انوار النعمانیہ جلد ا صفحہ ۱۳۲)

فرشتوں کی ڈیوٹی

(۲۶-۷۴۳) سید بزرگوار کتاب انوار النعمانیہ میں ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے فرشتے پیدا کیے ہیں، جو زمین پر گردش کرتے ہیں ان کا ہدف صرف یہی ہے کہ وہ ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ وہ فرشتے رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! فلاں شخص نے آپ پر درود و سلام بھیجا ہے۔ رسول فرماتے ہیں اس پر درود و سلام ہو۔

اسی طرح وہ زائرین رسول خداؐ کی زیارتیں بھی آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، اس طرح جو آئمہ علیہم السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور ان کی زیارت کرتے ہیں وہ آئمہ علیہم السلام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ (الانوار النعمانیہ جلد ا صفحہ ۱۳۲)

تخلیق پیغمبر کیسے ہوئی؟

(۲۷-۷۴۴) جناب مسعودی قدس سرہ اپنی کتاب ''اثبات الوصیہ'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک روایت نقل ہوئی ہے:

جس وقت اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمدؐ کو دنیا پر ظاہر کریں تو عرش کے نیچے سے ایک قطرہ زمین کے پھلوں میں سے ایک پھل پر ٹپکایا ان کے باپ عبداللہ نے وہ پھل کھایا، جب حضرت عبداللہ، حضرت آمنہ کے نزدیک گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس قطرہ کو اس مقام پر رکھا جو اس کے لیے خلق فرمایا تھا۔ چالیس دن گزرنے کے بعد شکم مادر سے ان کی آواز سنائی دی جب انہیں چار ماہ کا عرصہ گزر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بائیں بازو پر یہ آیہ کریمہ تحریر فرمائی:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(سورۃ الانعام ۶:۱۱۵)

''اور آپ کے پروردگار کا کلمہ صداقت و عدالت کے اعتبار سے بالکل مکمل ہے، اس کا کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

جب وہ دنیا پر ظاہر ہوئے تو ہر شہر میں ان کے نور کا ستون بلند ہوا، جس کے ذریعہ سے وہ بندوں کے اعمال دیکھتے ہیں۔

(اثبات الوصیہ صفحہ ۱۰۹)

پیغمبر اسلام تمام علوم کے مالک:

(۲۸-۷۴۵) مذکورہ کتاب میں ایک اور روایت نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اور قیامت تک کا تمام علم اپنے پیغمبر کو تعلیم فرمایا۔اس کے بعد دین واحکام کا کام ان کے سپرد کر دیا اور فرمایا:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔(سورہ حشر آیہ ۷)

''اور جو کچھ بھی رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے تمہیں منع کرے باز آ جاؤ''

اس طرح ایک اور جگہ پر آنحضرت کے بارے میں ارشاد ہے،

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی.(سورہ نجم آیہ ۳،۴)

''اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا اس کا کام وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے''

ایک اور مقام پر پیغمبر اکرمؐ کے بارے میں ارشاد ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ(سورہ نساء آیہ ۸۰)

''جو رسول خداؐ کی اطاعت کرتا ہے اس نے درواقع اللہ کی اطاعت کی ہے''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی یوں تعریف وتوصیف فرمائی کہ کسی اور نبی کی نہیں فرمائی۔آنحضرتؐ کے بارے میں ارشاد ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ.(سورہ قلم آیہ ۴)

''اور بے شک آپ (اے پیغمبر) عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔''

علیؑ کو پیغمبر کی وصیت

(۲۴۶۔۲۹)اس کتاب میں ایک روایت نقل ہوئی ہے: جن موضوعات کے بارے میں رسول اللہؐ نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی ان میں سے ایک جملہ یہ ہے۔

اذا انا مت فغسلنی و کفنی وحنطنی ثم اجلسنی فسئل عما بدالك وا كتب.

''جب میں رحلت کر جاؤں تو مجھے غسل دینا، کفن کرنا اور حنوط لگانا، اس کے بعد مجھے بٹھانا، اس دوران تمہارے لیے جو کچھ آشکار ہوگا وہ پوچھنا اور اسے لکھنا۔''(اثبات الوصیہ صفحہ ۱۲۲)

پانچ مخصوص نعمتیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئیں

(۲۴۷۔۳۰)مذکور کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

أعطیت ما اعطی النبیّون والمرسلون جمیعاً، واعطیتِ خمسۃً لم یعطھا احد:
نصرت بالرعب وجعل لی ظھر الارض مساجدا طھوراً، واعطیتِ جوامع الکلم
وفضلت باالغنیۃ واعطیت السفاعۃ فی امتی۔

''جو کچھ تمام انبیاء اور رسولوں کو عطا کیا گیا، وہ مجھے بھی عطا کیا گیا، لیکن پانچ نعمتیں ایسی ہیں جو صرف مجھے عطا ہوئی ہیں کسی اور کو نہیں دی گئیں۔''

۱۔ میں اس رعب کی وجہ سے کامیاب ہوا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے میرا لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔

۲۔ زمین کا ظاہر میری وجہ سے سجدہ گاہ بنا اور اسے پاک و پاکیزہ قرار دیا گیا۔

۳۔ جوامع الکلم یعنی تمام امتوں اور ادیان کو ایک جگہ پر اکٹھا کرنے کا اعزاز مجھے حاصل ہے۔

۴۔ غنیمت کی وجہ سے مجھے فضیلت دی گئی ہے۔

۵۔ اُمت کی شفاعت کرنے کا اعزاز مجھے دیا گیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو آیات معجزات تمام انبیاء کو عطا کیے وہ آنحضرت کو بھی عطا کیے گئے۔ ان کے علاوہ آنحضرت کو کچھ ایسے فضائل بھی عطا کیے ہیں جو کسی اور کو عطا نہیں کیے گئے۔

جب پروردگار نے اپنے نبی پر یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی کہ:

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔

''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔''

اس آیہ شریف کے نازل ہونے کے بعد پاک پیغمبرؐ نے اولاد ہاشم کے چالیس بزرگوں اور رؤسا کو اکٹھا کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان کے لیے گوسفندی کی ایک ران کا سالن تیار کروائیں اور ایک صاع گندم کی روٹی پکوائیں۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو وہ شخص رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا کھا کر چلے گئے، اس کے بعد دس دس افراد کی ٹولی آتی رہی اور کھانا کھا کر جاتی رہی، جبکہ کھانا پھر بھی ختم نہ ہوا، حالانکہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو ایک وقت میں ایک پورا گوسفند کھاتے اور ایک مشک پانی پی جاتے تھے۔ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۱۵)

رسول خداؐ کے پاس (۷۲) اسماء اعظم کا علم

(۷۴۸۔۳۱) مذکورہ کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے:

خدا کے اسماء اعظم ستر (۷۰) حروف ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے صرف ایک حرف آصف بن برخیا کو عطا کیا، جس کے بل بوتے پر انہوں نے تخت بلقیس والا واقعہ انجام دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دو حروف عطا کیے، جن کی طاقت سے انہوں نے ایسے

ایسے کارنامے انجام دیے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار حروف عطا کیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آٹھ حروف عطا فرمائے، حضرت نوح علیہ السلام کو پندرہ حروف دیے گئے اور حضرت محمدؐ کو بہتر (۷۲) حروف عطا کیے، جبکہ ایک حرف خدا نے اپنی ذات کے ساتھ مخصوص رکھا ہے۔"

اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو جو کچھ عطا کیا یا نہیں کیا وہ پیغمبر خداؐ کو دیا گیا۔ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۲۰)

پیغمبر اکرمؐ کی عمر چار دن اور سواد بن قارب کا ایمان لانا

(۴۹۷۔۳۲) کتاب بحار الانوار میں واقدی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں:

جب رسول خداؐ کو دنیا پر تشریف لائے ہوئے چار دن گزر گئے تو سواد بن قارب عبدالمطلب کے پاس آیا، اس وقت حضرت عبدالمطلب دروازۂ بیت اللہ کے نزدیک تشریف فرما تھے اور بنی ہاشم نے ان کے اردگرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ سواد بن قارب نزدیک آ کر کہتا ہے:

"اے ابا الحارث! میں نے سنا ہے کہ عبداللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے، ان کے بارے میں عجیب وغریب واقعات سننے میں آتے ہیں، میں کچھ وقت کے لیے ان کے چہرے کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔"

چونکہ سواد بن قارب اثر ورسوخ رکھنے والا شخص تھا جو راست گو بھی تھا لہٰذا اس کی بات کو اہمیت دی گئی۔ عبداللہ کھڑے ہوئے اور سواد بن قارب کو اپنے ہمراہ لے کر بی بی آمنہ کے دروازے پر آئے۔ جس وقت گھر میں داخل ہوئے تو رسول خداؐ اپنے گہوارے میں محو خواب تھے۔ جب وہ گھر میں داخل ہونے لگے تو عبدالمطلب نے کہا: "یا سواد! خاموش رہو، کہیں وہ بیدار نہ ہو جائیں" وہ بھی خاموش رہا۔ آہستہ آہستہ کمرے میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خداؐ گہوارے میں سو رہے ہیں۔ سواد نے آنحضرت کے جسم مبارک پر نظر ڈالی تو اس نے ان میں پیغمبروں کی سی ہیبت وجلالت کا مشاہدہ کیا، جب ان کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا تو ان کے چہرے سے ایک نور بلند ہوا جو کمرے کی چھت کو پھاڑتا ہوا آسمان تک جا پہنچا۔ حضرت عبدالمطلب اور سواد نے نور کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنی آستینیں آنکھوں پر رکھ لیں۔

یہ وہ واقعہ تھا جب سواد نے اپنے آپ کو پیغمبر کے اوپر گرا یا اور عبدالمطلب سے کہا:

"گواہ رہنا کہ اس بچے اور جو کچھ یہ خدا کی طرف سے لے کر آیا ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔"

پھر اس نے پیغمبر اکرمؐ کے رخساروں کا بوسہ لیا، اس کے بعد دونوں حضرات اس کمرہ سے باہر نکل گئے۔ سواد اپنے گھر چلا گیا اور عبدالمطلب خوش حال ہو گئے۔

واقد کہتے ہیں۔ جب پیغمبر ایک ماہ کے ہو گئے، اگر انہیں کوئی دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ ان کی عمر ایک سال ہو گئی ہے۔ ان کے گہوارے سے خدا کی حمد وثنا اور تسبیح وتہلیل کی صدائیں آتی تھیں۔ (الفضائل ابن شاذان ۲۳، بحار الانوار جلد ۵ صفحہ ۳۲۵)

حضرت ابوطالب پیغمبر اکرمؐ کے نگہدار

(۳۳-۷۵۰) کتاب مناقب میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں: حضرت ابوطالب علیہ السلام نے اپنے بھائی سے کہا:

"اے عباس! میں آپ سے محمدؐ کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں کئی دنوں سے ان سے علیحدہ نہیں ہوا ہوں، ہمیشہ ان کے ساتھ رہا ہوں، کیوں کہ مجھے کسی پر کوئی اعتبار نہیں تھا، یہاں تک کہ میں انہیں اپنے کمرے میں سلاتا ہوں۔"

حضرت ابو طالبؑ دستر خوان پر پیغمبرؐ کے انتظار میں

صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ پیغمبر اسلام زمزم کے پاس جاتے اور اس سے پانی نوش فرماتے، بعض اوقات حضرت ابو طالب آپ کو کھانے پر دعوت دیتے تو آپ فرماتے:

''مجھے بھوک نہیں ہے۔''

جب حضرت ابو طالب علیہ السلام اپنے بچوں کے ساتھ ناشتہ یا شام کا کھانا کھانے بیٹھتے تو انہیں فرماتے: ''تھوڑا انتظار کرو تا کہ میرا بیٹا تشریف لے آئے، پس جب رسول خداؐ تشریف لے آتے تو باہم بیٹھ کر کھانا تناول کرتے۔

حلیمہ سعدیہ کے گھر میں رسول خداؐ کے معجزات

(۳۴۔۵۱) مرحوم علامہ حلی قدس سرہ کے برادر بزرگوار جناب شیخ رضی الدین کتاب ''العدد یہ'' میں رقم طراز ہیں کہ حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں:

قبیلہ بنی سعد کا ایک درخت خشک ہو چکا تھا، جو عرصہ دراز سے کوئی پھل وغیرہ نہیں اٹھاتا تھا، ایک دن میں رسول خداؐ کو اپنی بغل میں لیے ہوئے اس درخت کے نیچے بیٹھ گئی۔ ابھی وہاں سے اٹھی نہیں تھی کہ وہ درخت سرسبز و شاداب ہو گیا اور اس نے پھل بھی اٹھا لیے۔ وہ کہتی ہیں کہ کوئی ایسا مقام نہیں ہے کہ جہاں پر میں اس مولود کو لے کر بیٹھی ہوں اور وہ مقام برکت وجود کی وجہ سے منافع بخش نہ ہوا ہو۔

ایک دن آنحضرت کو اپنے ہمراہ لے کر طائفہ بنی سعد کی ایک خاتون بنام ام مسکین کے گھر گئی، وہ خاتون بدحال، کمزور اور ضعیف تھی۔ جب ہم اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اچانک اس میں طاقت آ گئی اور اس کی حالت بہت اچھی ہو گئی۔ وہ خاتون بلاناغہ میرے گھر آتی رہی اور آنحضرت کے سر کے بوسے لیتی تھی۔

حلیمہ سعدیہ مزید فرماتی ہیں کہ جس وقت آنحضرت میرے پاس تھے اس دوران میں جس چیز کی آرزو کرتی تھی، اگلے دن تک وہ پوری ہو جاتی تھی۔

ایک دن میری بکری کا بچہ بھیڑیا اٹھا کر لے گیا، جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوئی۔ میں اچانک متوجہ ہوئی کہ رسول خداؐ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا، میں کیا دیکھتی ہوں کہ وہ بھیڑیا بکری کا بچہ اپنی پشت پر لادے ہوئے واپس لا رہا ہے، جبکہ بچہ بالکل صحیح سالم ہے اسے خراش تک نہیں آئی۔

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں۔ میں جب بھی انہیں باہر دھوپ میں لے کر نکلتی تو فوراً بادل آپ کے سر پر سایہ کرنے کے لیے حاضر ہو جاتے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ میرے خیمے سے ہمیشہ زمین سے نور کا ایک ستون آسمان کے ساتھ متصل رہتا، عام لوگ سردی اور گرمی کی وجہ سے بہت پریشان ہوتے، لیکن جب تک آنحضرت میرے پاس تشریف فرما رہے، کبھی بھی گرمی یا سردی نے مجھے پریشان نہیں کیا۔

ایک دن میں نے ارادہ کیا کہ ان کا سرِ اقدس دھوؤں، کیا دیکھتی ہوں کہ آپ کا سر مبارک دھلا ہوا ہے، اور عطر سے معطر ہے۔

میں نے کبھی بھی ان کا لباس نہیں دھویا، میں نے جب بھی آنحضرت کا لباس دھونے کا ارادہ کیا، تو دیکھتی کہ وہ لباس پہلے سے دھلا ہوا ہے ان کے لیے ہمیشہ نیا لباس آمادہ پایا۔

حلیمہ کہتی ہیں: میں جب بھی انہیں دودھ پلانے کے لیے اپنے پستان باہر نکالتی تھی تو ایک خوبصورت آواز میرے کانوں سے ٹکراتی، وہ کچھ پڑھا کرتے تھے۔ میں اس وجہ سے بہت حیران و پریشان تھی۔ جب آپ نے بولنا شروع کیا تو کھانا تناول کرتے وقت فرماتے "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ" بنام خدا پروردگار محمدؐ اور کھانا تناول کرنے کے بعد فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ" سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار محمدؐ ہے۔

(العدد القویہ صفحہ ۱۲۲، بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۳۲۱)

نبی اکرم کا ایک شخص سے وعدہ

(۳۵-۷۵۲) کتاب بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن امام الانبیاء حضرت محمدؐ نے ایک شخص کے ساتھ ایک جگہ ملاقات کا وعدہ کیا اور فرمایا: "آپ کی واپسی تک میں یہاں پر آپ کے انتظار میں کھڑا ہوں۔"

آفتاب اپنے جوبن پر پہنچ گیا، گرمی کی حدت اذیت کر رہی تھی، آپ کو اصحاب نے کہا:

"یا رسول اللہؐ! اگر آپ دھوپ سے سائے میں تشریف لائیں تو اس اذیت ناک گرمی سے محفوظ ہو جائیں گے۔"

آپؐ نے فرمایا:

وعدته الی هاهنا وان لم یجی کان منه المحشر -

"میں نے اس کے ساتھ اسی جگہ کا وعدہ کیا ہے، جب تک وہ نہیں آئے گا میں اسی جگہ کھڑا رہوں گا۔"

(بحار الانوار جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۹، علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۷۸)

حضرت عائشہؓ رسول خدا کے بیت الخلاء میں

(۷۵۳۔۳۶) حضرت عائشہ کہتی ہیں ایک دن میں نے رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیا:

''اے رسول خداؐ! جس وقت آپ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے ہیں، آپ کے فوراً بعد وہاں گئی ہوں لیکن میں نے وہاں پر مشک کی خوشبو کے علاوہ کوئی چیز نہیں دیکھی'' آنحضرتؐ نے فرمایا:

یاعائشة! إنّامعشر الانبیاء بُنیت اجسادُنا علی ارواح اهل الجنة خرج منّا من شیءٍ الّا ابتلعته الارض۔

''اے عائشہ! بے شک ہم انبیاء کے پیکر، بہشتی ارواح کی مانند خلق کیے گئے ہیں، ہم سے جو چیز بھی نکلتی ہے زمین اسے جذب کر لیتی ہے۔'' (بحارالانوار جلد ۱۶ صفحہ ۶۲۹، المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۳۵)

رسول خداؐ نے کبھی گندم کی روٹی نہیں کھائی

(۷۵۴۔۳۷) کتاب ''روضۃ الواعظین'' میں لکھتے ہیں کہ عیص بن قاسم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ کے بزرگوں سے روایت نقل ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

لاما اکل رسول الله خبز بر قط ولا شبع من خبز شعیرٍ قط۔

''رسول خداؐ نے کبھی بھی گندم کی روٹی نہیں کھائی، اور نہ ہی جو کی روٹی کبھی پیٹ بھر کر کھائی ہے۔''

(روضۃ الواعظین صفحہ ۴۵۶، بحارالانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۷، امالی صدوق صفحہ ۳۹۸)

محمد مصطفیؐ کا پتھر کو حکم

(۷۵۵۔۳۸) کتاب ''المناقب'' میں حدیث نوح کے ضمن میں مذکور ہے:

حضرت نوح علیہ السلام کے اشارے سے کشتی نوح پانی کے سینے پر تیرنے لگی، کشتی ہر مومن و کافر کو اٹھا کر پانی پر تیرتی ہے لیکن حضرت خاتم الانبیاء کے حکم سے پتھر نے پانی کی سطح پر تیرنا شروع کر دیا۔

عکرمہ بن ابوجہل کہتا ہے:

''اے محمدؐ! اگر تم سچے پیغمبر ہو تو حکم دو کہ ان پتھروں میں ایک پتھر اپنی جگہ سے چلے اور پانی میں آ کر ہمارے لیے راستہ بنا دے، تا کہ ہم یہاں سے عبور کر سکیں۔''

آنحضرت نے پتھر کو حکم دیا۔ حکم سنتے ہی پتھر اپنی جگہ سے چلا اور سطح آب پر جا کر آنحضرت کے روبرو رُکا، اس کے بعد

آپ نے اسے اپنی جگہ پر واپس جانے کا حکم دیا، حکم پاتے ہی پتھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ (المناقب جلد ۱ صفحہ ۲۱۴، بحار الانوار صفحہ ۴۰۳)

اعضاء پیغمبرؐ کے معجزات

(۷۵۶۔۳۹) جناب راوندی کتاب "الخرائج" میں نقل کرتے ہیں:

پیغمبر خداؐ کے اعضاء شریفہ میں ہر عضو کا کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور تھا۔ سر اقدس کا معجزہ یہ تھا کہ بادل ہمیشہ ان کے سر پر سایہ فگن رہتا تھا۔ ان کی مبارک آنکھوں کا معجزہ یہ تھا کہ آپ اپنی پشت مبارک سے اسی طرح دیکھ سکتے تھے کہ جیسے سامنے سے دیکھتے۔

کانوں کا معجزہ یہ تھا کہ آپ نیند میں بھی ویسے ہی سنتے تھے جیسے بیداری کی حالت میں سنتے تھے۔

آپ کی زبان مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ آپ نے سوسمار سے فرمایا:

"میں کون ہوں؟" تو اس نے کہا: "آپ رسول خدا ہیں۔"

آپ کے مبارک و مقدس ہاتھوں کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ٹپکتا تھا۔ آپ کے پاؤں کا معجزہ یہ تھا کہ جابر کا ایک کنواں تھا، جس کا پانی کڑوا تھا، اس نے آنحضرت سے اس بارے میں گلہ شکوہ کیا، آنحضرت نے پاؤں ایک طشت میں دھوئے اور اسے حکم دیا کہ یہ دھون کنویں میں گرا دے جب دھون کا پانی کنویں میں ڈالا گیا تو اس کا پانی شیریں ہو گیا۔ آپ ختنہ شدہ دنیا پر تشریف لائے تھے۔

آپ کے بدن مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کے بدن کا سایہ کبھی بھی زمین پر نہیں پڑا، کیونکہ آنحضرت نور تھے اور نور کا کبھی سایہ نہیں ہوا کرتا۔

آپ کی پشت مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کندہ تھی۔ آپ کے شانوں پر یہ تحریر تھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۷۰۵، بحار جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۹، قصص الانبیاء صفحہ ۳۱۴)

کعبہ میں بتوں کی سرنگونی

(۷۵۷۔۴۰) کتاب "عیاشی" میں سعید بن جبیر سے روایت ہے:

آپ کہتے ہیں کہ کعبہ شریف میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت تھے۔ عرب کے جتنے بھی قبائل تھے ہر ایک قبیلہ نے اپنے اپنے ایک یا دو بت رکھے ہوئے تھے۔ جب آیہ شریفہ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آل عمران ۳:۱۸)۔

"اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔"

نازل ہوئی، تو کعبہ میں جتنے بھی بت موجود تھے سجدہ ریز ہو گئے۔

(تفسیر عیاشی جلد ۱ صفحہ ۱۶۶، بحار جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۶، تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

محمد عربیؐ کا درختوں کو حکم

(۷۵۸۔۴۱) کتاب "الخرائج" میں لکھتے ہیں کہ عمار یاسر کہتے ہیں:

میں رسول اللہؐ کے کئی ایک سفروں میں ان کے ہمراہ تھا، ایک دن ہم ایسے صحرا میں تھے، جہاں پر درخت بہت ہی کم تھے، رسول خداؐ نے دو چھوٹے چھوٹے پودوں کی طرف نگاہ فرمائی اور عمار یاسرؓ سے فرمایا:

یا عمار اصرالی شجرتین فقل لهما یامرکمارسول الله! ان تلتقیا حی یصد تحتکما۔

"اے عمارؓ! ان دو درختوں کے قریب جائیں اور کہیں رسول خداؐ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ، تا کہ میں تمہارے نیچے بیٹھ سکوں۔"

عمارؓ کہتے ہیں۔ میں نے وہاں پہنچ کر درختوں کو رسول خداؐ کا پیغام پہنچایا۔ پیغام سنتے ہی وہ دونوں درخت ایک دوسرے کے ساتھ یوں ملے کہ ایسے لگتا تھا کہ جیسے ایک درخت ہوں، رسول خداؐ ان کے نیچے تشریف لے گئے اور ان کے آڑ میں قضاء وحاجتؐ فرمائی، جب واپس ہونے لگے تو حکم دیا کہ تم اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ یہ حکم سنتے ہی وہ واپس پلٹ گئے۔

(الخرائج جلد ا صفحہ ۱۵۵ بحار الانوار جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۴)

رسولؐ اسلام اور کانہ کے درمیان کشتی

(۷۵۹۔۴۲) بزرگ عالم قطب راوندی "قصص الانبیاء" میں تحریر کرتے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن ایک عربی رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہتا ہے ہم کس دلیل پر قبول کرلیں کہ آپ رسول خداؐ ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:

أرایت ان دعوت هذا الغدق من هذا النخلة فاتانی أتشهد أنّی رسول الله صلی الله علیه وسلّم۔

"اگر تم یہ دیکھو کہ میں کھجور کی بعض شاخوں کو حکم دوں اور وہ میرے پاس چل کر آجائیں تو تم اس وقت گواہی دو گے کہ میں پیغمبر خدا ہوں؟"

اس عربی نے کہا: "ہاں"

رسول خداؐ نے کھجور کی کچھ شاخوں کو حکم دیا، وہ شاخیں اپنے درخت سے جدا ہو کر زمین پر گریں اور رسول خداؐ کی خدمت میں

حاضر ہو گئیں۔اس کے بعد آپؐ نے حکم دیا کہ واپس اپنی جگہ پر پلٹ جاؤ۔حکم سنتے ہی وہ واپس اپنی جگہ پر پلٹ گئیں۔ جب اس عرب نے یہ معجزہ دیکھا تو وہ کہتا ہے:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے پیغمبر ہیں۔''

اس طرح سے وہ آنحضرتؐ پر ایمان لے آیا۔وہ شخص رسول خداؐ کی خدمت سے رخصت ہوا اور اپنے خاندان والوں کے پاس گیا اور جا کہتا ہے:

''اے بنی عامر بن صعصعہ! خدا کی قسم! میں کبھی کسی چیز میں انہیں نہیں جھٹلاؤں گا۔''

بنی ہاشم میں ایک شخص بنام رکانہ تھا، وہ کافر اور طاقتور شخص تھا، اس کے پاس بھیڑ بکریوں کا گلہ تھا، جسے ''صحرائے اضم'' میں چراتا تھا۔ایک دن رسول خداؐ کا اس صحرا سے گزر ہوا، تو رکانہ کی آنحضرتؐ سے ملاقات ہوئی، وہ کہتا ہے:

''اگر ہمارے درمیان خونی رشتہ نہ ہوتا تو بات چیت کرنے سے پہلے تمہیں قتل کر دیتا، کیا تم ہمارے خداؤں کو سب وشتم کرتے ہو؟ اب اپنے خدا کو پکارو، تا کہ وہ میرے ہاتھ سے تجھے نجات دلائے۔''

پھر کہتا ہے: ''میرے ساتھ کشتی کرو، اگر تم میرے اوپر غالب آ گئے تو میری بھیڑوں میں دس بھیڑیں تمہاری ہو جائیں گی۔''

رسول خداؐ نے اسے گریبان سے پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینے پر سوار ہو گئے۔رکانہ کہتا ہے: یہ تمہارا کام نہیں ہے، یہ تمہارا خدا ہے جس نے مجھے زمین پر پچھاڑا ہے۔پھر رکانہ کہتا ہے دوبارہ کشتی لڑتے ہیں، اگر تم نے مجھے چت گرا دیا تو میری بھیڑوں سے دس بھیڑیں اور تمہاری ہو جائیں گی۔

رسول خداؐ نے اس کے ساتھ دوبارہ کشتی لڑی اور اسے زمین پر دے مارا۔

وہ پھر کہتا ہے: یہ تمہارے خدا کا کام ہے کہ وہ مجھے زمین پر گرا سکے وہ کہتا ہے کہ اب تیسری دفعہ کشتی لڑتے ہیں، اگر تم غالب آ گئے تو دس بھیڑیں اور تمہاری ملکیت ہو جائیں گی۔رسول خداؐ نے تیسری مرتبہ بھی اسے زمین پر پچھاڑا۔

رکانہ کہتا ہے: لات وعزیٰ نے میری طرف سے رخ پھیر لیا ہے۔میرے گلے میں سے تیس (۳۰) بھیڑیں چن کر نکال لو۔

آنحضرت نے فرمایا:

''اے رکانہ! میں تجھ سے گوسفند نہیں لیتا ہوں، بلکہ تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔وائے ہو رکانہ پر کہ وہ جہنم کی جانب بڑھ رہا ہے؟ اگر تم آج اسلام قبول کر لیتے تو آتش جہنم سے محفوظ ہو جاتے۔''

رکانہ نے کہا: ''میں ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا، مگر یہ کہ کوئی نشانی یا معجزہ دکھاؤ''

رسول خداؐ نے فرمایا: ''کیا تم خدا کو اپنا گواہ بناتے ہو؟ اگر میں ابھی اپنے خدا کو پکاروں اور تمہارے

لیے معجزہ انجام دوں تو کیا پھر میری دعوت کا مثبت جواب دو گے؟'' اس نے کہا: ''ہاں''

ان کے نزدیک ایک پھل دار درخت تھا، آنحضرتؐ نے اس کی طرف اپنا رخ انوار کیا اور فرمایا: ''خدا کے حکم سے میرے نزدیک آجا۔''

وہ درخت درمیان سے دو حصے ہوا، اوپر والا حصہ اپنی شاخوں سمیت آنحضرتؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔

رکانہ نے کہا: آپ نے مجھے بہت عظیم معجزہ دکھایا ہے، اب اسے حکم دیں کہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔

رسول خداؐ نے اس سے فرمایا: ''کیا خدا کو گواہ بناتے ہو کہ اگر میں چاہوں کہ پلٹ جا اور وہ پلٹ جائے تو وہ چیز جس کی میں نے تمہیں دعوت دی ہے اس کا جواب مثبت دو گے؟''

اس نے کہا: ''ہاں''

آنحضرتؐ نے درخت کو حکم دیا، وہ درخت واپس لوٹا اور اپنے باقی آدھے حصے کے ساتھ جا کر متصل ہو گیا۔

پیغمبر اسلامؐ نے اسے فرمایا: ''کیا اسلام لے آئے ہو؟''

رکانہ نے کہا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ مدینہ کی عورتیں مجھے طعنے دیں کہ میں نے آپ کے ڈر کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا ہے اور آپ پر ایمان لے آیا ہوں لیکن آپ اپنے تیس گوسفند انتخاب کریں اور ساتھ لے جائیں۔''

رسول خداؐ نے فرمایا: جب تم اسلام قبول کرنے سے منکر ہو گئے ہو تو پھر مجھے تمہارے گوسفندوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

(قصص الانبیاء صفحہ ۲۹۸، بحار جلد ا صفحہ ۳۶۸)

عالم بزرگوار ابن شہر آشوب نے بھی ایسی ہی روایت اپنی کتاب المناقب میں کچھ اضافے کے ساتھ نقل فرمائی ہے روایت میں ہے:

''رسول خداؐ نے درخت کی بعض ٹہنیوں کو اپنی طرف آنے کا حکم دیا، وہ ٹہنیاں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے سجدہ بجالانے کے بعد آپؐ سے گفتگو کی۔'' (المناقب جلد ا صفحہ ۱۲۹)

خاتم الانبیاءؐ کے لعاب دہن کا اثر

(۷۶۰۔۴۳) کتاب کافی میں نہدی سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمص النوی بفیہ لغرسہ فیطلع من ساعتہ۔

''رسول خداؐ نے اپنے آب دہن میں ایک دانے کو ملایا پھر اسے بویا، وہ اسی وقت سرسبز ہو گیا۔''

دعثور بن حارث کا تلوار سے رسول خداؐ پر حملہ

(۷۶۱۔۴۴) جناب واقدی آیہ شریفہ ''اذھم قوم'' ''سورہ مائدہ آیہ ۱۱'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

رسول خداؐ قبلہ بن ذبیان اور محارب کے ساتھ جنگ لڑنے کی غرض سے سرزمین ''ذی امر'' کی طرف گئے، ان لوگوں نے پہاڑوں پر پناہ لے رکھی تھی۔ رسول خداؐ نے ان لوگوں سے اتنی دور پڑاؤ ڈالا جہاں سے انہیں دیکھ سکتے ہوں۔

آنحضرتؐ قضائے حاجت کے لیے وہاں سے ایک طرف تشریف لے گئے، اچانک بارش برسنا شروع ہوگئی، آنحضرت کا لباس گیلا ہو گیا۔ آپ نے اپنا لباس اتار کر خشک ہونے کے لیے درخت پر ڈال دیا اور خود درخت کے نیچے استراحت کے لیے لیٹ گئے، سارے عرب یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔ ان کا بزرگ ''دعثور بن حارث'' آگے بڑھا، ننگی تلوار لے کر آنحضرت کے سر پر جا کر چنگاڑا اور کہا:

''اے محمدؐ! آج کون ہے جو تجھے بچائے گا؟''

آپؐ نے فرمایا: ''میرا خدا''

اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے دعثور کے سینہ پر کچھ مارا، تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری۔ رسول خداؐ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا:

یمن یمنعک منی الیوم۔

''کون ہے جو تجھے آج مجھ سے بچائے گا؟''

اس نے کہا: کوئی بھی نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں اس کے بعد مذکورہ آیہ شریفہ نازل ہوئی: (مجمع البیان جلد ۳ صفحہ ۱۶۹، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۷۴، المناقب جلد ۱ صفحہ ۷۰)

ابوجہل کی ہتھیلی سے پتھر کا چمٹنا

(۶۲۔۷۔۴۵) کتاب مناقب اور خرائج میں روایت نقل کی گئی ہے۔

ابوجہل اس تاڑ میں تھا کہ رسول خداؐ کو غافل پا کر ان پر حملہ کردے۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ رسول خداؐ سجدہ میں ہیں، اس نے ارادہ کیا کہ پتھر سے رسول خداؐ پر حملہ کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پتھر اس کی ہتھیلی کے ساتھ چمٹا دیا۔

جب ابوجہل نے دیکھا کہ حضرت محمدؐ کے ساتھ توسل کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں تو اس نے آنحضرتؐ سے دعا کی التماس کی۔

رسول خداؐ نے دعا کی تو وہ پتھر اس کے ہاتھوں سے جدا ہوا، اس نے وہ پتھر دور پھینک دیا۔ (الخرائج جلد ا صفحہ ۴۴، المناقب جلد ا صفحہ ۷۸)

جنوں کا رسول خداؐ پر ایمان لانا

(۶۳۔۷۔۴۶) کتاب امالی شیخ صدوق میں مذکور ہے کہ سہیل بن عزوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''جنوں میں سے ایک عورت رسول خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوئی اور آنحضرتؐ کی گفتگو سنی، اس نے واپس جا کر وہ گفتگو اپنے قریبی جنوں کے سامنے نقل کی، اس طرح جنات اس جن عورت کے ہاتھ رسول خداؐ پر ایمان لے آئے۔''

کچھ عرصہ تک رسول خداؐ نے اسے نہ دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا، جبرئیل نے جواب دیا:

''وہ اپنی اس بہن کی زیارت کے لیے گئی ہوئی ہے، جس کے ساتھ وہ خدا کے لیے محبت کرتی ہے۔''

اس وقت رسول خداؐ نے فرمایا:

طوبیٰ للمتحابین فی اللہ، ان اللہ تبارک و تعالیٰ خلق فی الجنۃ عموداً من یاقوتۃ حمراء علیہ سبعون الف قصر، فی کل قصر سبعون الف غرفۃ، خلقھا اللہ عزّوجلّ للمتحابین والمتزاورین فی اللہ۔

''بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جو خدا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ایک سرخ یاقوت کا ستون خلق کیا ہے، جس پر ستر ہزار محلات ہیں، ہر محل میں ستر ہزار کمرے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ محلات اور کمرے ان لوگوں کے لیے بنائے ہیں، جو ایک دوسرے

سے محبت کرتے ہیں، اور خدا کی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔"

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ عفراء نامی جننی آئی، رسول خداؐ نے پوچھا:

اے عفراء! اتنے دن کہاں غائب تھی؟"

اس نے کہا: "میں اپنی خواہر کی زیارت کے لیے گئی ہوئی تھی۔"

آپؐ نے فرمایا: "بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جو خدا کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں اور زیارت کے لیے جاتے ہیں۔"

پھر فرمایا: "اے عفراء! تم نے کیا دیکھا ہے؟"

اس نے کہا: "می نے بہت سی حیران کن اشیاء دیکھی ہیں"

آپؐ نے فرمایا: "سب سے حیران کن کون سی چیز تھی؟"

اس نے عرض کیا: "میں نے شیطان کی سبز دریا میں سفید پتھر پر بیٹھا ہوا دیکھا، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہہ رہا تھا۔"

الهی اذا بررت قسمك وادخلتنی نار جهنم فاسلك بحق محمد وعلی وفاطمه والحسن والحسین علیهم السلام وخلصتنی منها وحشرتنی معهم۔

"اے میرے معبود! جب اپنی قسم کی وفا کرتے ہوئے مجھے جہنم میں ڈالو گے، تو میں تجھے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسن اور علیہ علیہم السلام کے حق کی قسم دوں گا کہ مجھے اس سے نجات دے اور ان کے ساتھ محشور فرما۔"

میں نے کہا: "اے حارث! جن اسماء کا واسطہ دے کر دعا کر رہے ہو یہ کون ہستیاں ہیں؟"

اس نے کہا: "میں نے یہ اسماء حضرت آدمؑ کی خلقت سے سات ہزار قبل عرش پر لکھے ہوئے دیکھے ہیں۔ میں یہ سمجھا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ اور پسندیدہ ترین مخلوق ہیں، لہٰذا میں ان کی قسم دے کر التماس کرتا ہوں۔"

رسول خداؐ نے فرمایا:

واللہ لو اقسم اهل الارض بهذا الاسماء الاجابهم۔

"خدا کی قسم! زمین پر بسنے والے تمام لوگ اگر ان اسماء کی خدا کو قسم دیں، تو خدا انہیں ضرور جواب دے گا۔" (الخصال، جلد ۲ صفحہ ۶۳۸، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۸۳، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۴۶۵)

سانپ کی رسول خداؐ سے گفتگو

(۷۶۴۔۴۷) کتاب المناقب میں تحریر کرتے ہیں: رسول خداؐ اپنے لشکر کے ساتھ جنگ حنین کے لیے روانہ ہوئے۔ اچانک لشکر کے محافظ دستے واپس لوٹ آئے اور پرچم دار آگے بڑھنے سے رک گئے۔

رسول خداؐ نے فرمایا: ''اے لوگو! کیا ہوا کیوں رک گئے ہو؟''

انہوں نے کہا: ''راستے میں ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہوا ہے جو پہاڑ کی طرح ہے، اس نے سارا راستہ روکا ہوا ہے، وہاں سے عبور کرنا ممکن نہیں ہے۔''

رسول خداؐ آگے تشریف لائے، اس سانپ کے سر پر جا کر کھڑے ہوئے، سانپ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور بولا:

''اے رسول خداؐ! آپ پر سلام ہو۔''

اس نے کہا: ''میں ہیثم بن طاح بن ابلیس'' ہوں۔ میں آپ پر ایمان لایا ہوں، اور اپنے قبیلہ کے دس ہزار افراد لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، تا کہ اس جنگ میں آپ کی مدد کر سکوں۔''

رسول خداؐ نے فرمایا:

انعزل عنا وسر باهلك عن ايماننا۔

''ہم سے کچھ فاصلے پر رہو اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دائیں طرف ساتھ ساتھ چلتے رہو۔''

اس نے حکم کی اطاعت کی اس طرح راستہ کھل گیا اور مسلمانوں نے اپنا سفر شروع کیا۔

مولا علیؑ رسول خداؐ کی خدمت میں

(۷۶۵۔۴۸) کتاب قصص الانبیاء میں لکھتے ہیں: ابو ہریرہ کہتا ہے:

ایک دن رسول خداؐ تشریف فرما تھے کہ حضرت علی علیہ السلام ایک گروہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں شرف یاب ہوئے، جب آنحضرتؐ نے انہیں دیکھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا:

''آپ مجھ سے کچھ پوچھنے آئے ہو، جو کچھ آپ پوچھنا چاہتے ہو اگر چاہو تو میں بیان کرتا ہوں اور اگر خود بیان کرنا چاہتے ہو پوچھیں۔''

انہوں نے فرمایا: یا رسول اللہؐ! آپ خود بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا:

جئتم تسالونی عن الصنائع لمن تحق، فلا ینبغی ان یمنع الّا لذی حسب او دین و جئتم تسألونی عن جهاد ا المرأة فانّ جهاد المرأةِ حسن التبعل الزّوجها، وجئتم تسألونی عن الارزاق من این؟ أبی الله ان یرزق عبده اِلّا من حیث لا یعلم، فأن العبد اذا لم یعلم وجه رزقه کثر دعاوه۔

آپ یہ پوچھنے آئے ہو کہ عطا یا کرامت کس کے لیے سزاوار ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عطیہ اور کرامت صاحب حسب اور صاحب دین کے لیے سزاوار ہیں۔ آپ یہ پوچھنے آئے ہو کہ عورت کا جہاد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس کی خدمت کرنا ہے۔ آپ یہ پوچھنے آئے ہو کہ رزق کہاں سے ملتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ بندے کو روزی کہاں سے ملتی ہے، کیونکہ جب اسے معلوم نہیں ہوگا کہ روزی کہاں سے مل رہی ہے تو وہ دعا زیادہ کرے گا۔" (قصص الانبیاء صفحہ ۲۹۳، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۶)

دو صحابی رسول اللہ کے حضور

(۷۶۶-۴۹) کتاب شریف "کافی" میں محمد بن قیس سے روایت ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں نے مکہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو ایک گروہ سے گفتگو کرتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا:

ایک دن رسول خداؐ نے نماز صبح بجالائی۔ نماز کے طلوع آفتاب تک مسجد میں تشریف فرما رہے، اصحاب آپ کے اردگرد دائرے کی صورت میں بیٹھ گئے، آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے اٹھنا شروع ہو گئے، آخر میں دو صحابی ایک انصاری اور دوسرا ثقفی باقی رہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا:

"مجھے معلوم ہے کہ تم لوگوں کی کوئی حاجت ہے، تم یہ چاہتے ہو کہ وہ حاجت میں خود بیان کروں اگر میں بیان نہ کروں تو پھر خود بیان کرو گے۔"

انہوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہؐ! ہمارے سوال کرنے سے قبل آپ خود بتائیں، کیونکہ اس کے لیے جو بصیرت نہیں رکھتا روشن تر ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور صاحب ایمان کے لیے مستحکم تر ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا:

''اے برادر ثقفی! تم نماز اور وضو کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو کہ اس کام کا ثواب کس قدر ہے؟''

امّا وضوئك فانّك اذا وضعت يدك فى انائك ثمّ قلت بسم الله تناثرت ما كتسبت من الذنوب فاذا غسلت وجهك تناثرت الذنوب التى اكتسبتها عيناك بنظر ها وفوك فاذا غسلت ذراعك تناثرت الذنوب عن يمينك وشمالك فاذا مسحت رأسك وقدميك تناثرت الذنوب التى مشيت اليها على قدميك فهذا لك فى وضوئك۔

''تیرا وضوء اور اس کا اجر و ثواب یہ ہے کہ جب تم اپنے ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالتے ہوئے کہتے ہو بسم اللہ ہاتھوں سے کیے ہوئے تمام گناہ جھڑ جائیں گے، جس وقت چہرے کو دھوؤ گے تو آنکھوں اور منہ سے جو گناہ کیے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے، جب ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ گے تو دائیں اور بائیں طرف سے جتنے بھی گناہ کیے ہوں گے دھل جائیں اور جب سر اور پاؤں کا مسح کرتے ہو تو جو گناہ پاؤں سے چل کر انجام دیے ہیں وہ جھڑ جائیں گے۔ پس یہ تمہارے وضو کا اجر خیر ہے۔''

(الکافی جلد ۳ صفحہ ۷۱، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۱۲۸)

شب معراج خاتم المرسلین، انبیاء کے امام جماعت

(۶۷۔۵۰) عالم جلیل القدر جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی دونوں کتابوں ''علل الشرائع اور عیون اخبار الرضا'' میں ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے۔ رسول خداؐ نے ایک رات چشم زدن میں اپنے گھر سے مسجد اقصیٰ تک کا فاصلہ طے کیا، اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اپنے دائیں کان میں اور بائیں کی بائیں کان میں ڈالی، اذان دی، اقامت پڑھی اور اقامت کے آخر میں کہا ''قد قامت الصلوٰة قد قامت الصلوٰة'' اس دوران آسمان سے ایک نور اترا، جس کے سبب پیغمبروں کی قبریں کھلیں، انہوں نے اطراف و اکناف سے جبرئیل کی آواز پر لبیک کہا، پس چار ہزار چار سو چودہ (۴،۴۱۴) انبیاء آئے، انہوں نے صفیں بنائیں، مجھے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ حضرت جبرئیل ہم سے مقدم ہیں، جب صفیں منظم ہو گئیں تو جبرئیل علیہ السلام نے میرا بازو پکڑا اور فرمایا:

''اے محمدؐ! آگے کھڑے ہو جائیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں (یعنی پیغمبروں کو نماز با جماعت پڑھائیں) کیونکہ خاتم مختوم پر فضیلت رکھتا ہے۔''

رسول خداؐ نے نماز پڑھی۔ آپ کے دائیں طرف حضرت ابراہیمؑ ہیں جنہوں نے دو سبز رنگ کے کپڑے زیب تن کیے

ہوئے ہیں، جبکہ ان کے بائیں، دائیں اور دو فرشتے دائیں طرف اور دو فرشتے بائیں طرف کھڑے ہیں، جنہوں نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا ہے، اور چار فرشتے ان کے دائیں بائیں کھڑے ہیں۔

جب نماز ختم ہوئی تو پیغمبر اسلامؐ اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت ابراہیمؑ کی طرف بڑھے، جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پاک پیغمبرؐ کی طرف بڑھے۔ دونوں نے مصافحہ کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنحضرت کا دست مبارک اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور کہا:

''شائستہ پیغمبر پر آفرین، جو شائستہ فرد کا فرزند ہے اور جسے بہترین زمانے میں بھیجا گیا ہے۔''

اس کے بعد امیر خیبر گیر حضرت علیہ السلام کی طرف بڑھے، ان سے مصافحہ کیا اور آپ کے دائیں ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور کہا:

''اے بہترین شخص کے فرزند، بہترین پیغمبر کے جانشین، اے اباالحسن! آپ پر آفرین ہو۔''

رسول خداؐ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''آپ نے انہیں ابوالحسن کہہ کر مخاطب کیا ہے حالانکہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے؟''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

وجدت فی صحفی، وعلم غیب ربی باسمه علی و کنیته بابی الحسن والحسین، ووصی خاتم انبیاء ربی۔

''میں نے اپنے صحیفہ میں یوں پڑھا ہے کہ میرے پروردگار کے علم غیب میں ان کا اسم علیؑ اور کنیت ابا الحسنؑ والحسینؑ ہے اور وہ میرے پروردگار کے آخری نبی کے جانشین ہیں۔''

(سعد السعود صفحہ ۱۰۰، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۳۱۷، مستدرک الوسائل جلد ۴ صفحہ ۴۳)

مولف کتاب میں کہتے ہیں: سید بن طاوس فرماتے ہیں: شاید معراج کی یہ سیر اس معراج کے علاوہ ہو جو مشہور و معروف ہے، کیونکہ آنحضرت کی معراج کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ اس روایت سے استفادہ ہوتا ہے کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا ایک مستحب کام ہے جو سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے۔

رسول ثقلین ایسے مقام پر جہاں جبرئیل نہ جا سکے

(۵۱۔۶۸۷) شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب ''توحید'' میں تحریر کرتے ہیں۔ برنطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

لمّا اُسْرِی بی الی السمآء بلغ بی جبرئیل مکاناً لم یطاہ جبرئیلؑ قط فکشف لی فأرانی اللہ عزوجلّ من نور عظمتہ ما احبّ۔

''جس وقت معراج کے لیے مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو جبرئیل علیہ السلام مجھے ایک ایسے مقام تک لے گئے، جہاں پر اس نے آج تک قدم نہیں رکھا تھا۔ اس مقام پر میرے لیے پردہ اٹھایا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے جس مقدار میں چاہا، مجھے اپنے نور کی عظمت کا مشاہدہ کروایا۔''

(التوحید صفحہ ۱۰۸، بحار جلد ۲ صفحہ ۳۸، الکافی جلد ۱ صفحہ ۹۸)

ہر شب جمعہ اولیاء کے لیے سرور

(۶۹ـ۷ـ ۵۲) کتاب ''بصائر الدرجات'' میں رقمطراز ہیں کہ یونس بن الوالفضل کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مامن لیلة الاّ ولاولیآء اللہ فیھا سرور۔

''کوئی بھی شب جمعہ ایسی نہیں ہے جس میں اولیاء کے لیے سرور نہ ہو۔''

میں نے عرض کیا: ''شب جمعہ رسول خداؐ اور آئمہ معصومین علیہ السلام عرش الٰہی پر حاضر ہوتے ہیں، میں بھی عرش الٰہی پر جاتا ہوں، میں وہاں سے مفید علم ودانش لیے بغیر نہیں لوٹتا ہوں، اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ میرے پاس ہے ختم ہو جاتا۔''

(بصائر الدرجات، صفحہ ۱۳۱، بحار الانوار جلد ۲۲، صفحہ ۵۵۲)

حضرت امام جعفر صادقؑ سے قبر زیارت کے بارے میں سوال

(۷۰ـ۷ـ ۵۳) کتاب وافی میں لکھتے ہیں کہ جعفر بن مثنٰی خطیب کہتے ہیں:

جس وقت میں مدینہ میں تھا ان دونوں مرقد مطہر پیغمبرؐ کے سر کی طرف سے مسجد کی چھت خراب ہو گئی تھی، کاریگر حضرات مسلسل اوپر نیچے آ جا رہے تھے، میں نے اپنے رفقاء سے کہا کہ آپ میں سے کس نے عہد کیا ہوا کہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوگا؟

مہران بن ابی نصر اور عمار صیرفی کہتے ہیں ''ہم نے عہد کیا ہوا ہے۔''

جعفر بن خطیب مثنٰی کہتے ہیں: ''میں نے بھی یہی عہد کیا ہوا ہے۔''

پھر میں نے ان دونوں سے کہا: ''امام صادق علیہ السلام سے پوچھیں، کیا ہمارے لیے جائز ہے کہ اوپر

سے جا کر قبر کی زیارت سے مشرف ہوں؟"

جب اگلا دن ہوا، ان سے ملاقات ہوئی، ہم باہم مل بیٹھے۔ اسماعیل نے کہا کہ جو کچھ آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھنے کو کہا تھا وہ ہم نے پوچھا ہے حضرت نے فرمایا ہے۔

ما احب لاحد منهم ان يعلو فوقه والآمنه ان يرى شيئاً يذهب منه بصره، اويراه قائماً يصلي، اويراه مع بعض ازواجه۔

"میں اس بات کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ کوئی شخص قبر پیغمبرؐ کے اوپر جائے، اور اس چیز کی ضمانت نہیں دیتا ہوں کہ کوئی وہاں پر کچھ دیکھے اور اس کی بینائی سالم رہے، یا آنحضرتؐ کو نماز کی حالت میں دیکھے یا انہیں اپنی ازدواج کے ساتھ دیکھے۔

(الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۵۲، بحار الانوار جلد ۲۲، صفحہ ۵۵۲)

قبر پیغمبرؐ سے خوشبو

(۱۷۷۔ ۵۴) کتاب "امالی" شیخ ابی علی بن شیخ طوسی میں مذکور ہے کہ ابی الجارود کہتے ہیں:

"پہلی مرتبہ جب پیغمبر اسلام کی قبر مطہر سر اور پاؤں کی طرف سے کھودی گئی تو اس سے مشک کی خوشبو نکلی، اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے۔" (امالی شیخ طوسی صفحہ ۳۲۴، طبع قدیم، بحار جلد ۲۲ صفحہ ۵۵۳)

محبت اہل بیتؑ کو رسول خداؐ کی بشارت

(۱۷۷۳۔ ۵۶) تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مرقوم ہے: رسول خداؐ کا غلام ثوبان ایک دن عرض کرتا ہے:

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے رسول خداؐ قیامت کب برپا ہوگی؟"

رسول خداؐ نے فرمایا: "تم نے قیامت کے لیے کون سی چیز آمادہ کی ہے کہ اس کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟"

اسؑ نے کہا: "یا رسول اللہؐ! میں نے قیامت کے لیے کوئی زیادہ اعمال تو انجام نہیں دیئے ہیں، صرف اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں۔"

رسول خداؐ نے فرمایا: "تم پیغمبر خدا سے کس قدر محبت کرتے ہو؟"

اس نے کہا: "مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا، میرے دل میں آپ کی محبت اس

قدر ہے کہ اگر مجھے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کردیں، آری سے چیر پھاڑ دیں، قینچی سے ریزہ ریزہ کردیں ، مجھے آگ میں جلادیں اور چکی میں ڈال کر پیس دیں، یہ میرے لیے کہیں بہتر ہے کہ میرے دل میں آپ یا آپ کے اہل بیت اور اصحاب کے بارے میں بغض و دشمنی ہو۔"

آپ کے بعد میرے نزدیک محبوب ترین وہ شخص ہے جس سے آپ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور دشمن ترین شخص وہ ہے جو آپ کو دوست نہ رکھتا ہو یا آپ کے اہل بیت اور اصحاب میں سے کسی کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو۔

یارسول اللہؐ! آپ اور آپ کے دوستوں کے ساتھ میری اس قدر محبت اور دشمنوں کے ساتھ اس قدر دشمنی ہے (جو بیان کر چکا ہوں) اگر اس مقدار میں میری محبت اور علاقہ مندی قبول کی جائے، تو خوش نصیب اور سعادت مند ہوں، اگر اس کے کسی اور عمل کا مجھ سے مطالبہ کیا جائے تو میرے دامن میں کچھ بھی نہیں ہے کہ جس پر اعتماد کرسکوں، میں آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت کرتا ہوں، اگرچہ ان کی طرح کے اعمال بجالانے کی طاقت و توانائی نہیں رکھتا۔"

رسول خداؐ نے فرمایا:

أبشر وفانّ المرء یوم القیامة مع من احبّه۔

"میں تمہیں بشارت دیتا ہوں، کیونکہ روز قیامت ہر کوئی اسی کے ساتھ محشور ہوگا جسے دوست رکھتا ہوگا۔"

"اے ثوبان! اگر تمہارے گناہ اس قدر زیادہ ہوں کہ زمین اور عرش الٰہی کے درمیان ڈھیر لگ جائے، یہ اس محبت اور دوستی کی وجہ سے اس قدر جلدی مٹ جائیں گے، جس طرح پتھر پر سورج پڑنے سے سایہ صاف ہوجاتا ہے اور جس طرح پتھر سے غروب آفتاب کے وقت اس کا نور غائب ہوجاتا ہے۔"

(تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۳۷۰، بحارالانوار جلد ۷ ۲ صفحہ ۱۰۰)

حضرت موسیٰؑ کی اُمت محمدؐ میں ہونے کی خواہش

(۷۷۔۴۷) کتاب "عیون اخبار الرضا" میں تین سلسلہ سندوں کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ حضرت نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں:

انّ موسیٰ سأال ربّه عزّوجلّ :یارب اجعلنی من امة محمد ﷺ فأوحی الله تعالیٰ إلیه یاموسیٰ! انّك لا تصلّ الی ذالك۔

بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے التماس کی اور کہا: اے میرے پروردگار! مجھے اُمت محمدؐ میں سے قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی: اے موسیٰؑ! تو اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔"

مولف کہتا ہے کہ ایسی روایت کتاب "صحیفۃ الرضا" میں بھی نقل ہوئی ہے۔

معصومینؑ کے غسل وکفن میں فرشتے شریک ہوئے

(۵۸۔۷۷۵) کتاب "بصائرالدرجات" میں مرقوم ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے ایک صحابی نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا:

جس وقت رسول خداؐ نے رحلت فرمائی تو حضرت جبرئیل فرشتوں اور روح (جو شب قدر نازل ہوتی ہے) کے ہمراہ زمین پر اترے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس دوران امیرالمومنین علی علیہ السلام نے دیکھا کہ آسمان کے بلند ترین مقام سے لے کر زمین تک فرشتے ان کے ہمراہ پیغمبر خداؐ کو غسل دینے میں مصروف ہیں، نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں اور ان کی قبر مبارک کھود رہے ہیں۔

خدا کی قسم! ان کے علاوہ کسی نے بھی آنحضرت کی قبر نہیں کھودی، جس وقت آنحضرت کو لحد میں اتارنے لگے تو فرشتے ان کے ساتھ قبر میں اترے اور آنحضرت کو قبر میں اتارا۔

اس دوران رسول خداؐ نے کچھ گفتگو فرمائی۔ حضرت علیؑ سن رہے ہیں کہ فرشتوں کو آپ کے بارے میں کچھ وصیت فرمائی۔ امیرالمومنین علیہ السلام گریہ فرمارہے ہیں اور سن رہے ہیں کہ فرشتے خداوندمتعال سے فرمارہے ہیں، کہ ہم لحد بھر کے لیے بھی وصی رسول کی مدد کرنے سے غفلت نہیں برتیں گے، بے شک آپ کے بعد وہی ہمارے مولیٰ ہیں، لیکن آج کے بعد وہ ہمیں اپنی ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکیں گے۔

جب امیرالمومنین علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی، حضرت امام حسن مجتبیٰؑ اور امام حسین علیہما السلام نے واقعہ کا مشاہدہ فرمایا، انہوں نے پیغمبرؐ اسلام کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی ان امور میں مدد کررہے ہیں جن امور میں امیرالمومنین حضرت علیہ السلام کی مدد کی تھی۔

جس وقت حضرت امام حسن علیہ السلام زہر قاتل سے شہید ہوئے تو حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے ہوبہو انہی واقعات کا مشاہدہ کیا، انہوں نے رسول خداؐ اور علی مرتضیٰ کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کے ہمراہ انہی کاموں میں مشغول ہیں جو فرشتوں نے آنحضرت کے لیے انجام دیئے تھے۔

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام نے انہی واقعات کا مشاہدہ فرمایا جو پیغمبر اکرمؐ، امیرالمومنین علی علیہ السلام اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت کے موقع پر پیش آئے، کہ وہ فرشتوں کی غسل وکفن اور دفن جیسے امور میں مدد کررہے ہیں۔

جس وقت سید الساجدین حضرت امام سجاد علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ان تمام واقعات کا مشاہدہ فرمایا، انہوں نے پیغمبر اکرمؐ، امیر المومنین علیہ السلام حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام سید الشہداء علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ تمام امور میں فرشتوں کی مدد فرما رہے ہیں۔

جس وقت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مشاہدہ فرمایا کہ رسول خداؐ، امام علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، اور امام سجاد علیہم السلام فرشتوں کی مدد فرما رہے ہیں۔

جس وقت میں درجہ شہادت پر فائز ہوں گا تو میرے فرزند حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تمام مذکورہ واقعات کا مشاہدہ فرمائیں گے۔ یہی سلسلہ آئمہ کے آخری فرد تک جاری رہے گا۔ (بصائر الدرجات صفحہ ۲۲۵، بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۳)

فرشتوں کی خوراک

(۷۷۶-۵۹) کتاب ''الاربعین عن الاربعین'' میں ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

''خداوند متعال نے چوتھے آسمان پر چار لاکھ، پانچویں پر تین لاکھ اور چھٹے آسمان پر دو لاکھ فرشتے خلق فرمائے ہیں۔

وخلق فی السماء السابعة ملکا رأسه تحت العرش و رجلاه تحت الثری، وملائکه اخر لیس لهم طعام ولاشراب الاالصلوٰة علی رسول الله وعلی امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیه السلام والا استغفار لجیه وشیعته ومو الیه۔

''اور ساتویں آسمان پر ایسا فرشتہ خلق فرمایا جس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں زمین کے نیچے تک ہیں، کچھ اور فرشتے پیدا کیے، جن کا کھانا پینا فقط محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام پر صلوات بھیجنا اور ان کے دوستوں کے لیے طلب مغفرت کرنا ہے۔'' (بصائر الدرجات صفحہ ۲۲۵، بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۳)

حضرت سلمان فارسیؓ کی دعا

(۷۷۷-۶۰) کتاب ''عدۃ الداعی'' میں لکھتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! کیا اس طرح نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام میں تمہارا محتاج ہو تو اس کی وہ احتیاط اس وقت تک پوری نہیں کرتے ہو جب تک وہ درمیان میں کسی ایسے شخص کو واسطہ قرار نہ دے، جو تمہارا محبوب ترین ہو؟ آگاہ

ہو جاؤ! اور جان لو! میرے نزدیک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ گرامی قدر اور بہترین محمدؐ، ان کے بھائی علیؑ اور ان کے بعد میں آنے والے امام ہیں۔ یہ ہستیاں میرے تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔"

ألا فليدعني من همته حاجة يريد نفعها او دهته داهية يريد كشف ضررها بمحمد وآله الطيبين الطاهرين اقضها له احسن مايقضيها من تستشفعون باعز الخلق عليه.

"آگاہ ہو جاؤ! جو شخص کوئی بھی حاجت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ پوری ہو جائے، یا کوئی کسی سخت مشکل میں پھنسا ہوا ہے جس کی وجہ سے بہت بڑے نقصان کا خطرہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ برطرف ہو جائے، تو اسے چاہیے کہ مجھے محمدؐ اوران کے پاک و پاکیزہ خاندان کا واسطہ دے کر پکارے تا کہ میں اس کی مشکل بہترین طریقے سے حل کروں جس طرح وہ چاہتا ہے۔"

اس دوران مشرکین اور منافقین کا ایک گروہ سلمان فارسیؓ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے:

"اے ابا عبداللہ! تم ان کا واسطہ دے کہ خدا سے کیوں نہیں کہتے ہو کہ وہ تمہیں مدینہ کا مالدار ترین شخص بنا دے؟"

سلمان کہتے ہیں کہ میں نے خداوند متعال سے اس چیز کی درخواست کی ہے جو پوری دنیا سے عظیم تر، منافع بخش تر اور بہترین ہے۔ میں نے ان بزرگ ہستیوں ان پر خدا کے درود و سلام ہوں اور ان کے وسیلہ سے خداوند متعال سے ایسی زبان مانگی ہے جو اس کی حمد و ثناء کرے، ایسا دل مانگا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور ایسے بدن کی التماس کی ہے جو مشکلات و مصائب پر صبر کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور جو کچھ میں نے مانگا ہے وہ کچھ مجھے عطا کیا ہے، یہ مقام و مرتبہ، اس دنیا کی بادشاہت اور آرائش و آسائش سے لاکھوں درجے بہتر ہے۔ (عدۃ الداعی صفحہ ۱۵۱)

فرشتے کو باتیں سننے کی اجازت

(۷۷۸۔۶۱) جابر کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ایک فرشتے نے درخواست کی کہ مجھے بندوں کی باتیں سننے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست منظور فرمائی۔

یہ فرشتہ روز قیامت تک کھڑا رہے گا اور جو مومن بھی کہے گا "صلی اللہ علی محمد واھل بیتہ وسلم" محمدؐ اور اس کے اہل بیت پر خدا کا درود و سلام ہو تو وہ فرشتہ رسول خداؐ کے حضور پیغام لے کر حاضر ہوگا اور کہے گا:

"اے رسول خدا! فلاں شخص نے آپ پر درود بھیجا ہے۔"

رسول خدا فرمائیں گے: "اس پر بھی سلام ہو۔" (بحارالانوار جلد ۱۰، صفحہ ۱۸۱)

قبر رسول پر صلصال فرشتے کی ڈیوٹی

(۷۷۹۔۶۲) محدث معتبر جناب سید نعمت اللہ جزائری کتاب "انوارالنعمانیہ" میں لکھتے ہیں ابو سعید اپنی کتاب "الوفا بشرف المصطفیٰ" میں حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا فرماتے ہیں:

اکثروا علیّ الصّلوٰۃ "میرے اوپر زیادہ درود وسلام بھیجو۔"

میں نے عرض کیا:

"جب آپ ہم سے جدا ہو جائیں گے تو کیا درود آپ تک پہنچے گا؟"

آپ نے فرمایا: ہاں! یا علی! اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر صلصال نامی فرشتے کی ڈیوٹی لگائی ہے، جو ایک مرغ کی شکل میں ہے، اس کی قلغی عرش الٰہی کے نیچے اور پاؤں ساتویں آسمان تک ہیں اس کے تین پر ہیں، جب وہ انہیں پھیلاتا ہے تو ایک مشرق دوسرا مغرب اور تیسرا زمین پر پھیل جاتا ہے، جب بندہ کہتا ہے:

اللّٰھمّ صلّ علی محمّدٍ وآل محمّدٍ کما صلّیت وبارکت وترحمت علیٰ ابراھیم وآل ابراھیم انّک حمید مجید۔

"اے میرے معبود! محمدؐ اور ان کی آل پر اس طرح سے درود بھیج جس طرح سے ابراہیمؑ اور آل محمدؐ پر درود بھیجا ہے اور انہیں برکت دے اور رحم کر کیونکہ تو حمید بھی ہے اور مجید بھی۔"

وہ فرشتہ اس درود کو اپنے پروں پر ایسے اٹھائے گا جیسے پرندہ زمین سے دانے چگتا ہے، اس کے بعد اپنے پر میری قبر پر پھیلاتے ہوئے کہے گا: اے محمدؐ فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

پس یہ صلوات کتاب نور میں مشک کی خوشبو سے لکھی جائے گی اور اس کے لیے بیس ہزار (۲۰۰۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اور بیس ہزار (۲۰۰۰۰) گناہ محو کر دیے جائیں گے اور بہشت میں اس کے لیے بیس ہزار درخت لگائے جائیں گے۔"

(الانوارالنعمانیہ، جلد ا صفحہ ۱۳۲)

اُمت کے لیے رسول خداؐ کی دعا

(۷۸۰۔۶۳) جناب شیخ صدوق قدس سرہ کتاب "خصال" میں لکھتے ہیں: انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

لکلّ نبی دعوۃ قد دعا بھا وقد سأل سوالاً وقد أخبأتُ دعوتی لشفاعتی لامتی یوم القیامۃ۔

"ہر پیغمبر کی ایک مخصوص دعا ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہے، لیکن میں نے اپنی دعا روز قیامت اپنی کرامت کی شفاعت کے لیے ذخیرہ کر رکھی ہے۔

(الخصال صفحہ ۱ تا ۲۹، بحار الانوار جلد ۸، صفحہ ۳۴)

گناہ گاروں کے لیے پیغمبرؐ کی شفاعت

(۷۸۱۔۶۴) جناب شیخ ابی علی بن شیخ طوسیؒ کتاب "امالی" میں لکھتے ہیں کہ محمد ابن ابراہیم کہتے ہیں:

ابونواس حسن بن ہانی حالت احتضار میں تھے، ہم کچھ لوگ مل کر ان کی عیادت کے لیے گئے، عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی نے ان سے کہا:

"اے ابوعلی! آج آپ دنیا سے واپس جا رہے ہیں، آخرت میں یہ تمہارا پہلا دن ہوگا، آپ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کچھ گناہ کیے ہیں ان سے توبہ کر لیں۔"

ابونواس کہتے ہیں: مجھے اٹھا کر بٹھا دیں۔ جب وہ اٹھ کر بیٹھ گئے تو کہتے ہیں: کیا تم مجھے خدا سے ڈرا رہے ہو؟ یہ سچ بات ہے کہ حماد بن سلمہ نے مجھے کہا تھا: ثابت بنانی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا کا فرمان ہے:

لکلّ نبی شفاعۃ وانا خبأتُ شفاعتی لاھل الکبائر من اُمتی یوم القیامۃ۔

روز قیام شیعوں کا حساب کتاب محمد و آل محمدؐ کے سپرد ہوگا

(۷۸۲۔۶۵) شیخ صدوقؒ کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں تحریر کرتے ہیں:

داؤد بن سلیمان، حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور آپ اپنے اجداد سے اور انہوں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: رسول خداؐ فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیامہ ولّینا حساب شیعتنا فمن کانت مظلمتہ فیما بینہ وبین

اللہ عزّوجلّ حکمنا فیھا فأجابنا ومن کانت مظلمتہ فیمابینہ وبین النّاس استواھبنا ھافوھبت لنا. ومن کانت مظلمتہ فیما بینہ. وبینا کنّا احق من عفا وصفح۔

"روز قیامت ہمارے شیعوں کا حساب و کتاب ہمارے سپرد کیا جائے گا، خدا کی بارگاہ میں ان کا جو بھی گناہ ہوگا ہم اس کا فیصلہ کریں گے، اور ہم ان کا جو بھی فیصلہ کردیں گے وہ قبول کیا جائے گا۔ اگر لوگوں کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے (یعنی حقوق العباد کا مسئلہ) ادا نہیں کیا یعنی اس کا گناہ ہمارے اور اس کے درمیان ہے تو ہم اس کو معاف کرنے کا سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور بخش دیں گے۔"

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۵۸ تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۴۵۵)

سب سے پہلی مخلوق نور محمدؐ ہے

(۷۸۳۔۲۲) شہید ثانی کے استاد، ابوالحسن بکری اپنی کتاب "الانوار" میں لکھتے ہیں:

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"فقط خدا تھا اور کچھ نہ تھا، پس سب سے خدا تعالیٰ حضرت محمدؐ کی جبین مبارک کا نور خلق کیا، یہ چیز پانی، عرش، کرسی، آسمان، زمین لوح، قلم، بہشت، دوزخ، فرشتے اور حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی خلقت سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال (۴۲۴۰۰۰) پہلے تھی۔"

خداوند متعال نے جب پاک پیغمبر محمد مصطفیٰ کا نور خلق فرمایا تو یہ نور ایک ہزار سال بارگاہ الٰہی میں اس کی تسبیح و تقدیس کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور پر رحمت کی نظر کرتے ہوئے فرمایا:

یا عبدی! انت المراد والمرید، وانت خیرتی من خلقی، وعزّتی وجلالی لولاك ماخلقت الافلاك من احبّك احببته ومن ابغضك ابغضته۔

"اے میرے بندے! آپ ہی میرے مرید یعنی اطاعت گزار اور مراد یعنی مقصود و مطلوب ہیں، آپ ہی میری مخلوق سے برگزیدہ ہیں، مجھے میری عزت و جلالت کی قسم، اگر آپ نہ ہوتے تو افلاک کو پیدا نہ کرتا، جو بھی آپ سے محبت کرتا ہے، میں بھی اس سے پیار کرتا ہوں، اور جو آپ سے بغض رکھتا ہے میں بھی اسے دشمن سمجھتا ہوں۔"

نورِ محمدؐ سے بارہ حجابوں کی تخلیق

جب نورِ پیغمبرؐ چمکا اور اس کی شعاعیں بلند ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے اس نور سے بارہ (۱۲) حجاب خلق کیے۔

پہلا حجاب قدرت اس کے بعد حجاب عظمت، اس کے بعد عزت پھر ہیبت، پھر حجاب و جبروت، اس کے بعد حجاب رحمت، اس کے بعد حجاب نبوت، پھر حجاب کبریا، پھر حجاب منزلت، پھر حجاب رفعت، پھر حجاب سعادت اور اس کے بعد حجاب شفاعت و کرامت خلق فرمائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول خداؐ کے نور کو حجاب قدرت میں داخل ہونے کا حکم دیا، جب آنحضرت کا نور اس میں داخل ہوا تو کہہ رہا تھا "سبحان الله العلی الاعلیٰ" "بلند مرتبہ خدا پاک و منزہ ہے" یہ نور بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) سال اس حجاب میں رہا۔

اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے حکم دیا کہ حجاب عظمت میں چلا جا، اس حجاب میں داخل ہوتے وقت یہ کہہ رہا تھا "سبحان عالم السر و اخفی" "پاک و منزہ ہے وہ خدا جو ظاہر و باطن سے آگاہ ہے، یہ نور اس حجاب میں گیارہ ہزار سال (۱۱۰۰۰) رہا۔

اس کے بعد حجاب عزت میں داخل ہوا تو یہ کہا "سبحان الملك المنّان" "پاک و منزہ ہے بخشنے والا بادشاہ، یہ نور دس ہزار (۱۰۰۰۰) سال اس حجاب میں رہا۔

اس کے بعد حجاب ہیبت میں وارد ہوا تو یہ کہا "سبحان من هو غنی لا یفتقر" "پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا جو غنی ہے اور کسی کا محتاج نہیں، یہ نور نو ہزار (۹۰۰۰) سال اس حجاب میں رہا۔

اس کے بعد حجاب جبروت میں داخل ہوا تو یہ کہہ رہا تھا "سبحان الکریم لا کرم" "منزہ ہے وہ خدا جو کریم اور بزرگوار ہے" یہ نور آٹھ ہزار سال پردہ جبروت میں رہا۔

اس کے بعد حجاب رحمت میں داخل ہوا تو یہ کہہ رہا تھا سبحان رب العرش العظیم "عرش عظیم کا پروردگار پاک و منزہ ہے" یہ نور سات ہزار سال اس حجاب میں رہا۔

پھر حجاب نبوت میں وارد ہوا تو یہ کہا سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون "تمہارا پروردگار اور عزت کا رب پاک و منزہ ہے اس سے جس کی توصیف کرنے والے توصیف کرتے ہیں یہ نور چھ ہزار (۶۰۰۰) سال یہاں پر رہا۔

اس کے بعد حجاب کبریائی میں وارد ہوا، درحالانکہ یہ کہا! سبحان الله العظیم الاعظم "پاک و منزہ ہے جو عظیم اور بزرگ تر ہے" یہ نور پانچ ہزار سال یہاں پر رہا۔

پھر یہ نور حجاب منزلت میں داخل ہوا اور حالانکہ یہ کہا! سبحان العلیم الکریم "پاک و منزہ ہے وہ خدا جو دانا و کریم ہے "یہ نور چار ہزار (۴۰۰۰) سال ادھر رہا۔

اس کے بعد حجاب رفعت میں داخل ہوا تو یہ کہا! سبحان ذی الملك الملکوت "پاک ہے وہ خدا جو صاحب ملکوت ہے

''تین ہزار سال یہ نور اس حجاب میں رہا۔

پھر یہ نور حجاب سعادت میں داخل ہوا تو یہ کہا! **سبحان من یزیل الاشیاء ولا یزال** ''کہ ہے وہ خدا جو ہر چیز کو ختم کردے گا لیکن خود باقی ہے'' یہ نور دو ہزار (۲۰۰۰) سال اس حجاب میں رہا۔

پھر یہ حجاب شفاعت میں داخل ہوا اور یہ کہا! **سبحان اللہ العظیم وبحمدہ سبحان اللہ العظیم** ''پاک ومنزہ ہے وہ خدا جو عظیم ہے اور ہم جس کی حمد وثناء کرتے ہیں، پاک ومنزہ ہے وہ خدا جو عظیم ہے'' یہ نور ایک ہزار سال اس حجاب میں رہا۔

نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نور کے بیس (۲۰) سمندر خلق کیے

امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کے نور سے بیس (۲۰) نور کے سمندر پیدا کیے، ہر سمندر میں ایسے علوم تھے، جن سے خدا کی ذات کے علاوہ کوئی بھی آگاہ نہیں۔''

پھر خداوند متعال نے حضرت محمدؐ کے نور سے فرمایا:

''عزت کے سمندر میں داخل ہو جاؤ، پس وہ داخل ہو گئے۔''

پھر فرمایا: ''صبر کے سمندر میں داخل ہو جاؤ پس وہ داخل ہوئے۔''

پھر فرمایا: ''خضوع کے سمندر میں داخل ہو جاؤ۔''

اس کے بعد تواضع اس کے بعد رضاء وخوشنودی، اس کے بعد وفا، پھر حلم و بردباری کے سمندر میں داخل ہونے کا حکم پھر تقویٰ و پرہیزگاری پھر خشیت الٰہی، پھر توبہ اس کے بعد عمل، اس کے بعد اضافہ وافزونی، پھر ہدایت کے سمندر میں وارد ہونے کا حکم ہوا، اس کے بعد حفاظت اور پھر حیا کے سمندر میں داخل ہونے کا حکم ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نور محمد بیس سمندروں میں داخل ہوا۔ رسول خدا کا نور جب آخری سمندر سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے میرے حبیب! اے پیغمبر کے آقا و سردار! اے میری سب سے پہلی مخلوق! اور اے میرے آخری پیغمبر! تم روز محشر شفاعت کرنے والے ہو۔''

حبیب خدا کا نور سجدہ میں

جب یہ سنا تو اس وقت رسول خدا کا نور سجدہ ریز ہوا، جب سجدے سے سر اٹھایا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) نور

کے قطرے آپ کے بدن مبارک سے گرے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے نور کے ہر قطرے سے پیغمبر پیدا کیے۔

جب تمام انوار کی تخلیق مکمل ہوگئی تو تمام انوار نے نور محمد کا اس طرح سے طواف کیا، جیسے لوگ مسجد الحرام میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ یہ سب انوار اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ثناء میں مصروف ہوگئے اور یہ کہتے:

سبحان من ھو عالم لا یجھل، سبحان من ھو حلیم لا یعجل، سبحان من ھو غنّی لایفتقر۔

"پاک و منزہ ہے وہ خدا جو عالم ہے جاہل نہیں، پاک و منزہ ہے وہ خدا جو بردبار ہے، اسے ہرگز کوئی جلدی نہیں، پاک و منزہ ہے وہ جو بے نیاز ہے وہ ہرگز کسی کا محتاج نہیں۔"

اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کیا مجھے جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟

حضرت محمدؐ کے نور مقدس نے سب سے پہلے کہا:

انت اللہ الّذی الّا انت، وحدك لاشریك لك رب الارباب وملك الملوك۔

"فرمایا! تو خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور تو ارباب کا پروردگار اور تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔"

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی:

"تو میرا منتخب شدہ ہے، تو میرا حبیب ہے اور میری مخلوق میں سے سب سے افضل ہے، تیری امت ساری امتوں سے بہترین امت ہے۔"

نور محمدؐ سے گوہر کی تخلیق

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نور محمدؐ سے ایک گوہر خلق فرمایا اور اسے دو حصوں میں تقسیم کیا، پھر ایک حصے پر اپنی نگاہ ہیبت ڈالی تو وہ ٹھنڈے میٹھے پانی میں تبدیل ہوگیا، پھر دوسرے حصے پر نظر شفقت ڈالی تو اس سے عرش پیدا کیا، یہ عرش پانی پر قائم ہوا، نور عرش سے کرسی کو خلق کیا اور کرسی کے نور سے لوح پیدا کی، لوح سے نور قلم کو وجود بخشا اور قلم سے کہا:

"میری توحید و یکتائی کو لکھ۔"

قلم بے ہوش ہوگیا

قلم نے جب کلام الٰہی سنا تو ہزار سال بے ہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لکھ"۔

قلم نے عرض کیا پروردگار کیا لکھوں؟ حکم ہوا لکھو لا الہ الّا اللہ محمد رسول اللہ۔

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔''

جونہی قلم نے حضرت محمدؐ کا نام سنا تو سجدے میں گر پڑا اور کہا:

سبحان الواحد القهار سبحان العظيم الاعظم۔

''پاک ومنزہ ہے وہ جو یکتا و قہار ہے، پاک ومنزہ ہے وہ جو عظیم و بزرگ تر ہے۔''

اس کے بعد قلم نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا اور لکھا:

لا اله الا الله محمد رسول الله۔

اس کے بعد کہا: ''اے پروردگار! یہ محمدؐ کون ہیں جس کے نام کو اپنے نام اور یاد کو اپنی یاد کے ساتھ متصل کیا ہوا؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يا قلم! فلولاه لما خلقتك ولا خلقت خلقي الا لاجله فهو بشير ونذير وسراج منير، وشفيع وحبيب۔

''اے قلم! اگر وہ نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا، اور نہ ہی اپنی مخلوق کو پیدا کرتا، یہ سب کچھ انہیں کی خاطر پیدا کیا ہے، وہ بشارت دینے والے، ڈرانے والے، روشن چراغ، شفاعت کرنے والے اور حبیبؐ ہیں۔''

یہ وہ وقت تھا جب قلم نے یادِ محمدؐ کی شیرینی کھل کھلائی اور کہا:

''اے رسول خدا! آپ پر سلام ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تمہارے اوپر میرا سلام، رحمت اور برکت ہو، اسی وجہ سے سلام کہنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہو گیا ہے۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ قلم سے فرماتا ہے:

''قضاء وقدر اور روز قیامت تک جو کچھ پیدا کروں گا اسے لکھ۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا کہ وہ روز محشر تک محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجتے رہیں اور ان کی اُمت کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں۔

بہشت کی تخلیق

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کے نور سے بہشت کو خلق فرمایا اور اسے چار چیزوں سے مزین فرمایا (۱) تعظیم (۲) جلالت (۳) سخاوت (۴) امانت یہ چیزیں اولیاء کرام اور اطاعت گزار بندوں میں رکھی گئیں، پھر گوہر کے باقی ماندہ حصے پر نگاہ ہیبت ڈالی تا آخر حدیث مولف کہتا ہے یہ روایت مفصل اور طولانی ہے، ہم نے یہاں پر اپنی ضرورت کے مطابق ذکر کی ہے۔ (بحارالانوار جلد ۱۵ صفحہ ۲۸ وجلد ۵۷ صفحہ ۱۹۸)

محمدؐ و علیؑ کا نور نورِ خدا ہے

(۸۴۷۔۶۷) کتاب کافی میں لکھتے ہیں: احمد بن علی کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

صرف خدا کی ذات تھی اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ما کان اور نورالانوار کو پیدا کیا، تمام انوار نے اس سے نور حاصل کیا، اور اپنے نور (جس سے تمام انوار نے نور حاصل کیا) کو انوار میں جاری کیا۔

وهو النّور الّذى خلق منه محمدًا وعليًا عليهما السلام فلم يزالا نورين الاولين، اذلا شئ كوّن قبلهما فلم يزالا يجريان طاهرين مطهرين فى الاصلاب الطاهرة حتى اذا افترقا فى اطهر طاهرين فى عبد الله وابى عبد الله۔

''یہ وہی نور ہے جس سے محمد و علی علیہما السلام کو خلق فرمایا، پس محمد و علی علیہما السلام ایسے دو نور ہیں جو سب سے پہلے تھے کیونکہ ان سے قبل کوئی بھی چیز موجود نہ تھی۔

یہ دونوں بزرگ ہستیوں کا نور باہم پاک و پاکیزہ صلبوں میں رہا ہے پھر یہ دونوں نور دو پاکیزہ ترین صلبوں یعنی عبداللہ اور ابوطالبؑ میں آ کر جدا ہوئے۔''

مولف کہتا ہے یہ فرمان کہ اس وقت کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی اس سے مراد یہ ہے کہ ممکنات میں سے کوئی چیز خلق نہیں ہوئی تھی۔ گویا کان، قیل وقال کی مانند مصدر بمعنی کائن یعنی فاعل استعمال ہوا ہے۔ شاید نورالانوار سے مراد محمد مصطفیٰ کا نور ہو، کیونکہ وہی ذات ہے جس نے ارواح خلائق کو علوم، کمالات، ہدایات اور معارف سے روشناس کروایا، بلکہ انہی کی ذات موجودات کی تخلیق کے لیے علت نمائی ہے۔

یہ جو کہا کہ اپنا نور نورالانوار میں جاری کیا، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی ذات مقدس نے اپنا نور ان پر جاری کیا۔ پس سب سے پہلے نورالانوار کو خلق کیا اور اس کو اپنے نور سے نورانی کیا۔ یہ جو کہا کہ ان سے قبل کوئی چیز موجود نہیں تھی، اس سے مراد یہ ہے کہ جو چیزیں ان کے نور سے پیدا کی گئی ہیں ان سے قبل یہ چیزیں نہیں تھیں۔

ارواح موجودات روح محمدؐ کے طفیل ہیں

(۸۵ـ ۶۷)روایت میں مذکور ہے۔

لمّا خلق الله محمّدًا ﷺ سراجاً منيرًا اشرق نوره حتى ملأ العمق الاكبر يعنى به عالم الامكان۔

''جب اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کے نور کو روشن چراغ کی مانند خلق کیا تو اس نور کی چمک نے پورے عالم امکان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔''

آیہ اُدخُلُوا البَابَ سُجَّدًا کی تفسیر حسن عسکریؑ سے۔

(۸۶ـ ۶۹) آیہ کریمہ:

وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (البقرة۲:۵۸)

''اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے کہا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ اور جہاں چاہو اطمینان سے کھاؤ اور دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ کہتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور کہ ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں گے اور ہم نیک عمل کرنے والوں کی جزا میں اضافہ کردیتے ہیں۔''

کے ضمن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمہارے آباؤ اجداد سے کہا کہ شام کے قریہ اریحا میں داخل ہو جاؤ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ تیہ نامی صحرا سے نکلنا چاہتے تھے۔ ''فکلوا منها'' اس قریہ نعمتوں سے استفادہ کرو اور جو چاہو کھاؤ۔ ''حيث شئتم رغدا'' جہاں سے چاہو بغیر کسی زحمت کے کھاؤ ''وادخلوا الباب سجدا'' خضوع و خشوع کرتے ہوئے قریہ میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس قریہ کے دروازے پر محمد و علی علیہما السلام کی تمثال مبارک نصب کی ہوئی تھیں اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ ان تمثال کے احترام میں خدا کو سجدہ کرو اور اپنی بیعت کی تجدید کریں، ان دونوں ہستیوں کو ہمیشہ یاد کریں اور انہیں ان کا وہ عہد و پیمان یاد دلائیں جو ان دو بزرگ ہستیوں کے لیے لیا گیا تھا۔ ''وقولوا حطة''

یعنی کہو:

انّ سجودنالله تعالی تعظیمًالمثال محمدٍ وعلیٍ علیهما السلام واعتقادنالولایهاحطّة لذنوبنا ومحولسیساتنا۔

''بے شک ہمارا خدا کی بارگاہ میں سجدہ کرنا محمدؐ وعلی علیہما السلام کی تعظیم میں ہے اوران کی ولایت پر ہمارا اعتقاد ہے کیونکہ یہ چیزیں ہمارے گناہوں کی بخشش کا سبب ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''نغفرلکم خطایاکم'' ''یہ کام کرنے سے ہم تمہارے تمام گذشتہ گناہ معاف کردیں گے اوران کے آثار تک ختم کریں گے۔ ''وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ'' ''نیک لوگوں کواس کا اجر بہت عطا کریں گے۔''

کتاب خدا محمدؐ وآلؑ کی میراث

(۷۰۔۷۸۷) کتاب 'تفسیر فرات'' میں تحریر کرتے ہیں کہ احمد بن عتاب کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مابعث الله نبیاً اِلّااعطاہ من العلم بعضه ماخلاالنّبیﷺ فانّه اعطاہ من العلم کلّه۔

''اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو خلق نہیں فرمایا مگر یہ کہ اسے علم کا کچھ حصہ عطا فرمایا، سوائے نبی اکرمؐ کے کیونکہ انہیں پورے کا پورا علم عطا کیا ہے۔''

نبی اکرمؐ کے بارے میں فرمایا ''تبیانًالکلّ شئی'' (سورہ نحل آیہ ۹۸)

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ (سورہ الاعراف آیہ ۱۴۵)

''ہم نے الواح میں سب کچھ ان کے لیے لکھ دیا ہے۔''

آصف بن برخیا کے بارے میں فرمایا:

الَّذِي عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ۔ (سورہ نحل آیہ ۱۴۰)

"وہ جس کے پاس کتاب کا کچھ علم ہے۔" یہ نہیں فرمایا کہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے، بلکہ یہ فرمایا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم ہے لیکن پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ (سورہ فاطر آیہ ۳۲)

"پھر ہم نے یہ کتاب اپنے برگزیدہ بندوں کو بطور میراث عطا کی۔"

آپ نے فرمایا: "اس سے مراد تمام کتاب کا علم ہے۔ اس آیہ کریمہ میں جو برگزیدہ خاندان کا ذکر ہوا ہے وہ ہم ہیں۔"

پیغمبر خداؐ کی بارگاہ رب العزت میں یہ دعا کرنا کہ "رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔" "پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔"

(سورہ طٰہٰ آیہ ۱۱۴)

اس سے مراد "فهي الزيادة التي عندنا من العلم الذي لم يكن عند احد من الانبياء والاوصياء ولا ذرية الانبياء غيرنا فهذا العلم علمنا المنايا والبلايا وفصل الخطاب" ہے

(تفسیر فرات صفحہ ۱۴۵، بحار الانوار ۲۶ صفحہ ۶۴، تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۳۶)

"پس یہ وہی اضافہ ہے جو ہمارے پاس ہے، یہ ایسا علم ہے جو ہمارے علاوہ دوسرے انبیاءؑ و اوصیا اور ان کی ذریت میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔ پس موت، بلاؤں اور فصل الخطاب یعنی حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کا علم ہمارے پاس ہے۔"

رسول خداؐ کی رحلت پر اللہ کی طرف سے پیغام تعزیت

(۷۱۔۷۸۸) کتاب شریف کافی میں لکھتے ہیں: ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب رسول خداؐ نے رحلت فرمائی تو وہ رات اہل بیت السلام پر انتہائی سخت گزری غم واندوہ کی وجہ سے انہیں نہ تو آسمان کی خبر تھی، جو ان کے سروں پر سائبان تھا اور نہ ہی زمین کا کوئی پتہ تھا، جو انہیں اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئی تھی۔ کیونکہ رسول خداؐ نے اپنوں اور بیگانوں سب کو خدا کی طرف ہدایت فرمائی۔

اس دوران ایک ایسا شخص ان کے پاس آیا، جس کی آواز تو سنائی دے رہی تھی، لیکن وہ نظر نہیں آ رہا تھا، اس نے کہا:

''خاندان رسول خداؐ پر اللہ کے درود وسلام اور رحمات و برکات ہوں، خداوند متعال کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت کو تحمل کیا جا سکتا ہے اور ہر قسم کے فقدان کا جبران ہو سکتا ہے۔''

اس کے بعد درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ۔

(سورہ آل عمران ۳:۱۸۵)

''ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن تم کو تمہارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے پس جو شخص آتش جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ یقیناً کامیاب ہو گیا اور یہ زندگانی دنیا صرف دھوکے کی جگہ ہے۔''

''بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب کر لیا، آپ کو بزرگی عطا فرمائی، پاک و پاکیزہ کیا، اپنے پیغمبر کے خاندان سے قرار دیا، اپنا علم آپ کے حوالے کیا، اپنی کتاب آپ کے لیے میراث قرار دی، آپ کو اپنے علم کا خزانہ اور اپنی عزت کا روشن مینارہ قرار دیا، نیز آپ کو اپنے نور سے تشبیہ دی ہے۔ آپ کو لغزش سے محفوظ اور فتنہ و فساد سے مامون رکھا، پس اللہ تعالیٰ آپ کی دل داری کرتا ہے، لہٰذا مطمئن رہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی رحمت کی بارش بند نہیں کی اور نہ ہی اپنی نعمتوں کا نزول روکا ہے۔

فانتم اهل الله عزّوجلّ الّذين بهم تمت النّعمةُ واجتمعت الفرقة، واتلعف الكلمة، وانتم اوليآؤهٗ فمن تولّا كم فاز، ومن ظلم حقّكم زاهق، مودّتكم من الله واجبةٌ في كتاب على عباده المؤمنين۔

''پس آپ اہل خدا ہیں، پس آپ اولیاء خدا ہی ہیں جس کی وجہ سے نعمتیں تمام ہوئیں، باہمی یگانگت وجود میں آئی اور اختلافات ختم ہوئے، جو کوئی آپ سے محبت کرتا ہے وہ کامیاب ہے اور جس نے آپ پر ظلم و ستم کیا وہ برباد و ہلاک ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے مومن بندوں پر آپ کی محبت فرض قرار دی ہے۔''

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ جب بھی آپ کی مدد کرنا چاہے وہ اس پر قادر ہے پس آپ ہر کام پر صبر شکیبائی سے کام لو، کیونکہ ہر کام کا انجام اور اس کی انتہا خدا کی طرف سے ہے۔

فانتم الامانة المستودعة، ولكم المودّة الواجبة، والطّاعة المفروضة، وقد

قبض رسول اللهﷺ وقد اکمل لکم الدین، وبین لکم سبیل المخرج فلم یترك لجاهل حجة، فمن جهل او تجاهل او انکر اونسی او تناسی فعلی الله حسابه. والله من وراء حوائجکم. واستودعکم الله والسلام علیکم۔

''پس آپ ایسی امانت ہیں جو سپرد کی گئی ،آپ سے دوستی رکھنا لوگوں پر واجب ہے اور آپ کی اطاعت کرنا ان پر فرض ہے۔رسول خداؐ دنیا سے تشریف لے جاچکے ہیں درحالانکہ دین مکمل کر چکے، نجات کا راستہ تمہارے لیے آشکار کر چکے اور کسی بھی نادان کے لیے کوئی بہانہ باقی نہیں چھوڑا۔اس کے باوجود اگر کوئی جاہل رہے تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے، یا اگر فراموش کر دیتا یا انکار کرتا ہے یا بھولے پن کا اظہار کرتا ہے تو اس کا حساب کتاب خدا کے حوالے ہے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے، آپ سب کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، آپ پر درود و سلام ہو۔''

راوی کہتا ہے: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

''یہ تسلیت و دل داری کس طرف سے کی گئی تھی؟''

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''خدا کی طرف سے۔'' (الکافی جلد ا صفحہ ۴۴۵، بحارالانوار جلد ۲۲ صفحہ ۵۳۷)

عزتِ سادات

قوتِ سماعت بینائی میں اضافہ

(۸۹۔۷۲) کتاب جامع الاخبار میں آیا ہے کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں:

من رأی ولادی فصلّ علیٰ طائعاً راغباً زاده الله فی السمع والبصر (ینابیع الحکمہ، جلد ۳ صفحہ ۲۲۰)

''اگر کوئی میری اولاد میں سے کسی کو دیکھے اور مجھ پر کھلے دل اور رغبت کے ساتھ درود و سلام بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کی قوت سماعت و بصارت میں اضافہ فرماتا ہے۔''

سید کی تعظیم و تکریم

(۹۰۔۷۳) کتاب ''روضہ'' اور فضائل'' میں رقمطراز ہیں کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں: ''اے لوگو! کیا تم میری شفاعت کی توقع رکھتے ہو لیکن میں اپنے خاندان والوں کی شفاعت سے ناتواں ہوں؟''

''اے لوگو! جو بھی کل روز قیامت خداوند کریم سے حالت ایمان بدون شرک میں ملاقات کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں جگہ عنایت فرمائے گا، اگرچہ اس کے گناہ مٹی کے برابر ہی کیوں نہ ہوں''

''اے لوگو! میں قیامت کے دن بہشتی دروازے کا کنڈا پکڑوں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے جلوہ فرمائے گا اس وقت میں اس کے سامنے سجدہ ریزہ جاؤں گا، پھر مجھے اذن شفاعت دیا جائے گا، پس میں اپنے خاندان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں بھولوں گا۔''

ایّھاالنّاس! عظّموا اھل بیتی فی حیاتی وبعد مماتی، واکرموھم وفضلوھم، لایحلّ لأحد ان یقوم لأحد غیر اھل بیتی۔

''اے لوگو! میری زندگی میں اور میری رحلت کے بعد میرے خاندان والوں کی تعظیم و تکریم کریں اور انہیں عزت دیں، میرے اہل بیت کے احترام کے علاوہ کسی اور کے احترام میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔'' (الفضائل صفحہ ۱۳۵، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۲۹۵)

(۹۱۔۷۴) کتاب ''جامع الاخبار'' میں لکھتے ہیں کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں:

من رأی اولادی ولم یقم بین یدیه فقد جفانی ومن جفانی فھو منافق۔

''جو کوئی میری اولاد میں سے کسی کو دیکھے اور اس کے احترام میں کھڑا نہ ہو، درواقع اس نے میرے ساتھ بدسلوکی کو جائز سمجھا اور جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کو جائز سمجھا وہ منافق ہے۔''

ایک اور حدیث میں مذکور ہے:

من رأی اولادی ولا یقوم قیاما تاما ابتلاہ اللہ تعالیٰ ببلاء لا دواء له۔

''جو کوئی میری اولاد کو دیکھے اور ان کے احترام میں مکمل طور پر کھڑا نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ایسی مصیبت نازل کرے گا، جس کا کوئی دوا نہیں ہوگا۔'' (ینابیع المودہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۰ نقل از جامع الاخبار)

(۹۲۔۷۵) کتاب ''مقتل خوارزمی'' میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

یقوم الرّجل للرجل الا بنی ھاشم فانّھم لا یقومون لأحد۔

''لوگ ایک دوسرے کے احترام میں کھڑے ہوتے ہیں، سوائے بنی ہاشم کے کہ وہ کسی کے احترام میں کھڑے نہیں ہوتے۔''

(مقتل خوارزمی صفحہ ۱۰۰)

(۹۳۔۷۶) کتاب ''فضائل السادات میں لکھتے ہیں کہ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں'':

من اکرم اولادی فقد اکرمنی و اھانھم فقد اھاننی۔

جس نے میری اولاد کی عزت و تکریم کی اس نے مجھے عزت دی اور جس نے اس کی توہین کی، اس نے دو واقع میری اہانت کی ہے۔

(المستدرک جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۶، ینابیع المودۃ جلد ۳ صفحہ ۲۲۰ نقل از فضائل السادات)

(۹۴۔۷۷) کتاب ''کشف الغمہ'' میں تحریر کرتے ہیں کہ برزون سیف نہدی (جس کا نام جعفر ہے) کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

(۹۵۔۷۸) شیخ طوسیؒ کتاب ''المصباح'' اور جناب شیخ کفعمیؒ کتاب ''جنۃ الامان'' میں نماز عصر کی تعقیبات میں نماز عصر کے سجدہ شکر کی دعا نقل کرتے ہیں کہ آخر میں مذکور ہے:

وصلّ علی ذرّیۃ نبیّك۔

''اور آپ کے پیغمبر کی ذریت پر درود ہو۔'' (مصباح کفعمی صفحہ ۵۵ بحار الانوار جلد ۸۶ صفحہ ۴۲)

البتہ جملہ دعائے کامل جو کہ دعائے حریق کے نام سے معروف ہے میں بھی مذکور ہے۔ (مصباح المتہجد صفحہ ۱۰۷ صحیفہ مہدیہ صفحہ ۲۱۰)

دعائے تسبیح جو ماہ رمضان المبارک میں پڑھی جاتی ہے اس میں یہی جملہ مذکور ہے۔ (بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۱۱۰)

اسی طرح دعائے سمات میں مذکور ہے۔

وبارکت لحبیبك محمّد ﷺ وعترته وذرّیته علیهم السلام۔

''تو نے مبارک قرار دیا ہے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی عترت اور ان کی ذریت کو''

(صحیفہ مہدیہ صفحہ ۵۰۰، بحار الانوار جلد ۹۰ صفحہ ۹۹)

محمد و آل محمدؐ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت

(۷۹۶۔۷۹) کتاب ''من لایحضرہ الفقیہ'' میں مذکور ہے:

خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت، ماں باپ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت، قرآن کی طرف نگاہ کرنا عبادت، عالم دین کو دیکھنا عبادت اور آل محمد علیہم السلام کے چہروں کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (من لایحضرہ الفقیہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۵)

جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب ''عیون اخبار الرضاؑ'' میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

النظر الی جمیع ذرّیّة النبیؐ عبادة مالم یفارقوا منها جه ولم یتلوّثوا بالمعاصی۔

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۵۱ بحار جلد ۹۶ صفحہ ۲۱۸)

''نبی اکرمؐ کی تمام ذریت کی طرف دیکھنا اس وقت تک عبادت ہے جب وہ ان کے طریقہ کار اور راہ و روش سے منحرف نہ ہو اور گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔''

حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت

(۷۹۷۔۸۰) عجلی نے اپنی کتاب ''نکت'' میں روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے۔

النظر الی وجه علی علیه السلام عبادة۔

''حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔''

(امالی طوسی صفحہ ۳۰۵، مجلس ۱۲، بحار الانوار جلد ۳۸ صفحہ ۱۹۵، المناقب صفحہ ۳۶۱)

علیؑ اور اولاد حسینؑ کے چہرے کی طرف دیکھنے کا اجر

ابی امامہ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

من نظر الی علیؑ علیہ السلام کتب اللہ لہ بہا الف الف حسنۃ، ومحی عنہ الف الف سیئۃ ورفع لہ خمسمائۃ درجۃ، ومن نظر الی احد اولاد الحسن والحسین علیہما السلام کتب اللہ لہ بہا مائۃ حسنۃ ومحی عنہ مائۃ سیئۃ ورفع لہ مائۃ درجۃ۔

''جو شخص علی علیہ السلام کی طرف دیکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ نیکیاں لکھ دے گا،

اس کے ایک لاکھ گناہ ختم کردے گا اور اس کا مقام و مرتبہ پانچ سو درجے بلند ہوگا۔''

جو شخص امام حسن یا امام حسین علیہما السلام کی اولاد میں سے کسی کو دیکھے گا، اس کے لیے (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے نامہ اعمال میں سے سو (۱۰۰) گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کا مقام و مرتبہ سو (۱۰۰) درجہ اونچا ہو جائے گا

مولف کہتا ہے کہ روایت میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں رسول خداؐ کی تمام ذریت شامل ہے۔ صرف یہ آئمہ معصومین علیہما السلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

پیغمبرؐ کا اہل بیتؑ پر درود

(۷۹۸-۸۱) ثقۃ السلام جناب محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کتاب ''الکافی'' باب نوادر میں حدیث معراج سے یوں نقل کرتے ہیں:

یا محمد اصلّ علی نفسك وعلی واھل بیتك۔

''اے محمدؐ! اپنے نفس اور اپنے خاندان والوں پر درود بھیج۔''

آپ نے فرمایا:

اللّٰھم صلّ علیؑ وعلی اھل بیتی۔

''خداوند! مجھ اور میرے خاندان والوں پر درود بھیج۔''

جب آپ یہ کام انجام دے چکے تو فرشتوں اور پیغمبروں کی صفیں دیکھتے ہیں، اس وقت کہا جاتا ہے کہ

''اے محمدؐ! ان پر سلام بھیجو۔''

آپ نے فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

''آپ پر خدا کا سلام اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔''

خداوند متعال نے وحی فرمائی:

إِنِّیْ اَنَا السلام، والتحیۃُ والرحمۃ والبرکات انت وذریّتك۔

"بے شک میں سلام ہوں، تو اور تیری ذریت رحمت اور برکات ہے۔"

(الکافی جلد ۳ صفحہ ۱۳۵، بحارالانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۶۰)

بنی ہاشم کو صدر محفل قرار دو

(۷۹۹۔ ۸۲) شیخ طبرسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب "مکارم الاخلاق" میں لکھتے ہیں:

فضل بن یونس کہتے ہیں ایک دن میں گھر میں تھا کہ میرا خادم میرے پاس آیا اور کہتا ہے کہ دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہے جس کی کنیت ابوالحسن اور نام حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ہے۔

میں نے خوشی کے عالم میں کہا: "اے غلام! اگر وہ وہی شخص ہیں جو میرے خیال میں ہیں تو تم راہ خدا میں آزاد ہو۔"

اس کے بعد میں جلدی سے باہر گیا۔ اچانک میری آنکھیں میرے مولا کے جمال سے روشن ہو گئیں،

میں نے عرض کیا: "میرے آقا تشریف لائیں۔"

آنحضرت اپنی سواری سے نیچے اترے اور کمرے میں داخل ہوئے، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ آگے تشریف لے چلیں، حضرت مجھے فرماتے ہیں۔

یافضل! صاحب المنزل احق بصدر البیت الّا ان یّکون فی القوم رجل یکون من بنی ھاشم۔

"اے فضل! صاحب خانہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ گھر میں آگے جا کر بیٹھے، مگر یہ کہ اگر ان میں کوئی بنی ہاشم ہو۔ (یعنی لوگوں میں اگر کوئی بنی ہاشم ہو تو صدر محفل قرار دو)۔"

(مکارم الاخلاق صفحہ ۱۴۸، بحارالانوار جلد ۷۶ صفحہ ۴۲۳)

اہل بیتؑ کے اوپر ظلم کرنے والے پر جنت حرام

(۸۰۰۔ ۸۳) ابوحسین یحییٰ بن حسن بن محمد اپنی کتاب "عمدہ صحاح الاخبار فی مناقب الائمہ الابرار" میں اسدی حلی کے واسطہ سے لکھتے ہیں۔

احمد بن عامر کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اجداد کرام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول خداؐ کا ارشاد ہے۔

حرّمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی و آذانی فی عترتی ومن صنع صنیعة إلی احدٍ من ولد عبد المطلب ولم یجازه علیها فانا اجازیه غداً إذا یلقینی یوم القیامة۔

''جو شخص میرے خاندان پر ستم کرے اور میری عترت کو اذیت دے، اس پر بہشت حرام ہے۔ جو کوئی بھی اولادِ عبدالمطلب میں سے کسی ایک کا کوئی اچھا کام کرے اور اسے اس کا عوض نہ لے تو جس وقت روزِ قیامت اس کی میرے ساتھ ملاقات ہوگی تو میں اس کی تلافی کروں گا۔''

(العمدۃ المجالس صفحہ ۲۵ بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۴۲۳)

جنابِ سیدہؑ گناہگاروں کی شفاعت کریں گی

(۸۰۱۔۴۷) کتاب علل الشرائع میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

''روزِ قیامت شافعہ محشر بنت پیغمبر حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام جہنم کے دروازے کے پاس تشریف فرما ہوں گی اس دن ہر شخص کی دو آنکھوں کے درمیان لکھا جائے گا کہ وہ مومن ہے یا کافر پس آپ کا محب جس کے گناہ زیادہ ہوں گے، حکم دیا جائے گا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اس کی آنکھوں کے درمیان اس کا محب ہونا پڑھیں گی تو فرمائیں گی:

الهی وسیدی! سمّیتنی فاطمة وفطمت بی من تولّانی وتولّی ذرّیتی من النّار ووعدك الحق وانت لا تخلف المیعاد۔

''اے میرے معبود! اے میرے آقا! تو نے میرا نام فاطمہ رکھا ہے اور میرے وسیلہ سے میرے محبوں اور ذریت کو آتش جہنم سے جدا کیا ہے، تیرا وعدہ حق ہے تو اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا۔''

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

صدقتِ یا فاطمه! إنّی قد سمّیتك فاطمه وفطمتُ بكِ من احبكِ وَوَلّاكِ وأحب ذرّیّتك ووعدی الحق وأنا لا اخلف المیعاد وانّما أمرت بعبدی هذا الی النّار لتشفعی فیه فأُشفعكِ فلیتبیّن لملائكتی و انبیائی ورسلی واهل الموقف موقفك منی ومكانتك عندی فمن قرأت بین عینیه مؤمناً فخذی بیده وادخلیه الجنّة۔

''اے فاطمہ! آپ نے سچ کہا ہے کہ آپ کا نام میں نے فاطمہ رکھا ہے، آپ کے وسیلہ سے میں اس

شخص کو جو آپ کو دوست رکھتا ہے، آپ کی ذریت کو دوست رکھتا ہے۔ میرا وعدہ حق ہے اور میں کبھی بھی اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہوں۔ اس بندہ کو میں نے صرف اس لیے آگ میں پھینکنے کا حکم دیا ہے کہ تو اس کے حق میں شفاعت کرے اور میں تیری شفاعت کو قبول کروں، تاکہ فرشتوں، پیغمبروں، رسولوں اور اہل محشر کے لیے میری بارگاہ میں آپ کا مقام و منزلت آشکار ہو سکے، پس جس شخص کی آنکھوں کے درمیان آپ نے پڑھو کہ وہ مومن ہے، اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بہشت میں بھیج دو۔

(علل الشرائع جلد ا صفحہ ۱۷۹، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۵۰)

حضرت علیؑ کو رسول خداؐ نے بشارت دی

(۸۰۲۔۸۵) کتاب ''الصواعق المحرقہ'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک حدیث میں رسول خداؐ نے فرمایا:

یا علی! ان اللہ قد غفرلك ولذریتك ولولدك وأهلك ولشیعتك ولمحبی شیعتك، فأبشر فانّك لانزع البطن۔

''اے علیؑ! بے شک خداوند متعال نے آپ کو، آپ کی ذریت، آپ کی اولاد، آپ کے خاندان، آپ کے شیعوں اور آپ کے شیعوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے، پس آپ کو بشارت ہو، بے شک آپ انزاع البطین یعنی شرک سے پاک اور علم سے مملو ہیں۔''

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۴۷، بحار الانوار ۲۷ صفحہ ۷۹، امالی طوسی صفحہ ۲۷۹، ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۳)

ایک لوہار کا قصہ

(۸۰۳۔۸۶) عالم بزرگوار شہید ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: ابی الفراج بن جوزی کتاب ''المدہش'' میں تحریر کرتے ہیں۔

ایک صالح شخص کہتا ہے کہ میں شہر بصرہ میں داخل ہوا، میں نے وہاں پر ایک لوہار کو دیکھا جو جلتی ہوئی بھٹی سے گرم لوہا اپنے ہاتھ سے پکڑ کر رکھتا اور ہاتھ کے ذریعے ہی اسے الٹ پلٹ کرتا ہے لیکن ہاتھ جلنے کا اسے بالکل احساس نہیں ہوتا، میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کوئی نیک شخص ہے جس پر آگ بھی کوئی اثر نہیں کرتی ہے۔ میں اس کے قریب گیا اسے سلام بلایا اور عرض کی:

''اے میرے آقا! میں تجھے قسم دیتا ہوں جس نے تمھیں یہ کرامت عطا کی ہے کہ میرے لیے دعا کریں۔'' اس نے گریہ کرتے ہوئے کہا:

''اے میرے بھائی! خدا کی قسم جو کچھ تم نے میرے بارے میں گمان کیا ہے میں اس طرح سے نہیں ہوں۔''

میں نے کہا: اے میرے بھائی! جو کام آپ نے انجام دیا ہے، یہ صرف خدا کے صالح اور نیک افراد ہی کر سکتے ہیں۔

اس نے کہا: "سنو! یہ ایک حیران کنندہ واقعہ ہے۔"

میں نے کہا: "اگر مناسب سمجھو تو یہ واقعہ میرے سامنے بیان کرو۔"

اس نے کہا: ایک دن میں اسی دکان پر بیٹھا ہوا تھا، میری دکان پر لوگوں کا آنا جانا زیادہ ہو گیا، اچانک ایک انتہائی حسین و جمیل اور خوبصورت عورت آئی، میں نے آج تک اس جیسی خوبصورت عورت نہیں دیکھی۔ اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے بھائی! کیا خدا کے لیے میری کچھ مدد کر سکتے ہو؟"

میں نے جونہی اسے دیکھا تو اس کا دیوانہ ہو گیا، اور اس سے کہا: کیا تم میرے ساتھ میرے گھر آ سکتی ہو کہ میں اتنا مال دوں کہ ایک مدت تک تمہارے لیے کافی ہو؟"

اس نے کہا: "خدا کی قسم میں ایسی نہیں ہوں۔"

میں نے کہا۔ "جا سکتی ہو۔"

وہ وہاں سے چلی گئی۔ کافی عرصہ گزرنے کے بعد دوبارہ آئی اور کہتی ہے کہ سچ بات یہ ہے کہ مجبوری نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ آپ کی خواہش پوری کروں۔

میں نے دوکان کا دروازہ بند کیا اور اسے ہمراہ لے کر گھر کی طرف چل پڑا، جب گھر پہنچا تو اس نے کہا: "اے فلاں شخص! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، جو بھوکے ہیں، اگر مناسب سمجھو تو مجھے کچھ دے دیں تاکہ انہیں کھانے کو دوں، میں دوبارہ واپس آ جاؤں گی۔"

میں نے اس سے عہدہ و پیمان لیا کہ ہر صورت میں آنا ہو گا، میں نے اسے کچھ درہم دیئے، وہ گئی اور تھوڑی دیر بعد واپس لوٹ آئی جب وہ کمرے میں داخل ہوئی میں نے دروازہ بند کر دیا اور پردے گرا دیے۔

اس نے کہا: "ایسا کیوں کر رہے ہو؟"

میں نے کہا: "لوگوں سے ڈر لگتا ہے۔"

اس نے کہا: "لوگوں کے خدا سے کیوں نہیں ڈرتے ہو؟"

میں نے کہا: وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

میں اس کی طرف بڑھا تو وہ ایسے کانپنے لگی جیسے سخت طوفان میں کھجور کی خشک شاخ کانپتی ہے اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔

میں نے کہا: "تم مضطرب و پریشان کیوں ہو؟"

اس نے کہا: "اے فلاں شخص خدا سے ڈرتی ہوں۔"

پھر اس نے کہا: "اے فلاں شخص! اگر مجھ سے کوئی غرض نہ رکھو تو میں اس بات کی ضمانت دیتی ہوں کہ خدا تجھے دنیا اور آخرت میں عذاب آتش سے محفوظ رکھے گا۔"

اس کی بات سن کر میں ہوش میں آیا، اٹھ کر کھڑا ہوا اور جتنے پیسے وغیرہ تھے، اسی کو دیتے ہوئے کہا: "اے فلاں! یہاں سے چلی جاؤ میں نے خدا سے خوف کھاتے ہوئے تجھے معاف کر دیا۔"

جب وہ چلی گئی تو میرے اوپر نیند نے غلبہ کیا۔ میں نے خواب میں ایک ایسی بزرگوار خاتون دیکھی کہ آج تک ایسی کوئی خاتون نہیں دیکھی تھی، اس کے سر پر یاقوت کا بنا اور اناج ہے اس نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

"اے فلاں شخص! خداوند متعال تمہیں ہماری طرف سے اجر عظیم عطا فرمائے۔"

میں نے عرض کیا: "آپ کون ہیں"

اس نے فرمایا: "میں اس لڑکی کی ماں ہوں جو تیرے پاس آئی تھی اور تو نے خدا کا خوف کھاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تھا، خداوند کریم تجھے دنیا اور آخرت میں آتش جہنم سے محفوظ رکھے۔"

میں نے عرض کیا: "خدا تمہارے اوپر رحمت کرے، وہ کون تھی"

اس نے فرمایا: "وہ رسول خداؐ کی نسل سے تھی۔"

میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد میں نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت کی۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

(الاحزاب ۳۳:۳۳)

"خداوند متعال فقط یہ چاہتا ہے کہ پلیدی کو آپ سے اور آپ کے اہل بیت سے دور اور تمہیں اس طرح پاک رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔"

اس کے بعد مجھے آگ نے نہیں جلایا، امید رکھتا ہوں کہ آخرت میں بھی نہیں جلائے گی۔

(الاثناعشریہ، صفحہ ۴۴۵، فضائل السادات صفحہ ۲۴۰)

فاطمہؑ کی زیارت علیؑ کی زیارت ہے

(۸۰۴-۸۰۷) طبری قدس سرہ کتاب "بشارۃ المصطفیٰ" میں رسول خداؐ سے ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں کہ حدیث کے آخر میں رسول خداؐ نے فرمایا:

فمن زارني بعد وفاتي فكانما زارني في حياتي ومن زار فاطمه عليها السلام فكانما زارني، ومن زار علي ابن ابي طالب عليهما السلام فكانما زار فاطمه عليهما السلام ومن زار الحسن والحسين عليهما السلام فكانما زار عليا عليه السلام ومن زار ذريتهما فكانما زارهما۔

"پس جو کوئی بھی میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گا، گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی ہے جو کوئی بھی حضرت فاطمہ زاہراء سلام اللہ علیہا کی زیارت کرے گا، گویا اس نے میری زیارت کی ہے۔ جو کوئی بھی علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کرے گا گویا اس نے فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی زیارت کی، جس کسی نے حضرت امام حسینؑ اور امام حسنؑ کی زیارت کی، گویا اس نے حضرت علی علیہ السلام کی زیارت ہے اور جو کوئی بھی حضرت امام حسن اور حسین علیہما السلام کی اولاد کی زیارت کرے گا گویا اس نے ان دونوں ہستیوں کی زیارت کی ہے۔"

(بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۳۹، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۵۷)

اولاد ہاشم کی زیارت کرنا مستحب ہے

(۸۰۶۔۸۹) کتاب ثواب الاعمال میں لکھتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

من زارني زارا حدًا من ذريتي زرته يوم القيامه فانقذته من اهوالها۔

"اگر کوئی میری یا میری اولاد میں سے کسی کی زیارت کرے گا تو میں روز قیامت اس کی زیارت کروں گا اور اس دن کی وحشت و ہلاکت سے اسے نجات بخشوں گا۔" (کامل الزیارہ صفحہ ۴۱)

اولاد پیغمبرؐ کی زیارت گویا پیغمبر کی زیارت

کتاب جامع الاخبار میں مذکور ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

من زار واحدًا من اولادي في الحياة وبعد الممات فكانما زارني، غفر له البتة۔

"جس کسی نے بھی میری اولاد کی زیارت کی ان کی زندگی میں یا مرنے کے بعد، وہ اس شخص کی طرح ہے، جس نے میری زیارت کی ہو یقیناً اسے بخش دیا جائے گا۔"

شفاعت پیغمبر کیسے حاصل ہو گی؟

(۸۰۷۔۹۰) کتاب "تحفة النجآء من مناقب اهل العبا" اور اسی طرح کتاب "الصواعق المحرقه" میں آیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

من اراد التوسّل اليّ وان اكون له عندي يدا شفع له بها يوم القيامة فليصلّ مع ذرّيّتي ويدخل السرور عليهم۔

"جو کوئی بھی چاہتا ہے کہ ایسا عمل انجام دے تا کہ میرے نزدیک مقریب ہو اور اس عمل کی وجہ سے میرے اوپر حق رکھتا ہو کہ میں روز قیامت اس کی شفاعت کروں، پس اسے چاہیے کہ میری ذریت کی خدمت اور ان کے دلوں کو مسرور کرے۔"

(امالی شیخ صدوق صفحہ ۴۶۱، امالی طوسی صفحہ ۴۳۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۲۷)

اولاد پیغمبر کے ساتھ کھانے والے پر آگ حرام

(۸۰۸۔۹۱) کتاب "جامع الاخبار" میں مذکور ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

من اكل الطعام مع اولادي الصالحين حرّم الله جسدهٗ على النّار۔

"جو بھی میرے نیک اور صالح فرزندوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے گا، اللہ تعالیٰ اس کا بدن آگ پر حرام کر دے گا۔"

(۸۰۹۔۹۲) مذکورہ کتاب میں ہی رسول اکرمؐ سے حدیث منقول ہے:

اكرموا اولادالصّالحون لله والطّالحون لي۔

"میری نیک اور صالح اولاد کا احترام اللہ کی خاطر کرو اور میری غیر صالح اولاد کی عزت میرے لیے کرو۔"

(جامع الاخبار صفحہ ۳۹۳، مستدرک الوسائل جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۲)

امام محمد باقرؑ اور اولاد حسنؑ کے درمیان اختلاف

(۸۱۰۔۹۳) ثقۃ الاسلام کلینی قدس سرہ اپنی کتاب "روضۃ الکافی" میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور اولاد امام حسن علیہ السلام کے درمیان اختلاف ہو گیا، میں نے جب یہ واقع سنا تو میں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا تا کہ میں آپ سے اس بارے میں گفتگو کرسکوں۔ جب میں نے اپنی بات کا آغاز کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا:

مه الا تدخل فيما بيننا۔

''خاموش ہوجاؤ! ہم سے مربوط معاملات میں مداخلت مت کرو۔''

بے شک میری اور میرے چچازاردوں کی بات بنی اسرائیل کے اس شخص جیسی ہے، جس کی دو بیٹیاں تھیں، ایک کا نکاح کاشتکار اور دوسری کا لوٹے بنانے والے شخص کے ساتھ کردیا گیا تھا۔ وہ ایک دن اپنی بیٹیوں کو ملنے کی غرض سے گیا، تو پہلے وہ اپنے کاشتکار داماد کے گھر گیا اور بیٹی سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟

بیٹی نے کہا کہ میرے شوہر نے بہت کاشتکاری کی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے بارش برسادی تو ہماری حالت تمام بنی اسرائیل سے بہتر ہوجائے گی۔

پھر دوسری بیٹی کے گھر گیا جس کا شوہر لوٹے بناتا تھا اور اس سے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ میرے شوہر نے اس سال بہت زیادہ لوٹے بنائے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے بارش نہ برسائی اور ہمارے لوٹے خشک ہوگئے تو ہماری حالت تمام بنی اسرائیل سے بہتر ہوجائے گی۔ وہ شخص اپنی بیٹی کے گھر سے نکلا تو کہتا ہے:

''خدایا! تو میری دونوں بیٹیوں کا پروردگار ہے (تو بہتر جانتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا کرتا ہے)''

میرا معاملہ میرے چچازادوں کے ساتھ بھی ایسے ہی ہے۔ (الکافی جلد ۸ صفحہ ۸۵)

علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد سے محبت کا ثمرہ

(۹۴۔۸۱۱) سید نوراللہ قاضی کی کتاب ''مجالس المومنین'' کے حوالے سے کتاب ''خلاصۃ المناقب'' میں لکھتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

انّ الله له الحمد عرض حبّ علیّ وفاطمه علیهما السلام وذرّیتهما علی البریّة، فمن بادر منهم بالاجابة جعل منهم الرسل، ومن اجاب بعد ذٰلك جعل منهم الشیعة ومن اجاب بعد ذٰلك منهم الاصفیاء، وانّ الله جمعهم فی الجنّة۔

''بے شک اللہ تعالیٰ کی تمام حمد اسی کے ساتھ مخصوص ہے خدا نے علیؑ فاطمہؑ اور ان کی اولاد کی محبت لوگوں کے سامنے رکھی، ان میں سے جنہوں نے جلدی مثبت جواب دیا انہیں رسول بنادیا گیا، جنہوں نے بعد میں اقرار کیا، انہیں شیعہ بنادیا گیا، اور جنہوں نے ان کے بعد اقرار محبت کیا، انہیں اصفیاء کے طور پر

منتخب کرلیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بہشت میں اکٹھا کیا ہے۔"

(المناقب المرتضویہ صفحہ ۹۷، احقاق الحق جلد ۹ صفحہ ۱۹۱)

کلمہ خدا نور میں تبدیل

(۸۱۲۔۹۵) صاحب کتاب "منتخب البصائر" حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

انّ الله تبارك وتعالى أحد واحدٌ تفرّد في وحدانيته ثمّ تكلّمَ بكلمة صفارف نورًا، ثمّ خلق من ذالك النور محمّدًا ﷺ او خلقني وذريّتي۔

"خداوند متعال یکتا واحد ہے، وہ اپنی وحدانیت و یکتائی میں بے مثال ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کسی کلمہ کے ذریعے تکلم فرمایا، تو وہ نور بن گیا، اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس نور سے محمدؐ، مجھے اور میری اولاد کو خلق فرمایا۔"

(مختصر البصائر صفحہ ۳۲، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۹۱ تفسیر برہان، جلد، صفحہ ۲۹۴)

منافق کی پہچان

(۸۱۳۔۹۶) آیت اللہ داماد اپنی کتاب "تقویم الایمان" میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیعہ اور اہل سنت کی بہت سی کتابوں میں روایت نقل ہوئی ہے کہ زیدؓ بن ارقم بیان کرتے ہیں:

ما كنّا نعرف المنافقين ونحن مع النبي ﷺ إلّا ببغضهم عليًا وولده۔

"ہم پیغمبر اکرمؐ کے زمانہ میں حضرت علی علیہ السلام اور آپ کی اولاد پاک کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے منافقین کی شناخت کر سکتے تھے۔" (المناقب صفحہ ۳۲۲)

(۸۱۴۔۹۷) معروف و مشہور کتاب "العیون الرضویہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

بغض علي عليه السلام كفر، وبغض بني هاشم نفاق۔

"حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے، اور بنی ہاشم کے ساتھ کینہ رکھنا نفاق ہے۔"

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۶۱، بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۳۰۲)

اولادِ پیغمبرؐ کا محب جنتی ہے

(۸۱۵۔۹۸) بہترین کتاب "جامع الاخبار" میں مذکور ہے کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

علیکم بحبّ اولادی یدخلکم الجنّۃ وایّاکم من بغض اولادی یدخلکم النّار۔

"میری اولاد کے ساتھ محبت کرنا تم پر واجب ہے، اس عمل کا انجام بہشت بریں ہوگا اور میری اولاد کے ساتھ بغض رکھنے سے بچیں، کیوں کہ اس کا انجام دوزخ ہوگا۔"

چھپکلیاں اولادِ بنی اسرائیل میں

(۸۱۶۔۹۹) جناب شیخ صدوق قدس سرہ اپنی مشہور و معروف کتاب "علل الشرائع" میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام مسخ ہونے والوں کی وجہ سے بیان فرماتے ہیں:

انّ الوزغ کان سبطاً من اسباط بنی اسرائیل یسبّون اولاد انبیآء ویبغضونھم، فمسخھم اللہ اوزاغاً۔

"بے شک چھپکلی اولادِ بنی اسرائیل میں سے ہے جو پیغمبروں کی اولاد کو گالیاں دیتے تھے اور ان کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ کر کے چھپکلیاں بنا دیا۔" (علل الشرائع، جلد ۲ صفحہ ۴۷، بحار الانوار، جلد ۹۵، صفحہ ۲۲۲)

پیغمبرؐ مقامِ محمود پر گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے

(۸۱۷۔۱۰۰) شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی بلند پایہ کتاب "امالی" میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

اذقمت المقام المحمود تشفعت فی اصحاب الکبائر من امتی فیشفعنی اللہ فیھم اللہ لاتشفعت فمن آذی ذریتی۔

(امالی شیخ صدوق صفحہ ۲۷۰، بحار الانوار جلد ۹۶ صفحہ ۲۱۸)

"روز قیامت جب میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو اپنی امت کے ان لوگوں کی شفاعت کروں گا، جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائے گا، خدا کی قسم، جن لوگوں نے میری ذریت کو اذیت دی، ان کی شفاعت نہیں کروں گا۔"

مولف فرماتے ہیں ان روایات کے مقابلے میں کچھ ایسی روایات نقل ہوئی ہیں جو مذکورہ روایات کے ظاہر معنی سے

منافات رکھتی ہیں، یہاں پر ہم ان میں سے بعض روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور پھر ان کے درمیان جمع بندی کرتے ہوئے صحیح معنی ذکر کریں گے، البتہ یہ روایات بھی دو طرح سے وارد ہوئی ہیں۔

بعض ایسی روایات ہیں جو بطور تعلق وارد ہوئی ہیں یعنی ان کا معنی سمجھنا کسی پر موقوف ہے ان میں سے کچھ روایات وہ ہیں جنہیں شیخ صدوق اپنی مایہ ناز کتاب اعتقادات میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام "مطر" کا معنی بیان فرماتے ہیں:

فمن خالف و جازہ فابرؤا منہ و ان کا علویا فاطمیاً۔

"جو کوئی بھی آپ کی مخالفت کرتا ہے اور حد سے تجاوز کرتا ہے (یعنی دائیں بائیں ہو جاتا ہے) اس سے دوری اختیار کریں، اگر چہ وہ علوی یا فاطمی ہی کیوں نہ ہو۔"

(معانی الاخبار صفحہ ۲۰۴، بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۷۹)

حمران کا سوال اور امام صادقؑ کا جواب

حضرت امام صادق علیہ السلام ایک حدیث میں حمران سے فرماتے ہیں:

فمن خالفك فی هذا الامر فهو زندیق۔

"جو کوئی بھی اس معاملہ میں آپ کی مخالفت کرے گا وہ زندیق ہے۔"

حمران سوال کرتا ہے کہ اگر چہ وہ فاطمی یا علوی ہی کیوں نہ ہو؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وان کان محمدیا علویا فاطمیا۔

"اگر چہ وہ محمدؐ، علیؑ یا فاطمہ کی نسل سے ہی کیوں نہ ہو۔"

(معانی الاخبار صفحہ ۲۰۴، بحارالانوار جلد ۴۶، صفحہ ۱۷۹)

اطاعت گزار کا مقام بہشت

ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ سید الساجدین حضرت امام سجاد علیہ السلام اصمعی سے فرماتے ہیں:

یا اصمعی! ان الله تعالیٰ خلق الجنة لمن اطاعه ولو کان عبدا حبشیاً. وخلق النّار لمن عصاه ولو کان شریفاً قریشاً۔

"اے اصمعی! بے شک اللہ تعالیٰ نے بہشت کو اس کے لیے خلق کیا ہے، جو اطاعت گزار ہے، اگر چہ وہ حبشی ہی کیوں نہ ہو اور جہنم کو گناہ گار اور نافرمان کے لیے پیدا کیا ہے اگر چہ اس کا تعلق قریش سے ہی

کیوں نہ ہو۔" (بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۸۲)

مولف کا نظریہ

(۱) یہ تمام احادیث بطور تعلین وارد ہوئی، ظاہری بات ہے کہ تعلیق کی تعلیق قیہ ذاتی طور پر وقوع یا عدم وقوع پر معلق نہیں ہوتا ہے پس اسی وجہ سے معلق علیہ میں کسی کمی وکاستی کا موجب نہیں ہوگا۔

(۲) وہ چیز جو مفہوم کے اعتبار سے گزشتہ روایات کے ساتھ منافات رکھتی ہیں۔ من جملہ ان میں سے ایک یہ آیہ شریفہ ہے:

فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ (سورۃ المؤمنون ۱۰۱:۲۳)

"پس اس دن نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ آپس میں کوئی ایک دوسرے کے حالات پوچھے گا۔"

اس آیہ کے مفہوم کے جواب میں یہ کہیں گے کہ مسند فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں اس کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیہ شریفہ حضرت قائم اواحنا فداہ کے قیام اور ظہور سے مربوط ہے کہ اس دن برادران دینی تو ایک دوسرے سے میراث پائیں گے لیکن برادران نسبی ایک دوسرے سے میراث نہیں لیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (المؤمنون ۱:۲۳)

"یقیناً صاحبان ایمان کامیاب ہوگئے۔"

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ۔

"پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ آپس میں کوئی ایک دوسرے کے حالات پوچھیں گے۔" (المؤمنون ۱۰۱:۲۳)

اس بناء پر مذکورہ آیہ شریفہ کا ہماری بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ روایات جو مفہوم کے اعتبار سے گزشتہ روایات کے ساتھ منافات رکھتی ہے ان میں سے ایک وہ روایت ہے جو پیغمبر اکرمؐ سے نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ اور زوجہ خدیجہؑ بنت خویلد سے فرمایا:

یا فاطمة ابنة محمد! لا اغنی عنك من الله شیئاً ویاخدیجة ابنة خویلد! لا اغنی عنك من الله شیئاً۔

"اے فاطمہؑ بنت محمدؐ! کوئی بھی چیز آپ کو اللہ سے بے نیاز نہیں کرتی اے خدیجہ بنت خویلد! کوئی بھی

چیز آپ کو اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کرتی۔"

ان روایات میں سے من جملہ ایک روایت وہ ہے جو شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب معروف "معانی الاخبار" میں اس روایت کے معنی تشریح کے باب سے نقل فرمائی ہے، کہ "جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عفت و پاک دامنی کو اپنایا، تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان کی اولاد پر حرام کر دیا۔"

حضرت امام رضاؑ کا اپنے بھائی زید کو نصیحت کرنا

حسن ابن وشاء بغداد کہتا ہے:

میں خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں موجود تھا، وہاں پر حضرت زید بن موسیٰ بھی تشریف فرما تھے، جو لوگوں کے سامنے فخریہ انداز میں گفتگو فرما رہے تھے کہ ہم ایسے ہیں ہم ویسے ہیں۔

ادھر ثامن الائمہ حضرت امام رضا علیہ السلام بھی کچھ لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے، اسی دوران آپ نے زید کی گفتگو سنی تو اپنا رخ مبارک اس کی طرف کر کے فرمایا:

"اے زید! کیا تمہیں شہر کوفہ کے سبزی فروشوں کی باتوں نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔

ان فاطمة علیها السلام أحصنت فرجها فحرّم الله ذریتها علی النّار، والله ماذالك الّا للحسن والحسین وولد بطنها خاصة۔

"بے شک چونکہ فاطمہ سلام اللہ علیہا پاک دامن تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو آگ پر حرام کر دیا ہے، (کیا خیال کرتے ہو کہ تم بھی اس میں شامل ہو؟) خدا کی قسم، یہ روایت حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام اور ان کی بلا فصل اولاد کے ساتھ مخصوص ہے۔

کیا ہو سکتا ہے کہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام خدا کے مطیع ہوں، دن کو روزہ رکھیں اور رات کو عبادت خدا میں گزاریں، اور تم معصیت خدا کرو۔ اس کے باوجود روز قیامت خدا کی بارگاہ میں آپ دونوں برابر ہوں، یعنی تم خدا کی بارگاہ میں ان سے زیادہ عزت و مقام پاؤ؟"

یقیناً زین العابدین امام سجاد علیہ السلام کا فرمان ہے:

لمحسننا كفلان من الاجر ولمسيئنا ضعفان من العذاب۔

"ہمارے خاندان والوں کی نیکی کا اجر دو برابر ہوگا، اسی طرح انہیں گناہ کا عذاب بھی دو برابر ملے گا۔"

حسن وشاء کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام رضا علیہ السلام نے اپنا رخ انور میری طرف کیا اور فرمایا:

''اے حسن! اس آیت کریمہ کو کیسے پڑھتے ہو۔''

قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَیۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ۔

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوحؑ! وہ تیرے اہل سے نہیں ہے وہ عمل غیر صالح ہے۔'' (سورہ ہود آیہ ۴۶)

میں نے عرض کیا: بعض لوگ اسے "اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ" پڑھتے ہیں اور بعض "اِنَّهٗ عَمِلَ غَیۡرَ صَالِحٍ" تلاوت کرتے ہیں، وہ در واقع حضرت نوحؑ کو اس کا باپ نہیں سمجھتے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

کلّا لقد کان ابنہ، لکن لمّا عصی اللہ عزّوجلّ نفاہ اللہ عن ابیہ کذا من کان منّا لم یطع اللہ عزّوجلّ فلیس منّا، وانت اذا اطعت اللہ فانت منّا اھل البیت۔

''ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اس کا بیٹا تھا، لیکن جب وہ معصیت خدا کا مرتکب ہوا تو اللہ نے اس کا باپ ہونے کی نفی کردی ہے، اسی طرح ہمارے خاندان میں سے جو بھی خدا کی نافرمانی کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم نے خدا کی اطاعت کی تو ہمارے اہل بیت میں سے ہو جاؤ گے۔''

(معانی الاخبار صفحہ ۱۰۴، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)

گناہ کی سزا ضرور ملے گی

من جملہ ان روایات میں ایک روایت ہے جو عیون اخبار الرضا میں نقل ہوئی ہے:

امامت ولایت کے چھٹے تاج دار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل اپنے والد گرامی کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: باباجان ہمارے خاندان والوں اور دوسرے گناہ گاروں کی سزا میں کس قدر فرق ہے؟

حضرت نے جواب میں درج ذیل آیہ شریف تلاوت فرمائی۔

لَیۡسَ بِاَمَانِیِّکُمۡ وَلَاۤ اَمَانِیِّ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ۔

''یہ برتری آپ کی آرزوؤں اور اہل کتاب کی آرزوؤں پر موقوف نہیں ہے، جو کوئی بھی برا عمل انجام دے گا اسے سزا دی جائے گی۔'' (النساء ۴: ۱۲۳)

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۳۶، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۷۶)

روایات کے جوابات

مولف فرماتے ہیں: ان دونوں روایات کا جواب دیا گیا ہے کہ امام علیہ السلام نے جو فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی ذریت کو آگ پر حرام قرار دیا ہے'' اس سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ہیں۔ پس اس روایت سے

آنحضرتؐ کی تمام اولاد پر حرمت آتش ثابت نہیں ہوتی ہے۔

اسی طرح وہ روایت جس میں بیان ہوا ہے کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام اور پیغمبر اکرمؐ کی اولاد میں سے دوسرے گناہ گار افراد روز قیامت جزاء وسزا میں برابر نہیں ہوں گے، یہ ثابت نہیں کرتی ہے کہ امام علیہ السلام کے علاوہ دوسروں کو آتش کے ذریعے سزا دی جائے گی۔

حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارے خاندان والوں کے گناہوں کی سزا دو برابر ہوگی یہ دنیاوی و اخروی دونوں سزاؤں کو شامل ہے۔

حضرت کا یہ فرمانا کہ ہمارے خاندان میں سے جو کوئی بھی خدا کی اطاعت نہیں کرے گا وہ ہم سے نہیں، اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ انہیں گناہ کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ اگر وہ گناہ کریں گے تو تادم مرگ اسی حال میں رہیں گے۔
دوسری طرف سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''مَن یّعمل سوئً یجزبہ'' جو کوئی بھی بُرا کام کرے گا اسے اس کی سزا دی جائے گی '' سے تفسیر ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

أبشرو واقاربوا وسدّدوا انّهٗ لایعیب احدًا منکم مصیبتة الّا کفّر الله بها خطیئته حتّی الشوکة لشاکها احد کم فی قدمه.

''وہ تمہیں بشارت ہو تم اپنے امور میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنے کام صحیح طور پر انجام دو، تم میں سے کسی پر کوئی بھی مصیبت نازل نہیں ہوگی مگر یہ کہ اس مصیبت کی وجہ سے خداوند قدوس تمہارے گناہ معاف فرمادے گا یہاں تک کہ اگر کسی کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے گا تو وہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ اپنے گناہ گار بندے کی کیسے تکریم کرتا ہے؟

ان الله تعالیٰ اذا کان من امرهٖ أن یکرم عبدًا وله ذنب ابتلاه بالسقم. فان لم یفعل ذلك له ابتلاه بالحاجة. فان لم یفعل ذٰلك به شدّد علیه الموت لیکافیه بذلك الذنب.

''یقیناً جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی گناہ گار بندے کی عزت وتکریم کرنا چاہتا ہے تو اسے بیماری میں مبتلا کردیتا ہے، اگر ایسا نہ کرے تو اسے فقر میں مبتلا کردیتا ہے اور اگر ایسا بھی نہ کرے تو اس پر موت کے لمحات سخت کردیتا ہے، تاکہ اس کے گناہوں کا جبران کردے۔'' (الکافی جلد ۲ صفحہ ۴۴۴)

روایات آئمہؑ میں ذریت پیغمبرؐ کی توہین کرنے سے روکا گیا

جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس بناء پر بعید نہیں ہے کہ آپ کی ذریت اگرچہ موت سے بہت کم مدت قبل ہی سہی توبہ کرنے پر موفق ہو جائے گی اسی طرح آیہ شریفہ: فَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔ (البقرۃ ۲:۱۳۲)

"پس اس وقت تک دنیا سے نہ جانا جب تک واقعی مسلمان نہ ہو جاؤ" کی تفسیر میں بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ ہوا ہے، یہ سب کچھ پیغمبر خداؐ کی عزت وتکریم کی وجہ سے ہے۔

اسی وجہ سے آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول روایات میں ذریت پیغمبر کی توہین وتحقیر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

مهلاً! ليس لكم ان تدخلوا فيما بيننا إلّا بسبيل الخير۔

"خاموش ہو جائے! تمہیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہمارے خاندان کے امور میں مداخلت کرو، سوائے خیر وخوبی کے۔"

(بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۷۸)

ذریت رسولؐ کے بعد شیعہ جنت میں جائیں گے

ابن بطریق اپنی کتاب "العمدۃ" میں تفسیر ثعلبی سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت زید بن علی بن الحسینؑ اپنے اجداد کرام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے اپنے بارے میں لوگوں کے عشق اور حسد کے بارے میں رسول خداؐ سے شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا:

أما ترضى ان تكون رابع اربعة اول من يدخل الجنة انا وانت والحسن والحسين وازواجنا عن أيماننا وعن شمائلنا وذرّيّاتنا خلف ازواجنا، وشيعتنا خلف ذرّيّاتنا۔

"کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان چار میں سے ایک ہو، جو سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے؟ میں، تم، حسنؑ وحسینؑ اور میری بیویاں جو میرے دائیں بائیں ہوں گی اور میری ذریت میری ازواج کے پیچھے ہوگی اور میرے شیعہ میری ذریت کے پیچھے ہوں گے۔"

ذریت پیغمبرؐ سے مراد علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد ہے

بعض مفسرین کہتے ہیں: جب مومنین بلند مقام و منزلت پر فائز ہوں گے تو پھر رسول خداؐ کے لیے ایسا مقام و مرتبہ سزاوار تر ہے اس بناء پر مومنین وہ لوگ ہوں گے جو آنحضرتؐ کے احکامات پر عمل پیرا ہوں اور زمانے میں ان کے سامنے سر تسلیم خم ہوں گے، یہی لوگ آنحضرت کے درجہ پر فائز ہوں گے...... ذریت پیغمبر سے مراد حضرت علیؑ اور فاطمہ زہراء علیہا السلام کی اولاد سے کتاب ''منہج الاحزان'' میں مذکور ہے کہ رسول خداؐ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان اللہ یرفع درجۃ المومن فی درجتہ وان کانوا دونہ لتقر بھم عنہ۔

یقیناً اللہ مومن کی ذریت کا درجہ مومن کے درجہ کی طرف بلند کرے گا۔

اگرچہ ان کا درجہ پائیں تر ہی کیوں نہ ہو یہ فقط اس وجہ سے ہے کہ وہ مومن کے قریب ہیں۔''

راہ خدا میں انفاق کا ثمرہ

(سوم) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ایک شخص کے اہل خانہ بھوکے تھے، وہ گھر سے باہر گیا کہ ان کے کھانے کے لیے کوئی چیز لے کر آئے تا کہ ان کی بھوک ختم ہو سکے اور ان میں رمق حیات باقی رہے۔

اسے ایک درہم کہیں سے ملا، اس نے روٹی اور سالن خریدا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا، راستے میں اس کی ملاقات ایک ایسے مرد اور عورت سے ہوئی جن کا تعلق محمدؐ اور علیؑ کے خاندان سے تھا، اس نے دیکھا کہ دونوں بھوکے ہیں۔

اس نے اپنے آپ سے کہا کہ یہ دونوں میرے خاندان کی نسبت اس کھانے کے زیادہ مستحق ہیں، پس اس نے روٹی اور سالن انہیں دے دیا اور خود خالی ہاتھ اپنے گھر کی طرف چل پڑا، لیکن اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اپنے گھر والوں کو جا کر کیا کہے گا؟ اور انہیں کس طرح قانع کرے گا؟ اسی خیال سے آہستہ آہستہ گھر کی طرف چلتا رہا اور سوچتا رہا کہ اپنے اہل خانہ کے سامنے کون سا عذر پیش کرے، درہم کے بارے میں کیا بتائے گا کہ میں نے اسے کیا کیا ہے۔

وہ حیران و پریشان تھا کہ اچانک ایک شخص اسے ملا جو اس کے گھر کی تلاش میں تھا اس نے اپنا تعارف کروایا اور کہا میں مصر سے آیا ہوں، یہ تمہارا خط ہے اور اس تھیلی میں پانچ سو دینار ہیں آپ کا چچا زاد دنیا سے رحلت کر گیا ہے، اس کے ترکہ میں سے پانچ سو دینار آپ کے لیے ہیں، اس کے علاوہ مکہ و مدینہ کے تاجروں کے پاس اس کا بہت سا مال و منال ہے۔

اس شخص نے دینار لیے اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا، جب رات ہوئی تو وہ سو گیا، خواب میں رسول خداؐ اور علی مرتضیٰؑ کی زیارت کرتا ہے۔ ان دونوں ہستیوں نے اس کی طرف نگاہ کی اور فرمایا:

''آپ نے ہمارے خاندان کے لیے جو قربانی دی ہے، آپ نے دیکھا ہم نے آپ کو کس طرح بے نیاز اور غنی کر دیا ہے؟''

اس کے بعد یہ دونوں ہستیاں مکہ و مدینہ کے تاجروں کو خواب میں ملیں اور فرمایا:

''فلاں شخص جو دنیا سے رخصت کر گیا ہے، تم فلاں مقدار دینار اس کے مقروض ہو، کل یہ رقم اس کے وارث تک پہنچا دو، ورنہ ہلاک اور نابود ہو جاؤ گے، تمہاری نعمتیں ختم ہو جائیں گی اور تم اپنے رشتے داروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاؤ گے۔''

جب صبح ہوئی تو ان میں سے ہر کسی نے اتنی مقدار میں دینار اٹھائے اور جا کر اس کو ادا کیے۔ اس طرح وہ شخص ہزار دینار کا مالک بن گیا۔ اسی طرح جہاں کہیں جس کے پاس بھی مرنے والے کی کوئی جائیداد وغیرہ تھی، یہ دونوں ہستیاں اس کے خواب میں گئیں اور فرمایا کہ یہ املاک اس شخص کے حوالے کرو۔ اس کے بعد رسول پاکؐ اور مولا مشکل کشا علیؑ اس ایثار گر شخص کے خواب میں آئے اور فرمایا:

''تم نے اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو کیسے محسوس کیا ہے؟ ہم نے حکم دیا کہ مرحوم کے مصر میں جتنے اموال تھے سب حاکم وقت کی تحویل میں دے دیئے جائیں، کیا تم چاہتے ہو کہ مصر میں جو کچھ ہے، حاکم شہر اسے بیچ کر اس کی رقم تیرے پاس بھیج دیں تا کہ اس کے عوض مدینہ میں کچھ خرید سکو۔'' اس نے کہا: ''ہاں میں ایسا کرنا چاہتا ہوں۔''

حضرت محمدؐ اور حضرت علی علیہ السلام حاکم مصر کے خواب میں آئے اور حکم دیا کہ فلاں شخص کے اموال بیچ کر پیسے فلاں شخص کے پاس بھیج دو، جب اس نے انہیں بیچا تو وہ تین لاکھ دینار کی مالیت میں فروخت ہوا، حاکم مصر نے وہ ساری رقم مدینہ میں اس شخص کے پاس بھیج دی پس وہ مدینہ کا ثروت مند ترین شخص بن گیا تھا۔ اس کے بعد رسول خداؐ اس کے خواب میں آئے اور فرمایا:

یا عبداللہ ہذا جزاؤک فی الدنیا علی ایثار قرابتی علی قرابتك ولأعطینّك فی الآخرۃ بکل حبّۃ من ہذا المال فی الجنۃ الف قصر، اصغرہا اکبر من الدنیا۔

''اے عبد خدا! یہ صرف دنیا میں اس ایثار و قربانی کی پاداش ہے جو تو نے اپنے رشتہ داروں کی میرے قرابت داروں پر کی ہے، البتہ آخرت میں اس مال کے ہر دانہ کے عوض تمہیں بہشت میں ایک ہزار محل عطا کیا جائے گا، ان میں سب سے چھوٹا محل اس دنیا سے بہت بڑا ہوگا۔''

(تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ۳۴۷)

مولا علیؑ کا عجیب وغریب فیصلہ

(۸۱۸۔۱) مشہور و معروف کتاب "الروضۃ فی الفضائل" میں مذکورہ ہے کہ جناب عمار یاسر اور زید بن ارقم کہتے ہیں کہ بروز پیر صفر کی انیس تاریخ تھی، اہم امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک ایک بلند آواز ہمارے کانوں میں پڑی کہ مجسمہ عدل وانصاف حضرت علی علیہ السلام مسند قضاوت پر تشریف فرما ہیں۔ مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

ایتینی یا عمار بذی الفقار۔

"اے عمارؓ! شمشیر ذوالفقار لے آؤ۔"

ذوالفقار کا وزن 7/2/3 من کی تھا۔

میں نے جب حضرت کی شمشیر ان کی خدمت میں حاضر کی، آپ نے اسے نیام سے نکال کر زانو پر رکھا اور فرمایا:

یا عمار! هذا یوم اکشف فیه لاهل الکوفه جمیعا الغمة لیزداد المؤمن وفاقا الخالف نفاقا۔

"اے عمارؓ! آج میں کوفہ کا غم واندوہ دور کروں گا اور ایسا کام انجام دوں گا جو مومنین کے درمیان اتفاق اور مخالفین کے درمیان انفاق کا موجب بنے گا۔"

اس کے بعد فرمایا:

"اے عمارؓ! دروازے کے پیچھے جو کوئی بھی ہے اسے اندر لے آؤ۔"

عمار کہتے ہیں کہ میں باہر گیا تو میں نے دروازے کے پیچھے ایک عورت دیکھی، جو اونٹ کے کجاوے میں بیٹھی گریہ وفریاد کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے۔

اے بے سہاروں کی فریاد سننے والے! اے تلاش کرنے والوں کے ملجا و ماویٰ! اے رغبت رکھنے والوں کے خزانہ! اے صاحب طاقت! اے اسیروں کو آزاد کرنے والے! اے بوڑھوں پر مہربانی کرنے والے! اے بچوں کو رزق دینے والے! اے بے سہاروں کے سہارا! اے بے یار و مددگاروں کے مددگار! اے بے پناہوں کی پناہ گاہ! تہی دستوں کے ذخیرہ! اے بے محافظوں کے محافظ! اے کمزوروں کے مددگار! اے فقیروں کے گنجینے! میں آپ کی طرف آئی ہوں اور آپ سے متوسل ہوتی ہوں کہ مجھے کامیاب فرما، مشکل کام میں میری گرہ کشائی فرما اور میرے غم واندوہ کو دور فرما۔

عمار کہتے ہیں! اس محترمہ کے اردگرد ایک ہزار نوجوان اپنی اپنی تلواریں نیام سے کھینچ کر کھڑے تھے، بعض لوگ اس کے حامی تھے اور بعض مخالفین۔

میں نے ان لوگوں کی طرف منہ کر کے کہا: تم سب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بات سنو، علم نبوت کے وارث کی بات سنو وہ عورت اونٹ سے نیچے اتری، اس کے ارد گرد والے بھی اپنے گھوڑوں سے نیچے اترے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔

وہ عورت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے سامنے کھڑی ہو کر کہتی ہے! اے علیؑ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، میری وہ مشکل دور کر جس کی وجہ سے میں غم واندوہ میں مبتلا ہوں، کیونکہ صرف آپ ہی کی ذات گرامی ایسا کر سکتی ہے۔

اس دوران حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :

''اے عمار! کوفہ کے لوگوں کے درمیان اعلان کر دو کہ آج مسجد کوفہ میں آئیں اور امیر المومنین کی قضاوت کا مشاہدہ کریں۔''

عمار کہتے ہیں میں نے کوفہ کے لوگوں کے درمیان اعلان کر دیا کہ اے لوگو! تم میں سے جو کوئی بھی اس چیز کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے برادر رسول حضرت علی علیہ السلام کو عطا کی ہے تو وہ مسجد کوفہ میں پہنچ جائے۔

لوگ جوق در جوق مسجد کوفہ کی طرف چلے آئے، مسجد لوگوں سے بھر گئی اس وقت وصی رسول حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ لوگ جو شام سے یہاں آئے ہیں اپنی مشکل بیان کریں۔''

اس دوران ایک بوڑھا شخص کھڑا ہوا، جس نے بردیمنی اور حلہ عدنی زیب تن کیا اور سر پر عمامہ رکھا ہوا تھا وہ کہتا ہے :

سلام ہو آپ پر اے گنج فقیراں، اے پناہوں کی پناہ گاہ! اے میرے مولا و آقا! آپ کی یہ کنیز جو آپ کی خدمت میں حاضر ہے یہ میری بیٹی ہے، اس نے ابھی تک شوہر نہیں کیا، لیکن حاملہ ہو گئی ہے، اس نے میرے خاندان میں میری عزت خاک میں ملا دی ہے، میں اپنے خاندان میں دلیری، بہادری سطوت، کمال اور عقل مند ہونے کے اعتبار سے معروف و مشہور ہوں۔ میں ''فلیس بن عفریس'' اس غضبناک شیر کی مانند ہوں، جس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا، ہمسائے کبھی بھی مجھ پر غالب نہیں آئے۔ عرب دنیا میں میری طرح کے دلیر، شجاع اور بڑھ چڑھ کر حملہ کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔

اس کے باوجود علیؑ! میں اس مشکل میں حیران و سرگردان ہوں، میری اس مشکل کو حل فرمائیں اور میرے غم واندوہ کو دور کریں، آپ اس امت کے امام و رہبر ہیں۔ میں بہت بڑی مشکل میں پھنس چکا ہوں، آج تک اتنی بڑی مشکل سے میرا واسطہ نہیں پڑا ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس لڑکی سے فرمایا:

''اے لڑکی! تمہارے باپ نے جو کچھ کہا ہے، اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟''

اس نے کہا کہ میرے والد نے جو فرمایا ہے کہ میں دوشیزہ ہوں بالکل ٹھیک فرمایا ہے، لیکن جو کہا کہ میں حاملہ ہوں، خدا کی قسم میں ہرگز خیانت کی مرتکب نہیں ہوئی ہوں۔

اے امیر المومنین! آپ رسول خداؐ کے جانشین اور وصی ہیں، آپ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، آپ کے علم میں ہے کہ میں

جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔اے ان مشکلوں کے مشکل کشا جو غم واندوہ کا موجب بنتی ہے میری مشکل حل فرمائیں اور مجھے غم واندوہ سے نجات دلائیں۔اس وقت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے فرمایا:

''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' اور آپؑ کے درج ذیل آیہ شریفہ کی تلاوت فرمائی۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل ۸۱:۱۷)

''حق آیا اور باطل نابود ہو گیا، بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔''

اس کے بعد فرمایا:

''یہ فیصلہ میرے اوپر ڈالا گیا ہے۔''

آپ نے حکم دیا کہ شہر کوفہ سے دائی کو بلایا جائے۔

دائی بنام خولاء (لبنا) کو حاضر کیا گیا، حضرت نے اس سے فرمایا:

''اپنے اور لوگوں کے درمیان ایک پردہ حائل کرو اور اس لڑکی کو دیکھو کہ حاملہ ہے یا نہیں؟''

اس دائی نے آپ کے حکم پر عمل کیا اسے دیکھنے کے بعد کہتی ہے یہ لڑکی کنواری ہے لیکن حاملہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام اپنا رخ انور لوگوں کی طرف کر کے فرماتے ہیں:

يا اهل الكوفة! اين الائمة الّذين ادّعوا منزلتي اين من يدعي في نفسه انّه له مقام الحق فيكشف هذه الغمّة۔

''اے اہل کوفہ! کہاں ہے وہ رہبر و رہنما جو میرے مقام و منزلت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ کہاں ہے وہ جو اس مقام کا دعویٰ کرتے ہیں تا کہ وہ آ کر اس مشکل مسئلہ کو حل کریں۔''

عمرو بن حریث مسخرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اے فرزند ابو طالب! یہ مسئلہ فقط آپ ہی حل کر سکتے ہیں، آج آپ کی امامت ہمارے لیے ثابت ہو جائے گی۔''

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے لڑکی کے باپ کی طرف اپنا رخ انور کرتے ہوئے فرمایا:

''ای ابا الغضب! کیا تم شہر دمشق کے رہنے والے نہیں ہو؟''

اس نے کہا: ''ہاں امیر المومنین''

''کیا تمہارے گاؤں کا ''اسعار'' نہیں ہے؟''

اس نے کہا: ''ہاں امیر المومنین''

آپ نے فرمایا: کیا آپ میں سے کوئی ایسا شخص ہے، جو اس وقت برف کا ایک ٹکڑا لے آئے؟ اس نے کہا کہ ہمارے شہر

میں برف تو بہت ہے لیکن اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر کرنے سے قاصر ہوں۔

آپ نے فرمایا:

''ہمارے اور تمہارے شہر کے درمیان قافلہ ساڑھے سات سو میل ہے۔''

اس نے کہا: ''ہاں میرے مولی اتنا ہی فاصلہ ہے۔''

آپ نے فرمایا:

ایّها النّاس! انظر والی ما اعطی الله علیّا من العلم النبوی الّذی اودعه الله ورسوله من العلم الربانی۔

''اے لوگو! اس چیز کی طرف نگاہ کرو کہ اللہ تعالی نے جو علم نبوی علیؑ کو عطا فرمایا ہے یہ وہی علم ربانی ہے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول نے علیؑ کو ودیعت کیا ہے۔''

عمار کہتا ہے: مولی الموحدین امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ شہر کی جامع مسجد کے منبر پر بیٹھ کر اپنا ہاتھ دراز کیا اور برف کا ایک ٹکڑا حاضر کیا، درحالانکہ اس ٹکڑے سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ اس دوران لوگوں نے ایسا نعرہ بلند کیا، جو پوری مسجد میں گونج اٹھا، حضرت نے اپنا رخ انور لوگوں کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

اسکتوا! ولو شئت اتیت بجباله۔

''خاموش ہو جاؤ! اگر تم چاہو تو برف کا پہاڑ حاضر کر سکتا ہوں۔''

اس کے بعد آپ نے کوفہ کی دائی سے فرمایا کہ برف کا یہ ٹکڑا لے لو اور مسجد سے باہر چلی جاؤ اس لڑکی کو ایک طشت میں بٹھا کر برف کا یہ ٹکڑا اس کے رحم کے نزدیک رکھ دو، اس کے رحم سے ایک جونک نکلے گی، اس کا وزن ستاون (۵۷) مثقال و دو دانق یعنی درہم کا چھٹا حصہ ہوگا۔

اس دائی نے برف کا ٹکڑا لیا اور اس لڑکی کو اپنے ہمراہ لے کر مسجد سے باہر نکل گئی اور حضرت نے جیسے فرمایا تھا اس پر عمل کیا، اچانک ایک بہت بڑی جونک طشت میں گر گئی، اس کا وزن کیا گیا تو وہی نکلا جو حضرت نے فرمایا تھا۔

وہ دائی اس لڑکی کے ہمراہ مسجد میں آئی، اور وہ جونک حضرت کے سامنے رکھ دی۔

حضرت نے فرمایا: ''کیا تم نے اس کا وزن کیا ہے؟''

اس نے کہا:

''میرے آقا میں نے اس کا وزن کیا ہے جو ستاون (۵۷) مثقال اور دو دانق ہوا ہے۔''

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ''ہاں'' اور درج ذیل آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (سورۃ الانبیاء ۴۷:۲۱)

"اگر خردل کے دانے کے برابر (نیکی یا بدی) کی ہوگی تو ہم اسے حاضر کریں گے اور کافی ہے کہ میں حساب کرنے والا ہوں۔"

اس کے بعد فرمایا: اے! بالغضب! تمہاری لڑکی نے زنا نہیں کیا ہے بلکہ یہ دس سال کی عمر میں تھی کہ پانی میں گھسی تھی جہاں سے یہ جونک اس کے شکم میں چلی گئی اور اس وقت سے لے کر آج تک اس کے پیٹ میں بڑھتی رہی ہے۔"

اس دوران لڑکی کا باپ کھڑا ہو گیا اور کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جانتے ہیں رحموں میں کیا ہوتا ہے۔

(فضائل ابن شاذان، صفحہ ۱۵۵، نوادر المعجزات صفحہ ۲۶، بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۲۴۴)

مولف کہتا ہے: جناب بحرانی نے مذکورہ روایت سید مرتضیٰ سے کچھ تفاوت کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔

(عیون المعجزات صفحہ ۲۱، مدینۃ المعاجز جلد ۲ صفحہ ۵۳)

حضرت علیؑ نے باذن اللہ مردہ کو زندہ کیا

(۲۔۸۱۹) مناقب عتیق میں مذکور ہے:

امیر المومنین علیؑ کے باوفا دوست میثم تمار کہتے ہیں: میں اپنے آقا و مولی، امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، جبکہ وہاں پر بہت سے لوگ بھی حضرت کے اردگرد موجود تھے، اچانک ایک لمبا تڑنگا شخص سلام کیے بغیر وارد ہوا جس نے خاکی رنگ کی قبا پہنی ہوئی تھی اور زرد رنگ کا عمامہ سر پر رکھا ہوا تھا، جبکہ دو برہنہ تلواروں سے مسلح تھا۔

وہاں پر موجود لوگوں نے گردنیں اٹھا اٹھا کر اس کی طرف دیکھنا شروع کیا، لیکن میرے مولی امیر المومنین علی علیہ السلام نے اسے دیکھنے کے لیے سر بلند نہیں کیا۔

جب تمام لوگ سکون و آرام سے بیٹھ گئے تو اس شخص نے شمشیر برندہ کی مانند زبان کھولی اور کہا: آپ میں سے وہ کون ہے جو شجاعت کے لیے منتخب ہو چکا ہے، جس نے فضل و کمال کا تاج سر پر رکھا ہوا ہے اور قناعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا ہے؟ آپ میں سے کون ہے جو حرم خدا میں متولد ہوا اور بہترین اخلاق و صفات کا مالک ہے؟ آپ میں سے وہ کون ہے جو جنگجو پہلوان، دشمنوں کے لیے زمین تنگ کرنے والا اور قصاص لینے والا ہے؟

آپ میں سے وہ کون ہے جو خاندان ابو طالب کا چشم و چراغ ہے؟ آپ میں سے کون ہے جس نے حضرت محمدؐ کی ہر موڑ پر مدد فرمائی ہے اور اس کی حکومت و سلطنت کو محکم اور ان کی شان و عترت کو بلند و بالا کیا ہے؟

آپ میں سے وہ کون ہے جو دو عمروں کا قاتل اور دو کو اسیر کرنے والا ہے؟

جناب میثم تمار کہتے ہیں، جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :

''اے سعد بن فضل بن ربیع بن مدرکہ بن طیب بن اشعث بن ابی سمع بن احبل بن فزارہ بن دعبل بن عمر و دینی !''

اس نے کہا: ''لبیک یا علیؑ''

امیر المومنین نے فرمایا:

مس ان بذالك فأنا كنز ملهوف، أنا موصوف بالمعروف أنا الذى قرعنى الصم الصلاب وهطل بامرى السحاب، وأنا المبعوث بالكتاب، أنا الطور والاسباب، أنا ق والقرآن أنا النبأ العظيم۔ انا الصراط المستقيم أنا البارع، انا العسوس أنا اللمس والعفوس، أنا المداعس، أنا ذوالنبوة والسطوة، أنا العلم، انا الحيم ،انا الحفيظ، انا الرفيع، وبفضلى نطق كل كتاب وبعلمى شهدوا ذووالالباب أنا علیؑ اخو رسول الله،ذوج ابنته وابو بنيه۔

''آپ جو سوال کرنا چاہتے ہو کرو، کیونکہ میں ختم نہ ہونے والا خزانہ ہوں، میں اچھائی اور نیکی کے ساتھ موصوف ہوں، میں وہ ہوں جس کی وجہ سے سرسخت زمین قائم ہے اور میرے حکم سے بارش برستی ہے، میں وہ ہوں جس کی توصیف ہر کتاب میں بیان کی گئی ہے، میں طور اور اسباب ہوں، میں ''ق'' اور قرآن مجید ہوں، میں ایک نباء یعنی عظیم خبر ہوں، میں سید ھا راستہ ہوں، میں صاحب کمال ہوں، میں ہوں شکار کی تلاش میں، سرور بزرگوار میں ہوں، بہادر اور جنگ جو میں ہوں، صاحب نبوت وسطوت میں ہوں، دانائی وعقل میرے پاس ہے، صابر میں ہوں، حفاظت کرنے والا میں ہوں، بلند مرتبہ کا مالک میں ہوں میرے فضل کی وجہ سے ہر کتاب گویا ہے اور میرے علم کی وجہ سے تمام صاحب عقل و خرد لوگ گواہی دیتے ہیں، میں علیؑ ہوں، رسول خداؐ کا بھائی ہوں، ان کی بیٹی کا شوہر کا ہوں اور ان کے بچوں کا باپ ہوں۔''

اس دوران اس عرب نے کہا: ہمیں معلوم ہے کہ آپ زمین پر مردوں کو زندہ کرتے اور زندوں کو مارتے ہیں لوگوں کو فقیر سے غنی اور ان کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔

مولا مشکل کشاء حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اپنی مشکل بیان کرو۔

اس نے کہا: میں قبیلہ ''عقیمہ'' کے ساٹھ ہزار افراد کا نمائندہ ہوں، کچھ عرصہ قبل ایک شخص مر گیا تھا، اب وہ لوگ اس کی موت

کے سبب کے بارے میں اختلاف کا شکار ہیں ان لوگوں نے اس کا جسد میرے ہمراہ بھیجا ہے، جو اس وقت مسجد کے دروازے پر ہے، اگر آپ اس کو زندہ کردیں گے تو ہم سمجھ لیں گے کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچا ہونے کے علاوہ شریف و نجیب بھی ہیں، اس پر یقین کرلیں گے کہ آپ زمین پر حجت خدا ہیں اور اگر آپ اسے زندہ نہ کرسکے تو میں اسے قبیلہ کی طرف واپس لے جاؤں گا اور یہ سمجھوں گا کہ آپ اپنے وعدہ میں سچے نہیں ہیں اور اس چیز کا دعویٰ کرتے ہو، جسے انجام نہیں دے سکتے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنا رخ انور میثم تمار کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

''اے اباجعفر! گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور کوفہ کی گلی وکوچوں میں باآواز بلند ندا کرو۔''

من اراد ان ینظر الی ما اعطاہ اللہ علیاًفی الفضل والعلم فلیخرج الی النجف غداً۔

''جو کوئی بھی اس فضیلت و برتری کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو علم اور فضیلت عطا کی ہے، تو کل نجف کے صحرا میں چلا آئے۔''

جس وقت جناب میثم اپنی ڈیوٹی انجام دے کر واپس آئے تو امیر المومنین علی علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اس عرب کو اپنا مہمان بنائیں۔

میثم تمار کہتے ہیں: میں نے اسے اس تابوت کے ہمراہ جو اس کے ساتھ تھا اپنے گھر لے گیا اور اس کی خدمت و مدارت کی۔

اگلے روز صبح جب حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نماز صبح پڑھ کر صحرائے نجف کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا، کوفہ میں نیک و بد کوئی بھی باقی نہ رہا تمام کے تمام صحرائے نجف کی طرف چلے آئے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''اے اباجعفر! اس عرب کو اس میت کے ہمراہ لے آؤ جو اس کے ساتھ ہے۔''

جناب میثم کہتے ہیں: میں نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دونوں کو صحرائے نجف میں حاضر کردیا۔ امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ اپنا چہرہ مبارک لوگوں کی طرف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

یااھل الکوفۃ! قُولوا فینا ماترونہ منّا، وارووا عنّا ماتسمعونہ۔

''اے کوفہ کے رہنے والو! ہمارے بارے میں وہی کچھ کہو، جس چیز کا ہم سے مشاہدہ کرو اور جو کچھ ہم سے سنو وہ دوسروں تک پہنچاؤ۔''

اس کے بعد فرمایا:

''اے اعرابی! اپنے اونٹ کو بٹھاؤ اور کچھ دوستوں کی مدد سے اپنے مردہ کو تابوت سے باہر نکالو۔''

جناب میثم تمار کہتے ہیں: اس عرب نے تابوت میں سے ایک زرد رنگ کا کپڑا نکال کر کھولا، اس کے نیچے سبز رنگ کا کپڑا تھا، اسے کھولا تو اس کے نیچے ایک موتیوں کا تھیلا تھا، جس کے درمیان ایک نوجوان تھا جس کے گیسو عورتوں کی طرح خوبصورت تھے، برادر رسول جناب علی علیہ السلام اس اعرابی سے پوچھتے ہیں :

''اس نوجوان کو مرے ہوئے کتنے دن گزر چکے ہیں؟''

اس نے کہا: ''اکتالیس دن ہو گئے ہیں۔''

آنحضرت نے پوچھا: ''اس کے مرنے کی کیا وجہ ہے؟''

اعرابی نے کہا: اس کا خاندان یہ چاہتا ہے کہ آپ اسے زندہ کریں، تا کہ یہ خود بتائے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے، کیونکہ رات کو جب یہ سویا تھا تو صحیح وسالم تھا، لیکن جب صبح اسے دیکھا تو یہ ایک کان سے دوسرے کان تک کاٹا ہوا تھا، آنحضرت نے فرمایا:

''اس کے خون کا بدلہ کون لینا چاہتا ہے؟''

اس نے کہا: اس کے پچاس رشتہ داروں نے آپس میں اتحاد کیا ہے کہ اس کے خون کا ضرور بر ضرور بدلہ لیں گے۔

اے برادر رسول خدا! شک وشبہ کو ختم کریں اور اس بات کو آشکار کریں کہ اسے کس نے قتل کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

''اسے اس کے چچا نے قتل کیا ہے، کیونکہ اس نے اپنی لڑکی کا اس کے ساتھ نکاح کیا او اس نے اسے طلاق دے دی تھی، جبکہ کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا تھا، اس کے چچا نے حسد و کینہ کی وجہ سے اسے قتل کر دیا ہے۔''

اعرابی نے کہا: آپ کی یہ بات ہمارے لیے قبول نہیں ہے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ نوجوان خود گواہی دے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے تا کہ ان کے درمیان میں سے فتنہ وفساد کی آگ ٹھنڈی ہو سکے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے۔ خدا کی حمد وثناء اور پیغمبر خدا پر درود بھیجنے کے بعد فرماتے ہیں :

یا اهل الکوفة! ما بقرة بنی اسرائیل بأجلّ عند الله تعالیٰ من علیٍّ اخی رسول الله، انها احی الله بها میت بعد سبعة ایام.

''اے کوفہ کے رہنے والو! سچ بات تو یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی گائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک علیؑ برادر رسولؐ سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے مردہ کو سات دن کے بعد زندہ کر دیا تھا۔''

اس کے بعد مردے کے نزدیک گئے اور فرمایا:

"بے شک بنی اسرائیل نے گائے کے گوشت کا ٹکڑا مردہ کو مارا تو وہ زندہ ہو گیا تھا، میں اپنے بدن کا ایک عضو اس میت کو مارتا ہوں، کیوں کہ میرے بدن کا عضو خداوند قدوس کے نزدیک گائے کے عضو سے بہتر ہے۔"

اس کے بعد اپنے دائیں پاؤں کے ساتھ اسے ہلاتے ہوئے فرمایا:

اے مدرکہ بن حنظلہ بن غستان بن بحر بن فُھم بن سلامہ بن طیب بن مدرکہ بن اشعب ابن اخرص بن واعلہ بن عمر بن فضل بن حباب! کھڑے ہو جاؤ کہ علیؑ نے تمہیں اذن خدا کے ساتھ زندہ کر دیا ہے۔"

وہ نوجوان اٹھ کر تابوت میں کھڑا ہو گیا، اس کا چہرہ چاند سے زیادہ خوبصورت اور سورج سے زیادہ درخشندہ تھا، حضرت علی علیہ السلام کی طرف اپنا چہرہ کر کے کہتا ہے:

"لبیک لبیک اے ہڈیوں کو زندگی بخشنے والا، اے لوگوں پر حجت خدا!

اے فضل واحسان میں بے نظیر و بے مثال، اے امیر المومنین! اے رسول خداؐ کے جانشین اور اے علی بن ابی طالب علیہما السلام!"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے نوجوان! تجھے کس نے قتل کیا ہے؟"

اس نے کہا" مجھے میرے چچا حریث بن زمعہ بن ایکال بن اصم نے قتل کیا ہے۔"

اس کے بعد امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس نوجوان سے فرمایا:

"اپنے خاندان کی طرف چلے جاؤ۔"

اس نوجوان نے کہا: مجھے اپنے رشتہ داروں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت نے پوچھا:" کیوں؟"

اس نے کہا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ دوبارہ مجھے قتل نہ کر دیں اور شاید آپ اس وقت اس دنیا میں موجود نہ ہوں، پس اس وقت کون مجھے زندہ کرے گا؟

حضرت نے اعرابی کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

"تم اپنے خاندان کی طرف چلے جاؤ۔"

اعرابی نے کہا میں جب تک زندہ ہوں، آپ اور اس نوجوان کے ہمراہ رہوں گا۔ وہ دونوں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس رک گئے۔ بالآخر وہ دونوں جنگ صفین میں شہید ہو گئے، ان پر خدا

کی رحمت ہو۔

اہل کوفہ بھی اس حیران کن واقعہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے اور آنحضرت کے بارے میں طرح طرح کی باتیں شروع کردیں۔

(نوادر المعجزات صفحہ ۳۱، عیون المعجزات صفحہ ۲۴، مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۲۲۷، بحار جلد ۴۰، صفحہ ۲۷۴)

پتھر پر صاحب شریعت انبیاء کے اسماء

عمار یاسر کہتے ہیں: میں امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے ہمراہ تھا، جب کوفہ سے چھ میل کے فاصلے پر سرزمین نخیلہ سے گزرے تو اچانک نخیلہ سے پچاس یہودی نکل آئے اور انہوں نے کہا:

''اے علی بن ابی طالبؑ! کیا آپ امام ہیں؟''

آنحضرت نے فرمایا: ''ہاں''

انہوں نے کہا کہ ہماری کتاب میں مذکور ہے کہ ایک پتھر ہے جس پر چھ انبیاء کے اسماء تحریر ہیں، اب ہم اس پتھر کی تلاش میں ہیں لیکن وہ ہمیں مل نہیں رہا ہے، اگر آپ امام ہیں تو وہ پتھر ہمارے لیے تلاش کریں۔

حضرت نے فرمایا: ''آپ لوگ میرے ساتھ آئیں۔''

عمار کہتے ہیں: وہ لوگ آنحضرت کے پیچھے چل پڑے، جب ایک صحرا میں پہنچے تو وہاں پر ایک ریت کا بہت بڑا ٹیلہ دیکھا، امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ایتھا الریح! انسفی الرمل عن صخرۃ۔

''اے ہوا! اس پتھر سے ریت کو صاف کردے۔''

تھوڑا سا وقت گزرنے کے بعد ہوا چلی جس سے ریت پراگندہ ہوگئی اور پتھر نظر آنے لگے، آنحضرت نے فرمایا:

''یہ وہی پتھر جس کی تلاش میں آپ تھے۔''

ان لوگوں نے کہا: جیسا کہ ہم نے سنا اور اپنی کتاب میں پڑھا ہے، اس پتھر پر چھ انبیاء کے نام لکھے ہوئے ہیں، لیکن اس پر ہمیں وہ اسماء نظر نہیں آرہے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ اسماء پتھر کے اس طرف پر مرقوم ہیں جو زمین کے ساتھ لگی ہوئی ہے، اسے پلٹا کر دیکھیں تو وہ نظر

آ جائیں گے۔"

اس دوران ایک گروہ آگے بڑھا کہ اس پتھر کو الٹ کر دیکھے لیکن اسے الٹ نہ سکے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"پیچھے ہٹ جاؤ۔"

آپ نے گھوڑے پر بیٹھ کر اپنا ہاتھ بڑھایا اور پتھر کو الٹ دیا تو اس پتھر پر چھ انبیاء کے اسماء نظر آئے جو مندرجہ ذیل تھے۔ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ۔

اسی وقت یہودیوں کا ایک گروہ آنحضرت کے دست مبارک پر ایمان لے آیا، اور کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اے علیؑ آپ امیر المومنین، رسول خداؐ کے جانشین اور زمین پر خدا کی حجت ہیں جس کسی نے آپ کو پہچان لیا وہ کامیاب و کامران ہوگا اور نجات پا جائے گا۔ جس نے آپ کی مخالفت کی، وہ گمراہ بھٹکا ہوا ہوگا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ آپ کے مناقب و فضائل بے حد و حساب ہیں اور آپ کی نعمتوں کے آثار شمار نہیں کیے جا سکتے۔

(فضائل ابن شاذان، صفحہ ۷۳، بحار جلد ۴۱ صفحہ ۲۵۷، نوادر المعجزات صفحہ ۴۰)

علیؑ نے دشمن کو نوک نیزہ پر بلند کیا

(۴-۸۳۱) کتاب مناقب کا ایک انتہائی قدیم نسخہ جو تقریباً تین سو سال پرانا ہوگا، اس میں تحریر ہے۔

اعثم کوفی جو مولیٰ کے دشمنوں سے تھا وہ کہتا ہے: جنگ صفین میں ایک شامی مرد مبارزہ کرتا ہوا میدان میں اترا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے شامی! پلٹ جاؤ، کہیں یہ جگر خور ہندہ کا بیٹا تمہیں واصل جہنم نہ کر دے۔"

شامی نے کہا: ابھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون کس کو واصل جہنم کرتا ہے پس امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے نوک نیزہ پر بلند کیا اور ہوا میں لٹکا دیا، اس لعین نے فریاد بلند کی:

"یا امیر المومنین! میں نے آتش جہنم کا نظارہ کر لیا ہے اور اپنے آپ پر پشیمان ہوں۔"

حضرت نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:

آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (سورہ یونس ۹۱:۱۰)

"تو آواز آئی کہ جبکہ تو پہلے نافرمانی کر چکا ہے اور تیرا شمار مفسدین میں ہو چکا ہے۔"

(نوادر المعجزات جلد ۲۶ صفحہ ۶۲)

علیؑ خدا کا شیر ہے

(۸۲۲۔۵) معروف کتاب "مصباح الانوار" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

ما عصانی قوم من المشرکین الّا رمیتھم بسم اللہ تعالیٰ۔

"مشرکین کے کسی گروہ نے میری نافرمانی نہیں کی، مگر یہ کہ میں نے شیر خدا کے ذریعے اسے نشانہ بنایا ہے۔"

پوچھا گیا: اے رسول خدا! خدا کا شیر کون سا ہے؟

آپ نے فرمایا:

ھُوَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ما بارزتہ فی طلب ثار، والا بعثتہ فی سریۃ إلّا رأیت جبرئیل السلام عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ وملك الموت امامہ وسحابۃ تظلّہ حتّی یعطیہ اللہ خیر النصیر والظفر۔

"وہ علی بن ابی طالب علیہما السلام ہے، میں نے کسی خون خواہی میں اسے آشکار نہیں کیا، اور کسی جنگ میں اسے نہیں بھیجا، مگر یہ کہ میں نے مشاہدہ کیا اس کے دائیں سمت حضرت جبرئیل، بائیں طرف میکائیل اور ملک الموت اس کے آگے آگے چلتے ہیں، جبکہ بادل اس کے اوپر سایہ کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے بہترین نصرت اور کامیابی عطا فرماتا ہے۔"

مولف علیہ الرحمہ کہتے ہیں: ایسی ہی روایت صاحب کتاب "الثاقب فی المناقب" نے بھی نقل کی ہے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۲۱، امالی طوسی صفحہ ۵۰۵ بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۳۱)

اللہ تعالیٰ علیؑ پر فخر و مباہات کرتا ہے

(۸۲۳۔۶) مذکورہ کتاب میں جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

انّ اللہ یباھی بعلیّ کلّ یوم الملائکۃ المقربین۔

"بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ہر روز علیؑ کی وجہ سے اپنے مقرب فرشتوں پر فخر و مباہات کرتا ہے۔"

(المناقب جلد ۳ صفحہ ۲۶۶، بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۸۲)

اس حدیث کو ابن شیرویہ دیلمی نے بھی اپنی بہترین کتاب "الفردوس" میں نقل کیا ہے۔

علیؑ کے فضائل شمار نہیں کیے جاسکتے

(۸۲۴۔۷) مذکورہ کتاب میں ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

لو ان البحر مداد و الغیاض اقلام، والانس کتّاب والجنّ حسّاب ما احصوا فضائلکم یا اباالحسن!

"اے اباالحسنؑ! اگر تمام سمندر روشنائی، تمام جنگل قلمیں، تمام انسان لکھنے والے اور تمام جن حساب کرنے والے ہو جائیں تو آپ کے فضائل شمار نہیں کر سکتے۔"

(مصباح الانوار صفحہ ۱۲۱، مناقب خوارزمی صفحہ ۳۲۲ تا ۳۲۸، طرائف صفحہ ۱۳۹)

شکم مادر میں شیطان دشمن علیؑ کے ساتھ

(۸۲۵۔۸) تفسیر فرات میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

ایک دن میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا، اچانک آنحضرتؐ کی نگاہ سانپ پر پڑی جو شتر کی مانند تھا، حضرت علی علیہ السلام اسے عصا کے ساتھ مارنا چاہتے تھے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

انه ابلیس، وانّی قد اخذت علیه شروطا ما یبغضك مبغض الّا شارکه فی رحم امّه۔

"وہ شیطان ہے، بے شک میں نے اس سے کچھ شرطوں کا وعدہ لیا ہوا ہے کہ کوئی بھی دشمن تمہارے ساتھ دشمنی نہیں کرے گا، مگر وہ کہ جس کی ماں کے رحم میں شیطان اس کا شریک ہو اللہ تعالیٰ کے فرمان

وَشَارِكْهُمْ فِی الاموال والاولاد۔ (سورہ بنی اسرائیل آیہ ۶۴)

"اور ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جاؤ۔"

کا بھی یہی معنی ہے۔" (تفسیر فرات صفحہ ۲۴۲، بحار جلد ۳۹ صفحہ ۱۷۲)

محبت علیؑ کا نتیجہ بخشش

(۸۲۶۔۹) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

یا علی! قد غفر الله تعالیٰ لك ولاهلك ولشيعتك ومحبي شيعتك، ومحبي شيعتك، فابشر فانك الانزع البطين، نزوع من الشرك، بطين من العلم۔

''اے علیؑ! بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے، اسی طرح تمہارے خاندان، شیعوں، شیعوں سے محبت کرنے والوں اور شیعوں سے محبت کرنے والے سے محبت کرنے والوں کو بھی بخش دیا ہے، پس آپ کو بشارت ہو کہ آپ شرک سے پاک اور علم و دانش سے سرشار ہیں۔''

(مناقب خوارزمی صفحہ ۲۹۴، امالی شیخ طوسی صفحہ ۲۹۳، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۱۰۱)

مبارزہ علیؑ امت کے اعمال سے افضل

(۸۲۷۔۱۰) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

لمبارزه علی بن ابی طالب لعمرو بن عبدود افضل من عمل امتی الی یوم القیامه۔

''علی بن ابی طالبؑ کا عمرو بن عبدود کے ساتھ مبارزہ میری اُمت کے قیامت تک کے اعمال سے بہتر ہے۔''

(مصباح الانوار صفحہ ۱۳۹، تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، بحار ۳۶ صفحہ ۱۶۵)

من پسند غذا سائل کو عطا کر دی

(۸۲۸۔۱۱) مذکورہ کتاب میں مرقوم ہے کہ انس کہتے ہیں:

ہمیں معلوم ہوا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا دل چاہتا ہے کہ ہر روز بھونا ہوا جگر نرم روٹی کے ساتھ تناول فرمائیں، ان کی یہ پسند مسلسل ایک سال تک رہی، ایک دن آپ روزے سے تھے، اپنے فرزند ارجمند امام حسن علیہ السلام سے اپنی دل پسند غذا آمادہ کرنے کے لیے کہا۔ آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے لیے غذا تیار کی۔

جس وقت آنحضرتؑ نے روزہ افطار کرنا چاہا تو ایک سائل نے دروازے پر دستک دی، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

یابنی! احملها الیه الا یقرء صحیفتنا غداً "اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِیْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۔" (الاحقاف ۲۰:۴۶)

''اے میرے لال! یہ طعام اس سائل کو دے دو، تاکہ کل روز قیامت میرے بارے میں یہ آیہ نہ

پڑھ سکے کہ "اپنی زندگی میں تم نے طیبات سے استفادہ کیا اور ان سے بہرہ ور ہوئے۔"

(۸۲۹-۱۲) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ ابی مغنم مسلم بن اوس اور جاریہ بن قدامہ سعدی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی محفل میں موجود تھے، آنحضرت منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے :

سلونی من قبل ان تفقدونی، فانّی لا اسئلُ الّا اجیب عمّا دون العرش لا یقولها بعدی الّا کذّابٌ او مفتری۔

"قبل اس کے کہ میں دنیا سے چلا جاؤں، مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو، کیونکہ اگر اس کے بارے میں پوچھا جائے جو کچھ عرش کے نیچے ہے تو میں اس کا جواب دوں گا، میرے بعد کوئی بھی ایسا دعویٰ نہیں کرے گا، مگر وہ شخص جو جھوٹا اور افتراء پرداز ہوگا۔"

یہ سن کر مسجد کے گوشے سے ایک شخص کھڑا ہوا، اس کی گردن میں قرآن کی مثل ایک کتاب لٹک رہی تھی، اس کا چہرہ گندمی، قد لمبا اور بال تھے گویا ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کوئی عرب یہودی ہے، اس نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے بلند آواز سے کہا:

"اے وہ شخص! جو اس بات کا دعویٰ کر رہے ہو، جو جانتے نہیں اور اس بات میں آگے بڑھ رہے ہو، جیسے تم سمجھتے نہیں ہو، اب تم سے سوال کرتا ہوں، اور تم اس کا جواب دو۔"

مسجد کے گوش و کنار سے محبان علی علیہ السلام اس پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے، لیکن امیر المومنین علی علیہ السلام نے انہیں روکتے ہوئے فرمایا:

"اسے چھوڑ دو اور جلدی نہ کرو، کیونکہ جلدی اور کم عقلی سے خدا کی حجتیں اور دلیلیں قائم نہیں ہوتی ہیں اور نہ خدا کی براہین آشکار ہوتی ہیں، اس کے بعد اس شخص کی طرف دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں: تم جس زبان میں چاہو، اپنی فہم و فراست کے ساتھ سوال کرو انشاء اللہ میں ضرور جواب دوں گا۔"

اس شخص نے پوچھا: مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

آنحضرت نے فرمایا: "ہوا کی مسافت جتنا۔"

آپ نے فرمایا: فلک کا گھومنا؟

اس نے پوچھا، فلک کتنی دیر میں چکر کاٹتا ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ چکر سورج ایک دن کی مسافت میں کاٹتا ہے۔

اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ قیامت کب برپا ہوگی؟

آپ نے فرمایا: جس وقت موت اور اجل کا وقت پہنچ جائے گا۔
اس نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا ہے اب یہ بتاؤ کہ دنیا کی زندگی کتنی ہے؟
آپ نے فرمایا: کہا گیا ہے کہ سات دن ہے، اس کے بعد اس کی انتہا نہیں ہے۔
اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے، اب یہ بتائیں کہ بکہ و مکہ کہاں پر ہیں۔
آپ نے فرمایا: اطراف حرم کو مکہ اور کعبہ کے مقام کو بکہ کہتے ہیں۔
اس شخص نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ مکہ کو مکہ کیوں کہتے ہیں؟
آپ نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو نیچے سے شروع کیا ہے۔
اس نے پوچھا: بکہ کیوں کہتے ہیں؟
آپ نے فرمایا: کیونکہ اس مقام پر ستم گروں کی گردنیں خم ہوتی ہیں اور گناہ گاروں کی آنکھیں گریہ کرتی ہیں۔
اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ عرش کو خلق کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں پر تھا؟
آپ نے فرمایا:

سبحان الّذی لایدرك كنه صفته حمله عرشه على قربهم من كرسی كرامته ولا الملائكة المقربين من انوار سبحات جلاله، ويحك! لايقال لِلّه! اين، ولا بم ولا لم ولا انّى ولا حيثُ، ولا كيف.

''پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ جس کا عرش اٹھانے والے اس کی کنہ اور ذات کا ادراک نہیں کر سکتے، باوجود اس کے کہ وہ اس کی کرسی کرامت کے نزدیک ہیں، اس کے مقرب فرشتے بھی اس کے انوار کے ادراک کی طاقت نہیں رکھتے، ہلاکت ہو تیرے لیے! اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کہاں پر ہے؟ کس چیز سے ہے؟ کس طرح سے ہے؟ کس چیز میں تھا؟ کس جگہ پر ہے؟ کیونکہ وہ تو زمان و مکان کا خالق ہے، وہ زمان و مکان میں ہرگز مقید نہیں ہوسکتا۔''
اس شخص نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ زمین و آسمان کا خلق کرنے سے قبل عرش خدا کتنا عرصہ پانی پر رہا تھا؟

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: کیا تم اچھی طرح حساب کر سکتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں! میں اچھی طرح حساب کرنا جانتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

"اگر تمام زمین کو آسمان تک رائی کے دانوں سے بھر دیا جائے، اس کے بعد تیرے ضعف کے باوجود تجھے اتنی طولانی عمر کے ساتھ یہ طاقت بھی عطا کی جائے کہ صرف ایک ایک دانہ اٹھا کر مشرق سے مغرب تک جاؤ، تو ان کو اٹھا کر لے جانا اور شمار کرنا آسان ہے اس کی نسبت کہ زمین و آسمان کو خلق کرنے سے پہلے عرش خدا کتنی مدت تک پانی پر رہا ہے، بے شک جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے یہ انتہائی قلیل مدت ہے، میں اس چیز کو کسی مدت میں محدود کرنے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔"

راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے اپنے سر کو جھکا دیا اور کہا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں۔"

(۱۳-۸۳۰) عبدالواحد بن زید کہتے ہیں: میں خانہ خدا کی زیارت سے شرف یاب ہوا، میں طواف میں مشغول تھا کہ اچانک میری نظر دو کنیزوں پر پڑی، جو رکن یمانی کے پاس کھڑی تھیں، ان میں سے ایک نے اپنی خواہر سے کہا! حق اور سچ یہ ہے کہ جانشینی اور نیابت کے لیے علی ہی منتخب کیے گئے ہیں، وہ عدل و مساوات سے حکم کرتے ہیں، وہ مسند قضاوت پر بیٹھ کر منصفانہ فیصلہ کرتے ہیں، ان کے پاس محکم براہین ہیں، ان کی نیت پاک ہے اور وہ فاطمہ مرضیہ علیہا السلام کے شوہر نامدار ہیں اور وہ ایسے ویسے نہیں تھے۔

میں نے اس کی آواز سنی اور اس سے پوچھا تم جس کی صفات بیان کر رہی تھیں، وہ کون ہیں؟

اس نے کہا: خدا کی قسم! وہ آقاؤں کے آقا، احکام معلوم کرنے کا ذریعہ، جنت و جہنم کے تقسیم کرنے والے، کفار و فجار کو قتل کرنے والے، امت کی پرورش کرنے والے، پیشواؤں کے پیشوا امیر المومنینؑ، امام المسلمین، ہمیشہ کامیاب ہونے والے شیر غالب ابوالحسن علی ابن طالب علیہما السلام ہیں۔"

میں نے عرض کیا کہ تم حضرت علی علیہ السلام کو جانتی ہو؟

اس نے کہا: میں انہیں کیسے نہ پہچانو کہ جنگ صفین میں جن کے ہمرکاب میرے والد شہید ہوئے ہیں۔

ایک دن وہ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

کیف اصبحتِ یا امّ الایتام۔

''اے یتیموں کی ماں! تم نے کس حال میں صبح کی ہے؟''

میری ماں نے کہا: اے امیر المومنین بالکل ٹھیک ہوں۔

اس کے بعد مجھے اور میری اس بہن کو حاضر کیا، میں اس وقت چیچک کے مرض میں مبتلا تھی، خدا کی قسم، اس مرض نے مجھے اس قدر متاثر کیا تھا کہ میری آنکھیں ضائع ہو چکی تھیں، جب آنحضرت نے مجھے اس حال میں دیکھا تو ٹھنڈی آہ بھری۔

اس کے بعد اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا تو اسی وقت میری آنکھیں کھل گئیں۔ خدا کی قسم اے میرے بھتیجے! میری آنکھیں اچھی ہو گئیں کہ میں رات کی تاریکی میں اونٹ کی دوڑ دیکھ سکتی ہوں، یہ سب کچھ امیر المومنین علی علیہ السلام کی برکت سے ہے اس کے بعد میرے آقا و مولا علی علیہ السلام نے ہمیں بیت المال سے کچھ عطا فرمایا اور ہمارے دلوں کو خوش و خرم کر کے واپس چلے گئے۔

عبد الواحد کہتا ہے: جب میں نے اس لڑکی سے یہ ساری باتیں سنیں تو میں نے اپنے سفری اخراجات سے کچھ درہم اسے دیے اور کہا: اے لڑکی کچھ درہم ہیں، یہ لے لو اور انہیں ضرورت کے وقت خرچ کرنا۔

اس نے کہا: آپ کی طرف سے ہمیں مل گئے یہ اپنے پاس رکھیں، کیونکہ کائنات کے بہترین انسانوں سے بہترین ورثہ پایا ہے۔ خدا کی قسم! اس وقت ہم ابا محمد حسن بن علی علیہم السلام کے خاندان کا حصہ ہیں۔

(۸۳۱_۱۴) اعمش کہتے ہیں:

ایک سال میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوا تھا، دوران سفر ایک مقام پر قیام کیا، وہاں پر ایک نابینا عورت دیکھی جو یہ کہہ رہی تھی اے وہ ذات جس نے چمکتے ہوئے سورج کو غروب ہونے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی خاطر واپس پلٹایا تھا، میری آنکھیں واپس کر دیں۔

اعمش کہتے ہیں میں اس کی فریاد سن کر حیران و پریشان ہو گیا اور اپنی جیب سے دو دینار نکال کر اسے دینے چاہے تو اس نے دیناروں کو ہاتھ سے مس کیا اور میری طرف پھینکتے ہوئے کہا: اے مرد تم نے مجھے فقیر و بے سہارا ہونے کی وجہ سے خوار کیا ہے، افسوس تیرے اوپر بے شک جو کوئی آل محمد علیہم السلام سے محبت کرتا ہے، وہ کبھی بھی ذلیل و خوار نہیں ہوتا۔

اعمش کہتا ہے: میں نے حج بجا لانے کے لیے اپنا جاری رکھا، مناسک حج بجا لانے کے بعد اپنے گھر کی طرف واپس ہوا، اس وقت میری سوچ و فکر کا محور وہی خاتون تھی، واپسی پر جب میں اس مقام پر پہنچا تو اچانک اسی خاتون کو دیکھا، جس کی آنکھیں ٹھیک ہو چکی تھیں، میں نے اس سے کہا: اے کنیز خدا! علی بن ابی طالب علیہما السلام کی محبت نے تجھے کیا فائدہ دیا ہے؟

اس نے کہا: اے مرد! میں نے صرف چھ راتوں میں اللہ تعالیٰ کو آنحضرتؐ کی قسم دی ہے، ساتویں رات جو شب جمعہ تھی میرے آقا و مولیٰ میرے خواب میں آئے اور مجھے فرمایا: کیا علی بن ابی طالب کو دوست رکھتی ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں دوست رکھتی ہوں۔

انہوں نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھو، اس کے بعد کوئی دعا پڑھنے کے بعد فرمایا: "خداوندا! اگر یہ عورت سچے دل کے ساتھ علی بن ابی طالبؑ سے محبت کرتی ہے تو اس کی بینائی واپس پلٹا دے۔"

اس کے بعد فرمایا: اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں سے اٹھالو۔

میں نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں سے اٹھایا تو اچانک اپنے سامنے ایک مرد کو دیکھتی ہوں، میں نے عرض کیا: آپ کون ہیں کہ جن کے وسیلہ سے خداوند متعال نے مجھ پر احسان فرمایا؟ آپ نے فرمایا:

أنا الخضر، احبّی علی بن ابی طالب علیهما السلام فان حبّه فی الدنیا یصرف عنك الآفات وفی الآخرة النّار۔

"میں خضر ہوں، تم علی بن ابی طالب علیہ السلام سے محبت رکھو، کیونکہ ان کی دوستی تمہیں دنیاوی آفات سے محفوظ رکھے گی اور آخرت میں تمہیں آتش جہنم سے نجات بخشے گی۔"

(الاربعون حدیث "شیخ منتجب الدین صفحہ ۷۷، بحار جلد ۹۴ صفحہ ۹ تفسیر فرات صفحہ ۲۲۸)

(۸۳۲۔۱۵) شیخ منتجب الدین علی بن حسین حاتی اپنی کتاب "اربعون حدیث" میں تحریر کرتے ہیں کہ قتادہ کہتے ہیں:

ایک دن حارث بن عبدالمطلب کی دختر "اروی" مدینہ میں معاویہ کے پاس آئی۔ وہ بوڑھی ہو چکی تھی، جب معاویہ نے اسے دیکھا تو کہا: اے خالہ! خوش آمدید، میرے بعد آپ کا کیا حال ہے، کیسی گزر رہی ہے؟

اروی نے کہا: اے خواہر زادے تم کیسے ہو؟ سچ بات تو یہ ہے کہ تم نے کفران نعمت کیا اور اپنے چچازاد کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، تم نے اپنے آپ کو غیر کے اسم سے موسوم کیا ہے اور وہ چیز جو تمہارا حق نہیں تھا، اس پر قابض ہو گئے ہو۔

معاویہ نے جواب میں کہا اے خالہ جان! گذشتگان کے افسانے مت دہراؤ، اپنی حاجت بیان کرو۔

اروی نے کہا: مجھے دو ہزار، دو ہزار اور دو ہزار دینار دو گے؟

معاویہ نے پوچھا: پہلے والے دو ہزار دینار سے کیا کرو گی؟

اس نے کہا: ان دو ہزار دینار سے پانی کا ایک چشمہ خرید کر حارث بن عبدالمطلب کے ضرورت مندوں کو بخش دوں گی۔

معاویہ نے کہا: یہ دو ہزار تمہیں دیتا ہوں۔ پھر کہا: دوسرے دو ہزار سے کیا کرو گی؟

اروی نے کہا: ان دو ہزار دیناروں سے حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں جو غرباء، ہم کفو ہوں گے، ان کی باہم ازدواج کرواؤں گی۔

معاویہ نے کہا: وہ بھی تمہیں دیتا ہوں اور اب یہ بتاؤ کہ تیسرے دو ہزار دینار سے کیا کرو گی؟

اروی نے کہا: مشکلات کے وقت انہیں خرچ کروں گی اور خانہ خدا کی زیارت کے لیے جاؤں گی۔

معاویہ نے کہا: یہ بھی تمہیں دیتا ہوں۔

اس کے بعد معاویہ مزید کہتا ہے: خدا کی قسم اگر تمہارے چچا زاد علیؑ زندہ ہوتے تو وہ تم پر کبھی بھی ایسی نیکی نہ کرتے۔

اروی نے کہا: تم نے سچ کہا ہے، بے شک علیؑ امانت خدا کی حفاظت کرتے تھے جبکہ تم ضائع کر رہے ہو اور خدا کے مال میں خیانت کر رہے ہو۔

اس کے بعد اروی نے معاویہ سے ناراض ہوتے ہوئے کہا کہ کیا تم علی علیہ السلام کے بارے میں منہ کھولتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارا منہ توڑے اور تیری مشکل کو مشکل تر کرے۔

(۴۳۳۔۱۶) محمد بن سلیمان کہتے ہیں! میرے والد بزرگوار جنہوں نے رسول خداؐ کے سب سے پہلے اصحاب کو دیکھا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ذر بن جیش سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں: جس وقت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی، تو جب قاصد ان کی شہادت کی خبر لے کر مدینہ پہنچا، جونہی یہ شہر کے لوگوں نے یہ دردناک خبر سنی تو پورے شہر سے نالہ وگریہ کی صدائیں بلند ہوئیں تو دوبارہ رسول خداؐ کی رحلت کا منظر زندہ ہو گیا لوگ جلدی جلدی حضرت عائشہ کے گھر پہنچے جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ خبر حضرت عائشہ کو مل چکی ہے تو لوگ واپس لوٹ آئے۔

فضائل آل محمدؐ

ابراہیم بن مہران کہتے ہیں: شہر کوفہ میں ہمارا ہمسایہ ایک سبزی فروش تھا، اس کی کنیت ابو جعفر تھی، وہ معاملات کرنے میں اچھا شخص تھا، جب بھی کوئی علوی اس سے کوئی چیز خریدنے کے لیے جاتا تو وہ سودا سلف دے دیتا اگر اس کے پاس پیسے ہوتے تو لے لیتا اور اگر نہیں ہوتے تو اپنے نوکر سے کہتا کہ اسے علی بن ابی طالبؑ کے حساب میں لکھ دو۔

وہ ایک مدت تک اس طرح سے کرتا رہا، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس کی اقتصادی حالات خراب ہو گئی اور وہ شخص فقیر ہو گیا، اس نے مجبور ہو کر دکان بند کر دی اور خانہ نشین ہو گیا وہ ہر روز حساب کی کاپی کی جانچ پڑتال کرتا رہا، اگر مقروض شخص زندہ ہوتا تو کسی کو اس کی طرف بھیجتا اور اپنے ادھار کا مطالبہ کرتا، اور جس کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ دنیا سے جا چکا ہے تو اس کا نام کاٹ دیتا۔

ایک دن وہ دروازے پر بیٹھا حساب والی کاپی کی بررسی کر رہا تھا کہ اچانک وہاں سے ایک ناصبی شخص گزرا، وہ مسخرا کرتے ہوئے کہتا ہے: اپنے سب سے بڑے مقروض علی کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا ہے؟

وہ دوکان دار اس ناصبی کی بات سن کر غمگین ہو گیا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر میں چلا گیا، رات کے وقت سو گیا، عالم خواب میں پیغمبر اکرمؐ کو دیکھتا ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ان کے ہمراہ چل رہے تھے۔ رسول خداؐ نے دونوں سے فرمایا:

''تمہارے پدر بزرگوار کہاں ہیں؟''

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام جو پیغمبر اکرمؐ کے عقب میں کھڑے تھے فرماتے ہیں۔ "یا رسول اللہ میں یہاں پر ہوں۔"

رسول خداؐ نے فرمایا: اس شخص کا قرض کیوں ادا نہیں کرتے ہو؟"

حضرت علیؑ نے عرض کی: "اے رسول خداؐ! یہ تھیلا دنیا میں اس کا حق ہے لہٰذا وہ میرے ہمراہ ہے۔"

رسول خداؐ نے فرمایا: یہ تھیلا اس شخص کو دے دو۔"

ابوجعفر کہتا ہے: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے پشم سے بنا ہوا ایک تھیلا مجھے دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارا حق ہے، لہٰذا لے لو۔

رسول خداؐ نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

خذه والا تمنع من جاءك من ولدي لا يفقر عليك بعد هذا اليوم

یہ تھیلا لے لو اور میری اولاد میں سے کوئی بھی تمہارے پاس سودا سلف لینے آئے تو اس کو دے دو آج کے بعد تم ہرگز فقیر اور نادار نہیں ہو گے۔

ابوجعفر کہتا ہے: جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میرے ہاتھ میں ایک تھیلا تھا، میں نے اپنی بیوی کو آواز دی اور کہا کہ سو رہی ہو یا بیدار ہو؟

اس نے کہا: میں بیدار ہوں۔

میں نے کہا: چراغ جلاؤ۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے کمرے میں چراغ جلایا، میں نے وہ تھیلا اسے دیا، اس نے دیکھا اس تھیلے میں ایک ہزار دینار ہیں۔

میری بیوی نے کہا: اے مرد! کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تم فقیری سے تنگ آ کر کسی تاجر کو دھوکے دے کر یہ مال ہتھیا لائے ہو؟

میں نے کہا: خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے، لیکن واقعہ کچھ اس طرح سے ہے اس کے بعد اپنی کتاب والی کاپی دیکھی حساب کیا تو اس میں علی ابن ابی طالبؑ کے نام پر اتنی ہی رقم لکھی ہوئی تھی، جتنی اس تھیلے میں تھی۔

(الاربعون حدیث، شیخ الدین صفحہ ۹۵ فضائل السادات صفحہ ۳۴۳)

(۸۳۵۔۱۸) کسی اہل سنت کی کتاب "الاربعین" میں مذکور ہے کہ ابن القنع اسدی امیر المومنین علی علیہ السلام کا ایک غلام ہے، وہ کہتا ہے: میں لوگوں کے ایک گروہ کے ساتھ حضرت امام علی علیہ السلام کے ہمراہ ایک بے آب صحرا میں تھا، وہاں پر رات ہو گئی، حضرت کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھے کہ جہاں قیام کیا جا سکے، آنحضرت ایک مقام پر قیام پذیر ہوئے تو لوگ وہاں پر اپنی سواریوں

سے نیچے اتر آئے۔

میں نے بھی اپنے خچر کی رسی پکڑی ہوئی تھی، تھوڑا وقت ہی گزر نہ پایا تھا کہ میرا خچر ڈر گیا، اس نے اپنے کان اوپر کر لیے، پاؤں زمین پر مار رہا ہے اور مجھے بھی کھینچ رہا تھا۔

جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس حرکت کا احساس کیا تو آپ نیند سے بیدار ہو گئے اور فرمایا: ''کیا بات ہے؟''

میں نے عرض کیا: مولا! خچر ڈر گیا ہے، لہٰذا اب بے قرار کر رہا ہے۔

حضرت نے فرمایا: یوں محسوس ہوتا ہے اس نے نزدیک کسی درندے کو دیکھا ہوگا۔''

اس کے ساتھ آنحضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی تلوار حمائل کی اور دیکھنا شروع کیا، آنحضرت نے ایک درندے کو دیکھا اور پکارا، وہ درندہ رک گیا۔ آنحضرت اس کے نزدیک گئے، جب آپ نزدیک ہوئے تو اس درندے نے آنحضرت کے پاؤں یوں چاٹنا شروع کیے جیسے بلی چاٹتی ہے۔ حضرت اس کے قریب کھڑے ہو کر فرماتے ہیں :

''اس طرف کیا لینے آئے ہو؟''

میں نے اس کا صرف ہمہمہ سنا، لیکن اس کی کوئی بات میری سمجھ میں نہ آئی، آنحضرت نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

''کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کیا کہا ہے؟''

میں نے عرض کیا: میں نہیں سمجھ سکا۔

آپ نے فرمایا: وہ ابھی اسی رات قادسیہ جا کر سنان بن وائل کو کھانے کی مجھ سے اجازت مانگ رہا تھا اس درندے نے یہ بھی کہا کہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے دشمنوں پر مسلط ہوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے، جب سنان وعدہ خلافی کرتے ہوئے میرے خلاف جنگ کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے درندے سے فرمایا تم جاؤ اور اپنا کام انجام دو۔''

وہ درندہ وہاں سے چلا گیا، ہم نے رات وہاں پر ہی بسر کی اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام واپس آ گئے۔ بعد میں قادسیہ سے خبر ملی کہ گذشتہ رات درندہ سنان کو چیر پھاڑ کر کھا گیا۔

حضرت علی علیہ السلام کے ہم سفر آپ کے ہمرکاب قادسیہ گئے اور اہل قادسیہ کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام کی گفتگو سے مطلع کیا، یہ سارا واقعہ دیکھ کر میں بہت حیران ہوا۔

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

مما تعجّب؟ هذا أعجب أم الشمس أم العين أم الكواكب؟ فوالّذي فلق الحبّة

ومری النسمة لواجبت ان اریٰ النّاس ممّا علمنی رسول الله من الایات والمعجزات والعجائب لکان یرجعون کلّهم کفّارًا۔(الحدیث)

''کس چیز کی وجہ سے تعجب کرر ہے ہو؟ کیا یہ حیران کن ہے یا سورج، چانداور ستارے؟ مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ایک زندہ وجود کو پیدا کیا۔ اگر میں لوگوں کو وہ نشانیاں، معجزات اور عجائبات دکھاؤں جو رسول اللہ نے مجھے دیئے ہیں تو لوگ کم ظرف ہونے کی وجہ سے کفر کی طرف پلٹ جائیں گے۔''

بریدہ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

حبّ علیّ بن ابی طالب علیه السلام حسنة لایضرّ معها سیّئة مع اداء الفرائض، وبغضه سیّئة لاینفع معها حسنة ولو اذّی الفرائض۔

''علیؑ کی محبت ایسی نیکی ہے کہ فرائض کو انجام دینے کی صورت میں کوئی بھی گناہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا اور علیؑ کے ساتھ بغض و دشمنی ایسا گناہ ہے کہ کوئی بھی نیکی اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتی اگرچہ فرائض کو انجام دیا جائے۔

(ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۴۸، الفردوس جلد ۲ صفحہ ۱۴۲، کشف الغمہ جلد ا صفحہ ۹۲، بحار جلد ۳۹ صفحہ ۲۴۸)

(۸۳۸۔۲۰) ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

حبّ علیّ حلقة معلّقة بباب الجنّة. من تعلّق بها دخل الجنة۔

''علی علیہ السلام کی محبت ایسا حلقہ یعنی کنڈا ہے جو بہشت کے دروازے پر آویزاں ہے، جو کوئی بھی اس کے آویزاں ہوگا، وہ جنت میں جائے گا۔''

(مناقب خوارزمی صفحہ ۳۴۲، مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۲ صفحہ ۱۶۱، بحار جلد ۳۹ صفحہ ۲۰۶)

ابن عباسؓ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں کہتے ہیں:

عورتیں علی بن ابی طالب علیہ السلام کی مثل پیدا کرنے سے بانجھ ہیں، خدا کی قسم میں نے کسی حال میں بھی ان کی طرح کا کوئی دیکھا ہے نہ سنا ہے، سچ بات تو یہ ہے کہ میں نے انہیں جنگ صفین میں سر پر سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا تھا، ان کی آنکھیں روشن چراغ کی طرح درخشندہ تھیں، آنحضرت اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ کھڑے تھے، میں لوگوں کے درمیان کھڑا تھا۔ وہ میرے پاس تشریف لائے، اس کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے فرماتے ہیں۔

یا معاشر المسلمین! استشعروا الخشیة وغضوا الاصوات، وتجلببوا السکینة

واكملوا اللّامة واقلقوا السيوف قبل السلّة، ونافحوا بالظبا وصلوا بالخطى، والرماح بالنبال فالم يعين الله ومع ابن عمّ رسولِ الله وعاودوا الكرّ، واستحيوا من الفر، فانّه عار باقی فی الاعقاب، ونار حامیه یوم الحساب طيّبُوا عن انفسكم نفسًا، اطووا عن الحياة كشحًا، وامشوا الى الموت شيًا سجحاً۔

وعليكم بهذا السواد الاعظم، والرواق المطنب فاضربوا ثبجه فان الشيطان كامن فی کسره، قد نفج حضنيه مفترشاً ذراعيه، قد قدّم للوثبة يدا واخّر للنكوب رجلا، فصمدًا صمدًا حتى ينجلى لكم عمود الحق وانتم الاعلون، والله معكم ولن يتركم اعمالكم۔

''اے گروہ مسلمین! خدا خوفی کو اپنا اشعار قرار دو، لباس وقار زیب تن کرو، جنگی اسلحہ بطور کامل آمادہ رکھو، اپنی تلواروں کو نیام سے نکالنے سے پہلے ہلاتے جاؤ تا کہ انہیں نکالتے وقت آسانی سے نکال سکو حملہ کرتے وقت تیزی کے ساتھ شمشیر کو دائیں بائیں چلائیں، اس کام کے لیے اپنے قدموں سے مدد حاصل کرو، اگر تمہارے نیزے دشمن تک نہ پہنچ پائیں تو تیروں سے استفادہ کرو۔'''' کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ آپ بارگاہ ایزدی میں حاضر ہیں اور رسول خداؐ کا چچا زاد تمہارے ہمراہ ہے، اس بناء پر ڈٹ کر جنگ کریں اور راہ فرار اختیار کرنے سے شرم کریں، کیونکہ جنگ سے فرار ذلت ہے، جو تمہاری نسل کے لیے ہمیشہ باقی رہے گی اور قیامت کے دن جلانے والی آگ ہے، اپنی جان کو شاد و خوش حال رکھو، تن آسانی کی زندگی سے ہاتھ اٹھالو اور راضی خوشی موت کی سمت قدم بڑھائیں، دشمن کی اس ٹڈی دل فوج اور اس کے خیموں پر حملہ کر دو، پس دشمن کے قلب لشکر میں حملہ کرو اور انہیں ناکارہ بنا دو کہ ان کے ارد گرد شیطان ان کی کمین گاہ میں بیٹھا ہوا ہے، غرور و تکبر کی وجہ سے اس نے سینہ تان رکھا ہے اور اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہے، سچ بات تو یہ ہے کہ آپ پر حملہ کی غرض سے اس نے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں اور راہ فرار اختیار کرنے کے لیے پاؤں آمادہ کیے ہوئے ہے، اگر آپ لوگ کامیاب ہو گئے تو وہ فرار کرنے کے لیے تیار ہے۔ پس مستحکم ہو جاؤ، یہاں تک کہ حق کا روشن ستون تمہارے لیے آشکار ہو جائے، آپ لوگ برتر و بہتر ہیں، اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہے اور آپ کے اعمال کی جزاء میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔

جناب مؤلف کہتے ہیں: جنگ نہروان اور شجاعت علیؑ کے بارے میں صفدی شافعی کہتے ہیں کہ مورخین لکھتے ہیں: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے جنگ نہروان میں دشمن کے دو ہزار افراد کو قتل کیا، یہاں تک کہ تلواریں ٹیڑھی ہو گئیں لہٰذا آپ میدان جنگ سے باہر نکل آئے اور فرماتے ہیں:

لا تلوموني ولوموا اهذا۔

''مجھے ملامت نہ کریں اس تلوار کو ملامت کریں۔''

اس شمشیر کو سیدھا کرتے ہیں، آنحضرت کی ضربات میں سے وہ ضرب مشہور و معروف ہے جو آپ نے مرحب کو لگائی، کیونکہ آپ نے اس کی آہنی ٹوپی پر حملہ کر کے اس کے بدن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

مدح علیؑ بزبان علیؑ

(۲۲۰۸۳۹) معروف کتاب ''معانی الاخبار'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام جنگ نہروان ختم ہونے کے بعد جب شہر کوفہ میں واپس لوٹ آئے تو آنحضرت کو اطلاع دی گئی کہ معاویہ پر آپ لعنت کرتا ہے، آپ کو گالیاں دیتا ہے اور آپ کے دوستوں کو قتل کر دیتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک انتہائی کاٹ دار خطبے کا آغاز کیا۔ پس انہوں نے خدا کی حمد و ثنا اور محمدؐ پر درود بھیجنے کے بعد کچھ ان نعمتوں کا ذکر کیا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور انہیں عطا فرمائیں۔ اس کے بعد یوں گویا ہوئے:

لولا آية في كتاب الله ماذكرت ما انا ذكراه في مقامي هذا يقول الله عزّوجلّ "وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اللّهم الحمد على نعمك الّتي لا تحصى وفضلك الّذي لا ينسى يا ايّها النّاس! انّه بلغني ما بلغني، وأنّي أراني قد اقترب اجلي، وكأنّي بكم وقد جهلتم امري، وانا تارك فيكم ماترك رسول الله كتاب الله وعترتي، وهي عترة الهادي الى النجاة خاتم الانبياء وسيد النجباء والنبيّ المصطفى يا ايّها النّاس! لعلّكم لا تسمعون قائلاً يقول مثل قولي بعد الّا مفتر، انا اخو رسول الله ﷺ وابن عمه وسيف نقمة، وعماد نصرته وبأسه وشدّته انا رحى جهنّم الدائرة اضراسها الطاحنة، انا مؤتم البنين والبنات، انا قابض الارواح وبأس الله الّذي لا يردّه عن القوم المجرمين، انا مجدل الابطال وقاتل الفرسان، ومبير من كفر بالرحمن، وصهر خير الانام۔

أناسيد الاوصياء ووصى خير الانبياء انا باب مدينة العلم وخازن علم رسول الله ووارثه. وانا زوج البتول سيدة نسأء العالمين فاطمة التقية لازكية البرّة المهديّة حبيبة حبيب الله وخير بناته وسلالته وريحانة رسول الله ﷺ سبطاه خير الاسباط وولدای خير الاولاد هل احديكم ما أقول؟ اين مسلموا اهل كتاب! أنا اسما فى الانجيل "إليا" و فى التوارة "بريّ" و فى الزبور "اری" وعند الهند "كبكره" وعند الروم "بطريسا" عند الفرس "جبتر" عند الترك "بثير" وعند الزنج "حثير" وعند الكهنة بوي " "وعند الحبشة "بثريك" وعند أمّي "حيدرة" وعند ظئری "ميمون" عند العرب "على" وعند الارمن "فريق " وعند ابي "ظهير".

آلا وانّى مخصوص فى القرآن باسمآء احذروا ان تغلبوا عليها فتضلّوا فى دينكم، يقول الله عزّ وجلّ "إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّادِقِين" أنا ذلك الصادق، وانا المؤذن فى الدنيا والآخرة، قال الله عزّوجلّ! فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ اللهِ على الظَّالِمِين. (سوره اعراف آیه ۴۴)

انا ذلك المؤذن، وقال عزّوجلّ "وَ أَذَانٌ مِّنَ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ" (سورة توبه آیه ۳) فانا ذلك الاذن.

وانا المحسن يقول الله عزّه جلّ "وَإِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنكبوت ۲۹:۶۹)" وانا ذو القلب يقول الله عزّوجلّ: إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ" (سوره ق آیه ۳۷)." وانا الذاكر يقول الله "الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ " (آل عمران ۳:۱۹۱) ونحن اصحاب الاعراف، أنا وعمّى واخى وابن عمّى، والله فالق الحبّ والنوىٰ لا يلج النّار لنا محبٌّ ولا يدخل الجنّة لنا بغض، يقول الله عزّوجلّ "وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ. (الاعراف ۷:۴۶). وانا الصِّهْرُ يقول الله" عزّوجلّ! وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا" (الفرقان ۲۵:۵۴) وأنا أذن الواعية يقول الله عزّوجل: "وَتَعِيَهَآ أُذُنٌ

وَّاعِيَةٌ (سورۃ حاقہ ۱۲:۶۹) وانا السّلم لرسولہ یقول اللہ عزّوجلّ :"وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ" (سورۃ الزمر آیہ ۲۹:۳۹) ومن ولدی مھدی ھذہ الامۃ۔

ألا وقد جُعلت محنتکم، ببغضی یعرف المنافقون، وبمحبتی امتحن اللہ المؤمنین، ھذا عھد النّبی الامی الیّ انّہ یحبّک الامؤمن ولا یبغضک الاّ منافق۔

وانا صاحب لوای رسول اللہ فی الدنیا والاخرۃ، ورسول اللہ فرطی، وانا فرط شیعتی، واللہ لاعطش محبّی ولا یخاف ولیّ وانا ولی المؤمنین، واللہ ولیّی وحسب محبّی ان یحبّوا ما احب اللہ وحسب مبغضی ان یبغضوا ما احب اللہ۔

''اگر قرآن مجید میں یہ آیت نہ ہوتی جس میں ارشاد ہو رہا ہے کہ ''اپنے پروردگار کی نعمتوں کو برابر کرتے رہنا'' تو میں ان افتخارات وعنایات کو بیان نہ کرتا، جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا ہے، لیکن فرمان خدا کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں'' ''اے میرے معبود! آپ کی بے شمار نعمتوں اور بیکراں فضل کی وجہ سے سب تعریفیں آپ کے لیے ہیں۔''

''اے لوگو! جو کچھ میرے تک پہنچ چکا وہ پہنچ چکا، میں اپنی اجل قریب دیکھ رہا ہوں، گویا ابھی میں آپ لوگوں کے درمیان موجود ہوں، یہ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگوں نے میری عزت وشان کو بھلا دیا ہے، میں عنقریب جانے والا ہوں، تمہارے درمیان وہی کچھ بطور یادگار چھوڑ کر جاؤں گا جو کچھ بطور یادگار چھوڑ کر جاؤں گا جو کچھ رسول اللہؐ نے چھوڑا تھا۔ ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت، یہ وہی عترت ہے جو خاتم انبیاء برگزیدہ لوگوں کے آقا وسردار، نبی مصطفیؐ اور ہادی نجات کی عترت ہے۔''

''اے لوگو! شاید آج کے بعد کسی بولنے والے سے میری بات نہیں سنو گے، مگر یہ کہ وہ جھوٹا اور افتراء پرداز ہوگا، میں رسول خداؐ کا بھائی اور ان کا چچا زاد ہوں، میں ان کے خشم وغضب کی شمشیر ہوں، میں خوف، شدت اور سختی کے وقت ان کے خیمہ نصرت کا ستون ہوں، میں دشمنوں کے مقابلے میں آسیاب جہنم کے پتھر اور ان کے دانت توڑنے والا تھا (علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اس جملہ کی تشریح میں فرماتے ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ میں اس پتھر کا مالک ہوں جو ان پر حاکم تھا اور میں کافروں کو دوزخ میں بھیجتا ہوں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مذکورہ عبارت استعارہ ہو، یعنی میں کفار پر حملہ کرنے میں اس پتھر کی مانند ہوں) میں ان کے بیٹوں اور بیٹیوں کو یتیم کرتا ہوں، میں ان کی روح قبض کرتا ہوں، (علامہ مجلسیؒ

اس جملہ کی یوں وضاحت کرتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ میں کفار کو قتل کرتا ہوں، اسی وجہ سے قابض ارواح ہوں، یا یہ مراد ہے کہ میں ان کی موت کے وقت موجود ہوتا ہوں، اور میرے اذن سے ان کی روح قبض ہوتی ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں استعارہ نہ ہو بلکہ حقیقت ہو اور یہی معنی ظاہر ہے) میں خداوند کریم کا وہ سخت عذاب ہوں جو ستم کاروں کو کبھی بھی معاف نہیں کیا جائے گا میں ہی ہوں جس نے بڑے بڑے پہلوانوں کو چت لٹایا اور ان کی سواریوں کو زمین پر گرا کر ہلاک کر دیا، جس نے بھی خداوند متعال سے انکار کیا، میں نے اسے نابود کر دیا، میں ہوں لوگوں میں سب سے بہترین کا داماد، میں ہوں پیغمبروں کے آقا و سردار کا جانشین، شہر کا دروازہ، اس کے علم کا محافظ اور اس کا وارث میں ہوں، میں ہوں بتول سیدہ نساء العالمین، فاطمہ تقیہ، زکیہ، برید، مہدیہ کا شوہر، وہ حبیب خدا کی پیاری، سب سے اچھی دختر اولاد ہے، وہ ریحانہ رسول اللہؐ ہے، ان کے دونوں نواسے بہترین نواسے ہیں جو کہ میرے فرزند ہیں، وہ دونوں سب سے بہترین فرزند ہیں، کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا ہے، جو میری بیان کی ہوئی باتوں کو تسلیم نہ کرتا ہو؟

''اہل کتاب مسلمان اور گذشتہ ادیان کے پیروکار کہاں ہیں؟ انجیل میں میرا نام (ایلیا) تورات میں (بریء) زبور میں (اری)، ہندوستانیوں میں (کبکر) رومیوں میں (بطریسا) فارسیوں میں (جبتر)، ترکوں میں (بشیر) زنگیوں میں (حیتر) کاہنوں میں (لوبی)، حبشیوں میں (شبریک)، میری ماں کے نزدیک (حیدر)، میری دائی کے نزدیک (میمون)، عربوں کے نزدیک (علی) ارمنیوں کے نزدیک (فریق) اور میرے والد گرامی کے نزدیک (ظہیر) ہے۔''

''آگاہ ہو جاؤ، قرآن مجید میں میرے مخصوص نام ہیں، انہیں اہمیت نہ دینے سے ڈریں، اگر تم نے انہیں اہمیت نہ دی تو اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤ گے۔''

''خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ''بے شک خدا سچوں کے ساتھ ہے'' وہ صادق اور سچا میں ہوں۔ دنیا و آخرت کا موذن اور نداء کرنے والا میں ہوں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ''وہ ندا دینے والا میں ہوں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ''پس اس وقت ان کے درمیان ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ستمگروں پر خدا کی لعنت ہو'' وہ ندا دینے والا میں ہوں، اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: ''خدا اور رسول کی جانب سے اذان و اعلان ہے'' اور وہ اذان و اعلان میں ہوں۔''

''خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ''اللہ تعالیٰ محسنین اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔'' وہ محسن اور نیکوکار میں ہوں کہ اس صاحب دل سے مراد میں ہوں جس کے بارے میں ارشاد قدرت ہے'' اس بات میں میری یاد ہو اس کے لیے جو صاحب دل ہے'' وہ ذاکر میں ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وہ لوگ جو کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل، نیند میں ذکر خدا کرتے ہیں۔'' ہم ہیں اصحاب اعراف، میں میرے چچا، میرے بھائی اور میرے چچازاد، قسم ہے اس خدا کی جو بیج اور کھجور کی گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے دوزخ کی آگ ہمارے محب کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے گی اور ہم سے بغض رکھنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' اس کی چوٹیوں پر ایسے لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہوں گے'' وہ داماد میں ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔'' وہی ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو بیٹا (بیٹی اور بہو) اور داماد بنایا۔''

''وہ سننے والا کان ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ایک یاد رکھنے والا کان ان کو یاد رکھے گا'' میں ہی رسول خداؐ کے لیے خالص ہوں کہ اللہ کا ارشاد ہے۔'' (خدا نے مثل بیان کی ہے) اور ایک شخص کی جو خالص اور سالم ایک ہی شخص کا ہو'' اس کا مہدیؑ میری آل و اولاد سے ہے۔''

''آگاہ ہو جاؤ! میں تمہارے امتحان کا وسیلہ قرار پایا ہوں، میرے ساتھ بغض و کینہ رکھنے کی وجہ سے منافقین پہچانے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ میری محبت سے مومنین کا امتحان لیتا ہے یہ وہی عہد و پیمان ہے کہ پیغمبروں کہ پیغمبروں نے میرے بارے میں فرمایا: ''بے شک مومن کے علاوہ کوئی بھی آپ سے محبت نہیں کرے گا اور منافقین کے علاوہ کوئی بھی دشمنی نہیں کرے گا۔''

''میں دنیا و آخرت میں رسول خداؐ کا پرچم دار ہوں، رسول خداؐ میرے رہبر اور اپنے شیعوں کا رہنما ہوں، خدا کی قسم! روز قیامت ہمارے دوست پیاسے نہیں رہیں گے اور نہ ہی کسی سے خوف کھائیں گے، کیونکہ میں مومنین کا ولی و سرپرست اور خداوند کریم میرا سرپرست ہے'' میرے حبداروں کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اسے دوست رکھتے ہیں جسے خدا دوست رکھتا ہے اور میرے کینہ توز دشمنوں کے لیے یہی کافی ہے کہ اس سے دشمنی کرتے ہیں، جسے خدا دوست رکھتا ہے۔''

یہ خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے، اس کے بعد آپ دوبارہ منبر پر نہیں گئے، یہاں تک کہ آپ ابن ملجم (لعنۃ اللہ) کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

(معانی الاخبار صفحہ ۵۶ جلد ۹، بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۳، بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۲۸۲)

تبصرہ: قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس حدیث کے ذیل میں جلیل القدر عالم دین شیخ صدوقؒ نے اس حدیث کی وضاحت بڑے خوبصورت انداز میں بیان کی ہے۔

حضرت عمر سے ناامید ہو کر علیؑ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا

(۸۴۰۔۲۳) کتاب "کافی" اور "اکمال الدین" میں مذکور ہے کہ ابوسعید خدری کہتے ہیں:

جب حضرت ابوبکر دنیا سے چل بسے اور حضرت عمر اس کے جانشین بنے، میں اس وقت موجود تھا۔ ایک بزرگ یہودی شخص جس کے بارے میں یہودی اس بات کے معتقد تھے کہ وہ اپنے زمانے کا عقل مند ترین شخص ہے، اس نے حضرت عمر کے روبرو کھڑے ہو کر کہا:

"اے عمر! میں تیرے پاس اس لیے آیا ہوں کہ اسلام قبول کروں۔ اگر تو نے میرے سوالوں کے جوابات دے دیئے تو میں سمجھوں گا کہ تم اصحاب محمدؐ میں سے کتاب وسنت کے عالم ترین شخص ہو۔"

حضرت عمر نے کہا: میں ایسا نہیں ہوں، لیکن میں تمہیں ایک ایسے شخص کا پتہ دیتا ہوں جو ہماری امت میں سے کتاب وسنت اور تیرے سوالات کا عالم ترین شخص ہے، اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی طرف ہوتے ہوئے کہتا ہے وہ شخص یہ ہے۔

یہودی کہتا ہے: اگر ایسا ہے جسے تم کہہ رہے ہو تو پھر لوگ تمہاری بیعت کیوں کر کریں، جبکہ آپ میں سے دانشمند ترین شخص وہ ہے؟

حضرت عمر نے اس یہودی کا جواب سنا تو اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا۔ یہودی وہاں سے اٹھا اور حضرت علی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہتا ہے: کیا آپ ایسے ہی ہو، جیسے عمر نے کہا؟

آپ نے فرمایا: "عمر نے کیا کہا ہے؟"

یہودی نے پورا واقعہ آنحضرت کے گوش گزار کیا اور کہا: اگر آپ ویسے ہی ہیں جسے اس نے بتایا ہے، میں آپ سے کچھ سوالات پوچھتا ہوں تا کہ معلوم کر سکوں کہ آپ میں سے کوئی ایک تو نہیں جانتا ہے، اور اس بات کو تسلیم کروں کہ آپ اپنے دعوی میں سچے ہیں کہ آپ تمام امتوں میں سے عقل مند ترین امت ہیں اس کے بعد آپ کے دین یعنی دائرہ اسلام میں آ سکوں۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

"ہاں میں ویسا ہی ہوں، جیسا عمر نے تمہیں بتایا ہے، تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو، پوچھو انشاء اللہ میں اس کا جواب دوں گا۔"

"یہودی نے کہا: میں آپ سے پہلے تین سوال کروں گا اس کے بعد پھر تین سوال اور اس کے بعد صرف ایک سوال کروں گا؟"

حضرت نے فرمایا: "اے یہودی تم یہ کیوں نہیں کہتے ہو کہ میں سات سوال پوچھوں گا۔"

یہودی نے کہا: اگر آپ نے پہلے تین سوالوں کے جوابات دے دیئے تو باقی سوالات پھر پوچھوں گا، ورنہ نہیں پوچھوں گا۔ اگر آپ نے میرے سات سوالوں کے جوابات دے دیئے تو میں سمجھ لوں گا کہ آپ اہل زمین میں سے سب سے زیادہ عقلمند ترین شخص

ہیں، اور لوگوں پر حکومت کرنے کا حق صرف آپ کو حاصل ہے۔

سل عما بدالك يا يهودی!

''اے یہودی! جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔''

یہودی نے کہا: سب سے پہلا پتھر جو زمین پر رکھا گیا، سب سے پہلا درخت جو زمین پر لگایا گیا اور سب سے پہلا چشمہ جو زمین پر جاری ہوا وہ کون سا ہے؟

حضرت امیر نے تینوں سوالوں کے جوابات دیئے۔

اس کے بعد یہودی نے کہا: آپ یہ بتائیں کہ اس امت کو ہدایت کرنے والے امام اور ہادی کتنے ہیں ؟ یہ بھی بتائیں کہ آپ کے پیغمبر کا گھر بہشت میں کہاں پر ہے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ بہشت میں ان کے ہمراہ کون لوگ ہیں؟

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

ان لهذه الامه اثنی عشر امام هدی من ذرية نبيها وهم منی وامامنزل نبينا في الجنة ففی اضغلها واشرفها جنة عدن، وامامن معه فی منزله فيها فهولاء الاثنا عشر من ذريته، وامهم وجدتهم وام امهم وذاريهم، لايشركهم فيها. (الکافی جلد ا صفحہ ۵۳۱)

''اس امت کے بارہ امام اور ہادی ہیں جو اولا د پیغمبر سے ہیں اور وہ میری نسل سے ہیں، ہمارے پیغمبر کا گھر بہشت کے بہترین اور افضل ترین مقام یعنی جنت عدن میں ہے اس مقام پر پیغمبر کے ہمراہ انہی کی ذریت سے بارہ ہادی، ان کی والدہ، دادی، ان کی باعظمت مائیں اور ان کی اولاد ہے کوئی بھی ان کے ساتھ شریک نہیں ہے۔''

مؤلف کہتا ہے لیکن کتاب ''اکمال الدین'' میں یوں آیا ہے۔

شیر خدا امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

''تمہارے اس سوال کا جواب کہ زمین پر سب سے پہلا درخت کہ جس کے بارے میں یہودی کہتے ہیں کہ زیتون ہے، یہ درست نہیں ہے، بلکہ کھجور کا درخت ہے جس کی گٹھلی حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے اپنے ہمراہ لائے تھے۔''

''زمین پر جاری ہونے والا سب سے پہلا چشمہ کہ یہودی جس کے قائل ہیں کہ بیت المقدس میں پتھر کے نیچے پھوٹا، یہ

جھوٹ ہے، بلکہ یہ چشمہ حیات ہے، جس کسی نے بھی اسے پیا، اسے حیات ابدی میسر آئی ہے، حضرت خضر علیہ السلام جو لشکر ذوالقرنین کے محافظ تھے اس چشمے تک پہنچ گئے تھے اور اس سے پانی پی لیا تھا، لیکن ذوالقرنین کو نہ مل سکا۔"

"زمین پر سب سے پہلا پتھر جو رکھا گیا، وہ نہیں ہے جو یہودی کہتے ہیں کہ وہ بیت المقدس میں ہے، بلکہ حجر اسود ہے، جسے آدم علیہ السلام بہشت سے اپنے ہمراہ لے کر آئے تھے، جو رکن کعبہ میں رکھا ہوا ہے اور لوگ اسے بوسہ دیتے ہیں وہ پتھر بہت ہی مفید تھا، لیکن لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے۔" (اکمال الدین جلد ۱ صفحہ ۲۹۷۔ بحار الانوار جلد ۳۶، صفحہ ۳۷۴)

علیؑ نے باذن اللہ مردہ زندہ کیا:

(۴۴-۸۴۱) کتاب "مدینۃ المعاجز" میں مذکور ہے کہ حذیفہ بن یمان کہتے ہیں:

میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک ایک انتہائی وحشت ناک آواز ہمارے کانوں سے ٹکرائی۔ رسول خداؐ نے فرمایا:

"آپ دیکھیں، کس وحشت ناک خبر نے آپ کو آبود چاہے اور کون سی چیز آپ پر نازل ہوئی ہے؟"

وہ کہتے ہیں: میں شہر مدینہ سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چالیس مرد چالیس اونٹوں پر سوار ہیں، ان کے جسموں پر لوہے کی زرہیں اور سروں پر انتہائی قیمتی جواہرات سے مزین ٹوپیاں تھیں، ان کے آگے آگے چاند کی مانند ایک انتہائی خوبصورت نوجوان چل رہا تھا کہ جس کی داڑھی پر ابھی بال نہیں آئے تھے، وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ ایک طرف ہو جائیں! ایک طرف ہو جائیں اور پیغمبر خدا حضرت محمدؐ کی زیارت کے لیے جلدی جلدی آگے بڑھیں جنہیں پوری دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے واپس آکر سارا واقعہ رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا:

یاحذیفه! انطلق الی حجرة کاشف الکرب، وهازم العرب اللیث العقور واللسان الشکور، والعالم الصبور الذی جری اسمه فی التوراة والانجیل والزبور۔

"اے حذیفہ! ایسے شخص کے گھر کی طرف جائیں تو جو مشکلات کو برطرف کرنے والا، عرب سورماؤں کو شکست دینے والا، غضب ناک شیر، زبان شکور اور عالم صابر جن کا نام توریت، انجیل اور زبور میں مذکور ہے۔"

حذیفہ کہتے ہیں: میں فوراً اپنے آقا و مولیٰ علی علیہ السلام کے گھر گیا تا کہ یہ سارا واقعہ ان کی خدمت میں عرض کروں، اچانک آقا و مولیٰ سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

یاحذیفه جِئتَنِی لتخبرنی بقوم انا بهم عالم منذ خلقوا وولدوا؟

''اے حذیفہ! تم میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ مجھے اس قوم کے بارے میں مطلع کریں، جسے میں پیدا ہونے کے وقت سے جانتا ہوں۔''

حذیفہ کہتے ہیں: میرے مولا مسجد کی طرف روانہ ہوئے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا، آپ مسجد میں داخل ہوئے، لوگوں نے رسول خدا کے ارد گرد حلقہ باندھا ہوا ہے، جب ان لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے، رسول اللہؐ نے فرمایا: اپنی جگہ پر بیٹھو۔ جب سارے لوگ آرام وسکون سے بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک نوجوان کھڑا ہو کر کہتا ہے:

.''آپ میں سے کون سی ہستی ہے جو تاریکی چھا جانے کے بعد عبادت خدا میں مشغول ہو جاتی ہے! آپ میں سے کون ہے جو بتوں کی پرستش سے منزہ و مبراء ہے؟ آپ میں سے وہ کون ہے جو خداوند متعال کی نعمتوں کا شکر گزار ہے؟''

''آپ میں سے وہ کون ہے جو دوران جنگ ڈٹ کر لڑتا ہے؟ آپ میں سے وہ کون ہے جو بڑے بڑے پہلوانوں کا قاتل ،کفر کی بیخ کنی کرنے والا اور انسانوں اور جنوں کا آقا و مولیٰ ہے؟''

''آپ میں سے کون ہے جو خاندان ابوطالب سے ہے اور ستم گروں کی تاک میں رہتا ہے۔''

اس نوجوان نے جب اپنی گفتگو ختم کی تو رسول ثقلین حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

''اے علی! اس نوجوان کو جواب دو اور اس کی حاجت پوری کرو۔''

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

یا غلام! ادن منی فانی أعطیك سؤلك واشفی غلیلك بعون الله سبحان الله وتعالی ومشیته فالطق بحاجتك لابلغك منیتك ولیعلم المسلمون انی سفینة النجاة وعصا موسیٰ والکلمة الکبریٰ والنبأ العظیم الذی هم فیه مختلفون والصراط المستقیم الذی من حاد عنه ضل وغوی۔

''اے نوجوان! میرے نزدیک آؤ تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے تمہارے سوال کا جواب دوں اور درد سے بھرے ہوئے تمہارے دل کو شفا بخشوں، اور جو حاجت تو نے بیان کی ہے اس تک تمہیں پہنچاؤں، تا کہ مسلمان جان لیں کہ میں کشتی نجات، عصائے موسیٰ اور اسم اعظم الٰہی ہوں، اور میں ہی وہی عظیم خبر ہوں جس کے بارے میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اور میں ہی وہی صراط مستقیم ہوں جو بھی اس سے منحرف ہو گیا وہ گمراہ ہوا اور بھٹکتا پھرے گا۔''

اس نوجوان نے لب کشائی کرتے ہوئے کہا: میرا ایک بھائی ہے، جو شکار کا عاشق ہے۔ ایک دن وہ شکار کے لیے گیا تو اس کا واسطہ وحشی بیلوں سے پڑا، اس نے تیر کے ذریعے ایک بیل کا شکار کیا، اسی وقت اسے فالج ہو گیا ہے، اس دن کے بعد وہ بہت کم

گفتگو کرتا ہے حتیٰ کہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ وہ اشارے کے علاوہ ہمارے ساتھ گفتگو نہیں کر سکتا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کا مالک اس مرض کا علاج کرتا ہے۔ ہمارا تعلق قوم عاد سے ہے، ہم بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور آلات قمار کی قسم کھاتے ہیں۔

وہ نوجوان کہتا ہے: اگر آپ کے مالک نے میرے بھائی کو شفا عطا کر دی تو ہم اس کے ہاتھ پر ایمان لے آئیں گے۔ ہمارا قبیلہ نوے (۹۰) ہزار افراد پر مشتمل ہے، ہمارے درمیان ایسے ایسے دلیر اور شجاع افراد موجود ہیں جو انتہائی طاقتور ہیں، ہم سونے اور چاندی کے مالک ہیں اور ہمارے پاس ایسے طاقتور شمشیر زن موجود ہیں جن کے بازو توانا اور تلواریں کاٹنے والی ہیں۔

شیر خدا امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

''اے نوجوان! تمہارا بھائی کہاں ہے؟''

اس نے کہا: بہت جلد ایک اونٹ پر کجاوے میں پہنچ جائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''جب وہ پہنچ جائے گا تو میں اسے بیماری سے شفا دلاؤں گا۔''

وہاں پر موجود تمام لوگ مریض کے پہنچنے کے منتظر تھے کہ اچانک ایک بوڑھی عورت اونٹ پر کجاوے میں اسے لے کر پہنچی اور مسجد کے دروازے پر ایک طرف اسے اتار دیا۔

نوجوان نے کہا: یا علیؑ میرا بھائی پہنچ گیا۔

مشکل کشاء امیر المومنین علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور کجاوے کے نزدیک ہو گئے اس میں ایک خوبصورت نوجوان لیٹا ہوا ہے، جب آنحضرت کی مبارک آنکھیں اس پر پڑیں تو اس نے گریہ کرنا شروع کر دیا اور کمزور ونحیف آواز کے ساتھ کہا:

''اے خاندان رسالت! میں آپ کی پناہ میں آیا ہوں اور اپنے مرض کا آپ ہی سے شکوہ کرتا ہوں۔''

شافع محشر امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

''آج کی رات اسے قبرستان بقیع کی طرف لے جائیں، تاکہ علی سے حیرت انگیز واقعہ کا مشاہدہ کر سکو۔''

حذیفہ کہتے ہیں: یہ منظر دیکھنے کے لیے لوگ عصر سے لے کر مغرب تک قبرستان میں اکٹھے رہے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام بقیع کی طرف روانہ ہوئے، آپؑ نے وہاں پہنچ کر لوگوں سے فرمایا:

''میرے پیچھے پیچھے آؤ۔''

تمام لوگ حضرت علی علیہ السلام کے پیچھے چل پڑتے، اچانک متوجہ ہوتے ہیں کہ آگ کے دو پھیلے ہوئے شعلے نظر آ رہے ہیں، ایک شعلہ کم ہے اور دوسرا زیادہ ہے۔

حذیفہ کہتے ہیں: میں نے دور سے دیکھا تھا کہ علی علیہ السلام کم شعلے والی آگ میں داخل ہوئے۔ اس وقت ہم نے آسمانی بجلی کی ایک آواز سنی، آنحضرت نے کم شعلے والی آگ کو اٹھا کر بڑے شعلے والی آگ کے اوپر پھینکا اور اس میں داخل ہو گئے، ہم یہ

منظر دیکھتے رہے، یہاں تک کہ صبح کی بوند پھوٹنے لگی، وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی، اس وقت ہم لوگ آنحضرت کے واپس لوٹنے سے ناامید ہو چکے تھے۔ اچانک آپ نے آفتاب کی مانند طلوع فرمایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آنحضرت کے ہاتھوں پر ٹیکرے میں رکھا ہوا ایک سر تھا، جس کی سات انگلیاں اور پیشانی پر ایک آنکھ تھی۔

آنحضرت اس محمل کے پاس گئے جس میں مریض نوجوان پڑا ہوا تھا۔ آپ نے وہاں پہنچ کر فرمایا:

قم باذن الله يا غلام! فما لك من باس۔

''اے نوجوان! حکم خدا سے اٹھ جاؤ تم اب مریض نہیں ہو۔''

وہ نوجوان اٹھ کھڑا ہوا، جبکہ اس کے ہاتھ پاؤں ٹھیک ہو چکے تھے، اس نے اپنے آپ کو آنحضرت کے پاؤں پر گرایا اور ان پر بوسہ دیا۔ اس نے اسی مقام پر ہی آنحضرت کے ہاتھوں اسلام قبول کیا، اس کی پیروی کرتے ہوئے تمام لوگوں نے بھی آپ کے ہاتھوں اسلام قبول کر لیا۔

لوگوں پر اس قدر سکوت طاری تھا کہ جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور کسی میں بھی بات کرنے کی جرأت نہ تھی۔ لوگ یہ واقعہ دیکھ کر بہت پریشان تھے، حضرت علی علیہ السلام لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اے لوگو! یہ عمرو بن اخیل بن لاقیس بن ابلیس کا سر ہے، وہ جنوں کے بارہ (۱۲) ہزار لشکر کا کمانڈر تھا، وہی تھا جس نے اس نوجوان کو اس حالت تک پہنچایا تھا، میں نے ان کے ساتھ اسی نام سے جنگ کی ہے جو عصائے موسیٰ پر لکھا ہوا تھا، جوانہوں نے دریائے نیل پر مار کر بارہ حصوں میں تقسیم کر دیا تھا، میں نے ان تمام کو ہلاک کر دیا ہے، لہٰذا تم لوگ خداوند متعال، اس کے پیغمبر اور جانشین پیغمبر کا دامن مضبوطی سے تھام لو۔''

(مدینۃ المعاجز جلد ۲ صفحہ ۵۶، عیون المعجزات صفحہ ۳۲، فضائل شاذان صفحہ ۱۵۹)

علیؑ کی شکل میں فرشتہ:

(۲۵_۸۴۲) انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

شب معراج جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو اچانک میں نے ایک فرشتہ دیکھا، جو نور کے منبر پر براجمان ہے اور دوسرے فرشتے اس کے اردگرد حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے جبرئیل سے پوچھا: اے جبرئیل یہ کون سا فرشتہ ہے؟

اس نے کہا: اس کے نزدیک جا کر اسے سلام کریں، میں نے اس کے قریب ہو کر اسے سلام کیا، اچانک متوجہ ہوا کہ وہ میرے چچازاد بھائی علی بن ابی طالب ہے۔

میں نے جبرئیل سے کہا: اے جبرئیل! کیا علی علیہ السلام مجھ سے پہلے چوتھے آسمان پر پہنچ گئے ہیں؟

لا یا محمد! ولکن الملائکة شکت حبها لعلی علیه السلام فخلق الله هذا الملك من نور علی صورة علی علیه السلام فالملائکة تزورہ فی کل لیلة جمعة و یوم جمعة سبعین الف مرة. یسبحون الله تعالیٰ و یقدسونه. ویهدون ثوابه لمحب علیؑ.

''نہ، اے محمد! چونکہ فرشتے علی علیہ السلام سے الفت و محبت رکھتے ہیں، لہٰذا انہوں نے خدا سے علیؑ کا مطالبہ کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو اپنے نور سے علی علیہ السلام کی شکل میں پیدا کیا اسی لیے فرشتے ہر شب جمعہ اور روز جمعہ ستر (۷۰) ہزار مرتبہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور خداوند قدوس کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اس کا ثواب حضرت علی علیہ السلام کے حبداروں کو ہدیہ کرتے ہیں۔''

(ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۷۴، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۱۳، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۷۲)

فرشتے شیعان علیؑ کے لیے استغفار کرتے ہیں

(۸۴۳۔۲۶) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان الله خلق فی السماء الرابعة الف ملك، و فی السماء الخامسة ثلاثمائة الف ملك، و فی السماء السابعة ملکاً رأسه تحت العرش ورجلاه تحت الثریٰ، وملائکة اکثر من ربیعة ومضر، ولیس له طعام ولاشراب الا الصلوٰة علی امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب ومحبیه، والاستغفار لشیعة المذنبین وموالیه۔

''بے شک اللہ تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر ایک لاکھ اور پانچویں آسمان پر تین لاکھ فرشتے پیدا کیے ہیں، ساتویں آسمان پر ایک ایسا فرشتہ ہے جس کا سر عرش الٰہی کے نیچے اور دونوں پاؤں تحت الثریٰ میں ہیں اور اتنے فرشتے خلق کیے ہیں جن کی تعداد قبیلہ ربیعہ اور مضر سے زیادہ ہے، ان کا کھانا پینا صرف حضرت علی علیہ السلام کی ذات گرامی اور ان کے دوستوں پر صلوٰات بھیجنا اور ان کے گناہ گار شیعوں اور دوستوں کے لیے استغفار کرنا ہے۔''

(مائۃ منقبۃ، صفحہ ۱۶۳ منقبت ۸۸، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۳۴۹)

علیؑ کے دوست جنت اور دشمن جہنم میں

(۸۴۴۔۲۷) استاد گرامی کی کتاب "مناقب بن شاذان" میں مذکور ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں: رسول خداؐ نے فرمایا:

"اے علی! جبرئیل آپ کے بارے میں میرے پاس ایک خبر لایا ہے، جسے سن کر میری آنکھیں روشن اور دل خوش ہو گیا۔ اس نے مجھے کہا: اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ محمدؐ تک میرا سلام پہنچاؤ اور اسے کہو علیؑ امام ہدایت، تاریکیوں میں چراغ اور دنیا والوں پر حجت ہے۔ وہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہے۔"

وانی آلیت بعزتی ان لا ادخل النار احدًا تولّاہ وسلّم له وللاوصیاء من بعدہ ولاادخل الجنة من ترك ولایتهٔ والتسلیم له وللاوصیاء من بعدہ و حق القول منی لا ملأن جهنم واطباقها من اعدائه، ولاملأن الجنة من اولیائه وشیعته۔

"میں نے اپنی عزت وجلالت کی قسم کھائی ہے کہ جو کوئی بھی اسے دوست رکھتا ہے اور اس کے اور اس کے جانشینوں کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے، اسے دوزخ میں نہ بھیجو اور جس کسی نے اس کی ولایت کو ترک کر دیا ہے اور اس کے اور اس کے جانشینوں کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا، اسے جنت میں داخل نہ کروں یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے کہا: دوزخ اور اس کے طبقات کو اس کے دشمنوں سے اور جنت کو اس کے دوستوں اور شیعوں سے پر کر دوں گا۔"

(مائۃ منقبۃ، منقبت ۵۶، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۱۳)

علیؑ منبر کوفہ پر

(۸۴۵۔۲۸) فضل بن شاذان کتاب "قائم" میں لکھتے ہیں کہ حسین بن عبداللہ کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین جناب علیؑ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا:

واللہ انی لدیّان الناس یوم الدین، وقسیم اللہ بین الجنة والنار، لایدخلها داخل الّا علی احد قسمی۔

وانا الفارق الاکبر، وقرن من حدید، وباب الایمان وصاحب المیسم وصاحب

السنین، واناَ صاحب النشر الاول والنشر الآخر اوصاحب القضا و صاحب الکرّات ودولۃ الدول۔

''خدا کی قسم! روز قیامت لوگوں کو اعمال کی جزا دینے والا میں ہوں، خدا کی طرف سے بہشت و دوزخ کے درمیان کرنے والا میں ہوں، کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ میری تقسیم میں واقع ہو، میں فاروق اکبر، لوہے کا سینگ، ایمان کا دروازہ، صاحب میسم اور صاحب سنین ہوں، آغاز و انتہا کا برا شگفتہ ہونے کا مالک میں ہوں، صاحب وقضاوت، صاحب کرات اور حکومتوں کی حکومت میں ہوں۔ اپنے بعد امام میں تھا اور اپنی طرف سے پہلے والوں کا حق ادا کرنے والا میں ہوں، احمدؐ کے علاوہ کوئی بھی مجھ سے پہلے نہیں ہے، بے شک تمام فرشتے، تمام پیغمبر اور ارواح ہمارے بعد ہیں، وہ رسول خدا سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور ان سے گفتگو کرتے ہیں، وہ مجھ سے بھی بات کرنا چاہتے ہیں، میں بھی انہی کی طرح ان سے بات کرتا ہوں درحقیقت انہوں نے سات چیزیں مجھے عطا کی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، میں کتاب کے راستوں سے بصیرت و آشنائی یکتائی ہوں، میرے لیے اسباب کھول دیئے گئے ہیں، انساب و اقوام کو جانتا ہوں اور مجری حساب ہوں۔''

میں نے اموات، مصیبتوں، وصیتوں اور حق و باطل کے درمیان تمیز دینے کا علم سیکھا ہے، میں نے عالم ملکوت کا مشاہدہ کیا ہے، کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھ سے پنہاں اور مخفی ہو، کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو مجھ سے پہلے تھی اور میری دسترس سے باہر ہو، جس دن گواہوں سے گواہی لی جائے گی، جس بارے میں مجھ سے گواہی لی گئی اس میں کوئی بھی میرا شریک نہیں تھا، میں ان پر شاہد و گواہ ہوں، وعدہ خدا میرے ہاتھ پر انتہا پذیر ہوگا اور اس کا کلمہ مکمل ہوگا۔''

''وہ نعمت میں ہوں جو خدا تعالیٰ نے لوگوں کو عطا فرمائی، وہ اسلام میں ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے منتخب کیا ہے، یہ تمام کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے اوپر اس کا لطف ہے۔''

(المختصر صفحہ ۷۹ و ۹۰، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۵۳ اوجلد ۳۹ صفحہ ۳۵۰ تفسیر فرات صفحہ ۱۷۸)

علیؑ اور ان کے شیعہ عذاب جہنم سے محفوظ

(۸۴۶۔۲۹) کتاب ''الاربعین عن الاربعین'' میں مذکور ہے کہ ثوبان کہتے ہیں:

میں نے علی بن ابی طالب علیہما السلام کو ایک دن دیکھا کہ وہ رسول خدا کی طرف آرہے ہیں، اس وقت حضرت جبرئیل پیغمبر

اکرم کی دائیں جانب کھڑے تھے، انہوں نے پیغمبر سے کہا:

"اے محمدؐ! یہ جو پر وقار طریقے سے چلتے آ رہے ہیں، علیؑ ہیں، وہ امام ہدایت نیک لوگوں کا رہبر اور فاجرین کا قتل کرنے والا ہے، وہ عدل و توحید کا منادی ہے اور وہ حق تعالیٰ کی پاکیزہ درگاہ سے ظلم و ستم کو ختم کرنے والا ہے۔"

"اے محمدؐ! بے شک علیؑ کے فرشتے دوسرے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے علی علیہ السلام کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں لکھا ہے۔"

اس دوران پیغمبر اکرمؐ بھی حضرت علیؑ کا استقبال کرنے کے لیے گئے اور حضرت جبرئیل کی گفتگو آپ تک پہنچائی۔ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر خدا مجھے سزا دینا چاہے تو میں اس کا بندہ ہوں (وہ دے سکتا ہے) اور اگر وہ مجھ پر رحم و کرم کرنا چاہے تو یہ اس کا میرے اوپر فضل و لطف ہے"

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: جبرئیل نے مجھے کہا ہے:

لقد آلی ربنا الرحمان علی نفسه ان لا یعذب علیا بالنار، ولا شیعته ولا احباء ابدًا۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اور اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے کہ وہ ہرگز علی علیہ السلام، ان کے شیعوں اور ان کے دوستوں کو ہرگز عذاب نہیں دے گا۔" (الاربعون حدیثا، صفحہ ۶۱ جلد ۱ ۳)

مامون نے فضیلت علیؑ کا مطالبہ کیا

(۷-۸۴۷-۳۰) کتاب "مناقب دیلمی میں لکھتے ہیں:

ایک دن مامون نے امام رضا علیہ السلام سے کہا: حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی قرآن سے کوئی عظیم ترین فضیلت میرے سامنے کریں۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

فضیلته فی المباهله وانّ رسول الله باهل بعلی وفاطمة زوجه والحسن والحسین علیهم السلام وجعله منها کنفسه وجعل لعنته الله علی الکاذبین وقد ثبت انه لیس احد من خلق الله یشبه رسول الله فوجب له من الفضل فوجب له الّا النبوة فای فضل و شرف و فضیلة اعلیٰ من هذا؟

"آنحضرت کی بلند ترین فضیلت واقعہ مباہلہ میں ہے، بے شک رسول خداؐ نے علی، فاطمہ زوجہ علی، حسن اور حسین علیہم السلام کے ذریعے (نصاریٰ نجران) سے مباہلہ کیا، آنحضرت کو اپنی جان قرار دیا اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیا، یہ بات ثابت ہے کہ مخلوق خدا میں سے کوئی بھی رسول خداؐ کی مانند نہیں تھا، اس بناء پر پیغمبر کے علاوہ حضرت علیؑ کے لیے وہ تمام فضائل ثابت ہیں جو پیغمبر کے لیے لازم و ضروری تھے، پس وہ کون سا فضل و شرف ہے جو اس سے افضل و اشرف ہے؟"

مامون کہتا ہے: شاید رسول خداؐ نے "النفس" کے ذریعے اپنی جان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ثامن الائمہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

"اس طرح کا اشارہ درست نہیں ہے، کیونکہ رسول خداؐ ان تمام ہستیوں کے ہمراہ نصاریٰ نجران کی طرف نکلے تھے اور ان تمام کو ساتھ لے کر ان سے مباہلہ کیا تھا۔ اگر اپنی جان کا ارادہ کیا ہوتا تو پھر چاہیے یہ تھا کہ حضرت علی کو مباہلہ سے خارج کر دیتے، حالانکہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ان کا حصہ تھے۔

مامون کہتا ہے جب جواب مل جائے تو بات ختم ہو جاتی ہے۔

قرآن میں علیؑ کے اسماء

(۸۴۸-۳۱) مناقب دیلمی میں مذکور ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے قرآن مجید میں بہت سے اسماء کا تذکرہ ہوا ہے، ہم یہاں پر ان میں سے سو (۱۰۰) کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ولی

قرآن میں ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (المائدہ ۵:۵۵)

"(اے ایماندارو) تمہارے مالک سرپرست تو بس یہی ہیں، خدا اور اس کا رسول اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔"

شیعہ و سنی روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ "الذین آمنوا" سے مراد امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں۔ اس سے مربوط

بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے کتاب "تاویل الآیات جلد ا صفحہ ۱۵۰ صفحہ ۱۵۴، تفسیر برہان جلد ا صفحہ ۹ تا ۴۰ ۴۸۵ اور بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۸۳ اور ۲۰۶ کی طرف رجوع کریں۔

(۲) حسنہ

ارشاد قدرت ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ (النمل ۸۹:۲۷)

"جو شخص نیک کام کرے گا اس کے لیے اس کی جزاء اس سے کہیں بہتر ہے اور یہ لوگ اس دن خوف و خطر سے محفوظ رہیں گے۔"

حسنہ ولایت علیؑ کا نام ہے۔

کتاب تاویل الآیات جلد ا صفحہ ۴۱۱ جلد ۱۹ میں مذکور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حسنہ سے مراد علیؑ کی ولایت ہے۔

(۳) کفایہ

اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ (الاحزاب ۲۵:۳۳)

"خدا نے (اپنی مہربانی سے) مومنین کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی۔"

خداوند کریم نے مومنین کو علی بن ابی طالب علیہ السلام کے توسط سے جنگ سے بے نیاز کر دیا، کیونکہ آپ نے مشرکین کے نامی گرامی جنگجو کو قتل کر دیا اور انہیں شکست فاش دی۔

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۴۵۰، بحار الانوار جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۳ و ۲۸۰)

(۴)۔ خرچ کرنے والا

رب ذوالجلال کا ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً۔ (سورہ بقرہ آیہ ۲۷۴)

"جو لوگ رات کو یا دن کو چھپا کے یا دکھا کے (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں"

ابن عباس اس آیہ شریفہ کی تفسیر اور اس کی شان نزول کے بارے میں کہتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے، جب انہوں نے ایک درہم دن، ایک رات میں، تیسرا مخفی اور چوتھا درہم آشکار طور پر راہ خدا میں انفاق کیا تو اس وقت مذکورہ آیہ کریمہ آنحضرت کی شان میں نازل ہوئی۔ (تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۹۷)

(۵)۔(نفس کو فروخت کرنے والا)

پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ۔ (سورہ بقرہ آیہ ۲۰۷)

"اور لوگوں میں سے (خدا کے بندے) کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں"

ابن عباس کہتے ہیں:

یہ آیہ کریمہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر برہان، جلد ۱ صفحہ ۲۰۶، جلد ۵)

۶)نسب وصہر

خالق کائنات کا ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا۔ (سورہ فرقان آیہ ۵۴)

"اور وہی تو خدا ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی پیدا کیا پھر اسے خاندان اور سسرال والا بنایا"

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

"یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے"

(تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۳۷۷، جلد ۱۵ تفسیر برہان جلد ۱۷۰، جلد ۶، روضۃ الواعظین صفحہ ۷۱)

ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت پیغمبر اکرم حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ رسول خدا نے اپنی بیٹی کا نکاح علی علیہ السلام کے ساتھ کیا، درحالانکہ وہ پیغمبر کے چچازاد تھے، "فکان له نسبا وصهر" "پس حضرت علی علیہ السلام پیغمبر کے نسبی رشتہ دار ہیں

(تفسیر برہان جلد ۷ صفحہ ۸، جلد ۳)

(۱۰)۔لسان:

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۔ (سورہ مریم آیہ ۵۰)

''اوران سب کو اپنی رحمت سے کچھ عنایت فرمایا اور ہم نے ان کے لیے اعلیٰ درجے کا ذکر خیر (دنیا میں بھی) قرار دیا''

حضرت امام ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس آیہ شریفہ ''لسان صدق'' سے مراد امیرالمومنین علی علیہ السلام ہیں۔ا

(۱۱) صالح المومنین:

رب ذوالجلال قرآن میں فرماتا ہے:

وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ (التحریم ۶۶:۴)

''اگر تم دونوں رسول کی مخالفت میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو گے تو کچھ پرواہ نہیں، کیونکہ خدا اور جبرئیل اور تمام ایماندار میں نیک شخص ان کے مددگار ہیں۔''

ابن عباس اس آیہ شریفہ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس میں مومنین سے مراد علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔

(۱۳) جنب اللہ

خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ (سورہ الزمر ۳۹:۵۶)

''(تم میں سے) کوئی شخص کہنے لگے کہ ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا (کی بارگاہ) کا تقرب حاصل کرنے میں کی۔''

حضرت امام علی بن موسیٰ رضا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جنب اللہ سے مراد امیرالمومنین علی علیہ السلام ہیں۔

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۵۲۰ جلد ۲۶ تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۸۰ جلد ۱۵)

(۱۴)۔ ذکر و مسئول عنہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ (سورہ الزخرف ۴۳:۴۴)

''اور یہ (قرآن) تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے نصیحت ہے اور عنقریب ہی تم لوگوں سے (اس کی) باز پرس کی جائے گی

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

نحن اهل الذکر ونحن المسئولون۔

''اہل ذکر ہم ہیں اور ہمارے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۵۶۱، جلد ۲۴ تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۱۴۶، جلد ۱۰)

ایک اور مقام پر ارشاد قدرت ہے

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ (الصفت ۳۷:۲۴)

''انہیں ٹھہراؤ تو ان سے کچھ پوچھنا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

علی بن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(اصل نسخہ میں یوں ہے کہ علی بن ابی طالب کی محبت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۴۹۲، جلد ۱ تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۶۵، جلد ۵)

ایک اور جگہ پر خالق کائنات کا ارشاد ہے:

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ (سورہ المومنون ۲۳:۷۱)

''بلکہ ہم تو انہی تذکرے (جبرئیل کے واسطے سے) ان کے پاس لے کر آئے تو یہ لوگ اپنے ہی تذکروں سے منہ موڑتے ہیں۔''

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں :

ذکر سے مراد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں، کیا تم خداوند کریم کے اس فرمان کی طرف متوجہ نہیں ہو کہ ارشاد ہے:

وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا (الکہف ۱۸:۱۰۱)

''اور رسول سے (دشمنی کی وجہ سے سچی بات) کچھ بھی نہ بن سکتے تھے۔''

یعنی ان میں آنحضرت کا نام سننے کی طاقت نہ تھی، یہ سب کچھ آنحضرت اور ان کے خاندان کے ساتھ سخت دشمنی کی وجہ سے تھا۔

(تفسیر قمی جلد ۲ صفحہ ۷۴، بحار الانوار جلد ۲۴ صفحہ ۷۷ جلد ۱۰۴)

(۱۵) زلفہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الملک ۶۷:۲۷)

"تو جب یہ لوگ اسے قریب سے دیکھ لیں گے تو (خوف کے مارے) کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

روز قیامت جب کفار خدا کے نزدیک علیؑ کا مقام و مرتبہ دیکھیں گے تو ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۷۰۴ جلد ۴، تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۶۵، جلد ۴)

(۱۶) نعمت

امیر المومنین امام المتقین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

أنا واللہ! نعمته اللہ الّتی أنعم اللہ تعالیٰ علی عبادہ وبی وباھل بیتی یفوز من فاز یوم القیامۃ.

"خدا کی قسم! میں خدا کی وہ نعمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے سامنے رکھی، روز قیامت ہر کوئی میرے اور میرے اہل بیت کے وسیلہ سے مقام سعادت تک پہنچے گا۔"

(تفسیر قمی جلد ۱ صفحہ ۳۷۱، بحار الانوار جلد ۲۴ صفحہ ۵۱ جلد ۲، ۳)

(۱۷) ہادی

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرمایا:

أنا المنذر وانت الهادی.

"میں ڈرانے والا ہوں اور آپ ہدایت کرنے والے ہیں۔"

(تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۲۰۴، جلد ۵، تفسیر برہان، جلد ۲، صفحہ ۲۸۱، جلد ۱۴)

(۱۸)۔اذن واعیہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (سورہ الحاقہ ۶۹:۱۲)

''اور اسے یاد رکھنے والے کان (سن کر) یاد رکھیں۔''

اس آیہ شریفہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا کہ ''اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ'' سننے والے کان سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کے کان ہیں جو خدا اور اس کے رسولؐ کی باتیں سنتے ہیں۔ (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۷۵،۳ جلد ۲)

(۱۹)۔موذن

آسمان امامت کے ساتویں تاجدار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آیہ شریفہ

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (الاعراف ۷:۴۴)

موذن یعنی آواز دینے والے علی بن طالب علیہما السلام ہیں۔ (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۱۶، جلد ۲)

(۲۰)شاہد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ (سورہ ھود،۱۱:۱۷)

''کیا جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہو اور اس کے پیچھے ہی پیچھے ان کا ایک ہی گواہ ہو۔''

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا:

انا علی بیّنۃ من ربّی وعلیٌ شاھدٌ مِنّی۔

''میں خدا کی طرف سے دلیل و برہان ہوں اور علیؑ میری طرف سے شاہد اور گواہ ہیں۔''

(۲۱) صدیق

خالق زمین و آسمان کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ۔

(سورہ الاحدید ۵۷:۱۹)

''اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقوں اور شہیدوں کے درجے پر ہیں۔''

ابن عباس اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں کہتے ہیں:

صدیق اور شہید سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہا السلام ہیں۔

(۲۲) صاحب علم کتاب

آیہ کریمہ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔ (سورہ الرعد ۱۳: ۴۳) ''کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی) گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص کافی ہے جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے'' کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

هو علی بن ابی طالب علیه السلام و ما کان علم الکتاب الا عنده۔

''اس سے مراد حضرت علی بن ابی طالب ہیں اور ان کے علاوہ کسی کے پاس علم کتاب نہیں ہے۔''

(۲۳) والد

خالق کائنات کا ارشاد ہے:

وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ (سورہ البلد ۹۰: ۳)

''اور (تمہارے) باپ اور اس کی اولاد کی قسم''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: باپ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور اولاد سے مقصود حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ اور ان کے بعد والے آئمہ علیہم السلام ہیں۔

(تاویل الایات، جلد ۲، صفحہ ۷۸۹، جلد ۲ و ۳ تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۴۶۲، جلد ۴ و ۵)

(۲۴) عہد

اللہ رحمن ورحیم اپنی مقدس کتاب قرآن میں فرماتا ہے:

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (سورہ مریم ۱۹:۸۷)

"(اس دن) یہ لوگ سفارش پر (بھی) قادر نہ ہوں گے مگر (ہاں) جس شخص نے خدا سے (سفارش) کا اقرار لے لیا ہو۔"

صادق آل محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

عہد و پیان سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے آئمہ معصومین علیہم السلام کی ولایت ہے۔

(تاویل اہل آیات جلد ا صفحہ ۳۰۷، جلد ۱۳)

(۲۵) محبت (دوستی) اور مُبشر

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (سورہ مریم ۱۹:۹۶)

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام انجام دیئے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی محبت دلوں میں رکھ دیتا ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں روایت کی گئی ہے کہ اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ا۔

پس اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ۔

"ہم نے اس کو آپ کی زبان پر آسان کر دیا ہے" یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ۔

"تاکہ پرہیزگاروں کو اس کے وسیلہ سے بشارت دو" یعنی علی کے چاہنے والے۔

وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا (سورہ مریم ۱۹:۹۷)

"سرسخت دشمنوں کو اس کے ذریعے ڈراؤ" یعنی ان کے دشمن جن کے دلوں میں ان کے بارے میں

بغض ہے۔

(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۲۱)

(۲۶) قانت

خالق لیل ونہار کا ارشاد ہے:

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ۔

(سورہ الزمر آیہ ۹)

''کیا جو شخص رات کے اوقات سجدہ کر کے اور کھڑے کھڑے (خدا) کی عبادت کرتا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ناشکرے کافر کے برابر ہو سکتا ہے؟''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی فضیلت، عبادت، ان کے علم اور مقام ومنزلت کے بلند ہونے پر پتہ دیتی ہے۔

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۵۱۱، جلد ۲)

(۲۷) علی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ (الزخرف ۴۳:۴)

''اور بے شک وہ ہمارے پاس اُم الکتاب میں ضرور عالی شان (اور) عصمت والا ہے۔''

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۵۲ جلد ۱)

ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ "الصراط المستقیم" سیدھے راستے سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(تفسیر قمی صفحہ ۲۸، تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۲۸، جلد ۳، تفسیر عیاشی، جلد ۱ صفحہ ۲۴، جلد ۲۵)

(۲۸) صراط حمید

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَهُدُوٓا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِيْدِ (سورہ الحج ۲۲:۲۴)

''اور انہیں سزاوار حمد (خدا) کا راستہ دکھایا گیا۔''

روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت فرماتے ہیں:

هم والله، اولياء امير المؤمنين المحبون له والاهل بيته عليهم السلام۔

''خدا کی قسم! وہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے چاہنے والے ہیں جو ان سے اور ان کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں۔

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۳۳۵، جلد ۵)

(۲۹) سبیل اللہ

رب ذوالجلال کا ارشاد پاک ہے:

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سورہ محمدؐ ۴۷:۱)

''اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو خدا کے راستے سے روکا۔''

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت صادق آل محمد امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

هم بنو امية صدّوا عن الاية امير المؤمنين وولاية اولاده وهو سبيل الله الّذى من تبعه كفى عذاب الجحيم۔

''ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد اطہار کی ولایت سے روکتے تھے، یہ وہی راہ خدا ہے جو بھی اس کی پیروی کرے گا وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہے۔

''(تفسیر قمی، جلد ۲ صفحہ ۳۰۰، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۸۶، جلد ۱۳)

(۳۰) نور ارشاد قدرت ہے

قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (النساء ۴:۱۷۴)

''اے لوگو! اس میں تو شک ہی نہیں کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے (دین حق کی) دلیل آچکی ہے اور ہم تمہارے پاس ایک چمکتا ہوا نور نازل کر چکے ہیں۔''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

برہان ودلیل سے مراد رسول خداؐ اور نور مبین سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ (تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۱۴۴، جلد ۲۷)

(۳۱) حبل اللہ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا۔ (سورہ آل عمران ۳: ۱۰۳)

"اور تم سب کے سب (مل کر) خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو۔"

اس آیہ کی تفسیر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

حبل خدا سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں، پس آنحضرت کا دامن تھامے رکھو اور ان کی ولایت کو نہ چھوڑو۔

(تفسیر عیاشی، جلد ۱ صفحہ ۱۹۴ جلد ۱۲۲، بحار الانوار جلد ۳۶، صفحہ ۱۰، جلد ۱)

(۳۲) ثواب

رسول خداؐ نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرمایا:

أنت وانصارك الابرار الّذِين يعد كم الله ثواب ماعدة فى قوله تعالىٰ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۝

(سورہ آل عمران ۳: ۱۹۵)

"آپ اور آپ کے نیک ساتھی وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس سے اجر وثواب دینے کا وعدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اور خدا (ایسا ہی ہے کہ) اس کے یہاں اچھا ہی بدلہ ہے۔"

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۳۳، جلد ۱۰)

(۳۳) یَهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"امیر المومنین علیہ السلام نے کوئی حکم دیا، لیکن وہ لوگ جنہوں نے آپ سے آپ کا مقام چھینا، اس حکم کو قبول نہ کیا۔ اس بارے میں سلمان نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: وہ کون سی چیز باعث بنی ہے کہ آپ نے انہیں حق کی ہدایت فرمائی؟ آپ نے ان لوگوں کو کیوں چھوڑ نہیں دیا کہ وہ اپنی ہر سرکشی اور جہالت میں غوطہ زن ہوتے رہے؟

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَفَمَنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

(سورہ یونس ۱۰:۳۵)

''جو شخص دین کی راہ دکھاتا ہے کیا وہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کے حکم کی پیروی کی جائے یا وہ شخص جو (دوسرے کی ہدایت تو درکنار) خود ہی جب تک دوسرا اس کو راہ نہ دکھائے راہ دیکھ نہیں پاتا تو تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تم کیسے حکم لگاتے ہو؟ (بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۳۰۰، جلد ۴۷)

(۳۴) سابق مقرب

آیہ شریفہ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ (سورہ الواقعہ ۵۶:۱۱)

اور جو آگے بڑھنے والے ہیں واہ کیا کہنا وہ آگے ہی بڑھنے والے تھے یہی لوگ خدا کے مقرب ہیں کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مذکورہ آیت شریفہ خصوصاً حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی، کیوں کہ آنحضرت نے ایمان کا اعلان کرنے میں سب پر سبقت حاصل کی تھی، پس خداوند متعال نے اس آیہ شریفہ کے ذریعے آپ کی مدح و ستائش فرمائی ہے۔

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۴۲، جلد ۵)

(۳۵) آیت ونشانی

ارشاد قدرت ہے۔

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ

(سورہ الشعرآ ۲۶:۴)

''اگر ہم چاہیں تو ان لوگوں پر آسمان سے ایسا معجزہ نازل کریں کہ ان لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں۔''

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

نزلت الشمس مابین زوال الشمس الی وقت العصر، ثُمَّ یَظهر رجل یعرف بوجهه وحسبه ونسبه امام الشمس۔

''وسط ظہر کے بعد سورج وقت عصر کی طرف ڈھل رہا تھا اس وقت آفتاب کے سامنے ایک ایسا شخص ظاہر ہوتا ہے جو چہرے اور حسب ونسب کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے؟''

ابو بصیر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ وہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! امید ہے کہ وہ شخص علی علیہ السلام ہیں اور وہ وہی آسمانی نشانی ہیں۔

اور خداوند قدوس کا اپنے حبیب سے یہ فرمانا کہ لِتُنْذِرَ بِهٖ ''تاکہ لوگوں کو اس کے ذریعے سے ڈراؤ'' (اعراف آیہ ۲) اس سے مراد یہ ہے تاکہ آپ لوگوں کو ان کی پہچان کروائیں اور ان کے مقام ومرتبہ سے آگاہ کریں کہ وہ مخلوق خدا کی حجت ہیں۔

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۸۶-۲، جلد ۳، تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۸۰ جلد ۱۰)

(۳۶) کتاب منزل

آیہ شریفہ کِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَیْكَ مُبَارَكٌ (سورہ ص آیہ ۲۹)

''(اے رسول) کتاب جو ہم نے تمہارے پاس نازل کی ہے (بڑی) برکت والی ہے''

کی تفسیر میں روایت نقل ہوئی کہ حضرت نے فرمایا:

المُبَارَكُ اَمِیرُ المُؤمِنِینَ یفسّر القرآن الّذی هوالکتاب المنزل، مبارك علی امّة محمد ﷺ۔

''مبارک'' امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں جو قرآن یعنی اس کتاب کی تفسیر کرتے ہیں جو نازل کی گئی ہے، اور امت محمدؐ کے لیے مبارک اور برکت ہے۔''

جہاں پر قرآن فرماتا ہے کہ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورہ ص ۳۸:۲۹) تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں'' وہاں پر صاحبان عقل سے مراد وہ شیعہ حضرات ہیں جو ان کی ولایت کو قبول کرتے اور انہیں دوست رکھتے ہیں۔

(اسی روایت کو مثل روایت تفسیر قمی جلد، صفحہ ۲۲۴ اور تفسیر برھان جلد ۴ صفحہ ۴۷ جلد ۱ میں نقل کی گئی ہے)

(۳۷) عروۃ الوثقیٰ

یہ آیہ شریفہ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (سورہ البقرۃ ۲:۲۵۶) "اس نے وہ مضبوط رسی پکڑی" کی تفسیر میں روایت نقل ہوئی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:

"عروۃ الوثقیٰ سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور آپ کی اولاد میں سے وہ ہستیاں ہیں جو امام ہیں"

(تفسیر برہان جلد ا صفحہ ۲۴۳، جلد ۶، ۹)

(۳۸) فضل وکرم

ارشاد قدرت ہے:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

"اگر تم پر خدا کا فضل وکرم اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند آدمیوں کے سوا تم سب شیطان کی پیروی کرنے لگتے"۔ (النسا ۸۳)

اس آیہ کریمہ کی تفسیر حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رحمت سے مراد رسول خداؐ اور فضل سے مقصود امیر المومنین علیہ السلام ہیں"۔

(تفسیر برہان، جلد ا، صفحہ ۳۹۸، جلد ۲ و ۳)

(۳۹) دونوں ہاتھ کشادہ

آیہ شریفہ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ (سورۃ المائدہ ۵:۶۴) "بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں" کی تفسیر میں حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یعنی محمد وعلی علیہما السلام مبسوطتان فی حقہ یدعوان إلی اللہ ویأمران بالمعروف وینہیان عن المنکر۔

"یعنی بے شک حضرت محمدؐ اور علی علیہما السلام کے ہاتھ فریضہ الٰہی انجام دینے کے لیے کھلے ہیں اور خداوند قدوس کی طرف دعوت دیتے ہیں نیز امر بالمعروف ونہی از منکر کرتے ہیں"۔

(۴۰) قدم صدق

اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتا:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ (سورۃ یونس ۱۰:۲)

''اور ایمان داروں کو اس کی خوش خبری سنا دو کہ ان کے لیے ان کے پروردگار کی بارگاہ میں بلند مرتبہ ہے۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس سے مراد امیر المومنین حضرت علیؑ کی ولایت ہے۔''

(الکافی جلد ا صفحہ ۴۲۲، جلد ۵۰، تاویل ال آیات جلد ا صفحہ ۲۱۳)

(۴۱) احسان

اس آیہ شریفہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (سورۃ النحل ۹۰)

''بے شک اللہ تعالیٰ انصاف اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے اور قرابت داروں کو کچھ دینے کا حکم کرتا ہے'' کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''عدل سے مراد خدا کی فضیلت اور محمدؐ کی رسالت کی خلوص کے ساتھ گواہی دینا ہے اور احسان سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت اور ان دونوں ہستیوں کی اطاعت ہے، جبکہ قرابت داروں کو کچھ دینے سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور ان کی اولاد میں سے دیگر تمام آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ (سورہ النحل ۹۰) ''وہ فحشا، منکر اور ستم کرنے سے روکتا ہے'' اس آیہ میں ستم سے مراد ان دونوں کی ہستیوں پر ظلم کرنا، انہیں قتل کرنا ہے اور ان کے حق کو ادا کرنے سے منع کرنا ہے۔ ان کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنا منکر قبیح کا اکمل ترین مصداق ہے۔

(تاویل ال آیات جلد ا صفحہ ۲٦۱، جلد ۲)

(۴۲) تصدیق کنندہ

خداوند قدوس کا فرمان ہے:

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ (سورہ الزمر ۳۹:۳۳)

''اور یاد رکھو کہ جو شخص (رسول) سچی بات لے کر آیا وہ اور جس نے اس کی تصدیق کی۔''

چھٹے پیشوا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا کی طرف سے جو سچائی کے ساتھ آیا وہ رسول خداؐ تھے اور جس نے اس امر میں ان کی تصدیق کی حضرت علی علیہ السلام ہیں۔''

(تاویل اہل آیات جلد ۲ صفحہ ۵۱۸، جلد ۱۸ کشف الیقین صفحہ ۱۴۰)

(۴۳) ایثار کرنے والا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرمایا:

''میرے والد بزرگوار کے پاس تشریف لے جائیں اور ان سے زندگی گزارنے کے لیے کچھ مانگیں۔''

امیر المومنین علی علیہ السلام پیغمبر خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوئے، پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو ایک دینار دیتے ہوئے فرمایا:

''اس دینار سے اپنے اہل وعیال کے لیے کوئی غذا مہیا کریں۔''

امیر المومنین علیؑ وہاں سے روانہ ہوئے تا کہ کچھ خریدیں راستے میں حضرت مقدادؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کے سامنے اپنی بے کسی و محتاجی کا رونا رویا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے وہ دینار انہیں عطا کیا اور خود مسجد کی طرف چل پڑے، مسجد میں لیٹتے ہی انہیں نیند آ گئی رسول خداؐ نے احساس کیا کہ علیؑ نے تاخیر کر دی ہے، لہٰذا وہ ان کی تلاش میں مسجد میں پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ آپ محو خواب ہیں۔

جب علی علیہ السلام پر نظر پڑی تو فرمایا: ''آپؑ نے کیا کیا ہے''

آپ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہؐ! جب میں آپ کے ہاں سے رخصت ہوا کہ کچھ خریداری کروں، راستے میں میری ملاقات مقداد سے ہوئی تو انہوں نے میرے سامنے اپنی بدحالی کا ذکر کیا، لہٰذا وہ دینار میں نے انہیں دے دیا ہے۔''

رسول خداؐ نے فرمایا: بے شک حضرت جبرئیل نے ساری سرگزشت مجھے سنائی ہے سچ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ آپ کی شان میں نازل فرمائی ہے۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○

(سورہ الحشر ۵۹:۹)

''اور اگر چہ اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص اپنے آپ کو حرص سے بچائے گا تو ایسے لوگ ہی اپنی دلی مراد پائیں گے۔''

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۷۹، جلد ۵)

(۴۴) نجویٰ (سرگوشی) کرنے والا

خداوند قدوس کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ ○

(سورہ المجادلہ ۵۸:۱۲)

''اے ایماندارو! جب پیغمبر سے کوئی بات کان میں کہنی چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات دے دیا کرو، یہی تمہارے واسطے بہتر اور پاکیزہ بات ہے۔''

آسمان ولایت کے چھٹے تاجدار حضرت امام جعفر صادقؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

''یہ آیہ کریمہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ حکم ہوا تھا کہ جو کوئی بھی پیغمبر کے ساتھ سرگوشی کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ راہ خدا میں صدقہ دے۔''

اسی وجہ سے ثروت مند حضرات اپنے اموال میں بخل اور فقراء فقر و ناداری کی وجہ سے رسول خداؐ کے ساتھ سرگوشی کرنے کی ہمت نہ کر سکیں۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے پاس دس درہم اور دو بھیڑ کے بچے تھے، آپ نے دس درہموں سے دس مرتبہ رسول خداؐ کے ساتھ سرگوشی فرمائی اور دونوں ذبح کر کے راہ خدا میں بطور صدقہ تقسیم کر دیئے، آنحضرت کے علاوہ کوئی بھی اس کام پر موفق نہ ہو سکا۔ پس آپ کی شان میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی:

أَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقٰتٍ۔ (سورہ المجادلہ ۵۸: ۱۳)

''(مسلمانو) کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ (رسول کے) کان میں بات کہنے سے پہلے خیرات کرلو۔''

پس اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ کو نسخ فرمادیا، نجویٰ کرنے پر فقط حضرت علی علیہ السلام ہی کامیاب ہوسکے تھے۔

(العمدۃ صفحہ ۱۸۷، کشف الیقین صفحہ ۱۰۴ تفسیر برہان لد ۴ صفحہ ۳۰۹ جلد ۷)

(۴۵) منتظر

قرآن کریم میں خداوند قدوس کا ارشاد پاک ہے:

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (سورۃ الاحزاب ۳۳: ۲۳)

''ان میں سے بعض وہ ہیں جو مرکر اپنا وقت پورا کر گئے اور ان میں سے بعض (حکم خدا کے) منتظر بیٹھے ہیں۔''

سلسلہ امامت کے پانچویں درخشاں ستارے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یہ آیہ کریمہ حضرت حمزہؓ، حضرت علیؑ اور حضرت جعفر طیارؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے، آیت میں جو آیا ہے کہ بعض نے اپنا وعدہ وفا کیا، اس سے مراد حضرت حمزہؓ اور جعفر طیارؓ ہیں اور بعض منتظر ہیں سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں کہ جو شہادت کے منتظر تھے، اللہ تعالیٰ ان اور ان کے خاندان پر سلام بھیجے اور آنحضرت کے قاتل پر کئی گنا عذاب کرے۔''

(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ جلد ۴)

(۴۶) سبیل مقیم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ (سورہ الحجر ۱۵: ۷۶)

''بے شک بستیوں کے نشان قائم راستے پر موجود ہیں۔''

حضرت امام صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

نحن المتوسّمون وامیرالمؤمنین السبیل المقیم۔

''ہم نشانیاں ہیں اور امیر المومنینؑ راہ مستقیم و استوار ہیں۔''

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۲۵۰، جلد ۷ و ۸)

(۴۷) رحمت

خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُدْخِلُ مَنْ يَشَآءُ فِي رَحْمَتِهٖ (الشوریٰ ۴۲:۸)

''جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔''

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

ولایة امیرالمؤمنین علیه السلام هو رحمة الله علی عباده، من دخل فیها کان من النّاجین المقربین ومن تخلف عنها کان من الهالکین۔

''حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت وہی رحمت خدا ہے جو بندوں پر ہے جو کوئی بھی آنحضرت کی ولایت کو قبول کرے گا وہی نجات پانے والوں اور مقربین میں سے ہوگا اور جو کوئی بھی ان کی ولایت کا منکر ہوگا وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہوگا۔''

(تفسیر فرات صفحہ ۵۲۹، جلد ۴)

(۴۸) عدل

خدائے عادل کا فرمان ہے:

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ٥

''تو نے جس جانور کو مارا ہے چوپاؤں میں سے اس کا مثل تم سے جو دو منصف آدمی تجویز کر دیں اس کا بدلہ دینا ہوگا۔

(سورۃ المائدہ ۵:۹۵)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اس آیت میں خدا کا مقصود رسول خداؐ اور حضرت علیؑ ہیں بے شک رسول خداؐ کے بعد ان کے قائم مقام

علیؑ ہیں اور یہ وہ ہستیاں ہیں جو ان کی مثل حکم کرتی ہیں۔" (تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۵۰۳، جلد ۹)

(۴۹) علم

آیہ شریفہ وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ (الزخرف ۴۳: ۶۴) "اور تو یقیناً قیامت کی ایک روشن دلیل ہے" کے ذیل میں سلسلہ سند کے ساتھ ایک روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے علم سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا: یا علی! انت علم ھذا الامۃ من اتبعک نجا ومن تخلف عنک ھلک۔

"اے علیؑ! آپ اس امت کے لیے علم و آگاہی کا سبب ہیں، جو کوئی بھی آپ کی پیروی کرے گا وہ نجات پا جائے گا اور جس نے آپ سے انحراف کیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔" (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۷۰، جلد ۳۶)

(۵۰) بلاغ

آیہ شریفہ ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِہٖ... (سورہ ابراہیم ۱۴: ۵۲)

"یہ لوگوں کے لیے ایک قسم کی اطلاع ہے تا کہ لوگ اس کے ذریعے سے (عذاب خدا) سے ڈرائے جائیں" کے ذیل میں نقل ہوا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:

"بلاغ" سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت ہے تا کہ لوگ اگر اس کے ذریعے سے ڈرائے جائیں" اور "جو لوگ عقل والے ہیں نصیحت حاصل کریں" سے مراد آنحضرت کے شیعہ ہیں، جو صاحب عقل و خرد ہیں۔"

(۵۱) طور سینین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ، وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ (سورہ تین ۹۵: ۱ و ۲)

"انجیر اور زیتون کی قسم اور سینین کی قسم۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''انجیر سے مراد امام حسنؑ، زیتون سے مقصود امام حسینؑ اور طور سینین سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔''

(تاویل اہل آیات جلد ۲ صفحہ ۸۱۳، جلد ۲)

(۵۲) کلمہ تامہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''بے شک امام شکم مادر میں سنتے ہیں اور جب وہ متولد ہوتے ہیں تو ان کے بازو پر لکھا ہوتا ہے وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا (الانعام ۶:۱۱۴)

''اور سچائی اور انصاف میں تو تمہارے پروردگار کی بات پوری ہوگئی۔''

جس وقت وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو اس وقت زمین سے آسمان تک ایک نورانی ستون نصب کیا جاتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے بندوں کے اعمال دیکھیں، بے شک حضرت علی علیہ السلام انہیں کلمات تامہ میں سے ایک کلمہ تھے۔''

(۵۳) حق الیقین

حضرت امام صادق علیہ السلام آیہ شریفہ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ (الحاقہ ۶۹:۵۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حق الیقین سے مراد

ولاية علی بن ابی طالبؑ فمن كذب بها كانت عليها حسرة، كان قد كذب بالحق اليقين من وجوب ولايته.

''علی بن ابی طالبؑ کی ولایت ہے، جو کوئی بھی اسے جھٹلائے گا وہ پشیمانی و ندامت میں مبتلا ہوگا، اس نے درحقیقت حق الیقین کی تکذیب کی ہے کہ آنحضرت کی ولایت واجب و لازم ہے۔''

(تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۸۰ جلد او ۲)

(۵۴) لسان

خالق کائنات کا ارشاد پاک ہے:

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ، وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ (سورہ البلد ۹۰: ۸ و ۹)

''کیا ہم نے اسے دونوں آنکھیں اور زبان اور دونوں لب نہیں دیئے۔''

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ آنکھوں سے مراد رسول خداؐ سے مقصود امیر المومنین علیؑ اور دو ہونٹوں سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں۔''

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۷۹۸، جلد ۳)

(۵۵) قول مختلف

سورہ الذاریات میں ارشاد قدرت ہے:

اِنَّكُمْ لَفِىْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ (الذاریات ۸: ۵۱)

''(اے اہل مکہ) تم لوگ ایک ایسی مختلف بات میں پڑے ہو۔''

حضرت امام صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اس سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت علیؑ کی ولایت کے بارے میں مطلع کیا تو انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔''

(ایسی ہی ایک روایت تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۲۳۱ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل ہوئی ہے)

سورہ ملک کی آیت نمبر ۱۳ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ''اور تم لوگ اپنی بات چھپا کر کہو یا کھلم کھلا وہ تو دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے'' کے بارے میں فرماتے ہیں:

''یعنی خداوند متعال تمہارے باطن سے آگاہ ہے کہ تم نے آنحضرت کے بارے میں کینہ اور دشمنی دلوں میں چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔''

آیہ شریفہ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ ''ہم نے ان کے لیے یکے بعد دیگرے قرآن کی آیات بھیجیں (سورۃ القصص

۵۱:۲۸) کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ایک کے بعد ایک امام بھیجا۔"

(۵۶)انسان

خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ (الرحمن ۵۵:۱تا۳)

"بڑا مہربان (خدا) اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا"

ثامن الائمہ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آیت میں انسان سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے لوگوں کی احتیاجات انہیں سکھائی ہیں۔"

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۳۰ جلد ۲ کے ضمن میں)

(۵۷)حیات وزندگی

پروردگار عالم کا فرمان ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ۚ

"اے ایمان دارو! جب تم کو (ہمارا) رسول (محمدؐ) ایسے کام کے لیے پکارے جو تمہاری حیات وزندگی کا باعث ہو تو خدا کے رسول کا حکم دل سے قبول کرو۔" (سورہ الانفال ۸:۲۴)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ آیت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بے شک آنحضرت کی ولایت حیات ابدی اور سعادت دائمی کا موجب ہے۔

(الکافی جلد ۸ صفحہ ۲۴۸ جلد ۳۴۹)

(۵۸)تجارت

خداوند متعال کا فرمان ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝

"ایمان دارو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی طرف راہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بخشے۔"

(سورہ الصف ۶۱:۱۰)

حضرت امام صادق علیہ السلام اس آیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

انا التجارة العظمیٰ امربحة المنجية من عذاب الله الاهم التی دلّ الله تعالیٰ فی کتاب.

"میں وہ عظیم منافع بخش تجارت ہوں، جس کے ذریعے خدا کے دردناک عذاب سے نجات پاؤ گے، وہ ایسی تجارت ہے جس کی طرف خداوند متعال نے اپنی کتاب میں راہنمائی فرمائی ہے۔

(تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۳۰، جلد ۱)

ابن عباس کہتے ہیں کہ آیہ شریفہ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَخۡشَ اللّٰهَ وَيَتَّقۡهِ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ۔ "اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کا حکم مانے اور خدا سے ڈرنے اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے گا" (النور ۲۴: ۵۲) حضرت علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۴۵، جلد ۴)

(۵۹) وصیت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"جس رات مجھے آسمان کی سیر کروائی گئی تو خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مجھے فرمایا:"

یا محمد! علیّ وصیّك، یا محمد! أنا الله لا اله إلّا أنا عالم الغیب وآشهادة الرحمن الرّحیم. یا محمد! علیّ وصیك وَهُواول من اخذ میثاقه من الوصیین وآخر من اقبض روحه من الاوصیاء وهوالدابّة الّتی تکلمهم. ولیس للك ان تکتمه شیئاً من علمی، ماخلقت من حلال اوحرام الّا وعلی علیم به.

"اے محمدؐ! علیؑ تمہارا وصی اور جانشین ہے، اے محمدؐ! میں وہ خدا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، غیب وظاہر کا عالم اور بخشنے والا اور مہربان میں ہوں۔"

''اے محمدؐ! علیؑ تمہارا جانشین ہے، اوصیاء میں وہ سب سے پہلا ہے جس سے میں نے میثاق و وعدہ لیا ہے اور وہی سب سے آخری ہوگا جس کی میں روح قبض کروں گا۔ وہ وہی جنبش کرنے والا ہے جو لوگوں سے گفتگو کرے گا تمہارے لیے سزاوار نہیں ہے کہ میرے عطا شدہ علم میں سے کوئی چیز اس سے پوشیدہ رکھو، میں نے کوئی ایسی حلال یا حرام چیز پیدا نہیں کی ہے جس سے علیؑ آگاہ نہ ہو''

(ایسی ہی روایت بحار الانوار جلد ۱۸، صفحہ ۳۷۷، جلد ۸۲ اور جلد ۵۳ صفحہ ۶۷ میں نقل ہوئی ہے)

(۶۰) سلم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً (البقرة۲: ۲۰۸)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''سلم'' سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور دیگر آئمہ علیہم السلام کی ولایت ہے جو آنحضرت کی اولاد میں سے ہیں۔''

اس کے بعد فرمایا:

اقبلوها كافّة ولا تنكروها۔

''تمام کے تمام ان کی ولایت قبول کرو اور اس سے انکار مت کرو۔'' (تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۲۰۸، جلد ۲، ۳،۶، ۱۲)

آیہ شریفہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔'' اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ پرہیز گار ہیں اور جو لوگ نیکو کار ہیں خدا ان کا ساتھی ہے۔ (سورۃ النحل ۱۶: ۱۲۸) کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور ان کے بعد والے آئمہ ہیں اور یہ آیہ شریفہ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ۔'' اور (نعمت ایمان) کے شکر کرنے والوں کو بہت جلد جزائے خیر دیں (سورہ آل عمران ۳: ۱۴۵) کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں کہ خداوند متعال نے ان کی عبادت کی وجہ سے ان کا شکریہ ادا کیا۔''

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۱۹ جلد ۵)

(۶۱) یمین

کثیر کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ مبارکہ وَاَمَّاۤ اِنۡ کَانَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ "اور وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے (سورہ الواقعہ ۵۶:۹۰) کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یمین" سے مراد امیر المومنین علیؑ اور اصحاب یمین سے مقصود آنحضرت کے شیعہ ہیں۔"

(تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۲۸۵، جلد ۴)

(۶۲) آسمان

ابوبصیر کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام آیہ کریمہ وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَہُمَا بَاطِلًا ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا "اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں انہیں بےکار نہیں پیدا کیا۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ جو کافر ہو بیٹھے (سورہ ص ۳۸:۲۷) کے بارے میں فرماتے ہیں:

"آسمان سے مراد حضرت علیؑ اور زمین سے مراد فاطمہ علیہا السلام اور "ان دو کے درمیان" سے مراد وہ آئمہ علیہم السلام ہیں جو آپ کی اولاد میں سے ہیں۔"

(۶۳) ایمان

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے یہ آیہ مبارکہ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُہٗ ۔ "اور جس شخص نے ایمان سے انکار کیا تو اس کا سب کیا (دھرا) اکارت ہوگیا" (سورہ المائدہ ۵:۵) کے بارے میں اپنے مولا و آقا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"آیہ مجیدہ میں "ایمان" سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں اور آیہ کریمہ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ۔ "لیکن خدا نے تمہیں ایمان کی محبت دے دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں عمدہ کر دکھایا ہے۔" (الحجرات ۴۹:۷) کے بارے میں فرمایا:

آیت میں "ایمان سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور آیہ کریمہ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ "اور کفر اور نافرمانی سے تم کو بیزار کردیا ہے۔" (الحجرات ۴۹:۷) سے مراد آنحضرت کے دشمنوں اور ان لوگوں کی ولایت و دوستی ہے جنہوں نے آپ کا حق چھین لیا۔ (تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۲۰۶، جلد ۲،۶)

(۶۴) کلمۃ التقویٰ

مالک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیہ شریفہ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا۔ ان کو کلمہ تقویٰ (پرہیزگاری کی بات) پر قائم رکھا اور یہ لوگ اسی کے سزاوار اور اہل بھی تھے۔" (سورہ الفتح ۴۸:۲۶) میں کلمہ تقویٰ کیا کیا معنی ہے؟ آپ نے فرمایا:

"آیت مجیدہ میں کلمہ تقویٰ سے مراد ولایت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہے۔"

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۹۵ جلد ۸، بحار الانوار جلد ۲۴ صفحہ ۱۸۰، جلد ۱۳)

(۶۵) امانت

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سورہ نساء کی آیت نمبر ۵۸ اِنَّ اللهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ "بے شک خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں امانت رکھنے والوں کے حوالے کر دو" کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

هي والله! ولاية امير المؤمنين عليه السلام و ما اخذ عليهم من العهد بالبيعة له والائمة من ولده عليهم السلام۔

"خدا کی قسم! وہ امانت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت ہے، یہ وہی تو ہیں جن کے بارے میں لوگوں سے عہد و پیمان لیا گیا کہ ان کی اور ان کی اولاد سے اماموں کی بیعت کریں۔"

(بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۶ جلد ۸)

(۶۶) سائق

جابر کہتے ہیں میں نے سورۃ ق کی آیت نمبر ۲۱

وجاءت کل نفس معها سائق وشهيد۔

ہر شخص ہمارے سامنے اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کے ساتھ ایک ہنکانے والا اور اس کے ساتھ ایک گواہ کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آیہ مبارکہ میں سائق سے مراد امیر المومنین حضرت علیؑ اور شہید سے مقصود حضرت محمد مصطفیؐ ہیں۔

(٦٧) ساعت

ابو صاعت کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان اللیل والنھار اثنتا عشر ساعة، وان علی بن ابی طالب أشرف ساعة من تلك الساعة۔

"بے شک شب و روز بارہ ساعت ہیں اور علی بن ابی طالبؑ ان ساعتوں میں سے بہترین ساعت ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ ۔ (سورہ الفرقان ۲۵:۱۱)

"بلکہ انہوں نے قیامت کو جھٹلایا اور ہم نے قیامت کو جھٹلانے والے کے لیے شعلے نکالتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔"

(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۵۷ جلد ۳)

(٦٨) قسط

جناب جابر کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ مبارکہ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ "درحالانکہ عدالت کو قائم کرنے والا ہے (سورہ آل عمران آیہ ۱۸) کے بارے میں فرماتے ہیں:

"القسط" العدل، اقامة الله تعالی لامیر المؤمنین علیه السلام عدلا بین الناس وقسطا یقیم الحق بینهم وبین الله تعالی ان اطاعوه هداهم۔

"قسط یعنی عدل کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین علی علیہ السلام کے توسط سے برپا کیا تاکہ آنحضرتؑ لوگوں کے درمیان عدل و انصاف فرمائیں، تاکہ لوگوں کے درمیان حق قائم کریں، اگر لوگ آنحضرت کی اطاعت و پیروی کریں گے تو ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔"

(تفسیر عیاشی جلد ا صفحہ ۱۶۵ جلد ۱۸، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۴، جلد ۵۱)

(٦٩) صراط سوی (راہ معتدل)

حفص بن کناسی کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ شریفہ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحٰبُ

الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰی۔ ''پس عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصحاب میں سے سیدھی راہ والے کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون ہیں؟'' (سورہ طٰہٰ ۲۰:۱۳۵) کی تلاوت کی اور اس کی تفسیر میں فرمایا:

''آیہ مبارکہ میں ''صراط سوی'' سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور وہ لوگ ہیں جو آپ کی ولایت کے وسیلہ اور پیروی کرنے کے ذریعہ سے ہدایت یافتہ ہوئے۔

(تاویل الآیات صفحہ ۳۲۳، جلد ۲۴، ۲۵)

(۷۰) آب گوارہ (خوش ذائقہ پانی)

جمیل بن دراج کہتے ہیں کہ میں نے سورہ ملک آیہ شریفہ ۳۰ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ۔ ''(اے رسول) کہہ دو کہ بھلا دیکھو تو اگر تمہارا پانی زمین کے اندر چلا جائے تو کون ایسا ہے جو تمہارے لیے پانی کا سرچشمہ بہالائے'' کی تفسیر کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

أرأيتم أذهب الله تعالىٰ عنكم امامكم فمن يأتيكم بامام من بعده يبين لكم ما اختلفتم فيه؟۔

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بھی کسی امام کو اٹھا لیتا ہے تو وہ کون ہے جو آپ کے لیے رہبر، امام اور پیشوا لاتا ہے، تاکہ آپ کے درمیان اٹھنے والے اختلافی مسائل کو بیان کرے؟''

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۷۰۸، جلد ۱۰)

(۷۱) احسن

ابو بصیر کہتے ہیں: میں نے آیہ مجیدہ وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ''اور جو اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کریں (سورہ الزمر آیہ ۵۵) کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

هي ولاية امير المومنين عليه السلام وما علم الله تعالىٰ فيه من مصالح الامة۔

''اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور اس چیز کا اتباع ہے جس میں اللہ تعالیٰ

مصلحت رکھتا ہے۔"

(تفسیر قمی جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

(۷۲) مشہود

عبدالرحمن بن کثیر کہتے ہیں: میں نے سورہ بروج کی آیت نمبر ۳ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ۔ "قسم ہے! گواہ کی اور اس کی جس کی گواہی دی جائے، کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"آیہ مجیدہ میں شاہد سے مراد حضرت علیؑ اور مشہود سے مراد رسول خداؐ ہیں"

(الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۲۵ جلد ۶۹، معانی الاخبار صفحہ ۲۸۵ جلد ۷)

(۷۳) امت

حمزہ کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام آیہ شریفہ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ۔ "اور ہماری مخلوقات میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دین حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق ہی (حق) انصاف کرتے ہیں (الاعراف آیہ ۱۸۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"آیہ مبارکہ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں کہ خداوند متعال نے انہیں امت کے نام سے یاد کیا ہے، جیسا کہ آیہ شریفہ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ "بے شک حضرت ابراہیم ایک مستقل امت اور اللہ کے اطاعت گزار تھے۔"

(سورہ نحل آیہ ۱۲۰) میں حضرت ابراہیم کو امت کا نام دیا ہے۔"

(ایسی ہی روایت تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۴۲، جلد ۰ ۱۳۰ اور تفسیر برہان، جلد ۲ صفحہ ۵۳، جلد ۴ میں نقل ہوئی ہے)

(۷۴) عرف

ابوخطاب کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ مبارکہ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ "آپ عفو کا راستہ اختیار کریں اور نیکی کا حکم دیں۔" (سورہ الاعراف آیہ ۱۹۹) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"عرف یعنی نیکیوں سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔"

اور آیہ شریفہ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ "اور جاہلوں سے منہ موڑلو" کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَلَّذِيْنَ تَرَكُوْا وِلَايَتَهٗ وَلَمْ يَقْبَلُوْ يَقْبَلُوْهَا مَعَ علمهم انها حق من الله تعالٰی۔

''نادان و جاہل وہ لوگ ہیں، جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو ترک کر دیا، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت کی ولایت حق ہے اور خدا کی طرف سے ہے اور اس کے باوجود انہوں نے ولایت کو قبول نہیں کیا''

(ایسی ہی روایت تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۴۳ میں عبدالاعلیٰ نے حضرت امام جعفرؑ سے نقل کی ہے اور ایسی ہی روایت تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۵۵، جلد ۴ میں نقل ہوئی ہے)

(۷۵) استقامت

جابر کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق سے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا ۔''بے شک جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسی پر جمے رہے، ان پر ملائکہ پیغام لے کر نازل ہوتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور رنجیدہ بھی نہ ہو۔'' (سورہ حٰم سجدہ ۳۰) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

''یہ آیہ مبارکہ حضرت علی علیہ السلام ان کی اولاد میں آئمہ علیہم السلام اور آپ کے شیعوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔''

(تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۱۱۰، جلد ۸)

(۷۶) استخلاف

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ کریمہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۝ (سورہ النور آیہ ۵۵) ''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے صاحبانِ ایمان اور عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے'' کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

''یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا: وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۔(النور ۲۴:۵۵) ''اور ان کے لیے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لیے

پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا" اس سے مقصود حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ ہے۔"

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۳۶۸، جلد ۲۱)

(۷۷) قلم

محمد بن فضیل کہتے ہیں: میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے آیہ مبارکہ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ ن قلم اور اس چیز کی قسم جو یہ لکھ رہے ہیں" (القلم ۶۸:۱) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"ن سے مراد رسول خداؐ اور قسم سے مراد مقصود حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام ہیں۔"

(تاویل الآیات، جلد ۲۰ ۷، جلد ۱)

(۷۸)۔ فرع، شجرہ

عمر بن یزید کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ شریفہ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ۔ "بے شک وہ پاکیزہ درخت ہے جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوتی ہے۔" (الابراہیم ۱۴: ۲۴) کی تفسیر کے متعلق پوچھا تو آنحضرت نے فرمایا:

الشجرة رسول الله وامیرالمؤمنین علیه السلام والأئمة من ولده علیهم السلام فرعها واغصانها وعلمهم ثمرها، وشیعتهم ورقها، وان المومن لیموت فیسقط ورقة من تلك الشجرة وانّه لیولد فتورق ورقة فیها۔

"شجرہ (درخت) سے مراد رسول خداؐ ہیں، حضرت امیرالمومنین اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام اس کا تنا اور شاخیں ہیں، اس کا پھل ان کا علم (بحر بیکراں) ہے اور اس کے پتے آنحضرت کے شیعہ ہیں۔ بے شک جب کوئی مومن رحلت کرتا ہے تو اس درخت سے ایک پتا گرتا ہے اور جب کوئی مومن بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس درخت سے ایک پتا نکل آتا ہے۔ اور فرمایا کہ آیہ شریفہ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا۔ "یہ شجرہ ہر زمانے میں حکم پروردگار سے پھل دیتا رہتا ہے۔" (ابراہیم آیہ ۲۵) سے مراد یہ ہے:

ما یخرج الی النّاس من علم الامام فی کلّ حین یسئل عنه۔

"حلال وحرام کے بارے میں) ایسے مطالب ہیں جو امام علیہ السلام کی طرف سے شیعوں تک اس وقت پہنچتے ہیں، جب وہ کوئی مسئلہ پوچھتے ہیں۔"

(یہ روایت بحار الانوار جلد ۲۴ صفحہ ۱۴۰، جلد ۶ اور صفحہ ۱۴۱، جلد ۷ میں عمر بن یزید نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے، البتہ الفاظ میں تھوڑا بہت فرق ہے۔)

(۷۹) طریقہ

ابوحمزہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ مجیدہ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا "اور اگر یہ لوگ سب ہدایت کے راستے پر ہوتے تو ہم انہیں وافر پانی سے سیراب کرتے (الجن ۷۲:۱۶) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

الطریقة حبّ علیّ بن ابی طالب علیہ السلام والاوصیاء من بعدہ۔

"آیت میں طریقہ سے مراد علی بن ابی طالبؑ اور ان کے بعد ان کے جانشینوں سے محبت کرنا ہے۔"

(بحار الانوار جلد ۲۴، جلد ۲۱)

(۸۰) حق

ابوبصیر کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ شریفہ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ "کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار حق کو برابر دل میں ڈالتا رہتا ہے اور وہ برابر غیب کا جاننے والا ہے۔" (السبا ۳۴:۴۸) کی تفسیر میں فرمایا:

الحقّ امیر المؤمنین علیہ السلام والأئمة من ولدہ علیہم السلام۔

"(آیت میں) حق سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام ہیں۔"

ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آیہ کریمہ۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ حق آ گیا اور باطل فنا ہو گیا" (بنی اسرائیل ۱۷:۸۱) کی تفسیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

الحق موعد الامام

"حق امام علیہ السلام کی وعدہ گاہ ہے۔"

وہ کہتے ہیں میں نے پھر عرض کیا کہ آیہ مبارکہ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ۔ "اسی طرح پروردگار حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے۔" (الرعد آیہ ۱۷) کی تفسیر کیا ہے تو آپ نے فرمایا:

اَلْحَقُّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن علیه السلام و الباطل عدوه۔

"حق سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور باطل سے مقصود ان کے دشمن ہیں۔"

ابو بصیر کہتے ہیں: میں نے آیہ مجیدہ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (بہتر کہا) (الکہف آیہ ۲۹) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے، اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے یعنی امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کو قبول کرے) اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے (یعنی حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کو قبول نہ کرے)۔

پھر آنحضرت سے آیہ مبارکہ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ۔ "جبکہ وہ ان کے پاس حق لے کر آیا اور ان کی اکثریت حق کو ناپسند کرنے والی ہے۔" (المومنون ۲۳:۷۰) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"ان میں اکثریت آنحضرت کی ولایت کو قبول نہیں کرتی۔" (ایسی ہی روایت المناقب، جلد ۳ صفحہ ۶۱ میں نقل ہوئی ہے)

(۸۱) هُدًى (ہدایت کرنے والا)

محمد بن فضیل کہتے ہیں: میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے آیہ شریفہ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ۔ "اور ہم نے ہدایت کو سنا تو ایمان لے آئے" (الجن آیہ ۱۳) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

الهدى ما وعز عليهم رسول اللهﷺ من ولاية اميرالمومنين واولاده الائمة من قبلها واتى بها يوم القيامة فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا۔ (الجن آیہ ۱۳)

"ہدیٰ سے مراد وہ اشارات ہیں جو رسول خدا نے امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کے بارے میں امت تک پہنچائے اور اسے یہ سمجھایا کہ جو کوئی بھی اس (ولایت) کو قبول کرتے ہوئے میدان حشر میں وارد ہوگا، اسے نہ خسارے کا خوف ہوگا اور نہ ظلم و زیادتی کا ڈر ہوگا"

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا کیا یہ تنزیل ہے یا تاویل؟

آپ نے فرمایا بلکہ تاویل ہے۔

(تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۹۲، جلد ۱)

(۸۲) مقتدیٰ

عمار یاسر آیہ مبارکہ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ "یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے لہٰذا آپ بھی اس ہدایت کے راستے پر چلیں۔" کی تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں؟! خداوند متعال نے حکم دیا کہ لوگ آئمہ علیہم السلام کی اقتداء کریں اور ان کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل پیرا ہوں، تاکہ ان کے کردار ورفتار کی پیروی کرتے ہوئے نجات حاصل کر سکیں، یہ تمام چیزیں حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے اماموں میں واضح طور پر پائی جاتی ہیں۔

(۸۳) مختص رحمت

حماد کہتے ہیں: امام رؤف حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام اپنے اجداد اطہار سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ شریفہ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ "جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کر لیتا ہے۔" (بقرہ آیہ ۱۰۵) کی تفسیر میں فرمایا:

المختصّون بالرحمة نبي الله ووصيّه وعترتهما عليه وعليهم السلام، انّ الله مائة رحمة تسعة وتسعون عنده مذخورة لمحمّدٍ وعليّ وعترتهما عليه وعليهما السلام، وجزء واحد مبسوط على سائر الموحدين.

"رسول خداؐ، ان کے جانشین (علیؑ) اور ان دونوں کی عترت رحمت خدا کے لیے مختص ہیں، بے شک خدا کی سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ننانوے (۹۹) محمدؐ علیؑ اور ان دونوں کی عترت کے لیے ذخیرہ کی گئی ہیں جبکہ اس کا ایک حصہ تمام موحدین میں تقسیم کیا گیا ہے۔"

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۱۴۰ جلد ۲)

(۸۴) نفس مطمئنہ

عبدالرحمن بن حجاج کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیات شریفہ یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ "اے

نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف پلٹ آ اس عالم میں کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ پھر میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔" (الفجر آیہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی نفس امیرالمؤمنین علیہ السلام راضیۃً بمادارات ولیّہا ومرضیۃ فیہارأت فی عدوِّھا۔

"نفس سے مقصود امیر المومنین علی علیہ السلام ہے کہ جو کچھ وہ اپنے دوست کے پاس (نعمات و مقام ومرتبہ) دیکھتا ہے اس سے وہ راضی ہے، اور جو کچھ (ذلت و پستی) اپنے دشمن میں دیکھتا ہے تو اس سے راضی ہے۔"

(ایسی ہی روایت تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۷۹۵ جلد ۶ میں عبدالرحمن بن سالم سے نقل ہوئی ہے)

(۸۵) امام

داؤد بن سلمان کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام نے پیغمبر اکرمؐ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول خداؐ آیہ شریفہ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۔ "اس دن ہم ہر کسی کو ایک کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔" (بنی اسرائیل آیہ ۷۱) کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ آیت کریمہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ روز قیامت ہر قوم کو ان کے امام، ان کے پروردگار کی کتاب اور ان کے پیغمبر کی سنت کے ساتھ بلایا جائے گا۔"

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۲۷۴ جلد ۱۶)

اس کے بعد رسول خداؐ فرماتے ہیں:

یا علی! انت سید الوصیین و امام المتقین وامیرالمؤمنین وقائد الغرّ المحجّلین ویعسوب الدین۔

"اے علیؑ! تم اوصیاء کے سردار، متقین کے امام، مومنوں کے امیر، سفید چہرے والوں کے قائد اور دین کے عظیم رئیس ہو۔"

کہا گیا: اے رسول خداؐ! کیا آپ تمام لوگوں کے رہبر و پیشوا نہیں؟

آپ نے فرمایا:

أنا رسول الله الی الناس اجمعین، ولکن سیکون من بعد آئمة علی الالنّاس من اهل بیتي، یقومُونَ فی النّاس بالعدل، وتظلمهم ائمة الکفرو اشیاعهم واتباعهم۔ ألافمن والاهم واتبعهم وصدقهم فهو مِنی ومعي وسیقانی الاومن ظلمهم و کذبهم فلیس مِنّی ولا سعی وانامنه بری.

''میں خدا کی طرف سے تمام لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں، لیکن میرے بعد میرے خاندان سے لوگوں کے امام ہوں گے، وہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف برپا کریں گے، لیکن آئمہ کفران پر اوران کے پیروکاروں پر ظلم وستم ڈھائیں گے۔''

''آگاہ ہوجاؤ! جوکوئی ان سے محبت کرے، ان کی پیروی کرے اوران کی تصدیق کرے وہ مجھ سے ہے اور میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ملاقات کرے گا۔''

''آگاہ ہوجاؤ! جوکوئی ان پر ظلم وستم کرے گا اوران پر ستم ڈھانے والوں کی مدد کرے گا اوران کو جھٹلائے گا، وہ مجھ سے نہیں ہوگا اور میں اس سے بیزار ہوں۔''

(تاویل الآیات جلد ا صفحہ ۲۸۳ جلد ۱۹)

(۸۷) ملقی (دوزخ میں ڈالنے والا)

شریک کہتے ہیں میں سلیمان اعمش کی حالت احتضار (جان کنی) کے وقت اس کے پاس تھا، کہ اچانک ابن ابی لیلی، ابن شرمہ اور ابوحنیفہ داخل ہوئے، ابوحنیفہ نے سلیمان کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا:

اے ابا محمد! خدا سے ڈرو کیونکہ دنیا سے واپس جانے کا تمہارا یہ پہلا دن ہے، تو نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں ایسی ایسی روایات نقل کی ہیں، اگر وہ نہ کرتا تو تمہارے لیے بہتر تھا۔''

سلیمان بن اعمش نے کہا: کیا میرے جیسے شخص کے ساتھ ایسی بات کی جاسکتی ہے؟ میری مدد کرو، تاکہ میں ٹیک لگا کر بیٹھ سکوں۔ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بعد وہ ابوحنیفہ کی طرف منہ کر کے کہتا ہے: اے ابا حنیفہ! ابومتوکل ناجی نے سعید خدری سے میرے سامنے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

اذاکان یوم القیامة یقول الله تعالیٰ لی ولعلی أدخِلاعادا کما وابغضکماوادخلا الجنّة من والا کمال واحبّکما۔

''جب روز قیامت ہوگا تو خداوند متعال مجھ اور علیؑ سے کہے گا، جس نے بھی تمہارے ساتھ دشمنی کی اور

بغض رکھا، اسے دوزخ میں پھینک دیں، اور جس نے بھی آپ کو دوست رکھا اور آپ کی پیروی کی،

اسے بہشت میں داخل کریں۔''

اور آیہ شریفہ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ۔ حکم ہوگا کہ تم دونوں ہر ناشکرے، سرکش کو جہنم

میں ڈال دو (سورہ ق ۵۰:۲۴) کا معنی بھی یہی ہے۔

عبایہ ربعی سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

انا قاسمُ الجنّة والنّار اقول: هذا لی هذا لك۔

''جنت وجہنم کو تقسیم کرنے والا میں ہوں، میں دوزخ سے کہوں گا کہ یہ میرے لیے ہے اور وہ

تیرے لیے۔''

''یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب ابوذرؓ اور رسول خدا پل صراط پر بیٹھے ہوں گے جو کوئی بھی نبوت پیغمبرؐ

اور میری ولایت کا انکار کرے گا اسے دوزخ میں پھینکا جائے گا، پس فرمان خدا اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ

كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ۔ ''تم دونوں ہر ناشکرے کافر کو جہنم میں ڈال دو'' کا مطلب بھی یہی ہے الكفار

من جحد نبوة محمد والعنيد من جحد ولايتي وعاندني۔

کفار سے مراد ہر وہ شخص جو نبوت محمدؐ کا منکر ہو اور عنید سے مقصود ہر وہ شخص ہے جو میری ولایت کا انکار کرے اور مجھ سے

دشمنی رکھتا ہو۔ (المناقب جلد ۲، صفحہ ۱۵، بشارۃ المصطفی، صفحہ ۴۹، تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

ایک دوسری روایت میں محمد بن حمران کہتے ہیں: میں نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

اذا كان يوم القيامة وقف محمد ﷺ على الصراط فلا يجوز عليه الّا من كان معه

براءة۔

''روز قیامت حضرت محمدؐ پل صراط پر قیام فرما ہوں گے، کوئی بھی شخص وہاں سے عبور نہیں کر سکے گا، مگر یہ

کہ اس کے ہمراہ پروانہ ہو۔''

میں نے عرض کیا: برات یعنی پروانہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ولاية بن ابی طالب والائمة من ولده عليهم السلام۔

''(وہ پروانہ) علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کی ولایت ہے۔''

''اس وقت منادی نداء دے گا: یا محمد ﷺ! علی! اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ

كُفَّارٍ (بِنُبُوَّتِكَ) وَعَنِيدٍ (لِعَلِيٍّ بن ابی طالب وولده عليه وعليهم السلام۔
''اے محمدؐ! اے علیؑ! جس نے بھی آپ کی نبوت کا انکار کیا اور علی اور اولادِ علی علیہم السلام سے دشمنی رکھی، اسے جہنم میں ڈال دیں۔''

(تاویل اہل آیات جلد ۲ صفحہ ۶۰۹، جلد ۵)

(۸۸) موعودِ متقی

محمد بن علی کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ شریفہ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ۔ ''کیا وہ بندہ جس سے ہم نے بہترین وعدہ کیا ہے اور وہ اسے پا بھی لے گا (قصص آیہ ۶۱) کے بارے میں فرمایا:

الموعود علی بن ابی طالب علیه السلام وعد الله تعالیٰ ان ینتقم الله له من اعدائه فی الدنیا، ووعده الجنة له ولعترته ولاولیائه فی الآخرة۔

''جنہیں وعدہ دیا گیا، وہ علی بن ابی طالبؑ ہیں کہ خداوند متعال نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے وسیلہ سے دنیا میں اپنے دشمنوں سے انتقام لے گا اور آخرت میں انہیں، ان کی عترت اور ان کے دوستوں کو وعدہ بہشت دیا ہے۔'' (تاویل اہل آیات جلد ۱ صفحہ ۴۲۲، جلد ۱۸)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے کہ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ''یا پرہیز گاروں کو فاسقوں کی طرح بدکار قرار دیں۔ (ص آیہ ۲۸)

فالمتقون علیؑ والحسن والحسین والائمة علیهم السلام وذریتهم، والفجار الذین تظهروا علیهم بالعداوة والعمی۔

''پس پرہیز گار علی، حسن، حسین، آئمہ علیہم السلام اور ان کی ذریت ہے، جبکہ بدکار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اندھی دشمنی کی بناء پر ان پر غلبہ حاصل کر لیا۔''

(ایسی ہی روایت تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۴۰۴، جلد ۱ میں بھی نقل ہوئی ہے۔)

(۸۹) منصور

فرج بن ابی شیبہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے اس

آیت کی یوں تلاوت فرمائی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیثَاقَ النَّبِیِّینَ لَمَا آتَیْتُکُم مِن کِتَابٍ وَحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَاءَ کُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ یَعْنِی رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ وَلَتَنصُرُنَّہٗ۔ یَعْنِی وَصِیّہ امیر المؤمنین علیہ السلام۔

''اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تمام انبیاء سے وعدہ لیا کہ ہم تم کو جو کتاب وحکمت دے رہے ہیں اس کے بعد جب وہ رسول آجائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم سب اس پر ایمان لے آنا (یعنی رسول خدا پر ایمان لے آنا) اور ان کی مدد کرنا (یعنی جانشین پیغمبر کی مدد کرنا)''

''آپ نے فرمایا: لم یبعث اللہ نبیاً ولا رسولاً الاّ واخذ علیہ المیثاق لمحمد ﷺ بالنبوّۃ وبعلیٍ بالامامۃ۔

''خداوند کریم نے کوئی بھی ایسا نبی مبعوث نہیں کیا ہے جس سے حضرت محمدؐ کی نبوت اور حضرت علیؑ کی امامت کا وعدہ نہ لیا ہو۔''

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، جلد ۲۹)

(۹۰) صاحبان امر

ابو مریم انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ شریفہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ''ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو، رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو (نساء آیہ ۵۹) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

''یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔''

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۸۵ جلد ۳۲ میں عبد اللہ بن سنان سے بھی نقل ہوئی ہے)

(۹۱) زیتونہ اور شجرہ مبارکہ

محمد بن علی حلبی کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ شریفہ یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ ''(ایک جگمگاتے تارے کی مانند ہے) جو زیتون کے بابرکت درخت سے روشن کیا جائے'' (نور آیہ ۳۵) کی تفسیر کے متعلق فرمایا:

''زیتون سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں''

میں نے عرض کیا کہ آیہ شریفہ یَکَادُ زَیۡتُهَا یُضِیۡٓءُ "اس کا روغن نور عطا کرتا ہے" (نور آیہ ۳۵) کی تفسیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

یکاد نور علمه ینتشر فی الارض۔

(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۳۴، جلد ۴)

"اس کا نور علم کرہ ارض پر پھیل جائے گا۔"

(۹۲)۔ بیت (گھر)

سلمان بن جعفر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے آیہ مبارکہ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا۔ "اے پالنے والے! مجھے میرے والدین اور جو بھی اس گھر میں با ایمان داخل ہو اس کو بخش دے (نوح آیہ ۲۸) کے بارے میں سوال کیا ہے کہ "بیت" سے کیا مراد ہے؟

آنحضرت نے فرمایا:

نما عنی الله تعالیٰ بالبیت ولایة علی بن ابی طالب علیه السلام من دخل فیها دخل بیوت الانبیاء۔

"گھر سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے، جو بھی اس میں داخل ہو گیا وہ پیغمبروں کے گھر میں داخل ہوا ہے۔"

(تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۹۰ جلد ا، میں ایسی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے)۔

(۹۳)۔ قربیٰ (نزدیکی)

ابوالحسن مثنی کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

جس وقت آیہ شریفہ قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَیۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِی الۡقُرۡبٰی۔ "(اے رسول) کہہ دو کہ تم میں سے کوئی سوال نہیں کرتا مگر اپنے قریبیوں سے محبت کا" (شوریٰ آیہ ۲۳) نازل ہوئی تو رسول خدا کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

ایھا النّاس انّ الله تعالیٰ فرض علیکم فرضاً فهل انتم مؤدوه؟

"اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر ایک کام لازم کر دیا ہے کیا اسے ادا کرو گے؟"

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آنحضرت اگلے روز لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور گذشتہ گفتگو کا تکرار فرمایا پھر کسی نے

کوئی جواب نہ دیا۔ تیسرے دن بھی پیغمبر اکرمؐ نے اپنی بات دہرائی، مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا:

''اے لوگو! جو کچھ میں نے تمہیں کہا ہے خداوند متعال نے اس کی ادائیگی تمہارے اوپر واجب قرار دی ہے۔ یہ سونا، چاندی یا کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے۔''

انہوں نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر آیہ شریفہ قُل لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیهِ اَجرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی نازل فرمائی ہے'' میں تم سے رسالت پیغمبر کی کوئی اجرت نہیں مانگتا، سوائے اپنے نزدیکوں کی محبت ومودت کے۔''

انہوں نے کہا: اگر ایسا ہے تو ہم قبول کرتے ہیں۔

چھٹے رہبر وراہنما حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما وفی منھم غیر سبعة نفر سلمان ابو ذر والمقداد وعمار وجابر ومولیٰ لرسول اللہ ﷺ وزید بن ارقم، وانّما عنی بالقربی امیر المؤمنین علیہ السلام والائمة من ولدہ علیھم السلام۔

''سات افراد سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، عمارؓ، جابرؓ رسول خداؐ کا غلام اور زید ابن ارقم کے علاوہ کس نے بھی اس عہد وپیمان کی وفا نہ کی، قربیٰ سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام ہیں''

(سند میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ ایسی ہی ایک روایت بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۲۳۱ اور تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۱۲۴، جلد ۱۴ میں نقل ہوئی ہے)

(۹۴) سفید چہرے والے:

جب صحابی پیغمبر حضرت ابوذرؓ کو ربذہ کی طرف شہر بدر کیا گیا تو انہوں نے امیر المومنین، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت مقدادؓ، حذیفہؓ، عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ ایک نشست رکھی۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا: کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ رسول کا فرمان ہے:

''روز قیامت میری امت پانچ پرچموں کے ساتھ حوض کوثر پر میرے پاس آئے گی، پہلا پرچم اس گوسالہ (امت) کا ہوگا کہ جب میں پرچم اس کے ہاتھ سے لے لوں گا تو اس اور اس کے

پیروکاروں کے چہرے سیاہ پاؤں ڈگمگا اور گرمی کی شدت سے دل بیٹھ جائیں گے"

"پھر عبداللہ بن قیس ایک پرچم اس کے ہمراہ داخل ہوگا، جب میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو اس اور اس کے پیروکاروں کے چہرے سیاہ، پاؤں لڑکھڑا اور گرمی کی تپش سے دل بیٹھ جائیں کے اس بعد مخدج اپنے پرچم کے ہمراہ داخل ہوگا، جب میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو اس اور اس کے پیروی کرنے والوں کے چہرے سیاہ، پاؤں ڈگمگا اور گرمی سے دل بیٹھ جائیں گے"

"پھر چوتھا پرچم لے کر داخل ہوں گے تو میں کہوں گا کہ تم بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلے جاؤ"

وہ تمام کے تمام اپنے سیاہ چہروں کے ساتھ لوٹ جائیں گے اور حوض کوثر سے ایک گھونٹ تک نہیں پی سکینگے۔

ثم یرد علیّ امیر المؤمنین واقائد الغرّ المحجّلین، فاقوم وآخذ بیدہ فیبیض وجھہ ووجوہ اصحابہ۔

فاقول: بماذا خلفتمونی فی الثقلین بعدی؟ فیقولون: اتبعنا الاکبر وصدّقناہ ووازرنا الاصغر ونصرناہ وقتلنا معہ۔ فاقول: ردّوا فیشربون شربۃ لا یظمأون ابدًا وینصرفون مبیضۃ وجوھھم کالشمس الطالعۃ ولا القمر لیلۃ تمامہ۔

"پھر امیر المومنین اور سفید چہرے والے کے رہبر آئیں گے جب میں ان کا ہاتھ پکڑوں گا تو ان کے دوستوں کے چہرے چمکنے لگیں گے"

"پس میں کہوں گا کہ آپ لوگوں نے میرے بعد میری چھوڑی ہوئی دو گرانقدر چیزوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ہے؟ وہ کہیں گے، ہم ثقل اکبر (قرآن کریم) کی اطاعت اور تصدیق کی اور ثقل اصغر (اہل بیت پیغمبرؐ) کی نصرت کی اور ان کے زیر سایہ دشمنوں کے ساتھ جنگیں لڑیں"

"پس وہ سب حوض کوثر میں داخل ہو جائیں گے اور ایسا شربت نوش کریں گے، کہ اس کے بعد انہیں ہرگز احساس تشنگی نہیں ہوگا، وہ چودھویں کے چاند کی مانند چمکتے ہوئے سفید اور نورانی چہرے کے ساتھ واپس لوٹیں گے"

حضرت ابوذر نے مولیٰ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور تمام حاضرین کے چہروں کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا: آپ اس حدیث کی گواہی دیتے ہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں

اس نے کہا میں بھی اس حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں گواہی دیتا ہوں اس کے بعد آیہ مبارکہ "یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ" "قیامت کے دن جب بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ" (آل عمران آیہ ۱۰۶) کی تاویل کی یاد دہانی کروائی اور کہا: تمام تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں۔

(ایسی ہی روایت اسی سند کے ساتھ تفسیر برہان جلد ا صفحہ ۳۰۸ جلد ۱)

مقداد اور فضائل علی:

(۸۴۹۔۳۲) کتاب سلیم بن قیس میں مذکور ہے کہ سلیم کہتے ہیں:

میں نے مقدار سے کہا کہ خدا آپ پر اپنی رحمت بھیجے، آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق پیغمبر اکرمؐ سے جو بہترین بات سنی ہے وہ میرے سامنے بیان کریں۔

مقداد نے کہا:

میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ان اللہ توحد بملکہ فعرف انوارہ نفسہ ثم فوض الیھم امرہ باحھم جتہ فمن اراد ان یطھر قلبہ من الجن والانس عرفہ ولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام فمنا اراد ان ینا س علی قلبہ امسک عنہ معرفۃ علی بن ابی طالب ولیہ السلام۔

"بے شک خداوند متعال اپنی بادشاہت میں یکتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے انوار کے ذریعہ سے اپنی شناخت کروائی، پھر اپنا امر ان کے حوالے کر دیا، اور بہشت ان کے لیے آسان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جن وانس میں سے جس کا دل پاک کرنا چاہتا ہے اسے علی بن ابی طالب کی ولایت پہنچوا دیتا ہے اور جس کے دل پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے اسے حضرت علیؑ کی ولایت کے قریب نہیں آنے دیتا"

"اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! حضرت آدمؑ اس وقت تک اس لائق نہ ہوئے کہ خداوند متعال انہیں پیدا کرتا، ان میں اپنی روح پھونکتا، ان کی توبہ قبول کرتا اور انہیں جنت میں واپس پلٹا جب تک انہوں نے میری نبوت اور علی بن ابی طالب کی ولایت کا اقرار نہ کیا"

"اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ارضی وسماوی ملکوت کی نشان دہی نہ کروائی گئی اور انہیں اپنا دوست نہ بنایا گیا جب تک انہوں نے میری نبوت اور اس کے بعد علی علیہ السلام کی ولایت کا قرار نہ کرلیا"

"اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک حضرت موسیٰ

علیہ السلام سے گفتگو نہیں کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نشانی کے طور پر نہ پہنچوایا، جب تک انہوں نے میری نبوت اور اس کے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کو نہ پہچان لیا"

والذی نفسی بیدہ !ماتنبأ نبی قطه الا بمعرفته والاقرارلنا بالولایة ولا استأھل خلق من اللہ النظر الیه الا بالعبودیة له والاقرار لعلی علیه السلام بعدی۔

"اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی پیغمبر اس وقت تک پیغمبر نہ بنا، جب تک اس نے مجھے نہ پہچان لیا اور میری ولایت کا اقرار نہ کر لیا۔ خدا کی مخلوق میں سے کوئی بھی چیز اس وقت اس قابل نہ ہو سکی کہ خداوند متعال اس پر اس اپنی نظر لطف کرے، مگر یہ کہ خدا کی عبودیت اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کا اقرار کیا"

اس کے بعد حضرت مقدادؓ خاموش ہو گئے۔

میں نے کہا: خدا آپ پر رحمت کرے، کیا کوئی اور بات بھی ہے؟

انہوں نے (مقداد) نے کہا: ہاں میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"علی علیہ السلام اس امت کے حاکم، مدبر، گواہ اور حساب کتاب کرنے والے ہیں۔ وہ بلند مقام کے مالک ہیں، وہ حق کا روشن راستہ ہیں اور خدا کا صراط مستقیم ہیں"

"میرے بعد لوگ انہی کے وسیلہ سے گمراہی سے نجات حاصل کریں گے وہ دل کے اندھوں کو بصیرت عطا کریں گے، نجات پانے والے انہی کے توسط سے نجات پائیں گے، انہی کے ذریعہ سے موت سے پناہ حاصل کریں گے، خوف سے محفوظ ہوں گے، انہیں کے وسیلہ سے گناہ محو ہوں گے، ظلم و ستم ختم ہوگا اور رحمت الٰہی نازل ہوگی"

وھو عین اللہ الناظرة واذنه السامعه ولسانه الناطق فی خلقه ویده المبسوطة علی عباده بالرحمة ، ووجھه فی السماوات والارض وجنبه الظاھر المبین وحبله القوی المتین ولعروته الوثقی التی لا انفصام لھا وبابة الذی یؤتی منه وبیته الذی من دخله کان آمناً علی الصراط فی بعثر من عرفه نجا الی الجنة ومن انکرہ ھوا الی النار۔

''وہ خدا کی بصیرت چشم اور سننے والے کان ہیں، وہ مخلوق خدا میں اس کی زبان گویا اور اس کے بندوں پر رحمت کا کھلا ہوا ہاتھ ہیں، وہ آسمانوں اور زمین میں خدا کا چہرہ ہیں، وہ اس کی واضح آشکار د ایمیں طرف ہیں، وہ خدا کی محکم رسی اور مضبوط کنڈا ہیں جو ہرگز اس سے جدا نہیں ہوگا، وہ باب خدا ہیں لہٰذا اسی میں داخل ہوا جائے، وہ خانہ خدا ہیں، جو بھی اس میں داخل ہوگا وہ حفظ وامان میں ہوگا، وہ اس دن پل صراط پر خدا کا علم ہوں گے، جس دن لوگوں کو (قبروں سے) اٹھایا جائے گا، جو کوئی بھی انہیں پہچان لے گا وہ نجات یافتہ ہوگا اور بہشت میں داخل ہوگا اور جس کسی نے بھی ان کا انکار کیا وہ دوزخ میں ہوگا۔''

(کتاب سلیم بن قیس صفحہ ۲۴۷، بحارالانوار جلد ۴۰ صفحہ ۹۶)

علیؑ کا علم بحر بیکراں

(۸۵۰۔۳۳) کتاب ''سعد السعود'' میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

ایک دن امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''اے ابن عباس! نماز عشاء پڑھنے کے بعد جبانہ صحرا میں میرے پاس آنا'' وہ کہتے ہیں: نماز پڑھنے کے بعد میں صحرا میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، رات چاندنی تھی، آپ نے اپنا چہرہ اقدس میری طرف کرتے ہوئے فرمایا:

ماتفسیر الالف من الحمد والحمد جمیعا؟

''الحمد کی الف اور کلمہ کی حمد کی تفسیر کیا ہے؟''

چونکہ میں کچھ نہیں جانتا تھا لہٰذا میں خاموش رہا۔

آنحضرت نے سکوت کو توڑتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا اور کافی دیر تک الحمد کی الف کی تفسیر بیان کرتے رہے۔ دوبارہ مجھ سے پوچھا:

فما تفسیر اللام من الحمد؟

''کلمہ الحمد کے حرف لام کی تفسیر کیا ہے؟

ابن عباس کہتے ہیں: میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں۔ آنحضرت نے کافی دیر تک الحمد کے لام کی تفسیر بیان فرمائی۔ پھر پوچھا:

فما تفسیر الحاء من الحمد؟

"کلمہ الحمد میں حرف حاء کی تفسیر کیا ہے؟"

میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہے۔ آنحضرت کافی دیر تک حرف "حاء" کی تفسیر کرتے رہے۔ پھر پوچھا:

فما تفسیر المیم من الحمد؟

"الحمد میں حرف "میم" کی تفسیر کیا ہے؟"

ابن عباس کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپؑ نے کافی دیر تک کلمہ میم کی تفسیر بیان فرمائی۔ پھر پوچھا:

فما تفسیر الدال من الحمد؟

"کلمہ الحمد کے حرف دال کی تفسیر کیا ہے؟"

میں نے عرض کیا! آقا مجھے معلوم نہیں ہے۔

آنحضرت نے کلمہ الحمد کے حرف دال کی تفسیر طلوع فجر تک بیان فرمائی، اس کے بعد مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے ابن عباس! اٹھو اور گھر جاؤ تاکہ نماز صبح کے لیے آمادہ ہوسکو۔"

وہ کہتے ہیں: جب میں کھڑا ہوا تو یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں آنحضرت کی تمام گفتگو سمجھ چکا ہوں۔

ابن عباس کہتے ہیں: میں نے قرآن کے متعلق اپنے اور علیؑ کے علم کے متعلق غور و فکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا علم علی علیہ السلام کے علم کے مقابلے میں ایسے ہے، جیسے بحر بیکراں کے مقابلے میں چھوٹا سا حوض ہو۔

(سعد السعود صفحہ ۲۸۶، بحار الانوار جلد ۹۲ صفحہ ۱۰۵)

نقاش سے ایک روایت نقل ہوئی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں:

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایسا علم تھا جو آپ نے رسول خداؐ سے سیکھا تھا، جبکہ رسول اکرمؐ نے وہ علم اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا تھا، پس پیغمبرؐ کا علم، علم خدا تھا، اور علی علیہ السلام کا علم، علم رسول خداؐ اور میرا علم علی علیہ السلام کے علم سے ہے، پس میرا اور حضرت محمد خاتم المرسلینؐ کے تمام اصحاب کا علم سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ تھا۔

(المناقب جلد ۲ صفحہ ۳۰، بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۱۴۷)

علیؑ نے دیوار کو روکا

تفسیر امام عسکری علیہ السلام میں روایت نقل ہوئی ہے۔

ایک دن منافقین نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا، انہوں نے آپ اور آپ کے اصحاب کو ایسی دیوار کے قریب کھانے کی دعوت پر بلایا جس کی لمبائی تیس (۳۰) ہاتھ اور اونچائی پندرہ (۱۵) ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ تھی۔ انہوں نے اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس دیوار کو نیچے سے خالی کیا، اور کچھ افراد کو مامور کیا کہ لکڑیوں کے سہارے دیوار کو تھامے رکھیں کہ جونہی علی علیہ السلام آئے تو دیوار کو علیؑ اور ان کے چاہنے والوں پر گرا دیں۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے دوستوں کے ہمراہ دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، جب انہوں نے دیوار گرانے کے لیے اسے دھکا دیا تو آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے دیوار کو گرنے سے روک لیا، اور دسترخوان پر کھانا لگا ہوا تھا، حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے فرمایا: بسم اللہ کھانا شروع کریں، آپ خود بھی اپنے دائیں ہاتھ سے کھانے میں مشغول ہو گئے اور بائیں ہاتھ سے دیوار کو روکے رکھا، جبکہ آپ کے اصحاب کھانا کھانے میں مصروف رہے۔

آپ کے دوستوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: اے برادر رسول خدا! آپ کھانا بھی تناول فرما رہے ہیں اور دیوار کو بھی گرنے سے روکے ہوئے ہیں، یہ آپ کے لیے باعث زحمت ہے کہ دیوار گرنے سے ہماری خاطر روکا ہوا ہے۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

انّی لست اجدله من المس بیساری الّااقل ممّا اجدمن ثقل هٰذِهِ اللقمة بیمینی۔

''دیوار کا بوجھ میں بائیں ہاتھ پر محسوس کر رہا ہوں، یہ اس لقمہ سے سبک تر ہے جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے۔''

(تفسیر امام عسکری صفحہ ۱۹۳ بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۳۱، جلد ۱۹ ابن شہر آشوب نے بھی یہ جالب نظر روایت المناقب کی جلد ۲ صفحہ نمبر ۳ پر بطور مختصر نقل کی ہے)

قابل ذکر بات یہ ہے کہ قبل ازیں ہم اس روایت کو ذکر کر چکے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے جب خانہ کعبہ کی دیواروں سے بتوں کو اکھاڑا تو دیواریں کانپ اٹھیں، پھر آپ نے بتوں کو زمین پر پھینک کر چور چور کر دیا۔

علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ معاویہ کہتا ہے:

میں نے پیغمبر خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

واللہ! یا علی! لو بارزك اهل الشرق والغرب لقتلتهم اجمعین۔

''اے علی! خدا کی قسم! اگر مشرق و مغرب سے بسنے والے تمام لوگ آپ سے جنگ و مبارزہ کریں تو آپ یقیناً تمام کو ہلاک کر دیں گے۔'' (تفسیر قمی جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۲۳۳)

شجاعت علی علیہ السلام

واقعہ اشجع ثقفی جس میں علی علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے شجاعان عرب کو بھیجا، ان میں سے ایک سپاہی نے اپنے کمانڈر سے کہا:

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمیں کس کے مقابلے میں بھیج رہے ہو؟ تم ہمیں اس چنگھاڑتے ہوئے شیر کے مقابلے میں بھیج رہے ہو جو زندگیوں کو ہوا میں اڑاتا ہے۔ خدا کی قسم! ملک الموت کا سامنا کرنا ہمارے لیے کہیں آسان تر ہے علی بن ابی طالب کا سامنا کرنے سے۔''

رسول خداؐ کو ولایت علیؑ کی تاکید

(۸۵۴۔۳۷) شیخ صدوق اپنی دونوں کتابوں ''علل الشرائع'' اور ''خصال'' میں لکھتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عرج النبیﷺ الی السمآء مائة وعشرین مرة، مامن مرةٍ الاّ وقد وصی الله عزّوجلّ فیها النبیﷺ بالولایة علی والائمة اکثر ممّا اوصاه بالفرائض۔

''پیغمبر اکرمؐ نے ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ معراج کیا ہے، ہر دفعہ خداوند متعال نے نبی اکرمؐ کو علیؑ اور تمام آئمہ علیہم السلام کی ولایت کے متعلق واجبات سے زیادہ تاکید فرمائی۔''

(الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۰۰، بحارالانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۷، تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۲۷۵)

قرآن نازل ہونے والی رات میں علیؑ کی روح قبض ہوئی

(۸۵۵۔۳۸) کتاب ''اثبات الوصیہ'' میں مذکور ہے کہ روایت نقل ہوئی ہے:

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار علی علیہ السلام کو سپرد خاک کرنے کے بعد سر پر سیاہ عمامہ اور دوش پر سیاہ عبا پہنے ہوئے خطاب کرنے کے لیے منبر پر تشریف لائے۔

آپ نے خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

انه والله! قد قبض فی هذه اللیلة رجل ماسبقه الاولون ولایدرکه الآخرون انه کان لصاحب رایة رسول الله، جبرئیل عن یمینه ومیکائیل عن یساره لاینثنی حتی یفتح الله علی یدیه۔

''خدا کی قسم! آج کی رات ایسے شخص کی روح قبض کی گئی کہ گذشتگان میں سے کوئی بھی ان کے مقابلے میں نہ تھا اور نہ ہی آئندہ کوئی شخص ان کے مقام و مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے، وہ رسول خداؐ کے علم بردار تھے، ہمیشہ جبرئیل ان کے دائیں طرف اور میکائیل بائیں جانب ہوتا تھا، وہ ہرگز کسی بھی جنگ سے واپس نہیں لوٹے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو کامیاب و کامران کیا ہے۔''

''خدا کی قسم! انہوں نے کوئی چاندی یا سونا (بطور ارث) نہیں چھوڑا، انہوں نے صرف سات سو (۷۰۰) درہم چھوڑے ہیں، جو سخاوت کرنے کے بعد بچ گئے تھے۔''

آنحضرت کی اس روت روح قبض ہوئی، جس رات میں قرآن نازل ہوا، اسی رات کو یوشع بن نون کی روح قبض کی گئی اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان کی طرف گئے۔ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۵۴)

کلام علیؑ کی تفسیر زبان علیؑ سے

(۸۵۶۔۳۹) کتاب ''مناقب'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علیؑ سے پوچھا: آپ نے کس حال میں صبح کی ہے؟ آپ نے فرمایا:

اصبحت وانا الصدیق الاکبر والفاروق الاعظم، وانا وصی خیر البشر، وانا الاول وانا الاخر، وانا الباطن وانا الظاهر، وانا بکل شی علیم، وانا عین الله وانا جنب الله وانا امین الله علی المرسلین بنا عبد الله ونحن خزان الله فی ارضه وسمائه وانا احی امیت وانا حی لا یموت۔

''میں نے صبح کا آغاز اس طرح سے کیا کہ میں صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہوں، میں خیر البشر کا وصی ہوں، اول، آخر، ظاہر و باطن میں ہوں، میں تمام چیزوں کو جانتا ہوں، میں عین اللہ ہوں، میں جنب (حق) اللہ ہوں، میں پیغمبروں پر اللہ کا امین ہوں، ہمارے ہی وسیلہ سے خدا کی پرستش ہوتی ہے، آسمان و زمین میں خدا کے خزانہ دار ہم ہیں، میں ہوں کہ زندہ کرتا ہوں، میں ہی ہوں کہ مارتا ہوں اور میں ایسا زندہ ہوں کہ ہرگز نہیں مروں گا؟

وہ بادیہ نشین عرب آنحضرت کی گفتگو سن کر حیران و پریشان ہوگیا، حضرت امیر المومنین نے خود اپنے کلام کی وضاحت یوں فرمائی۔

وضاحت کلام

''میں اول ہوں یعنی سب سے پہلا شخص ہوں جو رسول خداؐ پر ایمان لایا''

''میں آخر ہوں یعنی رسول خداؐ کے جسد مبارک کو لحد کے حوالے کرنے کے بعد میں سب سے آخری شخص ہوں جس نے انہیں دیکھا''

''میں ظاہر ہوں یعنی اسلام کو آشکار کرنے ولا میں ہوں''

''میں باطن ہوں یعنی میں علم ودانش کا خزانہ ہوں''

''میں تمام چیزوں سے آگاہ ہوں یعنی میرا علم تمام چیزوں پر محیط ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کا علم اپنے پیغمبر کا عطا کیا اور انہوں نے سب کچھ مجھے ہدیہ کیا''

''میں عین اللہ ہوں یعنی میں مومنین وکفار کو دیکھنے کے لیے چشم خدا ہوں''

''میں جنب اللہ ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:''

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ (الزمر آیہ ۵۶)

''پھر تم میں سے کوئی نفس یہ کہنے لگے کہ ہائے افسوس کہ میں نے خدا کے حق میں بڑی کوتاہی کی ہے''

جس نے خدا کے بارے میں کوتاہی کی ہے، درواقع اس نے میری کوتاہی کی ہے۔

مترجم یہ جنب اللہ خدا کے حق اور اس کی اطاعت کا نام ہے اور ہر وہ شے جو کمال تقرب کی بناء پر اس کی بارگاہ تک پہنچ جائے اسے جنب اللہ کہا جا سکتا ہے اور اسی بناء پر حضرت علی علیہ السلام کا ایک لقب جنب اللہ بھی ہے۔

''میں پیغمبروں پر اللہ کا امین ہوں یعنی کوئی بھی پیغمبر اس وقت تک پیغمبر نہیں بنا جب تک حضرت محمدؐ کی مہر نہ لگی ہو۔ اسی وجہ سے آنحضرت کو خاتم المرسلین کہا گیا ہے، حضرت محمد تمام پیغمبروں کے آقا و سردار ہیں اور میں ان کے اوصیا اور جانشینوں کا آقا و سردار ہیں اور میں ان کے اوصیاء اور جانشینوں کا آقا و سردار ہوں۔''

''ہم زمین پر خدا کے خزانہ دار ہیں یعنی بے شک رسول خداؐ نے اپنی زبان صدق کے ذریعے جو کچھ ہمیں سکھایا ہے، ہم نے اسے سیکھ لیا ہے۔''

''میں زندہ کرتا ہوں یعنی رسول خداؐ کی سنت اور ان کے طریقہ کار کو زندہ کرتا ہوں۔''

''میں مارتا ہوں یعنی بدعت کو ختم کرتا ہوں نئی نئی چیزوں کو دین میں داخل ہونے سے روکتا ہوں۔''

''میں زندہ کرتا ہوں، ہرگز نہیں مروں گا یہ قرآن کریم کی ایک آیہ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں ارشاد قدرت ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

(آل عمران ۳:۱۶۹)

''خبردار! راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں رزق پا رہے ہیں۔''

(مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۳۸۵، بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۳۴۷، جلد ۴۰)

علیؑ کے فضائل میں کچھ قرآنی آیات

(۸۵۷۔۴۰) جناب شیخ طبرسیؒ کتاب ''احتجاج'' میں تحریر فرماتے ہیں:

سلیم بن قیس کہتے ہیں: میں اپنے آقا و مولیٰ امیر المومنین کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، میں نے اس کی گفتگو سنی، اس نے عرض کیا: مجھے اپنی عظیم ترین فضیلت و منقبت سے آگاہ فرمائیں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

''خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں میری شان میں آیات نازل فرمائی ہیں''

اس نے عرض کیا: وہ کون سی آیات ہیں؟

آپ نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی کہ ارشاد قدرت ہے:

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (سورہ ھود ۱۱:۱۷)

''جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل رکھتا ہے اور اس کے پیچھے اس کا گواہ بھی ہے۔''

فرمایا: پیغمبر خداؐ کا وہ گواہ اور شاہد میں ہوں۔

ارشاد قدرت ہے:

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ۔

(سورہ الرعد ۴۳)

''اور یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں تو کہہ دیجیے، کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رسالت کی گواہی کے لیے خدا کافی ہے اور وہ شخص کافی ہے جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔''

فرمایا: وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ والکتاب ''جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے'' سے مراد اللہ تعالیٰ کا مقصود و منظور میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (المائدہ ۵:۵۵)

''ایمان والو! تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبانِ ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔''

اور آیہ شریفہ: اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (النساء ۴:۵۹)

''(اے ایمان والو!) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو۔''

آپ نے فرمایا: ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جو میرے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

علیؑ کے فضائل رسول کی زبان سے

سلیم کہتے ہیں: میں نے عرض کی: رسول خداؐ کی طرف سے آپ کے جو بہترین فضائل و مناقب نقل ہوئے ہیں، وہ بیان فرمائیں:

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

اول: پیغمبر خداؐ نے غدیر خم کے روز مجھے (اپنا جانشین) مقرر کیا، اس کے بعد حکم خدا سے میری ولایت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعد.

''آپ کی میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی ہے۔''

دوم: ایک دفعہ میں رسول خداؐ کے ہمراہ مسافرت پر گیا، میرے سوا آنحضرت کے پاس کوئی خدمت گزار نہ تھا، ہمارے پاس صرف ایک ہی لحاف تھا، اس میں حضرت بھی پیغمبر کے ہمراہ تھی، پیغمبر خداؐ میرے اور عائشہ کے درمیان لیٹ گئے اور ہم تینوں اسی لحاف کے نیچے سو گئے، کیونکہ اس کے علاوہ ہمارے پاس

کوئی اور لحاف نہیں تھا۔

رسول خداؐ جب نماز شب کے لیے اٹھے تو لحاف کے درمیانی حصے کو اپنے دستِ مبارک سے نیچے فرمایا جو نیچے چمٹ گیا گویا پیغمبر کے اس کام سے وہ لحاف دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اور میرے اور عائشہ کے درمیان فاصلہ پیدا ہوگیا۔

سوم: ایک رات میں بخار میں مبتلا ہوا، جس کی وجہ سے سو نہ سکا، پیغمبر خداؐ میرے جاگنے کی وجہ سے بیدار رہے اور رات انہوں نے میرے اور اپنے مصلے کے درمیان بسر کی۔ آنحضرت کچھ دیر نماز میں مصروف رہنے کے بعد میرے پاس تشریف لائے، میری احوال پرستی کرتے اور مجھے دیکھتے گئے، اس رات رسول خداؐ کا صبح تک یہی کام رہا۔ جب صبح ہوگئی تو آنحضرت نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کی اس کے بعد فرمایا:

اللّٰهم اشف عليًّا وعافه فانه اسهر في الليلة مما به۔

''اے میرے معبود! علی کو بخار سے شفا عطا فرما، کیوں کہ وہ ساری رات نہیں سو سکے۔''

پھر رسول خداؐ نے اصحاب کی موجودگی میں فرمایا: اے علی! آپ کو مبارک ہو۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! خدا آپ کو خوش رکھے اور میں آپ پر قربان جاؤں۔ آپ نے فرمایا:

إنّي لم أسال الله الليلة شيئًا الا اعطانيه و لم اسأله لنفسي شيئًا الا سألت لك مثله، واني دعوت الله ان يواخي بيني وبينك ففعل، وسألته ان يجعلك ولیّ كل مومن ومؤمنةٍ ففعل۔

''بے شک اس رات میں نے اللہ سے کچھ نہیں مانگا مگر جو کچھ مانگا، اس نے عطا کیا ہے، میں نے اپنے لیے کوئی ایسی چیز نہیں مانگی مگر یہ کہ وہ آپ کے لیے بھی طلب کی ہے، میں نے خداوند قدوس سے یہ مانگا ہے کہ میرے اور آپ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرے (اللہ نے میری دعا قبول کی ہے) اور ایسا کر دیا میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ آپ کو ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا ولی و سرپرست قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔''

اس دوران دو افراد نے ایک دوسرے سے مذاق کرتے ہوئے کہا: دیکھ رہے ہو اس نے خدا سے کیا مانگا ہے؟ خدا کی قسم! ایک صاع یعنی ۳ کلو کھجور اس چیز سے بہتر ہے جو اس نے خدا سے مانگا ہے اگر وہ اپنے پروردگار سے کسی فرشتہ کے نازل ہونے کی دعا مانگتا، جو دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرتا، یا کسی خزانے کے نازل ہونے کی دعا مانگتا، جس سے وہ خود اور اس کے اصحاب کی مالی حالت بہتر ہو جاتی، یہ اس سے کہیں بہتر تھا، جس کی اس نے خدا سے درخواست کی ہے۔

یہ سب کچھ اس حال میں تھا کہ پیغمبر اسلامؐ نے علیؑ کو کسی خیر کی دعوت نہیں دی مگر یہ کہ ان کی درخواست مستجاب ہوئی۔

(الاحتجاج صفحہ ۱۵۹)

خدا کا خلیفہ کہاں ہے؟

(۸۵۸۔۴۱) شیخ ابوعلی بن شیخ طوسی قدس سرہ اپنی کتاب ''امالی'' میں تحریر فرماتے ہیں: ابان بن تغلب نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب روز قیامت ہوگا تو منادی عرش سے نداء بلند کرے گا کہ زمین پر خدا کا خلیفہ کہاں ہے؟

اس وقت پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی، میرا مقصود آپ نہیں ہو، اگرچہ آپ بھی خلیفہ خدا تھے۔ اس کے بعد دوبارہ ندا آئے گی۔ اَیْنَ خلیفة الله فی ارضه۔

''اس وقت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی:

یامعشر الخلائق! هذا علی بن ابی طالب خلیفة الله فی ارضهٖ وحجة علی عبادہ. فمن تعلق بحبله فی دار الدنیا فلیعلق بحبله فی هذا الیوم یستضئ بنورہ ولیتبعه الی الدرجات العلی من الجنان۔

''اے لوگو! یہ علی بن ابی طالبؑ ہیں، جو زمین پر خلیفہ خدا اور اس کے بندوں پر حجت ہیں، جس نے دنیا میں ان کی محبت کا دامن تھاما، وہ آج (روز قیامت) بھی ان کی مہر و محبت کا دامن تھام لے، تا کہ ان کے نور سے روشنی حاصل کرکے اور بہشت میں بلند درجات حاصل کرنے کے لیے ان کی پیروی کرکے''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس وقت آپ کے وہ شیعہ جنہوں نے دنیا میں آپ کی محبت کا دامن پکڑا اٹھ کھڑے ہوں گے اور آپؑ کی اقتداء میں بہشت کی طرف گامزن ہوں گے۔ دوبارہ خداوند متعال کی طرف سے ندا آئے گی:

''آگاہ ہوجاؤ! کہ دنیا میں جو شخص جس امام کا پیروکار تھا، اس کے پیچھے جائے، یہ وہ مقام ہے جہاں پر مندرجہ ذیل آیہ شریفہ کا معنی منطبق ہوتا ہے۔''

تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ (البقرة ۲:۱۶۶۔۱۶۷)

''اس وقت جبکہ پیر اپنے مریدوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور سب کے سامنے عذاب ہوگا اور تمام وسائل منقطع ہو چکے ہوں گے اور مرید بھی یہ کہیں گے کہ کاش ہم نے بھی ان سے اسی طرح بیزاری

اختیار کی ہوتی جس طرح یہ آج ہم سے نفرت کر رہے ہیں۔ خدا ان سب کے اعمال کو اسی طرح حسرت بنا کر پیش کرے گا اور ان میں سے کوئی جہنم سے نکلنے والا نہیں ہے۔"

(امالی شیخ طوسی صفحہ ۶۳ جلد ۱، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۱۰، جلد ۳)

علیؑ کی شان میں احادیث رسول

(۴۲۰۸۵۹) شیخ صدوقؒ کی کتاب "خصال" میں روایت نقل ہوئی ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں: میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ان فی علیٍ خصالاً لو کانت واحدۃ منہن فی جمیع الناس لا کتفوبہا فضلا۔

بے شک علی علیہ السلام میں ایسی صفات ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک تمام لوگوں میں پائی جائے تو اسی پر اکتفا کر لیتے۔"

ایک اور مقام پر رسول خداؐ نے فرمایا:

من کنت مولاہ فعلیؑ مولا۔

"ہر وہ شخص جس کا میں مولیٰ ہوں، علیؑ اس کے آقا و مولیٰ ہیں"

علی منی وانا منہ۔

"علیؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔"

آپ کا ایک فرمان ہے:

علی منّی ھارون من موسیٰ۔

"علی میرے نزدیک اس طرح ہیں جس طرح ہارونؑ سے موسیٰؑ۔"

آپ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

حرب علیؑ علیہ السلام حرب اللہ، وسلم علیؑ سلم اللہ۔

"علی علیہ السلام کی جنگ خدا کی جنگ ہے اور علیؑ کی صلح خدا کی صلح ہے۔"

آپ کا ایک اور فرمان ہے:

ولی علیؑ ولی اللہ وعدوّ علیؑ عدو اللہ۔

"علیؑ کا دوست خدا کا دوست اور علیؑ کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔"

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

علی حجۃ اللہ وخلیفتہ علی عبادہ۔

''علیؑ کی محبت ایمان اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے۔''

ایک اور فرمان ہے۔

حزب علیؑ علی علیہ السلام حزب اللہ وحزب اعدائہ حزب الشیطن۔

''علی کا گروہ گروہ خدا اور ان کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔''

ایک اور فرمان ہے:

علی مع الحق والحق معہ لا یفترقان حتی یردا علی الحوض۔

''علیؑ حق کے ساتھ اور حق ان کے ساتھ ہے، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

علیؑ قسیم الجنّۃ والنّار۔

''علیؑ جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والے ہیں''

آپ کا ایک اور فرمان ہے:

من فارق علیاً فقد فارقنی ومن فارقنی فقد فارق اللہ عزوجلّ۔

''جو کوئی بھی علیؑ سے علیحدہ ہوا وہ مجھ سے جدا ہوا اور جو کوئی مجھ سے الگ ہوا، درحقیقت وہ خدا سے جدا ہوا ہے''

آپ کا ایک اور ارشاد ہے:

شیعۃ علیؑ ھم الفائزون یوم القیامۃ۔

''فقط علیؑ کے شیعہ ہی روز قیامت کامیاب ہیں''

(الخصال صفحہ ۴۹۶ جلد ۵، بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۹، امالی شیخ صدوق صفحہ ۱۳۹، بحار الانوار جلد ۳۸ صفحہ ۹۵ جلد ۱۱)

انگوٹھی کے نیچے علی ولی اللہ تحریر ہو گیا:

(۸۶۰۔۴۳) شیخ ابو علی بن شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں رقمطراز ہیں:

ایک دن رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ایک انگوٹھی عطا فرمائی کہ اسے انگوٹھیوں پر نام کندہ کرنے والے کے پاس لے جائے

تا کہ وہ اس کے نگینہ پر خوبصورت تحریر میں محمد بن عبداللہ کندہ کرے۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے وہ انگوٹھی نام کندہ کرنے والے شخص کو دی اور اس سے فرمایا:

''اس انگوٹھی کے نگینہ پر محمد بن عبداللہ لکھو''

نام کندہ کرنے والے شخص سے اشتباہ ہوا کہ اس نے محمد بن عبداللہ کی بجائے محمد رسول اللہ کندہ کر دیا۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام آئے اور پوچھا: انگوٹھی کہاں ہے؟

اس نے کہا: یہ ہے۔

آپ نے انگوٹھی دیکھ کر فرمایا: میں نے یہ تو نہیں کہا تھا۔

اس نے کہا: آپ سچ کہہ رہے ہیں لیکن مجھ سے خطا ہو گئی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یارسول اللہ جو کچھ میں نے نگینہ ساز سے کہا تھا اس نے وہ کندہ نہیں کیا ہے وہ کہتا ہے: مجھ سے اشتباہ ہو گیا ہے۔

پیغمبر خداؐ نے صبح کے وقت جب انگوٹھی پر نگاہ ڈالی تو اس کے نگینہ کے نیچے علی ولی اللہ نقش تھا۔

پیغمبر خداؐ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے، آنحضرت نے انگوٹھی کا سارا قصہ سنا دیا کہ ایسے ایسے ہوا ہے۔

جبرئیل نے کہا:

یا محمدؐ! کتبت ما اردت و کتبنا ما اردنا۔

''اے محمدؐ! جو آپ نے چاہا تھا لکھا اور جو ہم نے ارادہ کیا ہم نے لکھا''

(امالی شیخ طوسی صفحہ ۷۰۵، جلد ۲، بحارالانوار جلد ۴۰ صفحہ ۷۳، جلد ۲۷)

صوراسرافیل سے قبل پیغمبر کیوں مبعوث ہوئے؟

(۸۶۱۔۴۴) کتاب ''روضیہ'' اور ''فضائل بن شاذان'' میں مذکور ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں: کہ رسول خداؐ کا فرمان ہے:

جب مجھے معراج کے لیے لے جایا گیا تو جبرئیل نے دنیا کے آسمان سے کہا:

''اے محمدؐ! آسمان دنیا کے فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کریں کہ آپ کو اس کام کا حکم دیا گیا ہے۔''

میں نے ان کے ہمراہ نماز ادا کی، اسی طرح آسمان پر پہنچا تو وہاں پر ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو موجود پایا۔ جبرئیل نے مجھے مخاطب ہو کر کہا: آگے کھڑے ہو کر انہیں نماز پڑھائیں۔ میں نے عرض کیا اے میرے بھائی جبرئیل! یہ کیسے ہوتا ہے کہ ان کے آگے کھڑا ہوں درحالانکہ ان میں پدر بزرگوار حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی تشریف فرما ہیں۔

اس نے کہا: خدا کا حکم ہے کہ آپ انہیں نماز پڑھائیں، جب نماز ختم ہو جائے تو ان سے پوچھیں وہ اپنے زمانے میں کس چیز

کے لیے مبعوث کیے گئے تھے اور صور اسرافیل پھونکنے سے پہلے کیوں زندہ ہو گئے؟

میں نے کہا: میں نے سن لیا اور خدا کی اطاعت کرتا ہوں۔ اس کے بعد رسول خداؐ نے پیغمبروں کے ہمراہ نماز پڑھی، جب نماز ختم ہوگئی تو جبرئیل نے خدا کے پیغمبر سے مخاطب ہو کر کہا:

''اے پیغمبر الٰہی! آپ کو کیوں مبعوث کیا گیا تھا اور اب کیوں کر زندہ ہو گئے؟

قالوا بلسان واحد: بعثنا ونشرنا لنقر للك يا محمدﷺ! بالنبوة ولعلیؑ بن ابی طالب بالامامة۔

''تمام انبیاء الٰہی نے یک زبان ہو کر کہا: ہمیں اس لیے مبعوث اور زندہ کیا گیا ہے کہ اے محمدؐ! ہم آپ کی پیغمبری اور علیؑ کی ولایت وامامت کا اقرار واعتراف کریں'' (الروضۃ فی الفضائل صفحہ ۱۲۸، بحار جلد ۴۰ صفحہ ۴۲)

صیحانی کھجور کو صیحانی کیوں کہتے ہیں؟

(۸۶۲-۴۵) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ جابر کہتے ہیں: امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن میں رسول خدا کے ہمراہ مدینہ کے بیابان کی طرف گیا، چونکہ مدینہ کے باغات راستے میں پڑتے تھے، کھجور کے درختوں میں سے ایک درخت فریاد بلند کی:

هذا النبي المصطفى وذا علیؑ المرتضى۔

''یہ نبی مصطفیٰ ہیں اور وہ علیؑ مرتضیٰ ہیں''

اس کے بعد تیسرے درخت نے چوتھے درخت سے فریاد کی:

هذا موسیٰ وذا هارون۔

''یہ موسیٰ اور وہ ہارون''

پھر پانچویں درخت نے چھٹے درخت کو بلند آواز سے مخاطب کیا:

هذا خاتم النبيين وذاك خاتم الوصيين۔

''خاتم المرسلین ہیں اور وہ خاتم الاوصیاء''

اس دوران رسول خداؐ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھا گئی۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا:

اے ابوالحسن آپ نے سنا؟

میں نے عرض کی: ہاں، یا رسول اللہ۔

آنحضرت نے فرمایا: آپ ان درختوں کو کیا نام دیں گے؟

میں نے عرض کیا: خدا اور اسی کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

نسمیه الصیحانی لانهم صاحوا بفضلی وفضلك یاعلی!

"اے علیؑ! ہم ان درختوں کا نام صیحانی رکھتے ہیں، کیونکہ ان درختوں نے میرے اور آپ کے فضل کی وجہ سے فریاد بلند کی ہے۔"

(الروضۃ فی الفضائل، صفحہ ۱۴۴، بحار صفحہ ۴۸ جلد ۴۰، مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۳۹۸)

فضائل علیؑ کا کوئی حساب نہیں

(۸۶۳۔۴۶) کتاب مناقب خوارزمی میں نقل ہوا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا:

لوان الریاض اقلام والبحر مداد والجن حساب والانس کتاب ما احصوا فضائل علی ابن ابی طالب علیه السلام۔

"اگر جنگلوں کے تمام درخت قلمیں، سمندروں کے تمام پانی روشنائی اور تمام فرشتے لکھنے والے ہو جائیں تو پھر بھی ہرگز علی بن ابی طالبؑ کے فضائل شمار نہیں کر سکتے۔"

اسی کتاب میں ایک مرفوع حدیث مذکور ہے:

ایک شخص نے ابن عباس سے کہا: سبحان اللہ علی بن ابی طالبؑ کے فضائل کس قدر زیادہ ہیں؟ میرے خیال میں تین ہزار مناقب ہوں گے۔

ابن عباس نے کہا: اگر تیس ہزار کہتے تو شاید واقع کے نزدیک ہوتا۔

(مناقب خوارزمی صفحہ ۳۳، بحار جلد ۴۰ صفحہ ۴۹، کشف الغمہ، جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

نوجوان کیسے حافظ بنا؟

(۸۶۴۔۴۷) قطب راوندی کتاب "خرائج" میں لکھتے ہیں کہ رمیلہ نے کہا:

ایک دن حضرت علی علیہ السلام ایک مقام سے گزر رہے تھے کہ ایک نوجوان کسی ہدف کے بغیر ھُوھُو پڑھ رہا تھا، آپ نے

فرمایا:

یا شباب! لو قرأت القرآن لکان خیرًا لك.

''اے نوجوان! اگر تم ان حروف کی جگہ قرآن پڑھتے تو تمہارے لیے بہتر تھا۔''

اس نے عرض کی: میں قرآن اچھی طرح سے نہیں پڑھ سکتا، لیکن چاہتا ہوں کہ قرآن کا کچھ حصہ اچھی طرح یاد کرلوں۔

حضرت نے فرمایا: میرے نزدیک آؤ۔

وہ نوجوان آنحضرت کے قریب گیا، آپ نے آہستہ سے اس کے کان میں کچھ پڑھا۔ پس خداوند متعال نے تمام کا تمام قرآن اس کے دل میں اتار دیا۔ اس طرح سے وہ نوجوان کل قرآن کا حافظ بن گیا۔

(الخرائج جلد ۱ صفحہ ۱۷۴، بحار جلد ۴۲ صفحہ ۱۷، مدینۃ المعاجز جلد ۲ صفحہ ۱۸)

علیؑ نے قلعہ کیسے فتح کیا؟

(۸۶۵۔۴۸) اسی کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے:

کسی ایک جنگ میں مسلمانوں کے لیے اس قلعہ کو فتح کرنا مشکل ہوگیا تھا، جس میں کفار اکٹھے تھے۔ اس موقع پر امیرالمومنین علی علیہ السلام قلعہ کو فتح کرنے کے لیے شمشیر ذوالفقار لیے منجنیق میں بیٹھ گئے، لوگوں نے اس منجنیق کو قلعہ کی طرف اچھالا، آپ قلعہ میں اترے اور اسے فتح کرلیا۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۱۲، بحارالانوار جلد ۴۲ صفحہ ۱۸)

مولف کہتے ہیں کہ روایت نقل ہوئی ہے: حضرت کو منجنیق کے ذریعے قلعہ السلاسل کی طرف اچھالا گیا، آپ قلعہ کی دیوار پر اترے، اس کی دیواریں روئی یا گھاس سے بھری ہوئی بوریاں جوڑ کر بنائی گئی تھیں، جنہیں لوہے سے بنی ہوئی زنجیروں سے مضبوط طور پر باندھا گیا، تاکہ منجنیق کے ذریعے پھینکے جانے والے پتھر دیواروں کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

غالی حضرات کہتے ہیں: آنحضرت نے ذوالفقار ہاتھ میں اور سپر اپنے پاؤں کے نیچے رکھتے ہوئے ہوا میں پرواز کی اور قلعہ کی دیوار پر پہنچ گئے، آپ نے صرف ایک ہی ضرب ید اللٰہی سے زنجیر کو توڑ دیا جس کی وجہ سے روئی یا گھاس پھوس سے بھری ہوئی بوریاں ادھر ادھر بکھر گئیں، اس طرح سے وہ محکم قلعہ فتح ہوگیا۔

غلات روایت کرتے ہیں کہ آیہ شریفہ

وَظَنُّوٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا۔

''ان کا بھی یہی خیال تھا کہ ان کے قلعے انہیں خدا سے بچالیں گے لیکن خدا ایسے رخ سے پیش آیا جس کا انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا'' (الحشر آیہ ۲) اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

مولف کہتا ہے: اگر یہ روایت صحیح ہو تو آپ کا ہوا میں پرواز کرنا اور اترنا فرشتوں اور پیغمبر اکرم کو معراج پر لے جانے کی مانند ہے۔

(المناقب جلد ۲ صفحہ ۲۹۹)

پیغمبروںؑ کی میراث پر صرف اوصیاء کا حق ہے

(۸۶۶۔۴۹) کتاب ''مناقب'' میں لکھتے ہیں کہ جابر انصاری کہتے ہیں:

پیغمبر خداؐ کی رحلت کے بعد آپ کے چچا عباس حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارث کا مطالبہ کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ما کان لرسول اللہ شئی یورث بغلتہ دلدل، وسیفہ ذوالفقار ودرعہ، وعمامتہ السحاب، واناہ اربابک ان تطالب بما لیس لک۔

''رسول خداؐ نے بطور ارث کوئی چیز نہیں چھوڑی، مگر خچر بنام دلدل، شمشیر ذوالفقار، زرہ اور عمامہ بنام سحاب، میں آپ کو اس چیز کا مطالبہ کرنے سے منع کرتا ہوں جو آپ کے لیے نہیں ہے''

عباس بن مطلب نے کہا: میں ضرور مطالبہ کرتا ہوں کیونکہ میں ان کا چچا اور وارث ہوں لہٰذا میں اس وراثت میں سب سے مناسب تر ہوں۔

امیر المومنین اٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں پر موجود افراد بھی آپ کے ہمراہ اٹھے، سیدھے مسجد میں گئے، اس کے بعد آنحضرت نے حکم دیا کہ زرہ، عمامہ شمشیر اور خچر لایا جائے زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ سب کچھ حاضر کر دیا گیا۔ آپ نے پیغمبر کے چچا عباس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

یا عمّ! ان اطقت النھوض بشئی منھا فجمیعہ لک، فان میراث الانبیاء لاوصیاءھم دون العالم ولا اولادھم، فان لم تطق النھوض فلا حق لک فیہ۔

''اے چچا! اگر آپ ان میں سے کسی ایک سے استفادہ کر سکتے ہو تو یہ سب کچھ آپ کا ہے، بے شک میراث انبیاء ان کے اوصیاء کا حق ہے دوسروں کی طرح نہیں کہ ان کی میراث کی مستحق ان کی اولاد ہوتی ہے، اگر آپ ان اشیاء سے استفادہ نہ کر سکے تو آپ کو ان میں کسی قسم کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔''

عباس نے کہا: میں اس بات کو قبول کرتا ہوں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے حضرت کے بدن پر زرہ پہنائی، سر پر عمامہ رکھا اور شمشیر ان کے ہاتھ میں تھمائی۔ اس کے بعد فرمایا: اے چچا اٹھ کھڑے ہوں۔

حضرت عباس کھڑے نہ ہو سکے، آپؑ نے ان کے ہاتھ سے شمشیر لی اور کہا: عمامے کے ساتھ کھڑے ہوں جو ہمارے پیغمبر کی علامت ہے۔ حضرت عباس اٹھنا چاہتے تھے، مگر کھڑے نہ ہو سکے اور پریشان ہو گئے کہ اب کیا کیا جائے؟ پھر امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اے چچا جان! پیغمبر کا دلدل جو میرے اور میری اولاد کے لیے مخصوص ہے، مسجد کے قریب کھڑا ہے اگر اس پر سوار ہو سکتے ہو تو سوار ہو جائیں۔

حضرت عباس مسجد سے باہر نکلے تو ہمارا ایک دشمن ان کے ساتھ تھا، اس نے عباس سے کہا: اے رسول خدا کے چچا! جو کچھ تم چاہتے تھے، علی نے اس میں تمہیں فریب دیا ہے، لیکن کوشش کرو کہ دلدل حاصل کرنے میں دھوکہ نہ کھاؤ جس وقت تم اس پر سوار ہونا چاہو تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت بسم اللہ پڑھ کر اس آیہ مبارکہ کی تلاوت کرو کہ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔ ''بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے۔'' (سورہ فاطر آیہ ۴۱)

راوی کہتا ہے: جونہی دلدل کی نگاہ عباس پر پڑی کہ وہ اس کی طرف آ رہا ہے تو اس نے دوڑتے ہوئے زور سے چیخ ماری کہ ہم نے آج تک ایسی چیخ نہ سنی تھی۔ حضرت عباس نے جب یہ صورت حال دیکھی تو زمین پر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔ حکم دیا کہ دلدل کو پکڑا جائے، مگر کوئی بھی اسے کنٹرول نہ کر سکا۔

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے دلدل کو ایسے نام سے پکارا کہ ہم نے آج تک وہ نام نہیں سنا تھا، وہ بڑے آرام و سکون سے آنحضرت کی طرف بڑھا، آپ اس کے رکاب میں پاؤں مبارک رکھ کر اس پر سوار ہو گئے اور امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام بھی سوار ہوئے اس کے بعد آپ نے پیغمبر اکرمؐ کی زرہ مبارک زیب تن فرمائی، عمامہ سر پر سجایا، تلوار ہاتھ میں لی اور دلدل پر سوار ہو کر گھر کی طرف چل دیئے اس حالت میں حضرت نے فرمایا:

قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَ(۱) اَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ۔

''یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمارا امتحان لیا کہ کیا میں اور میرے دونوں بیٹے شاکر ہیں یا اے فلاں شخص تم انکاری ہو؟''

(المناقب جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ بحار الانوار جلد ۴۲، صفحہ ۳۲)

محب علیؑ کے اموال اور اہل وعیال کی داستان

(۹۶۷۔۵۰) تفسیر حضرت امام حسن علیہ السلام میں آیا ہے:

امیر المومنین علی علیہ السلام کے چاہنے والوں میں سے ایک محب نے شام سے آپ کی خدمت اقدس میں ایک خط لکھا:

اے امیر المومنین! میں یہاں پر اپنے خاندان کے ساتھ رہ رہا ہوں جنہیں اکیلا چھوڑنے سے ڈرتا ہوں، اسی طرح میرے پاس کچھ مال و دولت ہے، اس کے ضائع ہونے سے گھبراتا ہوں، یہ چیزیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی خدمت گزاری میں تاخیر کا موجب ہیں، اے میرے آقا و مولیٰ! مجھے کوئی راہ حل بتائیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں اسے لکھا: اے اپنے خاوند کو ایک جگہ پر اکٹھا کر کے اموال ان کے حوالے کر دیں، ان تمام موارد میں محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو اور اس کے بعد لکھو۔

اللّٰھم ھذہ کلھا ودائعی عندک بامرہ عبدک اوولیک علی بن ابی طالب۔

''اے میرے معبود! اپنی یہ تمام چیزیں آپ کے ولی امر علی بن ابی طالبؑ کے حکم سے آپ کے پاس بطور امانت چھوڑ رہا ہوں۔''

اس کے بعد میری طرف چلے آؤ۔

اس شخص نے امر مولیٰ کی اطاعت کی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چل پڑا۔

معاویہ کے جاسوسوں نے اسے اطلاع دی کہ فلاں شخص علی بن ابی طالب کی طرف چلا گیا ہے۔

معاویہ نے حکم دیا کہ اس کے خاندان والوں کو اسیر کریں اور انہیں لونڈیاں اور غلام قرار دیں اور اس کا مال و دولت ضبط کر لیں۔

معاویہ کے سپاہیوں نے اس کے گھر پر حملہ کر دیا، اس دوران اللہ نے اس کے خاندان والوں کو معاویہ کے حامیوں اور یزید کے نزدیک ترین افراد کے مشابہہ بنا دیا۔

جب انہوں نے معاویہ کے سپاہیوں کو دیکھا تو کہا: یہ مال و دولت ہمارا ہے، ہم نے اس کے خاندان والوں کو اسیر بنا کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے بھیج دیا ہے۔

چونکہ جب سپاہیوں نے یہ صورت حال دیکھی تو ان پر ظلم وستم کرنے سے باز رہے، دوسری طرف سے خداوند متعال نے علیؑ کے حقیقی دوست کے خاندان والوں کو دکھا دیا کہ انہیں کیسے معاویہ و یزید کے مشابہہ کیا، تاکہ معاویہ کے کارندوں سے محفوظ رہ سکیں، لیکن اس کے باوجود وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں چور ان کا مال و دولت لوٹ کر نہ لے جائیں اللہ تعالیٰ نے چوروں سے محفوظ رکھنے کے لیے

ان کے مال کو بچھو اور سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا کہ جب بھی چوروں نے اسے لوٹنا چاہا تو وہ انہیں ڈنگ مارتے اور کاٹ کھاتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ جو ان کا مال چرانا چاہتے تھے ان میں سے بعض مر گئے اور بعض معذور ہو گئے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اس کے مال کو محفوظ رکھا۔

یہاں تک کہ ایک دن علی علیہ السلام نے اپنے دوست سے فرمایا:

''کیا تم پسند کرو گے کہ تمہارا خاندان اور مال و دولت تمہارے پاس ہوں۔''

اس شخص نے کہا: ہاں

حضرت علی علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں دعا فرمائی کہ اے پروردگار اس شخص کا خاندان اور مال و دولت حاضر کر دے۔ وہ شخص اچانک دیکھتا ہے کہ اس کا خاندان اور مال و دولت اس کے پاس ہیں۔ نہ تو اس کے خاندان والوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچا اور نہ ہی اس کے اموال میں سے کوئی چیز ضائع ہوئی ہے، ان لوگوں نے اپنی اور اپنے اموال کی حفاظت کا سارا واقعہ اس کے گوش گزار کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ ربما اظھر آیۃ لبعض المؤمنین لیزید فی بصیرتہ ولبعض الکافرین لیبائع فی الاعذار علیہ۔

''بے شک اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی نشانی مومنین کے لیے آشکار کرتا ہے، تاکہ عقل و بصیرت میں اضافہ ہو اور بعض کافرین کے لیے حجت تمام کرتا ہے تاکہ بہانہ جوئی کے تمام دروازے بند ہو جائیں۔''

(تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۴۲۳، جلد ۲۸۹، بحار جلد ۴۲ صفحہ ۳۹، برہان جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

علیؑ کا دعویٰ

(۸۶۸۔۵۱) کتاب ''اختصاص'' جو شیخ کی طرف ہے میں مذکور ہے کہ آبان بن احمر کہتے ہیں: چھٹے امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یا ابان کیف ینکرون الناس قول امیر المؤمنین علیہ السلام لما قال: لو شئت رفعت رجلی ھذہ فضربت بھا صدر ابن ابی سفیان بالشام فنکستہ عن سریرہ" ولا ینکرون تناول آصف وصی سلیمان عرش بلقیس و اتیانہ سلیمان بہ قبل ان یرتد الیہ طرفہ ألیس نبیاً افضل الانبیاء ووصیہ افضل

الاوصیاء؟ افلا جعلوہ کوصی سلیمان؟ حکم اللہ بیننا وبین من جحد حقنا وانکر فضلنا.

''اے ابان! لوگ امیر المومنین علی علیہ السلام کا یہ قول کیوں کر قبول نہیں کرتے کہ آپ نے فرمایا: اگر میں چاہوں تو یہاں سے شام میں تخت نشین معاویہ کو اس پاؤں کی ٹھوکر سے زمین پر گرا سکتا ہوں جبکہ اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے جانشین آصف نے چشم زدن سے پہلے بلقیس کا تخت حاضر کر دیا تھا؟''

''کیا ہمارے پیغمبر دوسرے پیغمبروں سے افضل نہیں ہیں؟ کیا ان کے وصی تمام اوصیاء سے افضل نہیں ہیں؟ کیا انہیں حضرت سلیمانؑ کے وصی جیسا بھی نہیں سمجھتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے جو ہمارے مقام ومنزلت اور فضائل کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں''

(الاختصاص صفحہ ۲۰۷، بحار جلد ۱۴ صفحہ ۱۱۵)

ابوہریرہ کا علیؑ سے شکوہ

(۸۶۹-۵۲) کتاب ''مناقب'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوہریرہ کو اپنی اولاد سے ملنے کا بہت شوق تھا، اس نے امیر المومنین علیہ السلام سے شکوہ کیا:

حضرت نے اسے فرمایا: اپنی آنکھیں بند کرو۔

اس نے آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کیں، جونہی کھولیں تو اپنے آپ کو مدینہ میں اپنے گھر میں موجود پایا، وہ کچھ دیر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک اس نے اپنے گھر کی چھت پر حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا آپ نے فرمایا: آئیں، اب واپس چلتے ہیں۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں تو اپنے آپ کو کوفہ میں موجود پایا۔

ابوہریرہ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

انّ آصف اورد تختامن مسافة شهرين بمقدار طرفة عين الى سليمان، وانا وصى رسول الله.

''سلیمان علیہ السلام کے جانشین آصف نے دو ماہ کے طولانی فاصلے سے تخت بلقیس کو آنکھ جھپکنے سے کم تر مدت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا، جبکہ میں رسول خدا کا جانشین اور وصی ہوں''

(المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۲۴، بحار الانوار جلد ۴۳، صفحہ ۳۸۰)

بیٹی باپ کی خدمت میں

(۸۷۰۔ ۵۳) طبری کتاب ''دلائل الامامۃ'' میں لکھتے ہیں:

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہراء صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں:

ایک دن میں پیغمبر خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: بابا جان! آپ پر سلام ہو۔

آپ نے فرمایا: اے میری بچی آپ پر بھی سلام ہو۔

میں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ پانچ روز سے علیؑ کے گھر میں کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے، انہوں نے بھی کچھ نہیں کھایا، ہمارے گھر میں کوئی گوسفند ہے اور نہ کوئی اونٹ اور نہ ہی کھانے پینے کے لیے کوئی چیز ہے۔

پیغمبر خداؐ نے اپنا رخ میری طرف کرتے ہوئے فرمایا: میرے قریب آؤ۔

میں آپ کے نزدیک ہوئی۔

آپ نے فرمایا: اپنا ہاتھ میرے کاندھے پر مارو۔

جب میں نے ہاتھ مارا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے دوشانوں کے درمیان ایک پتھر تھا کہ آنحضرت نے شدت بھوک سے اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان سینے پر پتھر باندھا ہوا تھا۔ بی بی دو عالم نے فریاد بلند کی، رسول خدا نے فرمایا: ایک ماہ سے آل محمدؐ کے گھر میں کھانا پکانے کے لیے آگ نہیں جلائی گئی۔ اس کے بعد فرمایا:

اتدرین مامنزلة علی علیه السلام؟ کفانی امری وهوابن اثنتی عشرة سنة، وضرب بین یدیّ بالسیف وهوابن ست عشرة سنة، وقتل الابطال وهوابن تسع عشرة سنة، وفرج هموص وهوابن عشرین سنة، ورفع باب خیبر وهوابن نیف وعشرین وکان لایرفعه خمسون رجلًا۔

''کیا آپ جانتے ہیں کہ علیؑ کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ ان کا یہی مقام و مرتبہ کافی ہے کہ انہوں نے سولہ (۱۶) سال کے سن میں میرے ہمرکاب ہو کر شمشیر چلائی اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جنگ لڑی، انیس (۱۹) سال کی عمر میں نامی گرامی پہلوانوں کو قتل کیا، بیس (۲۰) سال کی عمر میں میرے چہرے سے غم و اندوہ کو صاف کیا اور جب سن بیس (۲۰) سال سے کچھ سال اوپر ہوا تو خیبر جیسے مضبوط قلعہ کے دروازے کو اکھاڑ پھینکا جسے پچاس (۵۰) افراد مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔

اس دوران بی بی دو عالم حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے چہرے اقدس پر نور چمکا، حضرت امام علیہ السلام شدت شوق سے وہاں پر نہ رک سکے، اسی وجہ سے جلدی سے آ ئے۔

آپ گھر میں داخل ہوئے تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے چہرہ اقدس سے ساطع ہونے والے نور کی روشنی نے پورے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''اے بنت محمدؐ آپ میرے ہاں سے واپس آئیں تو آپ کا چہرہ اقدس ایسا نہ تھا؟''

جناب فاطمہ زہرہ علیہا السلام نے فرمایا: ''رسول خداؐ نے آپ کے کچھ فضائل میرے لیے نقل کیے ہیں جنہیں سن کر میں وہاں پر رک نہیں سکی لہٰذا آپ کے پاس چلی آئی ہوں۔''

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

کیف لو حدّثكِ بكل فضلی۔

''اگر (رسول خداؐ) میرے تمام فضائل آپ کے سامنے بیان کرتے تو پھر آپ کس حال میں ہوتیں''

(دلائل الاما، ۶۹، بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۶، امالی صفحہ ۴۷۲)

علیؑ عمرو بن عبدود کے مقابلے میں

(۸۷۱۔۵۴) ''المجموع الرائق من ازہار الحدائق'' میں مذکور ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب میں عمر بن عبدود سے مقابلہ کے لیے میدان نبرد میں گیا۔ تو میں نے سنا کہ کسی نے یہ شعر پڑھا۔

قتل علی عمرو اقصم علی ظهرًا

ابرم علی امرًا هتك علی سترًا

''علی علیہ السلام نے عمرو کو قتل کیا اور اس کی کمر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، علی علیہ السلام نے اسلام کو محکم کیا اور پردہ شرک کو پارہ پارہ کر دیا۔ (المناقب جلد ۳ صفحہ ۱۴۵)

علیؑ اور عمار اچانک غائب ہو گئے

(۸۷۲۔۵۵) علامہ مجلسی (قدس سرہ) بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ علماء متقدمین میں سے کسی ایک سے روایت نقل ہوئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

ایک دن محبان امیر المومنین علیہ السلام جامع مسجد کوفہ میں مل بیٹھے تو حضرت نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس دوران حضرت نے اپنے دست مبارک سے ہوا کی طرف اشارہ کیا اور سخت لہجے میں گفتگو فرمائی۔

اچانک بادل کا ایک ٹکڑا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ہمراہ لے کر اس پر سوار ہوئے اور وہاں سے غائب ہو گئے، تھوڑی دیر گزرنے کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ شقشقیہ ارشاد فرمایا۔ لوگوں نے آنحضرت سے کہا: یا امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر واضح آشکارا طاقت وقوت عطا فرمائی ہے اس کے باوجود معاویہ سے جنگ لڑنے کے لیے لوگوں کو بلاتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:

ان الله تعبدهم بمجاهدة الكفار والمنافقين والناكثين والقاسطين والمارقين. والله لو شئت لمددت يدي هذه القصيرة في ارضكم هذه الطويلة، وضربت بها صدر معاوية بالشام، واخذت بها من شاربه. او قال: من لحيته.

"بے شک اللہ تعالیٰ نے کفار، منافقین، ناکثین، قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ وجہاد کے ذریعے انہیں اپنی بندگی کی ترغیب دلائی ہے۔

"خدا کی قسم! اگر میں چاہتا تو اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس وسیع وعریض زمین پر دراز کرتا اور شام میں معاویہ کے سینے پر دے مارتا اور اس کی مونچھوں یا داڑھی کے بال اکھاڑ نکالتا۔"

اس دوران امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنا دست مبارک دراز کیا، جب واپس کھینچا تو آپ کے ہاتھ میں بہت زیادہ بال تھے۔

کچھ مدت کے بعد شام سے خبر ملی کہ جس روز علی علیہ السلام نے اپنا دست مبارک دراز کیا تھا، معاویہ اپنے تخت سے نیچے گر کر بے ہوش ہو گیا تھا، جب اسے ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی مونچھوں اور داڑھی کے بال اکھڑے ہوئے ہیں۔

(نوادر المعجزات صفحہ ۴۴، عیون المعجزات صفحہ ۳۷، مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۴۷۶)

سورہ فتح کی آیت ۲۹ کس کے بارے میں نازل ہوئی؟

(۸۷۳۔۵۶) کتاب کنز الفوائد میں مذکور ہے:

شیخ الطائفہ اپنے سلسلہ سند کے ساتھ اخطب خوارزم اور وہ ابن عباس سے ایک حدیث مرفوع نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کچھ لوگوں نے پیغمبر اکرمؐ سے پوچھا کہ آیہ شریفہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (سورہ فتح، آیہ ۲۹) کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟

پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

جب روز قیامت ہوگا تو سفید نور کا ایک پرچم بلند ہوگا اور منادی فریاد کرے گا:

"اے مومنین کے آقا و مولیٰ! کھڑے ہو جائیں اور ان کے ہمراہ وہ لوگ بھی آئیں، جو اعلان رسالت کے بعد محمدؐ پر ایمان لائے۔"

یہ اعلان سن کر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے مقام سے روانہ ہوں گے، اور سفید نور کا وہ پرچم آپ کے حوالے کر دیا جائے گا، اس پرچم کے زیر سایہ مہاجرین وانصارین سے وہ لوگ اکٹھے ہوں گے، جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں پیش قدمی کی، یہ افراد دوسرے لوگوں کو اس پرچم کے نیچے آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام تشریف لائیں گے اور پروردگار عالم کے نور سے بنے ہوئے منبر پر رونق افروز ہوں گے، اس دوران ان میں سے ایک ایک کر کے تمام افراد کو آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا جائے گا، آپ ان میں سے ہر ایک کو اس کا مخصوص نور عطا کریں گے، جب آخری شخص اپنا اجر وصول کرے گا تو اس سے کہا جائے گا:

"تم نے اپنے مخصوص حقوق حاصل کر لیے ہیں اور بہشت میں اپنا مخصوص مقام پہچان لیا ہے، پس تمہارا پروردگار فرما رہا ہے۔"

ان لكم عندي اجرًا عظيما يعني الجنة.

"بے شک تمہارے لیے میرے پاس ایک اجر عظیم یعنی جنتؑ ہے۔"

فيقوم عليّ عليه السلام والقوم تحت لوائه معه حتّى يدخل بهم الجنة. ثمّ يرجع الى منبره. فلا يزال يعرض عليه جميع المؤمنين فياخذ نصيبه منهم الى الجنة. وينزل اقواما على النّار.

"اس وقت علی علیہ السلام اپنی جگہ سے روانہ ہوں گے اور وہ لوگ بھی آنحضرت کے ساتھ چلیں گے جو آپؑ کے پرچم کے زیر سایہ ہوں گے، حتی کہ انہیں بہشت میں لے جائیں گے، وہ پھر اپنے منبر کی طرف لوٹیں گے، ہمیشہ تمام مومنین ان کے حضور میں حاضر ہوں گے اور اپنا حصہ اور نصیب لیتے ہوئے جنت کی طرف جائیں گے اور کچھ لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔"

درج ذیل آیہ شریفہ کی تفسیر بھی یہی ہے جس میں ارشاد ہو رہا ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ

(سورہ الحدید ۱۹)

''اور جولوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائے ، وہی خدا کے نزدیک صدیق اور شہداء کا درجہ رکھتے ہیں اور انہی کے لیے ان کا اجر اور نور ہے اور جنہوں نے کفر کرلیا اور ہماری آیات کی تکذیب کی وہی دراصل اصحاب جہنم ہیں۔''

اللہ اور رسول پر ایمان لانے والوں سے مراد مومنین اور علیؑ کی ولایت رکھنے والے ہیں، جبکہ کفار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا، علیؑ کی ولایت کو جھٹلایا اور ان کے حق کا انکار کیا۔

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۰۰، جلد ۱۳)

علیؑ کے مخصوص فضائل

(۸۷۴۔۵۷) کتاب ''المجموع الرائق من ازھار الحدائق'' میں آیا ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام کے لیے ایک سو مخصوص فضائل نقل ہوئے ہیں جو شیخ سعید ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قدس سرہ نے ۳۶۱ھ میں روز غدیر خم نقل کیے ہیں۔ یہ فضائل رسول خدا کے مبارک ہونٹوں سے بیان ہوئے کہ خداوند متعال نے علیؑ کو ان سے نوازا ہے۔

ہم نے ان میں اٹھائیس (۲۸) کا انتخاب کیا ہے جو یہاں مختصر طور پر نقل کرتے ہیں۔

(۱۔۱) بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نور عظمت سے خلق فرمایا ہے، جیسا کہ رسولؐ خدا کا فرمان ہے :

خُلقت انا و علیٌ من نورٍ واحد۔

''میں اور علیؑ ایک نور سے خلق ہوئے ہیں۔''

(۲۔۷) وہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہی اپنے باپوں کے صلبوں اور ماؤں کے رحموں میں خدا کی پرستش کرتے تھے۔

(۳۔۱۰) جب انہیں ظاہری وجود عطا ہوا تو آسمان سے پشت کعبہ تک ایک نور چمکا کہ وہ بت جو کعبہ کی چھت پر تھے زمین بوس ہو گئے، اس وقت ابلیس نے فریاد بلند کی اور کہا: ہلاکت و بربادی ان بتوں اور ان کی عبادت کرنے والوں کے لیے، اس مولود کی وجہ سے۔

(۴۔۱۴) وہ ہمیشہ کلام پیغمبرؐ کی تشریح وتفسیر کرتے اور ہر نبی کی گفتگو نقل کرتے۔

(۵۔۲۷) وہ رسول خداؐ کے علم کا خزانہ تھے۔

(۶۔۳۵) وہ رسول خداؐ کے چہرے مبارک سے غم واندوہ کو دور کرنے والے تھے۔

(۷_۳۹) وہ خدا کی آیت اور نشانی ہونے کے اعتبار سے عیسیٰ بن مریم کی طرح تھے البتہ پیغمبر نہیں تھے۔

(۸_۴۰) وہ صبر و تحمل میں حضرت ایوب علیہ السلام کی مانند تھے۔

(۹_۴۳) وہ رسول خداؐ کے چہرے مبارک سے غم واندوہ کو دور کرنے والے تھے۔

(۱۰_۴۴) وہ قوت وطاقت اور آواز دلربا ہونے کے لحاظ سے حضرت داؤد علیہ السلام کی شبیہہ تھے۔

(۱۱_۴۵) وہ شان وشوکت اور سلطنت میں حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے تھے۔

(۱۲_۴۶) وہ حکمت میں حضرت لقمان حکیم کی مانند تھے۔

(۱۳_۴۷) وہ تسلیم وبندگی اور سچائی میں حضرت اسماعیلؑ کی طرح تھے۔

(۱۴_۴۸) وہ بارگاہ الٰہی میں دعا قبول کرنے کے اعتبار سے حضرت نوح علیہ السلام جیسے تھے۔

(۱۵_۴۹) وہ حکم کرنے میں حضرت ذوالنون کی مانند تھے۔

(۱۶_۵۰) وہ قضاوت کرنے میں رسول خداؐ جیسے تھے، مگر یہ کہ وہ پیغمبر نہیں تھے۔

(۱۷_۵۳) وہ جب بھی میدان کارزار میں قدم رکھتے تو حضرت جبرئیل ان کی دائیں طرف، حضرت میکائیل بائیں طرف اور حضرت عزرائیل آگے چلتے، وہ کبھی فتح ونصرت کے بغیر واپس نہیں لوٹے۔

(۱۸_۵۹)۔ وہ پہلی ہستی ہیں جنہیں روز قیامت ان کے نام سے پکارا جائے گا۔

(۱۹_۶۵) وہ وہ ہیں جن کی ولایت کے توسط سے فرشتے خدا کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

(۲۰_۷۱) وہ ایسے دلاور انسان تھے جنہوں نے خیبر جیسے مضبوط قلعہ کا بھاری دروازہ اکھاڑ کر ہوا میں اچھالا اور چالیس ہاتھ کے فاصلے پر اپنے سر کے پیچھے پھینکا اس کے بعد اسے اپنی ہتھیلی پر اٹھا کر پل بنایا حتیٰ کہ لشکر اسلام وہاں سے گزرتا ہوا قلعہ میں داخل ہوا۔

(۲۱_۷۵) وہ وہ ہیں کہ جن کی ولایت زمین کے مختلف خطوں کے سامنے رکھی گئی، جس حصہ نے ولایت قبول کر لی، وہ کاشتکاری کے قابل بن گئی اور جس حصہ نے سرپیچی کی وہ سیم زدہ ہوگئی۔

(۲۲_۷۷) وہ وہ ہیں جن کی ولایت نباتات کے سامنے رکھی گئی، جس نے قبول کی وہ منافع بخش اور جس نے انکار کیا وہ زہر قاتل بن گیا۔

(۲۳_۸۲) وہ ایسی شخصیت کے مالک ہیں کہ چاند نے شب قدر ان کے ساتھ گفتگو کی۔

(۲۴_۸۶) وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں جبکہ تمام لوگ ان کے علم کے محتاج ہیں۔

(۲۵۔۹۵) وہ غائبانہ طور پر تمام پیغمبروں کے ساتھ اور رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ کے ساتھ ظاہر بظاہر تھے۔

(۲۶۔۹۶) جب بہشت کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا تو اس سے نکلنے والی آواز یا علی ہوگی۔

(۲۷۔۹۷) بے شک بہشت میں طوبیٰ کا درخت آنحضرت کے گھر میں اور اس کی شاخیں مومنین کے گھروں میں ہوں گی۔

(۲۸۔۹۹) بے شک آنحضرت اللہ تعالیٰ کی بولتی ہوئی کتاب ہیں۔

(المجموع الرائق جلد ۲ صفحہ ۳۲۰)

علیؑ صاحب اعجاز

(۸۷۵۔۵۸) کتاب ''الثاقب فی المناقب'' میں آیا ہے کہ ابوزبیر کہتے ہیں:

میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا: کیا علیؑ صاحب اعجاز ہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! آنحضرت صاحب معجزات تھے کہ مجمع میں بہت سے لوگ اس بات کے شاہد تھے، ان کے دشمنوں کے علاوہ کسی نے بھی ان کا انکار نہیں کیا اور کفار کے علاوہ کسی نے بھی ان پر پردہ نہیں ڈالا۔ من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دن کسی سفر پر میں ان کے ہمراہ تھا، حضرت نے فرمایا:

''چلیں اس بیری کے درخت کے سائے میں دو رکعت نماز پڑھ لیں۔''

آپ اس درخت کے نیچے بیٹھ گئے، آنحضرت نے نماز میں مشغول ہو گئے اور رکوع و سجود کرنا شروع کیا، ہم نے دیکھا کہ جب آنحضرت رکوع میں جھکتے تو درخت سدر بھی رکوع میں بھی جھک جاتا، اور جس وقت آپ سجدہ میں جاتے تو وہ درخت بھی سجدہ کرتا اور جب قیام کرتے تو وہ بھی قیام کی حالت میں ہو جاتا۔ میں نے جب یہ منظر دیکھا تو حیران ہو کر رہ گیا اور منتظر تھا کہ آنحضرت نماز ختم کریں۔ جب نماز ختم ہوگئی تو دعا کرتے ہوئے فرمایا:

اللّٰھم صلّ علی محمد و آل محمد۔

''اے میرے معبود محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج''

اس وقت شاخیں حکم پروردگار سے بول اٹھیں اور کہنے لگیں: آمین، آمین۔

اس کے بعد فرمایا:

اللّٰھم صلّ علی شعیہ محمد و آل محمد۔

''اے اللہ! محمدؐ و آل محمدؐ کے شیعوں پر درود بھیج''

اس موقع پر درخت کے پتے اور چھوٹی موٹی تمام شاخیں قدرت خدا سے گویا ہوئیں اور کہا: آمین، آمین۔

پھر فرمایا:

اللّٰهم العن مبغضی محمد وآل محمد ومبغضی شیعة محمد وآل محمد۔

"اے معبود: محمدؐ وآل محمدؐ اور ان کے شیعوں کے دشمنوں پر لعنت بھیج۔"

اس دفعہ بھی درخت کے پتوں اور شاخوں نے آمین آمین کہا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۴۵، جلد ۳، مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۳۹۷ جلد ۲۶۱)

سانپ پیغمبرؐ کے سینے پر

(۸۷۶-۵۹) مذکورہ ماخذ (الثاقب فی المناقب) میں آیا ہے کہ سفیان ثوری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپ اپنے اجداد اطہار سے نقل فرماتے ہیں:

ایک دن رسول خداؐ حضرت عائشہ کے گھر میں داخل ہوئے، اس کے ساتھ مقاربت کرنے کے بعد بستر پر لیٹ کر سو گئے، اس وقت ایک سانپ کمرے میں داخل ہوا، جو آنحضرت کے شکم مبارک پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

حضرت عائشہ نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنے باپ حضرت ابوبکر کے پاس گئی تا کہ وہ سانپ کو آنحضرت کے شکم سے دور کرے۔ جب حضرت ابوبکر آئے تو اس نے کمرے میں داخل ہونا چاہا تو سانپ اس پر پھنکارا، جس سے وہ واپس مڑ گئے اس کے بعد حضرت عائشہ عمر بن خطاب کو بلا کر لائی، جب اس نے داخل ہونا چاہا تو وہ بھی پلٹ گیا۔

حضرت میمونہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا عائشہ سے کہتی ہیں: حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کو بلا کر لاؤ۔

حضرت عائشہ نے پوری داستان آنحضرت کے گوش گزار کی۔

فلما دخل علیؑ علیه السلام قامت الحیّةُ فی وجهه تدور حول علی علیه السلام وتلوذبه۔

جس وقت حضرت علیؑ کمرے میں داخل ہوئے تو سانپ آنحضرت کے سامنے کھڑا ہو گیا، اس کے بعد دیوانوں کی طرح آنحضرت کا طواف کرنے لگا اور ان کے دامن پناہ میں چلا گیا۔ اس کے بعد اپنے آپ کو گھسیٹتا ہوا گوشہ نشین ہو گیا۔

پیغمبر خداؐ نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا:

"اے ابا الحسنؑ! آپ یہاں پر ہیں، حالانکہ آپ تو عائشہ کے گھر میں بہت کم آتے ہیں۔"

عرض کیا: یارسول اللہؐ! اس وقت انہوں نے خود خواہش کی ہے کہ میں ان کے گھر میں آؤں۔ اس وقت سانپ قدرت خدا سے بولتے ہوئے کہتا ہے:

یارسول الله! انّی مَلكٌ غضب علیّ رب العالمین فجئت الی هذا الوصی الطلب الیه ان یشفع لی الی الله تعالیٰ۔

"اے رسول خداؐ! میں ایک فرشتہ ہوں، رب العالمین مجھ پر غضبناک ہوا، اب میں آپؐ کے وصی اور جانشین کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ وہ پروردگار کی بارگاہ میں میری شفاعت کریں۔"

رسول خداؐ نے فرمایا: ادع له حتی أؤمّن علی دعائک۔

"اے علیؑ! آپؑ اس کے لیے دعا کریں، تاکہ میں آمین کہوں۔

سانپ نے کہا: اے رسول خداؐ! بے شک خدا نے مجھے معاف کر دیا ہے اور پر واپس دے دیئے ہیں۔

(الثاقب المناقب صفحہ ۲۴۸، مدینۃ المعاجز جلد ا صفحہ ۲۹۹)

علیؑ شجاع ترین

(۶۰-۸۷۷) مذکورہ کتاب "الثاقب فی المناقب" میں آیا ہے کہ مفضل کہتے ہیں چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

امیر المومنین علی علیہ السلام کے باوفا دوست اور علمدار مالک اشتر کہتے ہیں: ایک دن میں نے جنگ صفین میں اپنے آپ سے کہا:

انّی رَشَدٌ ام امیر المؤمنین صلوات الله علیه۔

"یا میں شجاع تر ہوں یا امیر المومنین علی صلوات اللہ علیہ؟"

بس اس بات کا میرے ذہن میں آنا تھا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور ذی کلاع حمیری، پر حملہ آور ہوئے، اسے گھوڑے کی زین سے اٹھایا اور آسمان کی طرف اچھال دیا اور اپنی تلوار سے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے بعد فرمایا: یا اشتر! انا ام انت؟ "اے اشتر تم یا میں؟"

میں نے عرض کیا: بل انت امیر المؤمنین! علیك الصلوٰۃ والسلام۔

"بلکہ آپ ہیں یا امیر المومنین! آپ پر درود و سلام ہو۔" (الثاقب والمناقب صفحہ ۲۵۷)

علیؑ نے درِ خیبر اکھاڑا

(۸۷۸۔۶۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں:

جب جنگ خیبر میں رسول خداؐ نے پرچم اسلام ان کے حوالے کیا تو آپ نے اپنے ماتحت تمام فوج کو حکم دیا کہ قلعہ کی طرف جلدی سے روانہ ہو جائے۔

آپ کے دوستوں نے کہا: تھوڑا آہستہ چلیں کہ ہم بھی تو قلعہ تک پہنچ سکیں، جب وہ لوگ پہنچے تو حضرت علی علیہ السلام نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر گرا دیا تھا۔ پھر ستر (۷۰) لوگ اکٹھے ہو گئے، انہوں نے انتہائی کوشش کی کہ دروازے کو اپنی جگہ پر واپس لائیں۔

(اثاقب المناقب صفحہ ۲۵۷، مناقب شہرآشوب صفحہ ۲۹۳ جلد ۲)

ابوعبداللہ جدلی بھی کہتے ہیں: میں نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

میں نے قلعہ خیبر کے دروازے کو اکھاڑ کر اپنی ڈھال بنایا اور ان کے ساتھ جنگ کی، پھر جب میں کامیاب ہو گیا اور خدا نے ان لوگوں کو ذلیل و رسوا کیا تو میں نے اس دروازے کی پل بنائی پھر اسے خندق میں گرا دیا"

کسی نے پوچھا: آپ نے اس کا وزن کس قدر محسوس کیا تھا؟

حضرت نے فرمایا:

ما كان الّا مثل جنّتي الّتي في عدتي في غير ذلك المقام۔

"اس کا وزن اس سپر کی مانند ہے جو میرے ہاتھ میں ہے، اور دوسرے مواقع پر اس سے استفادہ کرتا ہوں۔"

جنت میں کیسے جائیں؟

(۸۸۰۔۶۳) محمد بن ابی الفوارس کتاب "الاربعین" میں رقمطراز ہیں:

ابوہریرہ کہتا ہے: ایک دن حضرت علی علیہ السلام مسجد میں قریش مکہ کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، ان لوگوں نے آنکھ اور ابرو کے اشارے سے آپ کی توہین کی۔ حضرت علی علیہ السلام رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور ان کے بارے میں آنحضرت سے شکایت کی۔ پیغمبر خداؐ غصے میں آئے اور فرمایا:

يا ايها النّاس! مالكم اذا ذكر ابراهيم و آل ابراهيم اشرقت وجوهكم

وطابت نفوسکم، واذا ذکر محمد وآل محمد قست قلوبکم وغشیت وجوھکم والذی نفسی بیدی لو عمل احد کم عمل سبعین نبیًامن اعمال البر، مادخل الجنة حتی یحب ھذا وولدہ واشار الی علیؑ۔

"اے لوگو! تمہیں کیا ہوتا ہے کہ جب تم ابراہیمؑ اور آل ابراہیم کا ذکر سنتے ہو تو تمہارے چہرے چمک اٹھتے ہیں، تمہارا دل سکون حاصل کرتا ہے، لیکن جب محمدؐ وآل محمدؐ کا سنتے ہو تمہارے دل بجھ جاتے ہیں اور چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں؟ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر آپ میں سے کوئی شخص ستر (۷۰) انبیاء کے اعمال بجالائے، وہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا، جب تک اس شخص یعنی علیؑ اور اس کے بچوں کو دوست نہ رکھتا ہو" پھر رسول خداؐ نے فرمایا:

ان للّٰہ حقاً لایعلمہ الا اللّٰہ وانا علیؑ، وان لی حقاً لایعلمہ الا اللّٰہ وعلیؑ وان لعلیؑ حقاً لایعلمہ الا اللّٰہ وأنا۔

"بے شک اللہ کے لیے حق ہے جسے اللہ، میرے اور علیؑ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا، تحقیق میرے لیے ایک حق ہے جسے خدا اور علیؑ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا اور اسی طرح علیؑ کے لیے حق ہے جسے اللہ اور میرے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا۔"

(الروضہ فی الفضائل صفحہ ۱۴۷، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۹۶)

علیؑ نے مردہ کیسے زندہ کیا

(۸۸۱۔ ۶۴) اسعد بن ابراہیم اربلی، کتاب "اربعین" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنینؑ کے باوفا صحابی عمار یاسرؓ کہتے ہیں:

میں شہر کوفہ میں اپنے آقا ومولیٰ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ رسول خداؐ کے اصحاب میں سے ایک گروہ آنحضرت کے اطراف میں موجود تھا، اچانک لمبے قد کا ایک سوار شخص آیا، جس نے خاکستری رنگ کی عبا پہنی ہوئی تھی، سر پر زرد رنگ کا عمامہ رکھا ہوا تھا اور تلواروں سے مسلح تھا۔ وہ اپنی سواری سے اترا، اس نے ایسے ہی سلام واحترام بجالایا، جیسے بادشاہوں سے کیا جاتا ہے، پھر اس نے کہا: آپ میں سے وہ کون ہے جو متقیوں کا امام، علم وایمان سے مملو، شرک سے پاک، مولود حرم اور بلند ہمت کا مالک ہے؟ آپ میں سے حیدر، ابوتراب دروازہ اکھاڑنے والا لشکروں کو شکست دینے والا کون ہے؟

حاضرین میں کسی ایک نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: آپ کی مراد یہ آقا وسردار ہیں اور

وہی تمہارے رہبر ورا ہی ہیں۔

وہ شخص علی علیہ السلام کی طرف آیا اور کہتا ہے: میں ایک ایسے قبیلہ کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا ہوں جو حسب ونسب کا مالک ہے، وہ ایک عظیم قبیلہ ہے، جس کے فضائل بہت زیادہ ہیں، اسے ''عقیمہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس کا ایک امیر ہے جس کا لقب ''طاعن الاسنۃ'' (نیزہ چلانے والوں کا استاد) ہے۔ اس کا ایک بیٹا ہے جس کی پیشانی سے آفتاب نظر آتا ہے، اس سے محبت و دوستی کی وجہ سے دنیا سے محبت نہیں کرتا۔

اس کا اتنا عزیز بیٹا قتل ہو گیا ہے، لیکن اس کے قاتل کے بارے میں کسی کو خبر نہیں ہے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے، اس کے قتل کی وجہ سے قبائل کے درمیان قتل و غارت گری کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ فتنہ گر شیاطین ہر طرف سے سر نکال رہے ہیں، ناگفتہ بہ فسادات کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور ایک دوسرے کے بارے میں شک و تردید اور اختلاف دلوں میں نفوذ کر چکا ہے۔

وہ سب لوگ اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ مقتول کو آپ کی خدمت میں لائیں تاکہ آپ اس کا فیصلہ کریں، کیونکہ وہ سب آپ کے حکم کی پیروی کرنے پر یقین رکھتے ہیں، آپ کے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں اور ان کا اس بات پر یقین محکم ہے کہ آپ یہ معجزہ کر سکتے ہیں آپ قاتل کی نشاندہی کریں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو قبائل ایک دوسرے کے خلاف تلوار کھینچ لیں گے اور جنگ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، آپ مسلمانوں کی مشکلات حل کرنے اور ان کے درمیان جنگ و جدال کو روکنے کے لیے سب سے مناسب ہیں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: مقتول اب کہاں ہے؟

اس نے تابوت لایا، اس سے ایک مردہ نوجوان کی لاش نکالی جو ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی، اور اس سے عنبر وعود کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔

امیر المومنین علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور ایک طویل نماز بجالائی، پھر اس شخص کی طرف چہرہ مبارک کیا اور فرمایا:

> ''اس نوجوان کو اس کے چچا ''حریث'' نے قتل کیا ہے، کیونکہ اس نوجوان نے اپنے چچا کی بیٹی سے ازدواج کرنے کے باوجود کسی دوسرے عورت سے نکاح کر لیا، پس اس کے چچا نے اس بغض وعناد کی وجہ سے قتل کیا ہے''

اعرابی نے کہا: ہاں، ایسا ہی ہے، لیکن ہم اس سے واضح تر چاہتے ہیں کہ آپ اس نوجوان سے گفتگو کروائیں تاکہ یہ اس معجزے کو بیان کرے جو آپ کو عطا کیا گیا ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور نماز میں مشغول ہو گئے، خداوند متعال کی بارگاہ میں دعا و تضرع کیا، ہم نے سنا کہ آپ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے۔

الهی انت احییتَ مَیّتَ بنی اسرائیل ببعض لحم بقرة، وقلف: اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ. (البقرة آیہ ۷۳) وانی لاضربه ببعضی واعلم ان بعضی

عندك اکرم۔

''اے میرے معبود! تو نے بنی اسرائیل کے مردے کو گوشت کے ٹکڑے سے زندہ کیا، تو نے فرمایا: اس مردے کو گائے کا بعض حصہ مارو، اللہ تعالیٰ اس طرح سے مردوں کو زندہ کرتا ہے'' میں اپنا ایک عضو اس مردہ کو مارتا ہوں، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تیرے نزدیک میرا عضو اس سے کہیں محترم تر ہے''

اس کے بعد اپنے دائیں پاؤں سے اسے ہلایا، اس کے بعد کہا: حکم خدا سے کہو کہ تمہیں کس نے قتل کیا ہے؟ بے شک میں علی بن ابی طالبؑ پیغمبر کا جانشین ہوں۔

آنحضرت نے اس جملے کا دو تین مرتبہ تکرار کیا، اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمدؐ کو مبعوث فرمایا ہے اس وقت اس مردہ نے کمزور آواز میں گفتگو کی کہ تمام حاضرین نے اس کی آواز سنی اس نے کہا: مجھے میرے چچا نے قتل کیا ہے۔

اتنی بات کرنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ لوگوں نے جب یہ حیران کن کام دیکھا تو تمام کے تمام علی علیہ السلام کے پاؤں میں گر گئے اور سجدہ ریز ہو گئے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''سجدہ صرف خدا کی ذات اقدس کے لیے مخصوص ہے، اس نے صرف حکم پروردگار سے گفتگو کی ہے''

اس بارے میں دعویٰ کرنے والوں نے بہت سے دعوے کیے ہیں اس حدیث کو اکثر محدثین کوفہ نے نقل کیا ہے۔

(الجواہر الرائق جلد ۲ صفحہ ۱۴۱)

علیؑ و فاطمہؑ سے پیغمبرؐ کی محبت

(۸۸۲۔۶۵) محمد بن ابی الفوارس کتاب ''اربعین'' میں تحریر کرتے ہیں:

ایک حدیث میں حضرت عائشہ سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتی ہیں: میں نے کسی بھی شخص کو رسول خدا کے نزدیک علیؑ و فاطمہؑ سے زیادہ محبوب نہیں دیکھا۔

پھر اپنی گفتگو کو جاری رکھا کہ ایک دن میں پیغمبر خدا کے حضور حاضر تھی، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے پیغمبر کی طرف دیکھ کر عرض کیا:

''اے رسول خداؐ! میری جان آپ پر قربان ہو آپ پر خدا کا درود و سلام ہو میری فضیلت کیا ہے''

رسول خداؐ نے فرمایا:

یافاطمة! انت خیر النسآء فی البریة وانت سیدة نسآء اهل الجنة واهلها۔

''اے فاطمہؑ! مخلوقات میں تم تمام عورتوں سے افضل تر ہو، تم جنتی خواتین کی سردار ہو اور خود بھی اہل

بہشت ہو۔"

جناب سیدہ فاطمہؑ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے چچازاد بھائی کے لیے کون سی فضیلت ہے؟

رسول خداؐ نے فرمایا:

لایقاس بہ احد من خلق اللہ۔

"مخلوق خدا میں سے کسی کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔"

جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: میرے بیٹوں حسنؑ وحسینؑ کے لیے کون سی فضیلت ہے؟

رسول خداؐ نے فرمایا: هما ولدای وسبطای وریحانتای ایام حیاتی وبعد وفاتی۔

"وہ دونوں میری حیات میں اور وفات کے بعد میرے بیٹے، میرے نواسے اور ریحان کے دو پھول ہیں۔"

حضرت عائشہ کہتی ہیں: جب وہ دونوں گفتگو میں مصروف تھے اچانک حضرت علیؑ آئے اور پیغمبر خداؐ کی طرف دیکھ کر کہتے ہیں:

"یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ پر خدا کا درود وسلام ہو! میرے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟"

رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تم، فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ بہشت میں در کے محل میں ہوں گے، یہ محل عرش خدا کے نیچے ہے، اس کی بنیاد رحمت ہے اور اس کے اردگرد رضوان ہیں۔

یا علی بینك وبین نور اللہ باب فتنظر الیه وینظر الیك وعلی رأسك تاج من نور ضآء نورہ مابین المشرق والمغرب وانت ترفل فی حلل حمرویه. وخلقت وخلقتنی ربّی وخلق محبینامن طینة تحت العرش وخلق مبغضینامن طینة الخبال۔

"یا علیؑ! تیرے اور نور خدا کے درمیان ایک دروازہ ہے، پس وہ تیری طرف اور تو اس کی طرف دیکھتا ہے، تیرے سر پر نور کا ایک تاج ہے کہ اس کا نور مشرق ومغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کردیتا ہے، تو اس لباس پر فخر کرتا ہے جس کا رنگ سرخ پھول کی طرح ہے میرے پروردگار نے تجھے اور مجھے پیدا کیا ہے اور ہمارے چاہنے والوں کو عرش کے نیچے والی خاک سے پیدا کیا ہے اور ہمارے

دشمنوں کو دوزخ کی گندی مٹی سے بنایا ہے۔" (اربعین ابن ابی الفوارس جلد ۲ ۳۲ مخطوطہ)

دو پتھروں کے درمیان علیؑ کا فیصلہ

(۸۸۳_۶۶) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ ابن عباس ایک حدیث مرفوعہ میں کہتے ہیں:

میں اپنے آقا و مولیٰ علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو پتھروں میں سے ایک نے دوسرے کے اوپر گر کر اسے نقصان پہنچایا تو آپ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا کہ اوپر گرنے والے پتھر کو بھی اسی طرح سے نقصان پہنچایا جائے۔

راوی کہتا ہے: میں نے ابن عباس سے پوچھا کیا ان دو پتھروں نے علی علیہ السلام سے قضاوت کے لیے کہا تھا؟

انہوں نے کہا: ہاں، اس خدا کی قسم! جس نے محمدؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا بے شک میں نے دیکھا کہ ان دو پتھروں نے فریاد ایسی کی خواہش کی تھی۔

(اربعین ابن ابی الفوارس "مخطوطہ" جلد ۳۲)

حضرت ابراہیمؑ نے شیعہ علیؑ کی خواہش کی

(۸۸۴_۶۷) طریحی اپنی کتاب "مجمع البحرین" لفظ "شیع" کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ نقل ہوا ہے کہ ایک رات رسول خداؐ نے مسجد میں اپنے اصحاب سے گفتگو کی، دوران گفتگو آپ نے فرمایا:

یا قوم! اذا ذکرتم الانبیاء الاولین فصلّوا علیّ ثم صلّوا علیھم واذا ذکرتم ابی ابراھیم فصلّوا علیه ثم صلوا علیّ.

"اے لوگو! جب بھی گذشتہ انبیاء کو یاد کرو تو پہلے مجھ پر درود و سلام بھیجو، پھر ان پر لیکن جب میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرو تو پہلے ان پر اس کے بعد مجھ پر سلام بھیجو۔"

آپ کے اصحاب نے کہا: اے رسول خدا! حضرت ابراہیم علیہ السلام کس وسیلہ سے اس مقام پر پہنچے ہیں؟

پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

"آگاہ ہو جاؤ! جس رات مجھے معراج پر لے جایا گیا، جب میں تیسرے آسمان پر پہنچا تو میرے لیے نور کا ایک منبر لگایا گیا۔ میں اس کے اوپر بیٹھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام مجھ سے ایک زینہ نیچے بیٹھ گئے اور باقی پیغمبر منبر کے اردگرد بیٹھ گئے۔ اس دوران علی علیہ السلام تشریف لائے جو نور کے مرکب پر سوار تھے، ان کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا تھا اور ان کے چاہنے والے ستاروں کی طرح ان کے وجود مبارک کے اردگرد موجود تھے۔"

حضرت ابراہیمؑ نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

یا محمد هذا ای نبی معظم وای ملك مقرب؟

"اے محمدؐ! یہ کون سے صاحب عظمت نبی ہیں؟ یا کوئی ملک مقرب ہیں؟"

میں نے عرض کیا:

لا نبی معظم ولا ملك مقرب هذا اخی وابن عمی وصهری، ووارث علمی علی بن ابی طالب علیه السلام۔

"وہ نہ تو کوئی نبی معظم ہیں اور نہ ہی ملک مقرب، بلکہ وہ میرے بھائی، میرے چچازاد میرے داماد اور میرے علم کے وارث علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں"

حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا: وہ لوگ کون ہیں جو ان کے وجود مبارک کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے ہیں؟

میں نے عرض کیا: ان کے شیعہ ہیں۔

یہ وہ مقام تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

اللّٰهم اجعلنی من شیعة علی علیه السلام۔

"اے میرے معبود! مجھے بھی علی علیہ السلام کے شیعوں میں قرار دے۔"

اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر نازل ہوئے۔

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ (سورہ الصٰفٰت ۸۳)

"حضرت ابراہیمؑ ان کے پیروکاروں میں سے تھے۔" (مجمع البحرین جلد ۱ صفحہ ۵۷۲، مادہ شیع)

علیؑ اور نبیؐ کے درمیان صیغہ اخوت کی داستان

(۸۸۵۔۶۸) شیخ بزرگوار، فقیہ دانشمند جناب محمد بن جعفر شہدی اپنی کتاب "**ما اتفق فیه من الاخبار فی فضل الائمة الاطهار**" میں تحریر فرماتے ہیں:

عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں: ایک دن رسول خداؐ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اچانک جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا: اے محمدؐ! خداوند علی اعلا آپ پر درود و سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: پڑھو!

پیامبر خداؐ نے فرمایا: کیا پڑھوں؟ جبرئیل نے عرض کیا: پڑھیں:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ۔ وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ

مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ۔ لَا یَمَسُّہُمۡ فِیۡہَا نَصَبٌ وَّ مَا ہُمۡ مِّنۡہَا بِمُخۡرَجِیۡنَ

(سورہ الحجر ۴۶۔۴۸)

''بے شک صاحبان تقویٰ باغات اور چشموں کے درمیان رہیں گے۔ انہیں حکم ہوگا کہ تم باغات میں سلامتی اور حفاظت کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور ہم نے ان کے سینوں سے ہر طرح کی کدورت نکال لی ہے اور وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تخت پر بیٹھے ہوں گے۔ نہ انہیں کوئی تکلیف چھو سکے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔''

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: اے جبرئیل نہیں خدا نے بھائی بھائی قرار دیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے روبرو تخت نشین ہوں گے، کون ہیں؟

جبرئیل نے عرض کیا: ''وہ آپ کے برگزیدہ اصحاب ہیں جنہوں نے آپ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کیا اور عہد و پیمان کی خلاف ورزی نہیں کی۔

''آگاہ ہو جائیں! اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ زمین پر ان کے درمیان اس طرح سے رشتہ اخوت و برادری قائم کریں، جس طرح خداوند متعال نے آسمان پر ان کے درمیان قائم کیا ہے۔''

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: میں انہیں نہیں پہچانتا ہوں۔

جبرئیل: میں آپ کے حضور ہوا میں کھڑا ہوں، جب کوئی مومن شخص کھڑا ہوگا تو میں آپ سے کہوں گا کہ فلاں فلاں شخص مومن ہے، آپ کھڑے ہو جائیں اور ان دونوں کے درمیان رشتہ اخوت و برادری قائم کریں۔ جب کوئی کافر کھڑا ہوگا تو میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ فلاں فلاں شخص کافر ہے ان دونوں کے درمیان رشتہ اخوت قائم کریں۔

پیغمبر خدا نے فرمایا: اے جبرئیل ایسے ہی کروں گا۔

اس وقت پیغمبر اکرمؐ کھڑے ہو گئے، مومن کا مومن کے ساتھ اور کافر کا کافر کے ساتھ رشتہ اخوت و برادری قائم کیا۔

اس دوران منافقین شور و غوغا کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے محمدؐ! اس کام میں یا راز پنہاں ہے؟ آپ نے ہمارے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہے کہ ہمیں پراگندہ طور پر چھوڑ دیا ہے اور ہمارے ساتھ علیحدہ سے رشتہ اخوت قائم نہیں کیا چونکہ اللہ تعالیٰ ان کی نیت سے آگاہ تھا، اس لیے پیغمبر اکرمؐ پر یہ آیہ نازل فرمائی:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ

(آل عمران آیہ ۱۷۹)

''خداوند متعال صاحبان ایمان کو انہیں حالات میں نہیں چھوڑ سکتا جب تک خبیث اور طیب کو الگ الگ

نہ کردے۔"

جب رسول اکرمؐ نے یہ آیہ شریفہ پڑھی تو لوگ خاموش ہو گئے۔

پیغمبر خداؐ نے دوبارہ سے ان کے درمیان رشتہ اخوت و برادری قائم کرنا شروع کیا حتیٰ کہ تمام اصحاب (خواہ مومن ہو یا منافق) کے درمیان رشتہ اخوت کو قائم کیا۔

تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ پیغمبر اسلام علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ایک گوشے میں بیٹھے ہیں۔

اس وقت جبرئیل نازل ہوا اور کہا:

"اے محمدؐ! خداوند متعال آپ پر درود و سلام بھیجنے کے بعد فرماتا ہے کہ میں اس کام سے آگاہ ہوں۔ میں نے علیؑ کو آپ کے لیے باقی رکھا ہے اور انہیں آپ کے ساتھ ملاتا ہوں۔ میں نے زمین و آسمان کے درمیان آپ اور علیؑ کا رشتہ اخوت قائم کر دیا ہے۔"

علیؑ و محمدؐ کا تقابل رسول خدا کی زبان میں

ألا وان على حقيق لمعرفته مخصوص به، حسبه من حسبي ونسبه من نسبي و سته متعلقة بستي، فعلي اخي وابن عمي، اوتيت الرسالة والحكمة، واوتي علي العلم والعصمة واوتيت الدعوة والقرآن، واوتي علي الوصية والبرهان، واوتيت القضيب والناقة، واوتي علي الحوض واللواء۔

"آگاہ ہو جاؤ! علیؑ اس شناخت کے قابل تر ہیں جو ان کے لیے مخصوص ہے، ان کا حسب میرا حسب، ان کا نسب میرا نسب اور ان کا راہ و روش میرا راہ و روش ہے، پس علیؑ میرے بھائی اور میرے چچازاد ہیں، مجھے رسالت و حکمت عطا کی گئی، اور علیؑ کو علم و عصمت، مجھے دعوت و قرآن عطا کیا اور علیؑ وصیت و برہان اور مجھے شمشیر و شتر اور علیؑ کو حوض کوثر اور پرچم عطا ہوا۔"

واوعدت بالسجدة والشفاعة العظمى، وجعل علي قسيم الجنة واللظى، اعطيت الهيبة والوقار، واعطى علي الشرف والفجار، ووهب لي السماحة والبهاء ووهب لعلي البراعة والحجى، بشرت بالرسالة ة الكوثر وبشر علي بالصراط

المستقیم حضصت بخدیجة الکبری، وخص علیؑ بزوجة فاطمة خیرة النساء۔

''مجھے سجدہ اور شفاعت عظمیٰ دی گئی جبکہ علیؑ کو جنت وجہنم کو تقسیم کرنے والا قرار دیا گیا، مجھے ہیبت وافتخار عطا ہوا اور علیؑ کو شرف وافتخار نصیب ہوا، مجھے سرداری اور شکوہ وجلال عطا ہوا جبکہ علیؑ کو کمال وعقل اور لیاقت وشائستگی میسر ہوئی، مجھے رسالت اور کوثر کی نوید دی گئی جبکہ علیؑ کو صراط مستقیم کی خوش خبری نصیب ہوئی، خدیجہ کبریٰ کو میرے لیے چنا گیا اور خواتین کی سردار فاطمہ کو علیؑ کی زوجیت کے لیے منتخب کیا گیا۔''

حملت علی الرفرف فی الهواء، وسمعت کلام علیؑ فی السمآء توخیت عند سدرة المنتهیٰ، ستلت عن علی فی الرفیع الاعلی ارسلت بلنذار و الخوف واعطی علی البدارة والسیف، بشرت باعلی الجنان، طلبت ان لایفارقنی علی حیث کنت وکان ووعدت المقام المحمود فی الیوم المشهود ووعد علیؑ بلواء الحمد فی الیوم المشهود وبعثت بالایات علی احد المعجزات، وفضلت بالنصر فضل علیؑ بالقهر، حبیب بالرضوان حبی علیؑ بالغفران، وهب لی حدة النظر، حبیب بالرضوان حبی علیؑ بالغفران، وهب لی حدة النظر، وهب لعلی البأس والظفر۔

''میں رفرف (براق) پر ہوا میں سوار ہوا، اور آسمان پر علیؑ کا کلام سنا، مقام سدرۃ المنتہٰی پر میں مورد سوال قرار پایا اور مقام اعلیٰ پر مجھ سے علیؑ کے بارے میں پوچھا گیا، میں لوگوں کے لیے نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا گیا ہوں جبکہ علی علیہ السلام کو شجاعت وشمشیر عطا ہوئی ہے۔''

''مجھے بہشت کے بلندترین مقام کی خوش خبری دی گئی، میں نے خدا سے درخواست کی ہے میں جس جگہ پر رہوں اور علیؑ جہاں پر ہوں وہ مجھ سے جدا نہ ہو، روز قیامت مجھے پسندیدہ مقام کا وعدہ دیا گیا اور علیؑ کو پرچم دار کا، مجھے نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یعنی معجزات کے ساتھ بھیجا گیا مجھے نصرت کے ذریعے برتری دی گئی اور علیؑ کو بہادری وکامیابی کے ذریعے، مجھے رضوان عطا ہوئے اور علیؑ کو غفران اور مجھے تیزبینی اور علیؑ کو دلیری وکامیابی نصیب ہوئی۔''

انا سابق المرسلین، علی صالح المومنین، سطوت فی الشاهد سطی علیؑ فی

المراصد، انا خاتم النبیین علی خاتم الوصیین انا نبی امتی و علی مبلغ دعوتی، بعث اخی موسیٰ بالعصا تتلقف ما یأفکون، و بعثت بالسیف فی کف علی یقسم مایمکرون۔

"میں سابق المرسلین ہوں اور علیؑ صالح المومنین، میرا رعب و دبدبہ میدانوں میں ہے اور علیؑ کا کمین گاہوں میں، میں خاتم النبیین ہوں اور علی خاتم الاصیاء، میں اپنی امت کا پیغمبر ہوں اور علیؑ میری دعوت کو پہنچانے والے ہیں، میرا بھائی موسیٰؑ اس عصا کے ساتھ مبعوث ہوا جس نے ان کو نگل گیا جنہیں بطور حقیقت پیش کیا گیا، میں ایسی شمشیر کے ہمراہ مبعوث ہوا جو علیؑ کے طاقتور ہاتھوں کی گرفت میں ہے کہ وہ جس سے مکاروں اور حیلہ گروں کو دو حصوں میں بانٹ دیتا ہے۔"

انا باب الھدیٰ، علی باب التقی، حزب اللہ حزبی، وحزبی حزب علی، علی صفوۃ اسماعیل بعدی سبقت له دعوۃ الخلیل وجنب عبادۃ الاصنام والتماثیل، ثبت علی عبد رب العلمین و کسر اصنام المشرکین، واخرج بذلك الظالمین ابراھیم صفوۃ اللہ والمرسلین وانا صفوۃ ابراھیم واسماعیل، خصنا اللہ بالتفضیل، وطھرنا بالتنزیه عن فعل الخطاین، عجبلت انا وعلی من طین سکنت انا وعلی فی ظھور المؤمنین۔

"میں ہدایت کا دروازہ ہوں اور علیؑ تقویٰ کا، خدا کا گروہ میرا گروہ اور میرا گروہ علیؑ کا گروہ ہے، میرے بعد علیؑ اولاد اسماعیل سے چنے گئے کہ جنہوں نے حضرت ابراہیم خلیل کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا اور بتوں کی پرستش سے دوری اختیار کی۔ وہ رب العلمین سے کیے ہوئے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہے اور مشرکین کے بتوں کو توڑا، اس طرح سے انہوں نے ستم کاروں کو خانہ خدا سے باہر دھکیلا، حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا اور پیغمبروں کے منتخب شدہ ہیں اور میں حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کا منتخب شدہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے فضیلت دے کر امتیاز بخشا ہے اور غلط کاموں سے دوری اختیار کرنے کی وجہ سے مجھے پاکیزہ کیا ہے۔ میں اور علیؑ ایک ہی طینت سے بنائے گئے ہیں، میں نے اور علیؑ نے مومنین کے صلبوں میں سکونت اختیار کی ہے۔"

انا حجۃ اللہ علی حجتی ینطق علی جنانی و یخاطب علی لسانی لایشتبه علیه ظلمة

من الظلمات، ولایبلی فی دینه بآفة من الآفات وهب لی علم المشکلات، ووهب لعلی المعضلات، ربّیت فی حجر ابی علی، وربی علی فی حضنی وربی فی مهدی وحجرونشأفی صدری.

''میں حجت خدا ہوں اور علیؑ میری حجت ہیں، وہ میرے دل کی باتیں کرتا ہے اور میری زبان سے بولتا ہے، تاریکیاں اس کے لیے اشتباہ کا باعث نہیں ہیں اور اس کا دین آفتوں سے بوسیدہ نہیں ہوتا، مشکلات کا علم مجھے عطا ہوا اور علیؑ کو پیچیدہ امور کا علم عطا ہوا، میں علیؑ کے والد گرامی کے دامن محبت میں پروان چڑھا اور علیؑ نے میرے دامن محبت میں پرورش پائی، وہ میرے گھوارہ محبت میں پلا بڑھا اور میرے سینہ میں رشد پائی۔''

علیؑ کی تعریف رسول خداؐ کی زبانی

وسبق النّاس کلّهم الی امری، فرح بالرضوان وحبی بالغفران، واوعد بالجنان من قبل ان یومن انسان، یضرب بحدلی ویفخر بجدی ویسطولمسعدی، صلام و صنوی عالم حاکم صابر صائم لایشقله الدنیا عن الذکر ولاینفطع عند المصائب دائم الفسکر، حدید النظرعظیم الخطر، علی الخبر صبوروقورذکورشجاع اذاقلّت الابطال وهب نفسه فی یوم النزال فی سورة القتال مالحدل قط عنّی ولاوقف بمحال عنّی، تقّی رضیّ سخیّ ولیّ سنیّ رکیّ محیّ.

''اس (علیؑ) نے میری پیغمبری قبول کرنے میں تمام لوگوں پر سبقت حاصل کی، رضوان الٰہی کے ہمراہ خوش ہوا، اسے غفران عطا ہوئے، اور بہشت کا اس سے وعدہ کیا گیا قبل اس کے کہ کوئی شخص ایمان لے آئے''۔ ''وہ تلوار چلاتا ہے، میرے جد پر فخر کرتا ہے اور میری آرزو وتمنا کے مطابق حملہ آور ہوتا ہے۔''

''وہ غضب ناک شیر، برادر مہربان، دانشور، مصنف، صابر اور ایسا روزہ دار ہے کہ دنیا اسے یاد خدا سے غافل نہیں کرتی، مشکلات کے وقت یاد خدا سے بے خبر نہیں ہوتا، وہ ہمیشہ غور وفکر میں رہتا ہے، وہ تیز بین ودقیق النظر ہے اور بلند مقام پر فائز ہے۔ وہ خبر میں صابر ہے، وہ باوقار اور زیادہ ذکر کرنے

والا ہے، وہ پہلوانوں کی کمی کے باوجود ایسا دلیر ہے کہ جنگ وجدال کے روز شدت جنگ کے باوجود اپنی جان کی بازی لگائی اور مجھ سے ہرگز دست بردار نہ ہوا، وہ ایک جگہ پر کھڑا نہیں ہوا (بلکہ میرے اردگرد پروانے کی طرح گھومتا رہا) وہ پاک دامن، پاکیزہ، خوشنود ومسرور، سخاوت میں دوست، بلند تر، صاحب لیاقت اور صاحب عزم وارادہ ہے۔"

علیؑ اشبه النّاس اذا قضی بنوح حکما، وبھود حلماً وبصالح عزماً وبابراھیم علماً، وباسماعیل صبراً، وباسحاق ازرًا، وبیعقوب مصائباً وبیوسف تکذیباً، محسود علی مواھب اللہ، معاند فی دین اللہ۔

"علیؑ لوگوں کے درمیان قضاوت کرنے میں حضرت نوحؑ کی مانند، حلم میں حضرت ہودؑ کی طرح، عزم وارادہ میں حضرت صالحؑ جیسا، علم ودانش میں حضرت ابراہیمؑ کی طرح، صبر میں حضرت اسماعیلؑ کی مانند، تعاون میں حضرت اسحاقؑ کے مشابہ، مصائب میں حضرت یعقوبؑ کی طرح اور جھٹلائے جانے میں حضرت یوسفؑ کی مانند ہوں، خدا کی طرف سے عطا شدہ نعمتوں کی وجہ سے علیؑ سے حسد کیا گیا اور دین خدا میں ان سے دشمنی برتی گئی۔"

اشبه شیئی بالکلیم زھدًا، وبعیسیٰ بن مریم رشدًا، وبی خلقًا وخلقا، جمیل من الطوراق لطیف من البوائق جدام الموائق عدو المنافق، لکل خیر موافق ولکل مضارق ملکوتی القلب سماوی اللب، قدسی الصحبة یحب الرّبّ۔

"وہ زہد وتقویٰ میں حضرت موسیٰؑ کی طرح رشد وہدایت میں عیسیٰ بن مریمؑ کی مانند اور خلق وخو کے لحاظ سے میرے مشابہ ہے، وہ ناگہانی حوادث وآفات میں بھی اچھی طرح سے پیش آتا ہے اور مشکلات میں مہربان ہے، وہ مشکلات کو ختم کرنے والا ہے، وہ ہر منافق کا دشمن ہے، ہر اچھائی کے موافق ہے اور ہر برائی سے علیحدہ ہے، وہ قلب الٰہی وملکوتی اور عقل وخرد آسمانی کا مالک ہے، وہ ہم نشین وہم محفل قدسی اور پروردگار کا دوست ہے۔"

مناجز مبارز غیر فشل ولا عاجز، نبت فی اعراقی وغذی باخلاقی وبارز باسیافی، عدوّہ عدوی، وولیّه ولیّی وصغّیه صفیّ، سرادق الائمة، وباب المحکمة، ومیزان العصمة لایحبهٗ الّا مومن نقی، ویبغضه الّا منافق سقی۔

"وہ ایسا جنگ جو اور مبارز ہے کہ ہرگز جنگ میں سستی و عاجزی کا شکار نہیں ہوتا، اس کی پرورش میری رگوں سے ہوئی ہے اور میرے اخلاق اس کی غذا ہیں، اس نے میری تلواروں سے جنگ لڑی ہے، اس کا دشمن میرا دشمن، اس کا دوست میرا دوست اور اس کا منتخب شدہ میرا منتخب شدہ ہے، وہ اُمت کا سائبان، حکمت کا دروازہ اور عصمت کی میزان ہے اس سے محبت نہیں رکھتا سوائے پاک و پاکیزہ مومن کے اور اس سے دشمنی کوئی نہیں کرتا سوائے بدبخت منافق کے۔"

حبیب نجیب وجیه عندالله معظم فی ملکوت الله، لم یزل عندالله صادقاً وبسبیل الحق ناطقاً الحق معه وفیه لایزایله یستبشر بذکره المؤمنین ویسی بذکره المنافقون ویمقته القاسطون، ویبغضه الفاسقون ویشنأه المارقون مني مبدأه والیٰ منتهاه، وفی الفردوس مثواه، وفی علیین ماواه کریم فی طرفه، مهول فی عطفه، سراج وخلقه معصوم الجناب طاهر الاثواب، تقی الحرکات کثیر البرکات، زائد الحسنات، عال علی الدرجات فی الیوم الهبات۔ مهذب نجیب مجلبب مطیب ادیب مؤدب مستأسد محرب حیدرة قسورة فزّاب غلاب وقاب وثاب۔

"وہ بارگاہ خداوندی میں منتخب شدہ اور آبرومند ہے، ملکوت الٰہی میں صاحب عظمت ہے، خدا کے نزدیک وہ ہمیشہ سچ گو ہے، حق ہمیشہ اس کے ساتھ اور اس میں ہے اور وہ اس سے ہرگز تجاوز نہیں کرے گا۔ مومنین اس کی یاد سے خوش و خرم اور منافقین غمگین و اندوہناک ہوتے ہیں۔ حق سے دور رہنے والے ستم گار اس سے دشمنی کرتے ہیں، گناہ گار فاسقین اس سے کینہ و حسد رکھتے ہیں، مرتد اور گمراہ لوگ اس سے برا سلوک کرتے ہیں۔ اس کی ابتداء مجھ سے اور اس کی انتہاء مجھ پر ہے، اس کا مقام بہشت ہے اور ٹھکانہ اعلیٰ علیین پر ہے اس کی نگاہ کریمانہ اور اس سے روگردان ہونا خوف ناک ہے، وہ خلق و خو میں چراغ کی مانند ہے، اس کا آستانہ و درگاہ لغزش ناپذیر ہے، اس کے کپڑے طاہر اور حرکات پاکیزہ ہیں، وہ بہت زیادہ برکتوں اور فراوان نیکیوں کا مالک ہے۔ جس دن تمام لوگ پستی کی طرف جائیں گے وہ بلند درجات کی طرف پرواز کرے گا۔"

"وہ عیبوں سے پاک و پاکیزہ، بزرگوار، چھپا ہوا، خوش خو و با مروت، نکتہ سنج تربیت شدہ، شیر کی مانند، کار

آموزہ، محرب، پھاڑنے والا شیر، بہت زیادہ مارنے والا، بہت زیادہ غالب آنے والا، بہت زیادہ بخشنے والا اور بہت محبت وخیر کرنے والا ہے۔"

اولکم سبقًا، واولکم خلقًا، صاحب سرّی المکتوم وجهری العلوم، وامری المبروم، طویل الباع عبل الذراع، کشّاف القناع فی یوم القناع ادیب لبیب حسیب نسیب، من ربه فی المنزلة قریب، غضنفر فرغام ماجد هوام مبارز قمقام غذا فرهشام لیث همهام۔

"وہ آپ میں سے سب سے پہلا شخص ہے جس نے اسلام قبول کیا، آپ میں سے پہلے خلق کیا گیا، اس کے پاس میرے چھپے ہوئے راز، میرے آشکار علوم اور میرے حتمی ویقینی امور ہیں۔"

"وہ طاقتور شخص، مضبوط بازوؤں کا مالک اور حالت کارزار میں زراع کو اتار پھینکنے والا ہے۔ وہ نکتہ دان، ہشیار اور صاحب ونسب ہے اور مقام ومرتبہ میں اپنے پروردگار کے نزدیک ہے، وہ چیرنے پھاڑنے والا شیر، تمام شیروں پر غالب آنے والا، بہت بڑا مبارز، جوان مرد شیر اور بہادر ودلیر ہے۔"

به اسکن الله الرعب فی قلوب الظالمین، واوحی الیّ انّ الرعب لایسکن لعلیؑ قلبا، ولا یمازج له لبّا، خلقه الله من طینتی وزوّجه ابنتی وحرمتی، واقام معی بستی، واوضح به محبتی، وانار به ملکی، وهو المحنة علی امتی، واسانی بنفسه لیلة الرقد علی فراشی، وردما اخذه عدوی منی قهرًا، اربیت فی بیت امّة فاطمة بنت اسد وحجر ها وحضنها، وربّی علیؑ بیتی وحجری وحضنی، تولیت تربیته، وتولت خدیجه کفالته من غیر اضاع ارضعتد، تتابعث منه الحکم، وتقارنت انا وهو فی العدم محبة الارسعه الارمم، وهو صاحب لوای والعلم، ما رأی قطّ ساجد الصتم، ما ثبت لی فی مکان قدم الّا ولعلیؑ ید وقدم، آمن من غیر دعوة برسالتی۔

"اللہ تعالیٰ نے اس کے وسیلہ سے ظالموں اور ستم گروں کے دلوں پر رعب ڈالا، اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر وحی نازل فرمائی کہ علیؑ کے دل میں خوف نام کی کوئی چیز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے میری طینت سے خلق فرمایا اور میری بیٹی اس کی بیوی بنائی، اس نے میرے ساتھ مل کر میری سنت کو قائم کیا اور اس

کے وسیلہ سے میری حجت اور میری بادشاہت کو آشکار کیا۔ ''

''وہ میری امت کی آزمائش کا وسیلہ ہے، میرے بستر پر سو کر اس نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر میری مدد کی، اس نے دشمنوں سے میری وہ تمام چیزیں واپس لیں جو انہوں نے بزور مجھ سے چھین رکھی تھیں، میری تربیت اس کی ماں فاطمہ بنت اسد کے گھر میں ہوئی ہے اور علیؑ کی تربیت میرے دامن میں میرے گھر میں ہوئی ہے، اس کی تربیت کا کام مجھے سونپا گیا، خدیجہ نے دودھ پلائے بغیر اس کی سرپرستی کی۔ ہمیشہ اس سے حکم و فرمان صادر ہوا، میں جہان عدم میں اس کے ساتھ مقرون ہوا، اس کے محب تمام امتوں میں سے سعادت مند ترین لوگ ہیں، میرے پرچم اور علم کا مالک وہ ہے، ہرگز نہیں دیکھا گیا کہ اس نے کسی بت کے سامنے سر جھکایا ہو، میرے پاؤں کسی بھی ایسی جگہ پر نہیں آئے مگر یہ کہ وہاں پر علیؑ نے ہاتھ اور پاؤں نہ رکھا ہو، اس نے دعوت کے بغیر میری رسالت پر ایمان لایا۔

بعثت یوم الاثنین ضحوہ، وصلیٰ علیؑ فی یوم معی صلاۃ الزوال، اوستکمل من نوری ما کمل بہ الانوار، قدرہ اعظم الاقدار، آنسنی فی ظهور الآباء الزاکیات وقارنني فی الاوعیۃ الطاھرات، وکتب اسمہ واسمی علی السرادقات وفی السمٰوٰت فعلی شقیقی من ظھر عبدالمطلب الی الممات وحدثی فی جوار اللہ والغرافات۔

''میں بروز پیر ظہر کے وقت رسالت پر مبعوث ہوا، علیؑ نے اسی روز میری اقتداء میں نماز ظہر بجا لائی، اس نے جس طرح سے چاہا میرے نور سے انوار کو کمل کیا، اور اس کی قدر و منزلت عظیم ترین قدر و منزلت ہے۔''

''وہ مومن پاک سرشت صلبوں اور پاک دامن ماؤں کے رحموں میں میرے نزدیک تھا، اس کا اور میرا نام آسمان میں خدائی پردوں پر لکھا ہوا ہے اس بناء پر علیؑ صلب عبدالمطلب سے لے کر وفات تک میرا بھائی ہے، وہ پناہ الہی اور بہشتی حجروں میں مجھ سے ہم کلام ہوا ہے۔ ''

اللّٰھم والِ من والاہ وعادہ من عاداہ خصّہ اللہ بالعلم والتقی، حبّبہ الی اھل الارض والسمآء، وجعل فیہ الورع والحیاء وجنّبہ الخوف والردی، وفرض ولایتہ علی کل من فی الارض والسّمآء فمن احبہ فقد احبّنی، ومن ابغضہ فقد

ابغضنی، ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ۔

''اے معبود! جو اسے دوست رکھتا ہے، اسے تو دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی کرتا ہے تو بھی اس سے دشمنی رکھ، اللہ تعالیٰ نے علم و دانش اور پاک دامنی کی وجہ سے اسے امتیاز بخشا ہے، زمین اور آسمان پر رہنے والوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈالی ہے، حیاو پرہیز گاری کو اس میں رکھا ہے اور خوف و ذلت سے اسے دور کیا ہے، زمین و آسمان کے باسیوں پر اس کی ولایت کو قبول کرنا لازم قرار دیا ہے۔ پس جو کوئی بھی اسے دوست رکھتا ہے میں اسے دوست رکھتا ہوں اور جس کسی نے بھی اس کے ساتھ دشمنی کی، اس نے میرے ساتھ دشمنی کی، اور جس نے میرے ساتھ دشمنی کی، اس نے خدا سے دشمنی کی ہے۔''

علیؑ خزانة علمی، ووعاء حلمی، ومنتهیٰ همّی، وکاشف غمّی فی حیاتی ومغسّلی بعد مماتی، ومونسی فی اوقاتی، علی غاسلی اذا قبضت ومدرجی فی اکفانی اذا تواریت، علیؑ اول من یصلی وعلیؑ من البشر، ومهدی فی لحدی اذا حضر، علی یکفینی فی الشدائد ویحمل عنی الاوابد ویدافع علی بروحه المکائد لا یؤذینی فی علی الا حاسد، ولا یرد فضله الا شقی جاحد۔

''علیؑ میرے علم کا خزانہ، میرے حلم کا ٹھکانہ اور میرے قصد و ارادہ کی انتہا ہے، وہ دوران زندگی میرا غم خوار اور وفات کے بعد مجھے غسل دینے والا ہے، وہ زندگی میں میرا مونس ہے اور موت کے بعد کے بعد مجھے وکفن دینے والا ہے، انسانوں میں سے علیؑ سب سے پہلے مجھ پر نماز پڑھے گا اور مجھے لحد میں اتارے گا، وہ مشکلات میں میری حمایت کرتا ہے اور بدخواہوں کے مکر و فریب کو مجھ سے دور کرتا ہے، وہ جان پر کھیل کر دشمنوں کے حیلوں کو مجھ سے دور رکھتا ہے، علیؑ کی وجہ سے حاسد کے علاوہ کوئی بھی مجھے اذیت و آزار نہیں پہنچاتا اور شقی و بدبخت کے علاوہ کوئی بھی اس کے فضائل کا انکار نہیں کرتا''

اس کے بعد رسول خداؐ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا:

اللهمّ انّك قرنتنی بأحب الخلق الیك واعزهم عندی واوفاهم بذمّتی واقربهم قرابة الیّ واكرمهم فی الدنیا والآخرة علیّ۔

''اے میرے معبود! تو نے مجھے ایسے شخص کے ساتھ ملایا ہے جو مخلوق میں تیرے نزدیک محبوب ترین اور میرے نزدیک ان میں سب سے زیادہ ارادہ کرنے والا ہے، وہ میرے ساتھ ان میں سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا، رشتہ داری میں ان میں سب سے زیادہ قریب ہے اور دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ میرے نزدیک گرامی تر و باعزت ہے۔

اپنا چہرہ مبارک علیؑ کی طرف کر کے فرمایا:

ادن منی یا ابا الحسن! حبی الناس بالاشکال والقرباء وحبانی ربی بك الاانك صفوة الاصفیاء بك یسعد من سعد وبك یشقی من شقی، انت خلیفتی فی اهلی وانت المشتمل بفضلی، والمقتدیٰ به بعدی، ادن منی یا اخی۔

"اے ابوالحسنؑ! میرے نزدیک آؤ، لوگ اپنے ہی جیسوں کے قریب ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے نزدیک کیا ہے، کیونکہ برگزیدہ شدہ لوگوں میں سے تمہیں انتخاب کیا ہے، نیک بخت تمہارے سبب سے نیک بخت ہوگا، اور بدبخت تمہارے سبب سے بدبخت ہوگا، میرے خاندان میں سے تو میرا جانشین ہے، میری تمام فضیلتیں تمہارے شامل حال ہیں اور تو میرے بعد لوگوں کا مقتدی ہے اے میرے بھائی میرے نزدیک آؤ۔

اس دوران ربی مرتضیٰ علیہ السلام مصطفیٰؐ کے قریب گئے اور اپنے آپ کو آنحضرت کے اوپر گرا دیا، رسول خداؐ نے اپنے بھائی علیؑ کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے ہوئے فرمایا:

یا ابا الحسن! ان الله خلقکم من انواری کذالك وافق سرك اسراری وضمیرك اضماری تطائع روحی نروحك شهدالله لذلك والفائزون الصابرون وحملة العرش اجمعون، یشهدون بامتزاج ارواحنا اذ کنّا من نور واحدٍ قال الله تعالیٰ: وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ۝ (سورہ فرقان آیہ ۵۴)۔

"اے اباالحسنؑ! خدا نے تمہیں میرے انوار سے خلق فرمایا ہے، تیرے راز اور ضمیر کو میرے اسرار اور بھیدوں کے مطابق قرار دیا ہے کہ تیرا روح تمہارے روح سے مطلع ہے، اللہ تعالیٰ نے اس بات پر گواہی دی ہے، اسی طرح تمام کے تمام کامیاب ہونے والوں، صبر کرنے والوں اور عرش کو اٹھانے والوں نے ہماری روحوں کے امتزاج کی گواہی دی ہے کیونکہ ہم ایک ہی نور سے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور وہ وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنا دیا اور آپ کا پروردگار بہت قدرت والا ہے"

اے علیؑ! آپ کے لیے بس یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نفس سے آگاہ ہے، اور میرے لیے صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نفس سے آگاہ ہے، اور میرے لیے صرف یہی کافی ہے کہ میں تیرے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہوں، ہر کوئی اپنے ہم نشین کی طرف پلٹے گا اور علی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جائے گا۔ (نہج الایمان صفحہ ۴۱۳)

موئف کہتا ہے: تاریخ بلاذری، سلامی اور کچھ دوسری تواریخ میں روایت نقل ہوئی ہے کہ ابن عباس اور کچھ دوسرے افراد نے کہا:

جب آیہ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" "تمام مومنین آپ میں بھائی بھائی ہیں" سورہ حجرات آیہ ۱۰) نازل ہوئی تو رسول خداؐ نے تمام ہم مزاج لوگوں کے درمیان صیغۂ اخوت پڑھا۔

اس بناء پر حضرت ابوبکر و عمر، حضرت عثمان و عبدالرحمن، سعد بن وقاص و سعید بن زید، طلحہ و زبیر، ابی عبیدہ و سعد بن معاذ، مصعب بن عمیر، و ابوایوب انصاری، ابوذر و ابن مسعود، سلمان و حذیفہ، حمزہ و زید بن حارثہ، ابودرداء و بلال، جعفر طیار و معاذ بن جبل اور مقداد و عمار آپس میں بھائی بن گئے"

دوسری طرف عائشہ و حفصہ، زینب بن جحش و میمونہ اور ام سلمہ، صفیہ آپس میں بہنیں بہنیں بن گئیں۔

آنحضرت نے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے تمام اصحاب کے درمیان صیغہ اخوت جاری کیا، اس کے بعد فرمایا:

انت اخی وانا اخوك یاعلی!

"اے علیؑ! تو میرا بھائی اور میں تیرا بھائی ہوں" (امالی طوسی صفحہ ۵۸۷، جلد ۳، تفسیر برہان، جلد ۴ صفحہ ۲۰۷، جلد ۱)

علیؑ کا دعویٰ سلونی اور جبرئیل کا سوال کرنا

(۸۸۶-۶۹) شیعہ علماء سے نقل ہوا ہے کہ ایک دن حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے مسجد بصرہ کے منبر پر خطاب کے دوران فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی.

"میرے فقدان سے قبل جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو"

ایک شخص کھڑا ہو کر سوال کرتا ہے، اے امیر المومنین! اس وقت جبرئیل کہاں پر ہے؟ حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ دوڑائی، پھر اپنے دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا: تم جبرئیل ہو، اس وقت اس نے پرواز کی اور مسجد کی چھت میں شگاف کرتا ہوا چلا گیا، یہ قصہ دیکھ کر لوگوں نے فریاد اللہ اکبر بلند کی اور کہا: اے امیر المومنین! آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ جبرئیل ہے؟

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَمّا نظرت الی السماء خرق نظری اطباق السماوات حتی العرش والکرسی فما رأیته، ونظرتُ الارضَ کلّها فلم اره فعلمت انه جبرئیل.

"جب میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو میری نگاہ نے تمام طبقات آسمان حتیٰ کہ عرش و کرسی تک کی مسافت طے کی، لیکن اسے نہ دیکھا، پھر زمین کے تمام گوش و کنار میں دیکھا، اسے نہ پایا تو میں سمجھ گیا

کہ جبرئیل یہی ہے۔" (الانوار النعمانیہ جلد ا صفحہ ۳۲)

بہشتیوں کا دوزخیوں کے لیے دعا کرنا

(۸۸۷۔۷۰) فرات کوفی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سلیمان دیلمی کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، میری حاضری کو تھوڑا سا وقت نہ گزرا تھا کہ میں نے لبیک کی ایک آواز سنی، اچانک حضرت علیؑ کا وجود مقدس ظاہر ہوا، اس دوران رسول خدا ان کی طرف بڑھے اور ان سے اس طرح سے گلے ملے کہ ان کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی پھر اپنا رخ انور علی علیہ السلام کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

یا علی! انّی سألت الله ان یجعلك معی فی الجنة فضعل، وسالته ان یزیدنی فزادنی زوجتك وسالته ان یزیدنی فزادنی ذریتك وسألته ان یزیدنی فزادنی محبیك فزادنی من غیر ان استزیده محبّ محبیك۔

"اے علیؑ! میں نے بارگاہ خداوندی میں التجا کی ہے کہ وہ بہشت میں تجھے میرے ساتھ جگہ دے، اللہ تعالیٰ نے میری التجا قبول کی، میں نے پھر اللہ تعالیٰ سے اس سے زیادہ عنایت ولطف کی درخواست کی تو اس نے تیری اولاد کا اضافہ فرمایا، میں نے کچھ مزید لطف وکرم کی درخواست کی تو اس نے تیرے دوستوں کا اضافہ کیا، پھر علاوہ اس کے کہ مزید لطف وکرم میں اضافے کی التجا کرتا، اس نے تیرے دوستوں کے دوستوں کو شامل کر دیا۔

حضرت امیر المومنین اس بات پر بہت خوش ہوئے اور حیرانگی کے ساتھ پوچھا! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کیا میرے دوستوں کے دوست رکھنے والوں کو یہ عنایت ولطف شامل ہے؟

رسول خدا نے فرمایا: "ہاں! یا علی! جب روز قیامت ہوگا میرے لیے ایک سرخ یاقوت سے بنا ہوا بر تیار کیا جائے گا جو سبز زمرجد سے مزین ہوگا، اس منبر کے ستر (۷۰) زینے ہوں گے ہر زینے کے درمیان اتنا سفر ہوگا جو ایک پانچ سالہ گھوڑا تین دن میں طے کرتا ہے۔"

میں اس منبر پر بیٹھوں گا، پھر اس پر چڑھنے کے لیے تجھے آواز دوں گا، جب تم جلالت ورعب کے ساتھ قدم اٹھاؤ گے تو لوگ تجھے دیکھنے کے لیے اپنی گردنیں لمبی کرتے ہوں گے۔ یہ آقا وسردار کوئی اس وقت پیغمبر اس وقت منادی حق ندا دے گا کہ وہ تمام اوصیاء کے آقا وسردار ہیں۔

اس کے بعد تم منبر کے زینوں پر چڑھو گے اور میرے گلے آملو گے، پھر تم میرا دامن پکڑو گے اور میں خدا کا دامن کبریائی

ہاتھ میں لوں گا، تیرے بیٹے تیرا دامن حق اور تیرے شیعہ تیرے بیٹوں کا دامن تھامیں ہوں گے اور حق کے ساتھ بہشت کی طرف روانہ ہوں گے۔

جس وقت آپ تمام بہشت میں داخل ہوں گے اور اپنی ازواج کے ساتھ اپنے محلات میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کے مالک فرشتے کو امر کرے گا کہ جہنم کا دروازہ کھول دو تا کہ میرے دوست دیکھ لیں، میں نے اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ان پر کس قدر فضل وکرم کیا ہے اور انہیں بلندی عطا کی ہے۔

دوزخ کے دروازے کھل جائیں گے اور دوزخی سر اٹھائیں گے، جب عطر بہشت کی لوح ان کے مشاموں تک پہنچیں گی تو وہ کہیں گے:

"اے مالک جہنم! کیا خداوند متعال ہمارے عذاب میں تخفیف کرنا چاہتا ہے، کہ ہم بہشت کی خوشبو سونگھ رہے ہیں؟"

مالک دوزخ ان سے کہے گا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر وحی بھیجی ہے کہ میں جہنم کے دروازے کھول دوں، تا کہ اولیاء خدا اس میں جھانک سکیں۔

دوزخی سر اٹھا کر بہشتیوں سے کہیں گے: اے فلاں شخص! کیا تم دنیا میں بھوکے نہ تھے کہ ہم نے تمہیں کھلایا تھا؟

دوسرا کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تم دنیا میں ننگے نہ تھے کہ میں نے تمہیں لباس دیا تھا؟ کوئی اور کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تم دنیا میں خوف زدہ نہ تھے کہ میں نے تمہیں پناہ دی تھی؟

کوئی اور کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تم وہی نہیں ہو، جس نے اپنے تمام راز مجھے بتائے اور میں نے انہیں پنہاں رکھا؟

بہشتی کہیں گے: ہاں ایسا ہی ہے۔

دوزخی کہیں گے: پس اپنے پروردگار سے ہماری بخشش کی التجا کرو۔

اس وقت اہل بہشت ان کے لیے دعا کریں گے، انہیں دوزخ سے نکال کر بہشت کی طرف لائیں گے، وہ بہشت میں بغیر ٹھکانے کے عاجزی کے ساتھ گھومیں پھریں گے اور دوزخیوں کے نام سے معروف ہوں گے۔ ایسی زندگی گزارنے سے ناراحت ہو کر بہشتیوں سے کہیں گے:

"تم لوگوں نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور ہمیں دوزخ سے نجات دلائی، اب یہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ ہمارا یہ نام ختم کرے اور ہمیں کوئی مسکن ومحل عطا کرے۔"

اسی وقت بہشتی ان کے حق میں دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے گا اور ہوا کو وحی کرے گا کہ وہ بہشتیوں کے چہروں پر چلے، اس طرح سے وہ نام فراموش کر دیں گے، اور انہیں بہشت میں منزل وٹھکانہ دیا جائے گا۔

اس بارے میں آیات نازل ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا

يَكْسِبُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (سورہ الجاثیہ ۱۴ تا ۲۱)

"آپ صاحبان ایمان سے کہہ دیں کہ خدائی دنوں کی توقع نہ رکھنے والوں سے درگزر کریں تا کہ خدا قوم کو ان کے اعمال کا مکمل بدلہ دے سکے...... ان لوگوں نے نہایت بدترین فیصلہ کیا ہے"

(تفسیر فرات صفحہ ۴۱۱ جلد ۵۵۱، بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۳۳۳)

اصبغ بن نباتہ علیؑ کی خدمت میں

(۸۸۸۔۷۱) تفسیر فرات میں آیا ہے کہ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں :

میں نے ارادہ کیا کہ مولیٰ امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہو کر سلام و آداب عرض کروں، تھوڑا سا وقت گزرا تھا کہ میرے آقا و مولیٰ باہر تشریف لائے، میں کھڑا ہوا اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ تشریف لائے اور اپنا دست مبارک میرے ہاتھ میں دیا، انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں اس کے بعد فرمایا:

"اے اصبغ بن نباتہ!"

میں نے عرض کیا: ہاں یا امیر المومنین!

آپ نے فرمایا:

ان ولیّنا ولی الله، فاذا مات كان فی الرفيق الاعلیٰ، وسقاه من نهر ابرد من الثلج واحلی من العسل.

"بے شک میرا دوست خدا کا دوست ہے، جب وہ دنیا سے جائے گا تو اعلیٰ علیین میں مقام پائے گا، وہ

اسی نہر سے پانی پیے گا جس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔"

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، اے امیر المومنین! اگرچہ آپ کو چاہنے والا گناہ گار ہی کیوں نہ ہو؟

آپ نے فرمایا: ہاں کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (الفرقان، آیہ ۷۰)

"پس وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو حسنات میں تبدیل کر دے گا اور خدا بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔"

(تفسیر فرات صفحہ ۲۹۳ جلد ۳۹۶)

مذکورہ حدیث کے آخر میں آیا ہے کہ!

یا اصبغ اِنَّ ولیّنا لولقی اللہ من الذنوب مثل زبد البحر ومثل عدد الرمل لغفرھا اللہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اے اصبغ اگر ہمارا دوست، خدا کے ساتھ اسی حالت میں ملاقات کرے کہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ اور ریت کے ذرات کے برابر ہوں، خدا اسے بخش دے گا (ان شاء اللہ)۔

فرشتے علیؑ سے سخت محبت

(۸۸۹-۷۲) تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ حضرت نے اپنی گفتگو کے دوران فرمایا:

رسول خداؐ نے اپنے بعض ارشادات میں فرمایا:

ان الملائکۃ اشرفھا عند اللہ اشدّ حبّاً لعلی بن ابی طالب السلام۔

"بے شک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شریف ترین فرشتے وہ ہیں، جو علی بن ابی طالبؑ سے شدید ترین محبت رکھتے ہیں"

وہ قسم جو فرشتے ایک دوسرے کے سامنے کھاتے ہیں، وہ اس طرح سے ہے:

والّذی شرّف علیّاً علیہ السلام علی جمیع الوریٰ بعد محمد المصطفیٰ ﷺ۔

"اس خدا کی قسم! جس نے محمد مصطفیٰ کے بعد علی مرتضیٰ کو تمام لوگوں پر فوقیت بخشی ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

انّ ملائکۃ السّماوات الحجب یشتاقون الی رؤیۃ علی بن ابی طالب کما

تشتاق الوالدۃ الشفیقۃ الی ولدھا البار الشفیق۔

''بے شک آسمانوں اور حجب کے فرشتے اس طرح سے علی بن ابی طالب کے دیدار کے مشتاق ہیں جس طرح سے ایک شفیق ماں اپنے بچوں کو دیکھنے کی تڑپ رکھتی ہے۔''

(تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۴۵۲، بحارالانوار جلد ۹ صفحہ ۲۸۶ وجلد ۳۹ صفحہ ۱۰۵)

خطبہ طشنجیہ کے بعد علیؑ کی دعا

کتاب ''المجموع الرائق من ازہار الحدائق'' میں مذکور ہے۔

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنا معروف خطبہ ''طشنجیہ'' ارشاد فرمانے کے بعد مندرجہ ذیل دعا بیان فرمائی:

تحصّنتُ بالملکِ الحیِّ الّذی لا یموتُ، واعتصمتُ بذی العزۃِ والعدلِ والجبروت، واستعنت بذی العظمۃِ والقدرۃِ والملکوتِ من کلّ ما أخافُہُ واحذَرُہ۔

''میں نے اپنے آپ کو اس بادشاہ کے مضبوط قلعے میں قرار دیا ہے جس کے لیے موت نہیں ہے اور اس خدا کا دامن تھاما جو عزت، عدل اور جبروت کا مالک ہے۔ صاحب عظمت، قدرت اور ملکوت سے مدد مانگی ہے ہر اس چیز کے لیے کہ جن سے میں خوف کھاتا اور ڈرتا ہوں۔''

اس کے بعد فرمایا:

ما ذکراحد کم ھذہ الکلمات عند نازلۃ اوشدّۃ الّا ازاحھا عزّوجل عنہ الا الموت۔

''جب بھی کوئی شخص ان کلمات کو موت کے علاوہ کسی بھی بلا یا سختی کے نازل ہوتے وقت پڑھے تو خداوند متعال اس بلا اور سختی کو برطرف کر دیتا ہے۔''

جابر نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے امیرالمومنین! فقط یہی دعا پڑھے؟

آنحضرت نے فرمایا: میں اس دعا کے ساتھ تیرہ (۱۳) اسماء کا اضافہ کرتا ہوں۔

یہ فرمان پیامبر خداؐ، خود اسم مبارک امیرالمومنین اور ان کی معصومؑ اولاد کے اسماء مبارک کی طرف اشارہ ہے کہ ان میں آخری نام حضرت حجت ابن الحسن صاحب الزمان ہے۔ (المجموع الرائق جلد ۱ صفحہ ۴۵۲، الصحیفۃ العلویۃ الثانیۃ صفحہ ۷۵)

علیؑ کا اپنے کارندے کے نام خط

(۲) جب امیر المومنین علی علیہ السلام مطلع ہوئے کہ ان کے کارندوں میں سے کوئی ایک بیت المال میں تصرف کر رہا ہے تو آپ نے فوراً اسے خط میں درج ذیل عبارت لکھی۔

فاتق الله واردد الی هولاء القوم اموالهم، فانّك ان لم تفعل ثم امكنی الله منك لُاعذِرَنَّ الی الله فيك ولاضربنك بسيفی الّذی ماضربت به احدا الّا دخل النار والله، لو ان الحسن والحسين فعلا مثل الّذی فعلت، ما كانت لهما عندی هوادة ولا ظفرا منی بارادة حتی آخذ الحق منهما واُزيح الباطل عن مظلمتهما۔

"پس خدا سے ڈرو اور لوگوں کے اموال انہیں واپس کرو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ مجھے تم پر مسلط کرے (اس وقت) میں خدا کی بارگاہ میں تیرے بارے میں معذور ہوں گا اور اسی شمشیر سے تجھے قتل کروں گا جو میں نے آج تک کسی پر نہیں چلائی مگر یہ کہ وہ وارد جہنم ہوا، خدا کی قسم جو کچھ تو نے کیا ہے اگر حسنؑ و حسینؑ بھی ایسا کرتے تو میں ان سے بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور ان کی خواہش کو بھی قبول نہ کرتا، یہاں تک کہ ان سے حق واپس لے لیتا اور باطل کو ان سے دور کرتا۔"

(نہج البلاغہ، نامہ ۴۱، بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۱۸۲)

ایک اور خط

(۳) حضرت علی علیہ السلام کے کارکنوں میں سے کسی کو کسی ولیمہ پر مدعو کیا تو اس نے وہ دعوت قبول کر لی تو امام علیہ السلام نے اسے سختی سے منع کر دیا اور اسے سخت تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا:

أفلا قامة حقٍّ يريدون ان يرشوه بالدعوة، والحق لِقام بدون رشوة، ام لانزال الباطل منزلة الحق؟

"کیا وہ حق کو برپا کرنے کے لیے تمہیں دعوت (ولیمہ) کی رشوت دے رہے ہیں؟ درحالانکہ حق رشوت کے علاوہ بھی قائم ہے۔ یا یہ چاہتے ہیں کہ باطل کو حق کا قائم مقام بنائیں؟"

"حاکم کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ایسا کام کرے اگرچہ پوری دنیا کی حکومت اس کے حوالے کر دی جائے، وہ کسی طرح سے ایسی دعوت ولیمہ میں جاتا ہے جس میں امراء کو دعوت دی گئی ہو اور فقراء و

مساکین کو نظر انداز کیا جائے؟ یہ کام لوگوں کے ساتھ تفرقہ وجدائی کے اسباب میں سے ایک سبب ہے، یہی تفرقہ ہی تو ہے جس سے بعض لوگوں کے دل مجروح ہونے کی وجہ سے علیؑ کا دل مجروح ہوتا ہے۔"

"آگاہ ہو جاؤ! اس وقت کوئی جامعہ اور معاشرہ پابر ہوتا ہے کہ کسی گروہ کو دعوت دینے اور کسی کو دھتکارنے سے بے عدالتی و بے انصافی نہ ہو۔"

محمد بن ابی بکر کی شہادت پر علیؑ کا اظہار

(۴) جب معاویہ کے مزدوروں کے ہاتھوں میں محمد بن ابی بکر کے قتل کی خبر آنحضرت تک پہنچی تو آپ نے فرمایا:

ان حزننا علیه علی قدر سرورهم به، الّا انّهم نقصوا بغیضاً ونقصنا حبیبًا۔

"اس کی شہادت پر میرا غم اس قدر ہے، جس قدر شامیوں کو خوشی ہوئی، بلاشبہ ان کا ایک اور دشمن کم ہوا اور ہم نے ایک دوست کھو دیا۔" (نہج البلاغہ کلمہ قصار ۳۲۵ بحار جلد ۳۳ صفحہ ۵۹۲)

عدل بہتر یا سخاوت

(۵) امام علیہ السلام سے پوچھتے ہیں، عدل وانصاف افضل ہے یا عطاء وبخشش: آپ نے فرمایا:

العدل یضع الامور مواضعها، والجود یخرجها من جهتها، والعدل سائس عام والجود عارض خاص، فالعدل اشرفهما وافضلها۔

"عدل تمام امور کو ان کے موقع ومحل پر رکھتا ہے اور سخاوت ان کو ان کی حدوں سے باہر کر دیتی ہے۔ عدل سب کی نگہداشت کرنے والا ہے، اور سخاوت اسی سے مخصوص ہوگی جسے دیا جائے۔ لہٰذا عدل سخاوت سے بہتر ہے۔"

(نہج البلاغہ کلمہ قصار ۴۳۷، بحار جلد ۷۵، صفحہ ۳۵۸)

مومن کی تعریف

(۶) امام علیہ السلام فی البدیہی مومن کی تعریف میں فرماتے ہیں:

المومن بشره فی وجهه، وحزنه فی قلبه، اوسع شیء صدرًا، اذلّ شیء نفسا، یکره الرفعه ویشناق السمعة، طویل غمه بعید همه، مشغول وقته، شکور صبورٌ مغمور بفکرته، ضنین بخلته سهل الخلیقة لین العریکة۔ (نہج البلاغہ کلمہ قصار ۳۳۳)

''مومن کے چہرے پر بشاشت اور دل میں غم واندوہ ہوتا ہے، ہمت اس کی بلند ہے اور اپنے کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے۔ سربلندی کو معراج سمجھتا ہے اور شہرت سے نفرت کرتا ہے۔ اس کا غم بے پایاں اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ بہت خاموش، ہمہ وقت مشغول، شاکر، صابر، فکر میں غرق، دست طلب بڑھانے میں بخیل، خوش خلقی اور نرم طبیعت ہوتا ہے اور اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت اور خود غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے۔''

کون مقرب ہے؟

(۷) امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

يأتي على الناس زمان لايقرب فيه الّا الماحل، ولايظرّف فيه الاالفاجر، لايضعف فيه الّا المنصف۔ (نہج البلاغہ کلمہ قصار ۱۰۲، بحار جلد ۵۲ صفحہ ۲۷۸)

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہی بارگاہوں میں مقرب ہوگا جو لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا ہو، اور وہی خوش مذاق سمجھا جائے گا جو فاسق و فاجر اور نصاب پسند کو کمزور و ناتواں سمجھا جائے گا۔''

''ماحل'' اس شخص کو کہتے ہیں جو شیطان کا جاسوس ہو، ''یظرف'' خوش مذاق و چست و چالاک ''یضعف'' ''ناتواں و کمزور۔''

امیر المومنین علی علیہ السلام سے دو خطبے نقل ہوئے ہیں کہ ایک میں الف نہیں اور دوسرا نقطے کے بغیر ہے۔

بغیر الف کے خطبہ

(۸) کتاب مناقب میں نقل ہوا ہے کہ کلبی یہ خطبہ ابو صالح اور ابو جعفر بن بابویہؒ سے حضرت امام رضا علیہ السلام اور ان کے اجداد اطہار علیہم السلام کی سند سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

ایک دن اصحاب رسولؐ کی ایک تعداد جمع تھی وہ آپس میں گفتگو میں مشغول تھے، ان کے درمیان بحث یہ ہو رہی تھی کہ تمام حروف میں سے الف ایسا حرف ہے جسے گفتگو میں سب سے زیادہ استفادہ ہوتا ہے۔

علی علیہ السلام بھی وہاں تشریف فرما تھے آپؑ نے فی البدیہہ ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ جس میں حرف الف کا استعمال کسی صورت بھی نہ کیا۔ آنحضرت اس خطبے کا یوں آغاز فرماتے ہیں:

حمدتُ من عظمت منته وسبغت نعمته وسبقت ورحمتهٔ غضبه وتمت کلمة ونفذت مشیته وبلغت قضیته حمدته حمد مقر بربوبیته (متخضع لعبودیته) متنصّل من خطیئته (متفرد بتوحیده) مؤمّل منه مغفرة تنجیه یوم شغل (کلّ) عن فصیلة وبنیه۔

''اس خدا کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ اس کا احسان عظیم ہے اور نعمت تمام کو شامل حال ہے، اس کی رحمت اس کے غضب وخشم سے پہلے ہے، اور اس کا کلمہ کمال تک پہنچا ہوا ہے، اس کی مشیت کا ہر شئی میں نفوذ ہے، اس کا حکم تکمیل تک پہنچا ہوا ہے اس کی یوں حمد وثنا کرتا ہوں کہ اقرار کرنے والا اس کی ربوبیت کا اقرار کرے (اس کی بندگی کے مقابلے میں خاضع وفروتن ہو) اپنی خطاؤں سے بیزار ہو جائے، (اس کی وحدانیت کا اقرار کرے) اس سے مغفرت وبخشش کا خواہش مند ہو کہ اس کے سبب سے رہائی ملی ہے اس دن سے جس میں ہر کوئی اپنے آپ میں مشغول ہے اور اپنی آل اولاد سے منہ پھیرے ہوئے ہے۔''

ونستعینه ونسترشده ونستهدیه ونؤمن به ونتوکل علیه، وشهدت له شهود(عبد) مخلص مومن، فرّدته تفرید مومن متقین، ووحّدته توحید عبد مذعن لیس له شریك فی ملکه، ولم یکن له ولیّ فی صنعه جلّ عن مشیر ووزیر، وعن عون و معین، ونصیر و نظیر۔ علم فستره وبطن فخبر، وملك فقهر، وعصی فغفر (وعبد فشکر) وحکم فعدل (وتکرم وتفضل) لم یزل ولن یزول، لیس کمثله شیٔ، وهو(قبل کل شیٔ و) بعد کل شیٔ، ربٌّ متعزز بعزته متمکن بقوته متقدّس بعلوّه متکبر بسموّه۔

''ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے ہی ارشاد وہدایت طلب کرتے ہیں، اسی پر ایمان رکھتے ہوئے اس پر توکل کرتے ہیں، میں اس پر گواہی دیتا ہوں ایسے بندے کی گواہی جو اخلاص اور یقین کامل کے ساتھ اس پر گواہی دیتا ہے اور اس کی یکتائی کو ایسے پہچانتا ہوں جیسے صاحب یقین مومن پہچانتا ہے۔ اسے اس طرح سے یگانہ ویکتا جانتا ہوں جیسے عبودیت کا اعتراف کرنے والا متواضع شخص جانتا ہے، اس کی حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور ایجاد موجودات اس کا کوئی یار ومددگار نہیں ہے۔ وہ اس

سے کہیں بالاتر ہے کہ اس کا کوئی مشیر، وزیر، یار ومددگار اور شریک ہو۔"

"اس نے جانا اور پنہاں کر دیا، راز تھا اسے آشکار کر دیا، اور وہ تمام کا مالک ہے پس وہ تمام پر غالب و قاہر ہے، اس کی نافرمانی کی جاتی ہے تو وہ معاف کر دیتا ہے وہ معبود واقع ہوتا ہے اور اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے، وہ حکم کرتا ہے تو اس میں انصاف کرتا ہے، (لوگوں کا اکرام ہوئے انہیں مورد لطف قرار دیتا ہے) وہ ازل سے تھا اور ہمیشہ رہے گا، اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے، وہ ہر چیز سے پہلے تھا اور ہر شئی کے بعد رہے گا، ایسا پروردگار ہے کہ جو اپنی عزت کے سبب صاحب عزت ہے، وہ اپنی قوت سے پامرجا ہے، وہ اپنی قدرت میں بلند وبالا ہے اور اس کی کبریائی عالی ہے۔"

ليس يدركه بصر، ولم يحط به نظر، قويّ منيع، بصير سميع، رؤوف رحيم، عجز عن وصفه من يصيفه، وضلّ عن نعته من يعرفه، قرب فبعد، وبعد فقرب، يجيب دعوة من يدعوه، ويرزقه ويحبوه ذولطف خفي، وبطش قويّ، ورحمة موسعة، وعقوبة موجعة، رحمتهٔ جنّة، عريضته مونقه، وعقوبته جحيم ممدورة موبقة۔

"کوئی بھی آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی، کسی قسم کی فکر ونظر اس کا احاطہ نہیں کر سکتی، وہ طاقتور، بلند، بینا، شنوا، مہربان اور بخشنے والا ہے، اس کی ستائش کرنے والے اس کی توصیف کرنے سے عاجز ہیں، جو اسے پہچانتے ہیں اس کی تعریف کرنے میں سرگردان و پریشان ہیں، وہ دور ہونے کے باوجود قریب ہے اور نزدیک ہونے کے باوجود دور رہے، جو اسے پکارتا ہے وہ اس کو جواب دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے اور بغیر کسی احسان کے اس پر لطف وکرم کرتا ہے وہ صاحب لطف خفی ہے، سخت گیری میں قوی ہے، وسیع رحمت اور دردناک عذاب دینے والا ہے۔ اس کی رحمت ایسی جنت ہے جو وسیع وعریض اور خوبصورت ہے، جبکہ اس کا عذاب ایسا جہنم ہے جو پھیلا ہوا اور ہلاک کرنے والا ہے۔"

شهدت ببعث محمد رسوله وعبده وصفيه، ونبيه، ونجيه وحبيبه و خليله، بعثه في خير عصر وحين فقرة و كفر، رحمته لعبيده، ومنّة لمزيده، وختم به نبوته، رشيدّ به حجته فوعظ ونصح وبلغ وكدح، رؤوف بكل مومن، رحيم(سخيّ) رضيّ وليّ، عليه رحمة وتسليم، بركة وتكريم، من ربّ

غفور رحیم، قریب مجیب۔

''میں حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ خدا کا بندہ، برگزیدہ رسول، پیغمبر، شریف و نجیب، حبیب اور خلیل ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین زمانے میں مبعوث فرمایا کہ جب انبیاء کے درمیان فترت (یعنی دو پیغمبروں کے مبعوث ہونے کا وہ زمانی فاصلہ جس میں کوئی پیغمبر نہ رہا ہو) اور کفر کے زمانے میں مبعوث کیا، ان کا مبعوث کرنا اپنے بندوں پر زیادہ رحمت کی خاطر تھا تا کہ بندوں پر زیادہ احسان کرے۔ خداوند تعالیٰ نے ان پر پیغمبروں کا سلسلہ ختم کیا، ان کے وسیلہ سے اپنی حجت کو محکم کیا، پس انہوں نے بھی لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی، ان تک خدا کا پیغام پہنچایا اور کسی قسم کی مشکل برداشت کرنے سے دریغ نہ کیا۔ وہ تمام مومنوں پر رؤوف و مہربان ہیں، وہ رحیم سخاوت مند، شاکر، دوست اور پاک دامن ہیں۔ ان پر رحمت، درود وسلام، برکت و تکریم ہو اس پروردگار کی طرف سے جو بخشنے والا مہربان اور قریب مجیب ہے''۔

وصیتکم معشر من حضرنی بوصیۃ ربّکم ،وذ کرتکم بسنۃ نبیّکم فعلیکم برھبۃ تسکین قلوبُکم ،وخشیۃ تذری دموعکم ،تقیّۃ تنجیکم قبل یوم یبلیکم ویذھلکم یوم یفوز فیہ من ثقل وزن حسنتہ وخف وزن سیّئتہ ولتکن مسألتکم وتملقکم مسألۃ ذل وخضوع ،شکر وخشوع ،بتوبۃ ونزوع وندم ورجوع۔

''اے گروہ حاضر! میں فرمان خدا کے مطابق تمہیں وصیت کرتا ہوں، تمہارے سامنے تمہارے پیغمبر کا کردار بیان کرتا ہوں، بنابرایں اس طرح سے ڈرو کہ تمہارے دل سکون حاصل کریں اور اس طرح سے خوف کھاؤ کہ تمہاری آنکھیں آنسوں برسائیں اور اس طرح سے تقویٰ اختیار کرو، قبل اس کے کہ روز ابتلاء و امتحان تمہیں ناتواں کرے، نجات پا جاؤ، اس دن جس کسی کا پسندیدہ کام سنگین اور ناپسند سبک ہوگا وہ رہا ہو جائے گا''

''تم لوگ جو بھی سوال خدا سے کرتے ہو اور سوال میں اس کی چاپلوسی و تملق کرتے ہو تو وہ ایسی ذلت و عاجزی، احسان مندی اور انکساری سے ہونا چاہیے جو توبہ، خودداری، ندامت اور بازگشت کے ہمراہ ہو۔''

وليغتنم كل مغتنم منكم صحته قبل سقمه شيبته قبل هرمه وسعته قبل فقره وفرغته قبل شغله وحضره قبل سفره (قبل تكبّر و تهرّم وتسقم) يملاه طبيبه ويعرض عنه حبيبه وينقطع عمره و تيغيّر عقله ثم قيل: هوموعوك وجسمه منهوك۔

''تم میں سے ہر کسی کو چاہیے کہ تندرستی کو مرض، جوانی کو بڑھاپے، امیری کو فقیری، راحت وسکون کو مشکل، حضر کو سفر اور زندگی کو موت سے قبل ایک غنیمت سمجھے۔ قبل اس کے کہ بڑا ہو کر بوڑھا ہو جائے اور اس طرح سے مریض ہو کہ طبیب اس کا علاج کرنے سے تھک جائے دوست اس سے منہ موڑ لے، اس کی عمر انتہاء کو پہنچ جائے اور عقل زائل ہو جائے، پھر کہیں: اسے بخار ہے اور اس کا جسم نحیف و لاغر ہو چکا ہے (ان سب چیزوں کو خدا کی ایک نعمت سمجھو) (مترجم)

ثمّ جدّفي نزع شديد، وحضره كل قريب، يعيد، فشخص بصره وطمح نظره ورشح جبينه، وعطف عرينه وسكن جنينه، وحزنته نفسه، وبكته عرسه وحفر رمسه ويتم ولده، وتفرق عنه عدده وقُسم جمعه، وذهب بصره وسمعهٔ ومدّد وجُرّدي وعُرّي وغُسل ونُشّف وَسُجّي وبُسّط له وهُيّئ، ونُشر عليه كفنه وشدمنه ذقنه وقمّص وعُمّم ووُدّع وسُلّم وحُمّل فوق سرير، وصُلّي عليه بتكبير (بغير سجود وتعفير) ونقل من دور مزخرفة، وقصور مشيّدٍ وحجر (مفضّدة، وفرش منجّدة)۔

''پھر اس کی جان کنی کا مرحلہ آئے گا، نزدیک و دور سے اس کے رشتہ دار پہنچ جائیں گے، وہ حسرت و یاس کی نگاہ سے انہیں ٹکٹکی باندھ کر دیکھے گا، اس کی پیشانی پر موت کا پسینہ بہہ رہا ہو گا، اس کی ناک ٹیڑی ہو جائے گی، اس کی آہ و بکا خاموش ہو جائے گی، اس کا نفس محزون ہو جائے گا، اس کی زوجہ گریہ کر رہی ہو گی، اس کی قبر آمادہ ہو جائے گی، اس کی اولاد یتیم ہو جائے گی، اس کے پاس موجود لوگ اس سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اس کے اموال ورثاء کے درمیان تقسیم کیے جائیں گے، اس کی قوت بینائی اور شنوائی ختم ہو جائے گی، وہ لیٹا ہوا ہو گا، اس کے ہاتھ خالی کیے جائیں گے، اسے عریاں کیا جائے گا، اسے غسل دیا جائے گا، اس کے غسل کا پانی خشک ہو جائے گا، اس کے اوپر کپڑا ڈالا جائے گا، وہ کپڑا

اس کے نیچے پھیلا کر اسے دفن کرنے کے لیے تیار کریں گے۔

اس کا کفن اسے پہنائیں گے، اس کی تھوڈی باندھیں گے، اسے سر سے پاؤں تک لمبا قمیض پہنائیں گے، اس کے سر پر عمامہ باندھیں گے اور اسے رخصت کریں گے، اس کی روح پر درود بھیجتے ہوئے اس کو تابوت میں ڈال کر اس کا جنازہ اٹھائیں گے، اس پر تکبیر کے ساتھ سجدہ اور خاک پر گرے بغیر نماز پڑھیں گے، اس گھر (جسے اس نے سجایا تھا، اور محکم محلات جنھیں پتھروں سے آراستہ اور قالینوں سے مزین کیا تھا) سے منتقل کریں گے۔"

وجعل فی ضریح ملحود وضیق موصود بلبن منقود مسقف بجلمود وهیل علیه حضره وحثی علیه عدوه. وتحقق حضره ونسی خبره. ورجع عنه ولیّه وصفیّه وندیمه ونسیبه.

"اسے لحد بنائی گئی تنگ قبر میں لٹادیں گے، جس کی دیواریں اینٹوں سے چنی ہوں گی، اس کی چھت پر پتھر جوڑے جائیں گے، ان کے اوپر مٹی ڈالی جائے گی اور اسے مٹی کے ڈھیلوں سے بھر دیں گے، اس کا حضور وہاں سے محقق ہو جائے گا اور اسے فراموش کر دیا جائے گا، اس کے بعد اس کے دوست قریبی، ہم نشین اور رشتہ دار پلٹ جائیں گے۔"

وتبدّل به قرینه وحبیبه فهو حشو قبر. ورهین قفر یسعی بجسمه دود قبره ویسیل صدیده من منخره. یسحق برمته لحمه وینشف دمه ویرم عظمه. حتّی یوم حشره فنشره من قبره حین ینفخ فی صور. ویدعی بحشر ونشور فثمّ بعثرت قبور وحصلت سریرة صدور.

"اس کے دوست ہم نشین عوض ہو جائیں گے، وہ قصر قبر میں آرام کے ساتھ خالی مکان میں لیٹا ہوگا، اس کی قبر میں کیڑے اس کے جسم کو ختم کرنے کے درپے ہوں گے، خون سے مخلوط گندہ پانی اس کی ناک سے بہہ رہا ہوگا، اس کا خون خشک ہو جائے گا اور اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی، روز قیامت تک اس کی یہی حالت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا تو وہ اپنی قبر سے باہر آئے گا، اسے حشر ونشر کے لیے پکاریں گے، اس وقت کہ جب اس کی قبر پھٹ جائے گی اور اس کے سینوں کے بھید آشکار ہو جائیں گے۔"

وجئی بکل نبیّ وصدّیق وشهید، توحّد للفصل قدیر، بعبده خبیر بصیر فکم من زفرة تغنیه (وحسرة تنغیه) فی موقف مهول، وشهد جلیل بین یدی ملك عظیم وبکل صغیرة وکبیرة علیم فحینئذ یلجمه عرقه ویحصره قلقه۔

(فعبرته) غیر مرحومة، وصرخته غیر مسموعة وحجة غیر مقبولة (وبرزت صحیفته وتبیّنت جریرته و) نظر فی سوء عمله، وشهدت علیه عینه بنظره ویده ببطشه ورجله بخطوه وفرجه بلمسه وجلده بمسه۔

''اس دن تمام نبی، شہید اور صدیق زندہ ہوں گے، خداوند قادر وتوانا کہ جو تمام چیزوں سے آگاہ ہے، ایسا حاکم ہے جو حق کو باطل سے جدا کرے گا۔''

''بعض اوقات توانائی کی بناء پر فریاد کرے گا اور بسا اوقات شرمندگی کی وجہ سے غم واندوہ میں گرفتار ہوگا وہ اس باعظمت بادشاہ جو چھوٹے بڑے کیے ہوئے کام سے آگاہ ہے کہ سامنے وسیع وعریض وحشت ناک مقام پر کھڑا ہوگا، پس اس وقت اس کا پسینہ اسے لجام دے گا اور اس کا اضطراب شدت اختیار کر جائے گا۔ اس کے آنسوں بہانے پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ اس کی فریاد نہیں سنی جائے گی، اس سے دلیل وبرہان قبول نہیں کی جائے گی، اس کا نامہ اعمال کھول دیا جائے گا اور اس کے گناہ آشکار ہوجائیں گے، وہ اپنے گندے کردار پر نگاہ ڈالے گا، اس کی آنکھوں نے جو دیکھا اس کے ہاتھوں نے جو کچھ انجام دیا وہ اپنے پاؤں سے جہاں پر بھی چل کر گیا، اس کی شرم گاہ نے جس کسی سے لمس کیا، اور اس کی جلد نے کسی کو چھوا یہ تمام اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے۔''

(ویهدّده منکر ونکیر وکشف حیث یصیر) فسلسل جیده غلت یده وسیق فسحب وحده فورد جهنم بکرب وشدّة فظلّ یعذّب فی جحیم، ویسقی شربة من حمیم، تشوی وجهه وتسلخ جلده تضربه زبنیة بمقع من حدید ویعود جلده بعد نضجه کجلد جدید، یستغیث فتعرض عنه خزنة جهنم، ویستصرخ فیلث حقبة بندم۔

''نکیر ومنکر اس کے اعمال پر اسے سرزنش کریں گے اور اس کے اعمال وکردار سے پردہ اٹھایا جائے گا، اس وقت اس کے گلے میں زنجیر ڈالتے ہوئے اس کے ہاتھ باندھ دیں گے، اس زور سے گھسیٹتے ہوئے

دکھ اور شدت کے ساتھ دوزخ میں ڈال دیں گے، دوزخ میں اسے مسلسل شکنجہ دیا جائے گا اور ابلتا ہوا پانی پئے گا، اس کا چہرہ بریان ہو جائے گا اور چمڑا اتار دیا جائے گا، دوما مورا سے آہنی گرزسے ماریں گے، اس کے بدن کا بھونا ہوا چمڑا نئی جلد میں تبدیل ہو جائے گا، وہ فریاد بلند کرے گا اور جہنم کے فرشتے اس سے رخ پھیر لیں گے، وہ استغاثہ بلند کرے گا لیکن وہ اس کا کوئی جواب نہیں پائے گا۔"

نعوذ برب قدیر من شر کل مصیر ونسأله عفو من رضی عنه، ومغفرة من قبله، فهو ولی مسألتی، منجح طلبتی، فمن زحزح عن تعذیب ربه جعل فی جنته بقربه وخلد فی قصور مشیدة وملك بحور عین وحفدة وطیف علیه بكؤوس ومسكن حظیرة قدس، وتقلب فی نعیم، وسقی من تسنیم وشرب من عین سلسبیل ومزج له بزنجبیل مختم بمسك وعبیر مستدیم للملك مستشعر للسرور، یشرب من خمور فی روض مغدق لیس یصدع شربه ولیس ینزف (لبّه).

"ہر قسم کے شر سے قادر مطلق کی پناہ مانگتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں کی طرح معاف فرمادے جس سے وہ خوش ہوا ہے اور ہمیں بخش دے ان کی مانند جنہیں اس نے قبول کیا ہے، کہ وہی ہمارا سوال قبول کرتا اور ہماری درخواست سنتا ہے پس جو کوئی اپنے پروردگار کے عذاب سے بچ گیا تو وہ بہشت میں رحمت کے خدا کے قرب وجوار میں ہوگا، وہ محکم محلات میں دائمی زندگی بسر کرے گا، حورالعین (بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی حوریں) اور بہشتی خدمت گار ہاتھ میں جام لیے اس کا طواف کریں گے، وہ سرسبز بہشت میں جائیں گے اور نعمتوں میں غوطہ زن ہوں گے، انہیں بہشتی شراب پلائی جائے گی، انہیں چشمہ سلسبیل سے سراب کیا جائے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی، وہ ایسا چشمہ ہے جسے مشک وعنبر سے مہر کیا گیا ہے وہ ان کی دائمی ملکیت میں ہے، وہ شراب جو مسرت کا باعث ہے ان باغوں میں ہے جن کا پانی ہمیشہ رواں دواں ہے، نہ تو وہ پینے والے کو تکلیف دیتا ہے اور نہ ہی اس کی عقل زائل کرتا ہے۔"

هذه منزلة من خشی ربه، وحذر نفسه معصیته، وتلك عقوبة من جحد مشیئته وسولت له نفسه معصیة، فهو قول فصل وحكم عدل، وخیر قص قصّ، ووعلا (ربه) نص، تنزیل من حكیم حمید نزل به روح قدس مبین علی قلب نبی

مهتدرشید، صلت علیه رسل سفرة مکرمون بروة عذت برب علیم رحیم کریم من شرکل عدولعین رحیم، فلیتفرع متضرعکم، ولیمهل متهلکم، ولیستغفر کل مربوب منکم لی ولکم، حسبی ربی وحده۔

''ہاں یہ اس کا مقام و مرتبہ ہے جو اپنے پروردگار سے خوف کھاتا ہے، اپنے نس کو اس کی نافرمانی سے بچاتا ہے اور اس کی سزا ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اپنے نفس کو گناہ کی دعوت دیتا ہے، پس یہ ایسی گفتگو ہے جو حق و باطل کے درمیان حد فاصل اور حکم عادلانہ ہے، یہ ایسی بہترین خبر اور نصیحت ہے جو بیان ہوئی ہے۔ یہ اس حکیم کی طرف سے ہے جس کا ہر کام پسندیدہ ہے، لوح القدس میں یہ سب کچھ لے کر اس پیغمبر پر نازل ہوا جو ہادی اور ہدایت یافتہ ہے، سفیران نیکوکار و بزرگواران پر سلام بھیجتے ہیں۔

''میں ہر دشمن، لعنتی اور راندہ درگاہ سے علیم، رحیم اور کریم پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں، پس آپ میں سے ہر تفرع کرنے والا التماس کرے اور ہر عجز و زاری کرنے والا آہ و زاری کرے اور میرے اور اپنے لیے خداوند متعال سے طلب مغفرت کرے۔ صرف میرا پروردگار ہی کافی ہے۔

امیر المومنینؑ کا نقطوں کے بغیر خطبہ

(۹) پھر آنحضرت نے فی البدیہہ ایک اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں کوئی نقطہ بھی نہیں ہے یہ خطبہ دو منابع میں نقل ہوا ہے، پہلے ماخذ میں یوں ہے۔

الحمد لله المالك المحمود، المالك الودود، مصور کل مولود، ومال کل مطرود، وساطع المهاد وموطد الاطواد ومرسل الامطار ومسهل الاوطار عالم الاسرار ومدرکها، ومدمر الاملاك ومهلكها ، ومكور الدهور ومكرها، ومورد الامور و مصدرها، عمّ سماحه و كمل ركامه وهمل وطاوع السؤال والامل، واوسع الرمل وارمل.

''تمام حمد و ثناء اس معبود کے لیے سزاوار ہے جو پسندیدہ بادشاہ مہربان مالک اور ہر مولود کی شکل و صورت بنانے والا ہے، وہ ایسا خدا ہے جو ہر راندہ درگارہ کی پناہ گاہ زمین کو پھیلانے والا اور پہاڑوں کو محکم

کرنے والا ہے۔"""وہ ایسا خدا ہے جو بارش نازل کرنے والا، مشکلوں کو آسان کرنے والا، اسرار کا عالم اوران کا ادراک کرنے والا ہے، املاک کو ویران کرنے والا اور انہیں نابود کنندہ، اوقات کو لپیٹنے اور ان کا تکرار کرنے والا ہے، کل امور اوران کا سرچشمہ ہے، وہ ایسا خدا ہے جس کی بخشش وسخاوت عام اور اس کی تہہ بہ تہہ عنایات کامل جاری وساری ہیں۔"

احمده احمده ممدودًا واوحدهٗ کماوحدالاوّاه وھوالله لااله اللاُمَم سواه ولاصادع لماعدّله وسوّاه ارسل محمدً علماً للاسلام، واماماللحکّام مسدّاللرعاء ومعطل احکام وڈو سواع اعلم وعلم وحکم واحکم واصّل الاصول ومھداّلدّالموعودواوعد، واوصل الله له الاکرام واوداع روحه السلام ورحم آله واھله الکرام، مالمع رائل ملع دال، وطلع ھلال وسمع اھلال۔

"میں اس کی ایسی حمد وثناء کرتا ہوں جو قطع نہ ہوگی، میں اس طرح سے اس کی واحدانیت ویکتائی بیان کرتا ہوں جس طرح سے زیادہ دعا کرنے والے کرتے ہیں۔ وہ ایسا خدا ہے کہ اس کے علاوہ امتوں کے لیے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ جسے اس نے استوار وبرقرار کیا ہے، اسے ویران کرنے والا کوئی ہے، وہ ایسا خدا ہے کہ اس نے حضرت محمد کو اسلام کی نشانی، بادشاہوں کا رہبر ورہنما، رعایا کو مستقیم پر چلانے اور جنگل اور اندھیرے کے قوانین کو ختم کرنے والا بنا کر بھیجا، اس نے اعلان کیا اور جانا، اس نے حکم کیا پھر اسے محکم کیا، اس نے مضبوط قوانین بنائے اور انہیں (دنیا جہان میں پھیلایا، روز موعود قیامت) کے بارے میں تاکید فرمائی اور سختی سے اس کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اللہ تعالیٰ نے بھی اسے عزیز سمجھا اوراس کی روح میں سلامتی بطور ودیعت رکھی ہے اوراس کی آل اور کریم خاندان پر اس وقت رحمت نازل کی ہے، جب تک اونٹنی اپنے بچے کو دودھ پلاتی رہے گی، ابن آدمی (گیدڑ کا بچہ) اپنی ماں کا دودھ پیتا رہے گا، ہلال وماہ طلوع کرتے رہیں گے اور بارش کی آوازیں سنی جاتی رہیں گیں۔"

اعملو وعاکم الله اصلح الاعمال، اسلکو امسالك الحلال واطرحوا الحرام وعوۃ، واسمعوا امرالله وعوہ وصلوا الارحام وراعوھا، وعاصواالاھواء وارد عوھا،وصاھروا اھل الصلاح والورع، وصارموا رھط اللھو والطمع

ومصاهر كم اطهر الاحرار مولدًا، اسراهم سوددا، واحلاهم موودًا۔

''اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو محفوظ رکھے! نیک ترین اعمال انجام دیں، حلال راستوں پر چلیں، حرام (غلط) راستوں کو چھوڑتے ہوئے ایک طرف ہو جائیں، فرمان خدا کو غور سے سنتے ہوئے اس میں غور وفکر کریں، صلہ ارحام کرتے ہوئے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، خواہشات نفسانی سے سرپیچی کرتے ہوئے انہیں ترک کر دیں، اچھے اور باتقویٰ لوگوں کے ساتھ رفت وآمد رکھیں، لہو ولعب اور لالچی لوگوں سے تعلق نہ رکھیں اور آپ میں سے جو از لحاظ ولادت پاکیزہ ترین احرار ہوں، خوش اخلاقی کے اعلیٰ مرتبہ فائز ہوں اور مقام ومرتبہ کے اعتبار سے شریں زبان ہوں، ان میں شادیاں کریں۔''

وهاموافكم وحلّ حرمكم، مملكا عروسكم المكرمة، وماهرلها كماهمد رسول الله صلى الله عليه وسلم افر وهوا كرم صهراودع الاولادوملك ماارادوماسهامملكه ولاوهم ولاوكس ملاهبه ولاوصم سأل الله يكم احمادوصاله ودوام اسعاده والهم كلاصلاح حاله والاعدادلماله معاده وله الحمد السرمد والمدح لرسوله احمد ﷺ۔

''اب وہ آپ کے درمیان ہیں اور آپ کے حرم میں داخل ہو چکی ہے، آپ کی عروس محترمہ آپ کے زیر نگین ہے، اس کے لیے اس طرح سے مہر یہ قرار دو جس طرح رسول خداؐ نے ام سلمہ کے لیے قرار دیا، وہ گرامی ترین داماد ہیں کہ انہوں نے اپنی اولاد بطور ودیعت چھوڑی ہے اور جس کی خواہش کی اُسے پالیا کہ نسیان و وہم کا ان کی حکومت میں گزر نہیں، ان کی پیش گوئیوں میں کسی قسم کی کمی زیادتی ہے اور نہ کوئی عیب ونقص۔ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے وصال ہمیشگی، سعادت دائمی اپنی حالت کی اصلاح کرنے اور روز آخرت اور قیامت کے لیے تیار ہونے کی التجا کرتا ہوں، حمد سرمدگی وہمیشگی فقط اسی کے لیے ہے، اور تمام تعریفیں اس کے رسول حضرت احمدؐ کے لیے ہیں'' (فضائل آل رسولؐ صفحہ ۶)

محقق کہتے ہیں کہ مذکورہ دونوں خطبے استاد علی محمد علی دخیل نے ایک رسالہ میں لکھے ہیں، اور مشکل الفاظ کی وضاحت کی ہے۔

نسخہ دوم:

کتاب ''المناقب'' میں آیا ہے:

کلبی، ابو صالح اور ابو جعفر بن بابویہ سے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام ان کے اجداد اطہارؑ سے نقل کرتے

ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

امیر المومنین علی علیہ السلام ایک اور فی البدیہہ خطبہ میں ارشاد فرمایا، جس میں کہیں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے آنحضرت نے خطبے کا آغاز یوں فرمایا:

الحمدلله اهل الحمد ومأواه و(له) او كدا لحمد واحلاه. الحمدواسراه واطهر واسماه واكرم الحمدواولاه......

''حمد وثناء اس خدا کے لیے کافی ہے جو اس کے اہل اور وہی اس کا ٹھکانہ ہے، اور تاکید حمد اسی کے لیے ہے اور اس نے اسے سرعت بخشی ہے۔ پاکیزہ ترین تعریف وتمجید اسی کے لیے ہے اور اسی نے اسے بلند کیا ہے اور حمد عظیم اسی کے لیے ہے اور اسی نے اسے اولیٰ کیا ہے۔

صاحب مناقب کہتے ہیں ''م یں نے یہ دونوں خطبے کتاب (المخزون المکنون) میں ذکر کیے ہیں۔

مولف کتاب ''القطرہ'' کہتے ہیں: کتاب ''المخزون المکنون'' میری دسترس میں نہ تھی۔

معرفت رکھتے ہوئے زیارت کا اجر

(۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: امیر المومنین علی علیہ السلام کے مختصر مبارک سے گفتگو جاری رتھی کہ آنحضرت نے اپنا رخ انور ابن مارد کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

یابن مارد! من زار جدّي عارفاً بحقه كتب الله له بكل خطوة حجّةً مقبولة و عمرة مبرورة.

یابن مارد! والله! ما يطعم الله النّار قدماً تغبّرت في زيارة امير المومنين عليه السلام كان اوراكبا.

''اے ابن مارد! جو کوئی بھی میرے جد بزرگوار کی معرفت رکھتے ہوئے اس کی زیارت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے حج مقبول اور عمرہ مبرور لکھ دے گا۔''

''اے ابن مارد! خدا کی قسم! جو قدم بھی امیر المومنین علی علیہ السلام کے مرقد مطہر کی زیارت کے لیے اٹھایا جائے گا (خواہ پا پیادہ ہو یا سوار) اور جس چہرے پر دورانِ سفر گرد وغبار پڑے گا اسے آتش جہنم سے نہیں جلائے گا۔''

''اے مارد کے بیٹے! اس حدیث کو سونے کے پانی سے لکھ لو۔'' (فرحة الغری صفحہ ۷۵، بحار جلد ۱۰۰، صفحہ ۲۶۰)

آیہ کریمہ قُلُوبِهِمْ کی تفسیر

(۱۱) تفسیر امام حسن علیہ السلام میں آیہ کریمہ۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ۔

''ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری میں اضافہ کر دیا، جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے (البقرۃ، آیہ ۱۰) کی تفسیر میں آیا ہے:

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

جس وقت منافقین نے عذر خواہی کی تو رسول خداؐ نے سوچا کہ ان کے ظاہر کو قبول کر لیں اور باطن کو اپنے پروردگار کے حوالے کر دیں، لیکن اس وقت جبرئیل نازل ہوا اور عرض کی:

اے محمدؐ خداوند اعلیٰ نے آپ پر سلام بھیجا اور فرمایا ہے:

ان سرکش منافقین کو یہاں سے نکال دو، انہوں نے علیؑ کی وجہ سے آپ کے لیے مشکلات کھڑی کر دی ہیں، ان کی بیعت ختم کر دی ہے اور اپنے آپ کو علیؑ کی مخالفت کرنے پر تیار کر لیا ہے۔

اب علی علیہ السلام پر ہے کہ ان حیران کن معجزات کو آشکا کریں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیے ہیں کہ زمین و آسمان پہاڑ اور تمام مخلوقات ان کی مطیع ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں؟ آپ کا جانشین اور قائم مقام بنایا ہے تا کہ وہ لوگ آگاہ ہو جائیں کہ ولی خدا علی علیہ السلام کو ان سے کوئی غرض نہیں ہے اور وہ ان لوگوں سے ہر صورت انتقام لیں گے۔

پس رسول خداؐ نے اس پیغام الٰہی کے بعد انہیں حکم دیا کہ وہ لوگ شہر مدینہ سے نکل جائیں۔

جب وہ لوگ علی علیہ السلام کے ہمراہ روانہ ہوئے، مدینہ سے باہر نکل کر علیؑ ایک پہاڑ کے دامن میں رکے تو رسول خداؐ نے اپنا رخ انور آپ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

اے علیؑ خداوند متعال نے انہیں حکم دیا ہے کہ آپ کی مدد کریں، آپ سے تعاون کریں، ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہیں اور آپ کی اطاعت کرنے کی کوشش کریں، اگر وہ لوگ آپ کی اطاعت کریں گے تو ان کے فائدے میں ہے، وہ بہشت خدا کی طرف جائیں گے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کے مالک بن جائیں گے اور اس کی نعمتوں سے استفادہ کریں گے۔

اگر وہ لوگ آپ کی مخالفت کریں گے تو یہ ان کے لیے نقصان میں ہے، انہیں دوزخ کی طرف دھکیلا جائے گا اور اس سے ہمیشہ رہنے والے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے رخ انور ان کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

اعلموا! انّکم ان اطعتم علیًّا علیه السلام سعدتم وان خالفتم شقیتم واغناه الله عنکم بمن سیریکموا وبما سیریکموه.

''جان لو! اگر تم لوگوں نے علیؑ کی اطاعت کی تو سعادت مند ہو جاؤ گے اور مخالفت کی تو بد بخت ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں آپ لوگوں سے بے نیاز کر دے گا، ان چیزوں کے وسیلہ سے جنہیں آپ دیکھیں گے۔''

پھر رسول خداؐ نے فرمایا:

یا علی! سل ربّك بجاه محمد وآله الطیّبین الّذین انت بعد محمد سیدهم وان یقلّب للك هذه الجبال ماشئت.

''اے علیؑ! اپنے پروردگار سے محمدؐ اور اس کی پاکیزہ آل جن کا تو سردار ہے کا واسطہ دے کر سوال کرو، کہ تم جس طرح سے چاہو وہ پہاڑوں کو دگر گون کر دے گا۔''

علی علیہ السلام نے خداوند کریم سے دعا کی کہ یہ پہاڑی چاندی میں تبدیل ہو جائے، تو وہ چاندی میں تبدیل ہو گیا اور حکم خدا سے بول اٹھا۔

یا علی! وصیّ رسول رب العلمین! انّ الله قد اعدّنالك ان اردت انفاقنا فی امرك فمتی دعوتنا اجبناك لمتضی فینا حکمك وتنفذ فینا قضاءك.

''اے علیؑ، اے رسول رب العالمین کے وصی! بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپؑ کے لیے تیار کیا ہے، اگر آپؑ چاہیں تو ہمیں اپنے کاموں کی پیش رفت کے لیے خرچ کر سکتے ہیں۔ پس جس زمانے میں بھی ہمیں بلائیں گے اور حکم دیں گے تو آپ کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر اور آپ کا فرمان ہمارے بارے میں نافذ العمل ہے۔''

پھر وہ تمام پہاڑ سرخ سونے میں تبدل ہو گئے اور آنحضرت کو اس طرح سے جواب دیا، اس کے بعد مشک عنبر، یاقوت اور لعل و جواہر میں تبدیل ہو گئے، ان میں سے ہر کسی نے اظہار کیا کہ ہم آپ کے ہر حکم پر تیار ہیں انہوں نے کہا: اے ابوالحسن! اے برادر رسولؐ ہم آپ کے اختیار میں ہیں، جب چاہیں بلائیں، جہاں چاہیں گے انفاق کر سکیں، ہم آپ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہیں کہ جس عنصر میں چاہیں تبدیل ہو جائیں گے، اس وقت رسول خداؐ نے اپنا رخ انور ان لوگوں کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

''کیا تم لوگوں نے دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو تمہارے اموال سے کس طرح بے نیاز کر دیا ہے؟''

پھر رسول خداؐ نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

''اے علیؑ! اللہ کو محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کہ جس کے بہتر آپ ہیں کے حق کی قسم دے کر دیا کریں کہ پہاڑ کے دامن میں موجود تمام درخت مسلح سپاہیوں اور تمام پتھروں، چیتوں اور رافعی سانپوں میں تبدیل ہو جائیں۔''

علی علیہ السلام نے وہی قسم دے کر خدا کو پکارا! اچانک تمام پہاڑ ان کے اطراف کی سرزمین مسلح افراد سے بھر گئی، ان میں سے ایک کا مقابلہ کرنے کی ہزار لوگوں میں سکت نہ تھی، تمام درخت شیروں، چیتوں اور رافعی سانپوں میں تبدیل ہو گئے، ان تمام نے یک آواز ہو کر کہا:

یا علی! یا وصی رسول الله! هانحن سخرنا الله لك، وامرنا باجبتك كلما دعوتنا وكل من سلطتنا عليه، فمتى شئت فأصرنا به نطعك.

''اے علیؑ! اے جانشین رسول خداؐ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کا مطیع اور فرمانبردار قرار دیا ہے، ہم مامور ہیں کہ آپ کے فرمان کا جواب دیں، آپ ہمیں جس پر مسلط کریں گے اسے نابود کر دیں گے، پس آپ جب چاہیں ہمیں بلائیں، ہم آپ کے تابع فرمان ہیں اور آپ جس کام کا حکم دیں گے ہم اطاعت کریں گے۔''

حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: ان لوگوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو یہ اس بیماری کے علاوہ ہے جو انہیں رسول خداؐ اور علیؑ سے حسد رکھنے کی وجہ سے تھی ان کے دل بھی مریض ہو گئے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ'' ''ان کے دلوں میں بیماری ہے'' یعنی سرکشوں، یقین نہ کرنے والوں اور وعدہ شکنوں کے دلوں میں بیماری ہے جس وقت ان سے علی علیہ السلام کی بیعت لی گئی تو ''فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا'' ''پس اللہ نے ان کے مرض میں اضافہ کر دیا'' اس طرح سے کہ ان کے دلوں نے حضرت علی علیہ السلام سے تکبر کیا اور نابود ہو گئے۔ یہ سزا اس کے مقابلے میں تھی جو انہیں آیات و معجزات دکھائے گئے ''وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۔'' ''جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ان لوگوں نے پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ کو جھٹلایا اور یہ جھوٹ بولا کہ ہم اپنی بیعت و وعدہ پر باقی ہیں۔''

(تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۱۱۴ جلد ۶۰ بحار الانوار، جلد ۷ ۳ صفحہ ۱۴۴ تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۶۰)

علیؑ نامہ اعمال کو درست کریں گے

(۱۴) جناب سید نعمت اللہ جزائری نے ''کتاب النعمانیہ'' میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

نے اپنے شیعوں کو یوں خطاب فرمایا:

اذا اتینی صحیفۃ سیّئاتکُم فلتکن صحیفۃ قابلۃً لاصلاح یعنی ان یکون کالکتاب الّذی فیہ غلط لا ان یکون کلھا غلطاً فانہ لایقبل الاصلاح۔

''جس وقت تمہارے گناہوں کا پلندہ میرے سامنے لایا جائے گا تو اس کی اصلاح ضروری ہے، یعنی ایسی کتاب جس میں غلطیاں کم ہوں یا کہ تمام کی تمام غلط ہوں کیونکہ ایسی کتاب قابل تصحیح نہیں ہوتی۔''

علیؑ کی بیٹوں کو وصیت

(۱۳) عظیم دانشمند جناب شیخ طوسیؒ اپنی کتاب ''امالی'' میں لکھتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت علی علیہ السلام نے زندگی کے آخری لحات میں اپنے تمام بیٹوں کو اپنے بستر کے پاس بلایا۔ حضرت امام حسنؑ امام حسینؑ اور جناب حنفیہ اور دوسرے تمام بچے آپ کے بستر کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ آنحضرت نے انہیں کچھ وصیتیں فرمائیں، آپ نے گفتگو کے آخر میں فرمایا:

یا بنی! عاشروالنّاس عشرۃ ان غبتم حنّوا الیکم وان فقدتم بکوا علیکم....

''اے میرے بیٹو! لوگوں کے ساتھ اس طرح سے برتاؤ کریں کہ اگر تم غیب ہو جاؤ تو شدت سے تمہارا انتظار کریں اور اگر فوت ہو جاؤ تو وہ آپ پر گریہ کریں......''

(امالی طوسی ۵۵ جلد ۲، بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۲۴۷، جلد ۷۴ صفحہ ۱۶۳)

اصبغ بن نباتہ علیؑ کی خدمت میں

(۱۴) کتاب ''فضائل ابن شاذان'' اور اسی طرح کتاب ''الروضہ'' میں مذکور ہے:

اصبغ بن نباتہؒ کہتے ہیں: مولا امیر المومنین علی علیہ السلام کا سر اقدس عبدالرحمن بن ملجم لعین کی تلوار سے زخمی ہوا تھا اور آپ اپنی حیات کے آخری سانس لے رہے تھے کہ میں اپنے مولا و آقا کی عیادت کے لیے گیا آنحضرت نے فرمایا:

اے اصبغ! بیٹھ جاؤ اور مجھ سے حدیث سنو، آج کے بعد مجھ سے کوئی بات نہ سن سکو گے، اے اصبغ! جان لو، جس طرح تم میری عیادت کے لیے آئے ہو، اسی طرح میں رسول خداؐ کی تیمارداری کے لیے گیا تھا تو اس وقت انہوں نے مجھے فرمایا تھا:

''اے اباالحسنؑ! اٹھیں اور لوگوں سے کہیں کہ نماز باجماعت کے لیے مسجد میں حاضر ہو جائیں، پھر منبر پر جائیں اور میرے

مقام سے ایک زینہ نیچے بیٹھیں اور لوگوں سے کہیں۔

ألا من عق والديه فلعنة الله عليه. ألا من ابق مواليه فلعنه الله عليه ألا من ظلم اجيرًا اجرته فلعنة الله عليه۔

"آگاہ ہو جاؤ! جو وئی بھی اپنے والدین پر ظلم وستم کرے اس پر خدا کی لعنت ہو۔"

"آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی غلام بھی اپنے مولیٰ سے فرار کرے، اس پر خدا کی لعنت ہو۔"

"آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی بھی مزدور کی مزدوری میں اس پر ظلم کرے اس پر خدا کی لعنت ہو۔"

اے اصبغ! میں نے اپنے حبیب رسول خداؐ کے فرمان کو انجام دیا۔ اس دوران مسجد کے ایک کنارے سے کوئی شخص کھڑا ہو کر کہتا ہے اے ابوالحسن! جو کچھ آپ نے کہا وہ بہت مختصر عبارت میں تھا، انہیں وضاحت سے بیان کریں، میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، اور جو کچھ اس مرد نے کہا تھا آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔

اصبغ کہتے ہیں: اس دوران علی علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے فرمایا:

اے اصبغ! اپنا ہاتھ کھولیں! میں نے اپنا ہاتھ کھولا تو آنحضرت نے میری ایک انگلی پکڑ کر فرمایا:

اے اصبغ! جس طرح سے میں نے تمہاری انگلی پکڑی ہے اسی طرح رسول خداؐ نے میری انگلی پکڑتے ہوئے فرمایا:

یا ابا الحسن! ألا وانّی وانت ابواهذا الامة فمن عقنا فلعنة الله عليه. ألا وانی وانت مولیاهذاالامّة فعلی من ابق عنا فلعنة الله عليه. الا وانّی وانت اجيرًا هذهالامة.فمن ظلمنا اجرتنا فلعنة الله عليه۔

"اے ابا الحسن! بے شک میں اور تو اس امت کے باپ ہیں، جو کوئی بھی ہم پر ظلم کرے گا، ان پر خدا کی لعنت ہو، بے شک میں اور تو اس امت کے آقا و مولیٰ ہیں، جو کوئی بھی ہم سے فرار کرے گا، اس پر خدا کی لعنت ہو، بے شک میں اور تو اس امت کے اجیر ہیں (یعنی اس امت کے لیے محنت کی ہے) جو کوئی بھی اس کی اجرت ادا کرنے میں ہمارے اوپر ستم کرے گا، اس پر خدا کی لعنت ہو۔"

اس کے بعد فرمایا: آمین۔

فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ ایک اور حدیث آپ کو سناؤں؟

میں نے عرض کیا: ہاں اللہ تعالیٰ اپنی فراوان نعمتوں سے آپ کو نوازے۔

آپ نے فرمایا: ایک دن پیغمبر خداؐ نے مدینہ کی گلیوں میں سے کسی ایک گلی میں مجھے دیکھا، اس وقت میں اس طرح سے

مغموم تھا کہ غم کے آثار میرے چہرے سے نمایاں تھے، آنحضرت نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: اے اباء الحسنؑ! میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں، کیا یہ چاہتے ہو کہ تمہیں ایک ایسی حدیث سناؤں کہ اسے سننے کے بعد کبھی بھی غمگین نہیں ہو گے۔

میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ۔

آپؐ نے فرمایا جب قیامت آئے گی تو خداوند متعال میرے لیے ایک منبر نصب کرے گا جو تمام پیغمبروں اور شہیدوں کے منبروں سے بلند ہوگا، اس کے بعد مجھے حکم دے گا کہ میں منبر پر جاؤں پھر تمہیں حکم ہوگا کہ میرے بیٹھنے کی جگہ سے ایک زینہ نیچے بیٹھ جائیں، پھر دو فرشتوں کو حکم ہوگا وہ تم سے دو زینے نیچے بیٹھ جائیں، جس وقت ہم سب منبر نشین ہو جائیں گے تو اولین و آخرین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس کے آس پاس موجود نہ ہوگا، تم سے دو زینے نیچے بیٹھنے والے فرشتوں میں ایک فرشتہ فریاد بلند کرے گا:

"اے لوگو! جو کوئی مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا اب میں اسے اپنی پہچان کروائے دیتا ہوں۔ میں رضوان خازن بہشت ہوں، آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند متعال نے اپنے احسان، کرم، فضل اور جلال سے مجھے حکم دیا ہے کہ انہیں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دوں، آپ سب حاضرین اس امر میں گواہ اور شاہد رہنا۔"

اس کے بعد دوسرا فرشتہ کھڑا ہوگا جو اس سے نیچے بیٹھا ہوگا، وہ اس طرح فریاد بلند کرے گا کہ تمام لوگ اس کی آواز سنیں گے۔ وہ کہے گا:

"اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اب میں اسے اپنا تعارف کروائے دیتا ہوں، میں مالک خازن دوزخ ہوں، آگاہ ہو جاؤ! بے شک خداوند متعال نے اپنے احسان، کرم، فضل اور جلال سے مجھے حکم دیا ہے کہ دوزخ کی چابیاں حضرت محمدؐ کے سپرد کر دوں اور حضرت محمدؐ نے حکم دیا ہے کہ حضرت علی کے حوالے کر دوں، پس آپ سب اس بات پر گواہ اور شاہد رہنا۔"

اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے بہشت و دوزخ کی کنجیاں لے لیں اس کے بعد رسول خداؐ نے فرمایا:

"اے علی! آج کے بعد تم میرا دامن پکڑو گے اور تیرے خاندان والے تمہارا اور تمہارے شیعہ تمہارے خاندان کا دامن پکڑیں گے۔"

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا:

"اے رسول خداؐ! بہشت کی طرف جا رہے ہیں"

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: ہاں پروردگار کعبہ کی قسم۔

اصبغ کہتے ہیں: میں نے اس وقت اپنے آقا و مولیٰ سے ان دو حدیثوں کے علاوہ کچھ نہیں سنا۔ حضرت صلوات اللہ علیہ جب یہ دو خوبصورت اور دل نشین فرامین سنا چکے تو اس کے بعد ان کی روح اقدس معبود حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔

(الروضہ صفحہ ۲۲ و ۲۳، بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۴۴، امالی شیخ طوسی مجلس ۵ جلد ۴، امالی شیخ مفید صفحہ ۳۵۱)

علیؑ کا حسنین علیہما السلام کے نام فرمان

(۱۵) برسی نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے مجھے اور میرے بھائی حسین سے فرمایا:

اذا وضعتمانی الضریح فصلیا رکعتین قبل ان تہیلا علی التراب وانظرا ما یکون۔

"جب میرا جنازہ قبر میں رکھا جائے تو میری قبر کو مٹی دینے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھیں اور دیکھیں کیا ہوتا ہے"

وہ دونوں ہستیاں جب اپنے پدر بزرگوار کو قبر میں لٹا چکے تو اس کے بعد ان کے حکم کو انجام دیا (یعنی دو رکعت نماز پڑھی) اور انتظار کرنے لگے کہ اب کیا ہوتا ہے؟ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی قبر مطہر ایک ریشمی کپڑے سے ڈھانپی گئی۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے آگے بڑھ کر سر اقدس کی طرف سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خداؐ، حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے محو گفتگو ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے پاؤں کی طرف سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا حضرت حوا، مریم اور آسیہ علیہن السلام امیرالمومنین علی علیہ السلام پر نوحہ سرائی کر رہی ہیں۔ (بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۳۰۱)

مولف کہتا ہے: یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے، کیونکہ بہت سی روایات میں آیا ہے کہ معصومین علیہم السلام اپنی رحلت کے بعد اپنے مثالی اجساد میں ظاہر ہوتے ہیں۔

کوہ ابوقبیس

(۱۶) مسعودیؒ "اثبات الوصیۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

جس رات کی صبح کو حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے، میں نے خواب میں دیکھا کہ ابوقبیس پہاڑ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور خانہ کعبہ کے اطراف میں پھیلا ہوا ہے، ایک غبار بلند ہوا، جو خانہ کعبہ اور شہر مکہ کے اطراف و اکناف پر چھا گیا، شہر بطور کلی اس طرح سے تاریکی میں ڈوب گیا کہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پا رہے تھے میرے وجود پر خوف و وحشت چھا گئی۔ میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں یہ ساری صورت حال دیکھ کر ڈر گیا اور کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں۔

ابن عباس کہتے ہیں: اسی رات کی صبح کو خبر ملی کہ علیؑ شہید ہو گئے ہیں۔ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۵۳)

تیسرا باب

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے اوصاف

فاطمہ کا نام زہراء کیوں؟

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

انما سمّاها فاطمة الزهراء لان الله عزوجل خلقها من نور عظمته.

''حضرت فاطمہ علیہا السلام کو زہرا کا نام دیا گیا کیوں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نور عظمت سے خلق کیا ہے''

جب ان کا نور چمکا تو زمین و آسمان روشن ہو گئے، فرشتوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں، فرشتوں نے خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے کہا:

''اے ہمارے خدا! اے ہمارے آقا! یہ نور کیسا ہے؟''

اس وقت خداوند متعال نے ان پر وحی نازل فرمائی:

هذا نور من نوري، اسكنته في سمائي، و خلقته من عظمتي، اخرجه من صلب نبي من انبيائي، افضله على جميع الانبياء و اخرج من ذلك النور ائمة يقومون بامري ويهدون الى خلقي واجعلهم خلفاء في ارضي.

''یہ نور میرے نور سے ہے، میں نے اسے آسمان میں ٹھہرایا، اسے اپنی عظمت سے خلق کیا۔ میں اس نور کو انبیاء میں ایک نبی کے صلب سے نکالوں گا، اور تمام انبیاء پر فضیلت دوں گا، میں اس نور سے ایک گروہ کو وجود بخشوں گا جو میرے امر کے لیے قیام کرے گا اور میری مخلوق کو میری طرف رہنمائی کرے گا میں اس گروہ کو زمین پر اپنا جانشین قرار دوں گا''

(مصباح الانوار صفحہ ۲۳۲ (مخطوطہ) علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۱۷۹، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۱۲)

حضرت فاطمہؑ کا حق مہر

حضرت ابوذرؓ غفاری کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

فرشتوں نے خداوند تعالیٰ سے درخواست کرتے ہوئے کہا:

"اے ہمارے خدا! اور ہمارے مالک! ہمیں آگاہ کرو کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کا حق مہر کس قدر تھا، تا کہ ہم جان سکیں اور ہمارے اوپر واضح ہو جائے کہ وہ آپ کے نزدیک بہترین مخلوق ہے"

خداوند عالم نے وحی فرمائی:

ملائکتی وسکان سماواتی اشهد کم انّ مهر فاطمه بنت محمد نصف الدنیا

"اے میرے فرشتو اور میرے آسمانوں پر رہنے والو! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ فاطمہ دختر محمد کا حق مہر آدھی دنیا ہے"

(دلائل الامہ صفحہ ۹۱، نوادر المعجزات صفحہ ۹۰)

فاطمہؑ پر سلام کا اجر جنت

علامہ حلی کتاب "الفین" میں رقمطراز ہیں کہ عبدالمالک نوفلی اپنے باپ اور وہ اپنے باپ اور اپنے جد سے نقل کرتے ہیں:

ایک دن میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا انہوں نے سلام کرنے میں پہل کی اور فرمایا:

"کیا ہوا ہے کہ صبح کے وقت آئے ہو؟"

میں نے عرض کیا: طلب برکت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

انہوں نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی ہے:

من سلّم علیّ ثلاثة ایام اوجب الله له الجنة۔

"جو کوئی بھی میرے اوپر تین دن سلام بھیجے گا، خداوند متعال بہشت اس پر واجب کردے گا"

میں نے عرض کیا: کیا یہ سلام آپ کے پدر بزرگوار اور آپ کی حیات میں ہو یا دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد؟

آپ نے فرمایا:

فی حیاتنا وبعد موتنا

"ہماری حیات اور وفات دونوں صورتوں میں"

(وسائل الشیعہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۷، مزار مفید صفحہ ۱۵۴، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۱۸۵)

قیامت کے روز شفاعت فاطمہؑ

کتاب ''مصباح الانوار فی فضائل امام الابرار'' میں تحریر کرتے ہیں:

چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے اجداد کرام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

ان فاطمة تشفع یوم القیامة فیمن احبها وتولّاها واحب ذریتها وتولاهم ویشفعها الله فیهم ویدخلهم الجنة بشفاعتها۔

''بے شک حضرت فاطمہؑ روز قیامت ان لوگوں کی شفاعت کریں گیں جو ان سے محبت اور ان کی پیروی کرتے ہیں اور ان کی اولاد سے محبت کرتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کے بارے میں ان کی شفاعت قبول کرے گا اور ان کے بزرگوار کی شفاعت کے سبب انہیں بہشت میں داخل کرے گا۔ (مصباح الانوار، مخطوطہ)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ بی بی دو عالم فاطمہ علیہا السلام عرض کریں گے:

الهی وسیدی! وذریتی وشیعتی وشیعة ذریتی، ومحبی ومحب ذریتی، فاذا النداء من قبل الله جل جلاله: این ذریة فاطمة وشیعتها؟

''اے میرے معبود! میرے مولا! میری اولاد اور میرے شیعہ اور میری اولاد کے شیعہ میرے محب اور میری اولاد کے محب اس وقت خدا کی طرف سے ندا آئے گی کہ فاطمہؑ کی اولاد اور شیعہ کہاں ہیں''

(رجوع، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۱۹)

شیر مادر کے بعد فاطمہؑ کی غذا

مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

جب حضرت فاطمہ علیہا السلام کی ولادت ہوئی تو خداوند متعال نے ایک فرشتے پر وحی فرمائی کہ حضرت محمدؐ کی زبان مبارک پر کلمہ ''فاطمہ'' جاری کرے، اسی وجہ سے ان بزرگوار نے ان کا نام فاطمہ رکھا اور فرمایا:

انی فطمتك بالعلم وفطمتك عن الطمث۔

''میں نے آپ کا دودھ علم کے ذریعہ چھڑوایا اور پلیدگی کو آپ سے دور رکھا''

توضیح مطلب کچھ یوں ہے کہ جب بچے کا دودھ چھڑوانا چاہتے ہیں تو دودھ کی جگہ ایک مخصوص چیز بچے کو دی جاتی ہے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کی وہ غذا علم تھا۔

(نقل از کتاب فاطمہ زہراؑ من المھد الی اللحد)

اس کے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

واللہ! لقد فطمها اللہ تبارك و تعالیٰ بالعلم و عن الطمث بالمیثاق۔

''خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان کے روز انہیں علم و دانش کے ساتھ مقرون کیا اور ناپاکی سے دور رکھا''

(مصابیح الانوار صفحہ ۲۲۸، الکافی جلد ا صفحہ ۴۶۰، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۱۳، علل الشرائع صفحہ ۱۷۹)

فاطمہؑ پر درود سے محمدؐ کی جانشینی

مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھے فرمایا:

یا فاطمة! من صلی علیك غفر اللہ له و الحقه بی حیث کنت من الجنة

''اے فاطمہ! جو کوئی بھی آپ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے اور اسے بہشت میں میرے ساتھ جگہ دے گا''

(مصباح الانوار مخطوطہ صفحہ ۲۲۸، بحار جلد ۱۰۰، صفحہ ۱۹۴، مستدرک صفحہ ۲۱۱، جلد ۱۰)

جنت میں سب سے پہلے جانے والی ہستی

مذکورہ کتاب میں ہے کہ ابو ہریرہ کہتا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

اول شخص یدخل الجنة فاطمة علیها السلام، مثلها فی هذا الامة مثل مریم بنت عمران فی بنی اسرائیل۔

''بہشت میں داخل ہونے والی سب سے پہلی شخصیت حضرت فاطمہ زہراء کی ہے، اس امت میں اس کا مقام و مرتبہ وہی ہے جو مریم بنت عمران کا بنی اسرائیل میں ہے''

(فردوس دیلمی جلد ۱ صفحہ ۶۹، بحار جلد ۷۳ صفحہ ۷۰، العصوالالہمہ صفحہ ۲۸ | مصباح الانوار صفحہ ۲۳۰)

حالت احتضار میں فاطمہؑ کی دعا

عبداللہ بن حسن اپنے پدر بزرگوار اور اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ

جب حضرت فاطمہ زہراؑ کی زندگی کے آخری لمحات تھے، آپ نے جان کنی کی حالت میں ایک دفعہ تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا:

السلام على جبرئيل السلام على رسول الله اللهم مع رسولك اللهم فى رضوانك وجوارك ودارك دار السلام.

"سلام ہو جبرئیل پر، سلام ہو رسول خدا پر، اے میرے معبود! مجھے اپنے رسول کے ساتھ محشور فرما، اے میرے معبود! مجھے اپنے بہشت، اپنے جوار اور اپنے گھر جو کہ دارالسلام ہے میں جگہ عطا فرما:

پھر فرمایا: کیا جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں، آپ لوگ بھی دیکھ رہے ہیں۔

پوچھا گیا: آپ کیا دیکھ رہی ہیں؟

آپ نے فرمایا:

هذه مواكب اهل السموات، وهذا جبرئيل وهذا رسول الله، ويقول: يا بنية! اقدمى فما امامك خير لك.

"یہ اہل آسمان کا گروہ ہے، یہ جبرئیل ہے اور یہ رسول خدا ہے"

"وہ کہہ رہے ہیں: میری بیٹی! آ جاؤ جو کچھ سامنے ہے وہ آپ کے لیے بہتر ہے"

(مصباح الانوار مخطوطہ صفحہ ۲۶۱، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۰۰)

جبرئیل اور رسول خداؐ کو فاطمہ کا سلام

مذکورہ کتاب میں ہے کہ علی بن زید کہتے ہیں:

جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی رحلت کا وقت نزدیک ہوا تو انہوں نے جبرئیل اور رسول خداؐ کو سلام کیا، اسی طرح سے ملک الموت کو بھی سلام کیا۔ جو لوگ وہاں پر حاضر تھے انہوں نے فرشتوں کی جنبش کی آوازیں سنیں اور اس نورانی اور دل نشین محفل میں عطر کی خوشبو سونگھی۔

(مصباح الانوار صفحہ ۲۶۲)

جناب فاطمہؑ کی حفاظت پر فرشتوں کی ڈیوٹی

عماد الدین طبری کتاب "بشارۃ المصطفیٰ" میں لکھتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں: رسول خداؐ نے ایک طولانی حدیث کے ضمن میں فرمایا:

ان اللہ قد وکل فاطمۃ علیہ وعیلا من الملائکۃ یحفظونہا من بین یدیہا و من خلفھا و عن یمینھا ویسارھا وھم معھا فی حیاتھا و عند قبرھا بعد موتھا، یکثرون الصلوۃ علیہا وعلی ابیھا وبعلھا بنیھا۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک گروہ حضرت فاطمہؑ زہرا علیہا السلام پر مقرر کیا ہے جو سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں طرف سے ان کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ فرشتے ان کی زندگی اور موت کے بعد قبر میں ان کے ہمراہ ہوں گے، وہ ان پر، ان کے پدر بزرگوار، شوہر نامدار اور اولاد ابرار پر درود وسلام بھیجیں گے"

پس جس کسی نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی، گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہے، جس کسی نے فاطمہؑ کی زیارت کی، گویا اس نے میری زیارت کی، اور جس کسی نے حضرت علیؑ کی زیارت کی، گویا اس نے فاطمہؑ کی زیارت کی، اور جس کسی نے ان دونوں بزرگ ہستیوں کی زیارت کی ہو گی گویا اس نے خود ان کی زیارت کی ہے۔

(بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۳۹، بحار الانوار جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۲۲)

رسول خداؐ کے نزدیک محبوب تر ہونے کا دعویٰ

مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ آٹھویں پیشوا مولا رؤف حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اجداد اطہارؑ سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

ایک دن حضرت فاطمہ زہراؑ نے مجھے فرمایا:

انا احب الیٰ رسول اللہ منکم

"میں رسول خداؐ کے نزدیک آپ سے محبوب تر ہوں"

میں نے کہا: نہیں میں محبوب تر ہوں۔

امام حسنؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں محبوب تر ہوں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، میں محبوب تر ہوں۔

جب یہ خدا کے افضل ترین بندے رسول خداؐ کے نزدیک محبوب تر ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے کہ اسی دوران رسول خداؐ ان کی نورانی محفل میں تشریف لائے اور پوچھا: اے میری بیٹی! کس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی؟

ہم نے سارا واقعہ رسول خداؐ کے سامنے بیان کیا۔ واقعہ سننے کے بعد آپ نے اپنی دختر گرامی کو بغل کیا اور بوسہ دیا۔ علی کو اپنی آغوش میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان چوما، پھر امام حسنؑ کو اپنی دائیں ران پر اور حضرت امام حسینؑ کو اپنی بائیں ٹانگ پر بٹھایا اور انہیں بوسے دیئے۔ اس کے بعد فرمایا:

انتم اولیٰ بی فی الدنیا ولاخرۃ والی اللہ من والاکم وعادی اللہ من عاداکم انتم منی وانا منکم، والذی نفسی بیدہ لا یتولاکم عبد فی الدنیا الا کان اللہ عزوجل ولیتہ فی الدنیا والآخرۃ۔

''آپ دنیا و آخرت میں میرے عزیز ہیں، جو آپ کو دوست رکھتا ہے اس نے خدا کے دوست رکھا جو کوئی آپ کے ساتھ دشمنی کے لیے اٹھا وہ خدا کے ساتھ دشمنی کے لیے کھڑا ہوا۔ آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں، مجھے اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا میں آپ سے کوئی بندہ فرماں بردار نہیں مگر یہ کہ خداوند متعال دنیا و آخرت میں اس کا پشتیبان ہے۔'' (بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۲۰۶)

مصحف فاطمہ زہراءؑ کس کے پاس ہیں

کتاب ''دلائل الامامہ'' میں رقمطراز ہیں کہ ابو بصیر کہتے ہیں:

میں نے اپنے مولا و آقا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مصحف فاطمہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

اُنزل علیہا بعد موت ابیہا

''ایسی کتاب تھی جو ان کے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد ان پر نازل کی گئی''

میں نے عرض کیا: کیا اس میں قرآن سے کوئی چیز ہے؟

آپ نے فرمایا: اس میں قرآن سے کچھ نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: اس کے بارے میں کچھ فرمائیں تو آپ نے فرمایا:

لہ دفتان من زبرجدتین علی طول الورق وعرضہ حمراوین۔

''اس کی جلد کی دونوں طرفیں سرخ رنگ زبرجد کی ہیں کہ اس کا طول وعرض ایک ورق کے برابر ہے''

اسی دن رسول خداؐ حضرت خدیجہ کے کمرے میں داخل ہوئے اور فرمایا:

''اے خدیجہ! اس بات کا بالکل غم نہ کرو کہ اہل مکہ کی عورتوں نے آپ سے قطع تعلق کیا اور اس مشکل وقت میں آپ کی مدد کے لیے نہیں آئی ہیں، کیونکہ آج ہی خوبصورت بہشتی عورتیں آپ کے پاس آئیں گئیں کہ ان کے چہرے شاد ہوں گے، انہوں نے دل نشیں عطر لگایا ہوگا، ان کی آنکھیں بلوری ہوں گی، ان کے آگے آگے ایسا نور چمکے گا اور ایسی معطر نسیم چلے گی کہ جو تمام اہل مکہ کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی، پس اس دوران وہ خواتین نازل ہوئیں اور انہوں نے بہترین طریقے سے حضرت خدیجہ پر درود وسلام بھیجا۔

یہاں تک کہ ان میں ہر کسی نے ولادت کے مشکل وقت میں جناب خدیجہ کی مدد کی، انہوں نے مولود کو اس طشت میں نہلایا جو بہشت سے اپنے ہمراہ لائی تھیں، بہشتی تولیے سے اسے خشک کیا اور خوشبو سے معطر کیا، اس کے بعد اس راز ہستی کو کپڑے میں لپیٹ کر ان کی مہربان ماں کی گود میں دے دیا۔ ایک اور روایت میں مذکور ہے:

وہ خاتون جو حضرت خدیجہ کے پاس تھی، اس آب کوثر سے مولود کو نہلایا، پھر سفید کپڑے کے دو ٹکڑے نکالے جو دودھ سے زیادہ سفید اور مشک وعنبر سے معطر تر تھے، ایک کپڑے میں اُسے لپیٹا اور دوسرے کا اسکاف باندھا، اس کے بعد اس مولود سے گفتگو کرنے کی خواہش کی، اس نے اپنے خوبصورت ہونٹوں کو جنبش دی اور کہا:

اشهد ان لا اله الا الله، واشهد ان أبي محمدا رسول الله، وان بعلي سيد الاوصياء وولدي سادة الاسباط۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میرے پدر بزرگوار محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، میرے شوہر نامدار (علیؑ) اوصیاء کے سردار اور میرے دونوں بیٹے پیغمبر کے نواسے ہیں''

پھر اپنا رخ انوار ان خواتین کی طرف کیا، ان پر سلام بھیجا اور تمام کو ان کے نام سے بلایا، انہوں نے مسکراتے ہوئے چہروں سے اس مولود کی طرف دیکھا، بی بی دو عالم کی ولادت باسعادت کے وقت حور العین نے ایک دوسرے کو خوشخبری سنائی اور اہل آسمان نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی، آسمان میں ایسا نور چمکا کہ فرشتوں نے آج تک ویسا نور نہ دیکھا تھا، پھر ان بہشتی خواتین نے حضرت زہراؑ کو اٹھایا اور حضرت خدیجہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

خذيها يا خديجه! طاهرة مطهرة زكية ميمونة بورك لك فيها وفي نسلها۔

''اے خدیجہ اس مولود کو لے لیں کہ یہ پاک و پاکیزہ، صاف ستھرا اور مبارک ہے کہ اس کی نسل آپ کے لیے مبارک اور بابرکت ہے''

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی دختر نازنین کو بغل میں لیا اور اپنا پستان اس کے منہ میں دیا جس میں بہت زیادہ دودھ آنے لگا۔

جب یہ خدا کے افضل ترین بندے رسول خداؐ کے نزدیک محبوب تر ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے کہ اسی دوران رسول خداؐ ان کی نورانی محفل میں تشریف لائے اور پوچھا: اے میری بیٹی! کس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی؟

ہم نے سارا واقعہ رسول خداؐ کے سامنے بیان کیا۔ واقعہ سننے کے بعد آپ نے اپنی دختر گرامی کو بغل کیا اور بوسہ دیا۔ علیؑ کو اپنی آغوش میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان چوما، پھر امام حسنؑ کو اپنی دائیں ران پر اور حضرت امام حسینؑ کو اپنی بائیں ٹانگ پر بٹھایا اور انہیں بوسے دیئے۔ اس کے بعد فرمایا:

انتم اولی بی فی الدنیا ولاٰخرۃ والی اللہ من والاکم وعادی اللہ من عاداکم انتم منی وانا منکم، والذی نفسی بیدہ لا یتولاکم عبد فی الدنیا الا کان اللہ عزوجل ولیتہ فی الدنیا والاٰخرۃ۔

''آپ دنیا و آخرت میں میرے عزیز ہیں، جو آپ کو دوست رکھتا ہے اس نے خدا کے دوست رکھا جو کوئی آپ کے ساتھ دشمنی کے لیے اٹھا وہ خدا کے ساتھ دشمنی کے لیے کھڑا ہوا۔ آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں، مجھے اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا میں آپ سے کوئی بندہ فرماں بردار نہیں مگر یہ کہ خداوند متعال دنیا و آخرت میں اس کا پشتیبان ہے۔'' (بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۲۰۶)

مصحف فاطمہ زہراؑ کس کے پاس ہیں

کتاب ''دلائل الامامہ'' میں رقمطراز ہیں کہ ابوبصیر کہتے ہیں:

میں نے اپنے مولا و آقا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مصحف فاطمہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

اُنزل علیہا بعد موت ابیہا

''ایسی کتاب تھی جو ان کے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد ان پر نازل کی گئی''

میں نے عرض کیا: کیا اس میں قرآن سے کوئی چیز ہے؟

آپ نے فرمایا: اس میں قرآن سے کچھ نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: اس کے بارے میں کچھ فرمائیں تو آپ نے فرمایا:

لہ دفتان من زبرجدتین علی طول الورق وعرضہ حمراوین۔

''اس کی جلد کی دونوں طرفیں سرخ رنگ زبرجد کی ہیں کہ اس کا طول وعرض ایک ورق کے برابر ہے''

میں نے عرض کیا: اس ورق کی کچھ تعریف کریں۔

آپ نے فرمایا: اس کا ورق سفید ہے جو کلمہ "کن" سے وجود آیا:

میں نے عرض کیا: اس میں کیا کچھ لکھا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"اس میں ہر اس چیز کا ذکر ہے جو وقوع پذیر ہو چکی ہے یا قیامت تک واقع ہوگی اس میں ہر ایک آسمان، فرشتوں کی تعداد اور دیگر موجودات کا ذکر ہے، ان کے اسماء بھی مذکور ہیں جنہیں خدا نے بھیجا ہے خواہ وہ مرسل ہوں یا غیر مرسل، ان اقوام کا ذکر بھی ہے جن میں انہیں مبعوث کیا گیا تھا، ان لوگوں کا تذکرہ بھی ہے جنہوں نے ان کی تکذیب کی جنہوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا، اسی طرح آغاز خلقت سے لے کر انتہائے تخلیق تک تمام مومنین اور کافرین کے نام بھی اس میں مذکور ہیں"

شہروں کے نام ہر شہر کی خصوصیات، خواہ وہ دنیا کے مشرق میں ہو یا مغرب میں ہر شہر میں مومنین کی تعداد اس طرح کافروں کی مقدار اور لوگوں کی خصوصیات کا ذکر ہے جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے۔

گذشتہ اقوام کی صفات، ان سے مربوط داستانیں وہ دشمنان خدا جنہیں سلطنت وحکومت ملی، ان کی مدت سلطنت اور ان کی تعداد کا تذکرہ ہے۔

اسی طرح آئمہ علیہم السلام کے اسماء گرامی، ان کی مدت امامت، ان کی رجعت کی خصوصیات اور ان تمام لوگوں کے فضائل جن کی تمام ادوار میں ان کے پاس رفت و آمد رہی، کا ذکر مصحف زہراؑ میں موجود ہے۔

میں نے عرض کیا: ادوار زمانے کی کتنی مقدار کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: پچاس ہزار سال کے سات ادوار ہوتے ہیں۔ اس مصحف میں آغاز آفرینش سے قیامت تک خدا نے جتنے لوگ پیدا کیے ہیں یا کرے گا اور ان کی عمریں کتنی ہیں ان کا ذکر موجود ہے، اس طرح بہشتیوں کی خصوصیات اور ان کی تعداد دوزخیوں کی خصوصیات اور ان کی تعداد نیز ان دونوں گروہوں کے ناموں کا تذکرہ بھی ہے اسی طرح اس میں قرآن کا علم ویسے ہی موجود ہے جیسے نازل ہوا ہے، نیز دوسری آسمانی کتب توریت، انجیل اور زبور کا علم بھی اسی طرح سے موجود ہے جیسے نازل ہوئی ہیں:

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: خداوند متعال نے جب اسے نازل کرنا چاہا تو جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کو حکم دیا کہ اسے اٹھا کر آنحضرت کی خدمت میں پیش کیا جائے جب وہ نازل ہوئے تو نصف شب جمعہ کا وقت تھا کہ آپ حالت نماز میں تھیں، جب آپ نماز ختم کر چکیں تو انہوں نے سلام کرتے ہوئے کہا: السلام یقرؤك السلام "خداوند آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور وہ مصحف آپ کی گود میں رکھ دیا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے فرمایا:

اللہ السلام، ومنہ السلام، والیہ السلام، وعلیکم رسل اللہ! السلام۔

''سلام خداوند متعال سے مخصوص ہے، اسے کی طرف سے ہے اور اسی کی طرف ہے اور سلام ہو آپ پر، اے فرشتگان خدا''

اس کے بعد فرشتے آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور بی بی دو عالم حضرت زہراؑ نماز صبح کے بعد سے لے کر نماز ظہر تک اسے مسلسل پڑھتی رہیں، یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔

ولقد کانت علیھا السلام مفروضة الطاعة علی جمیع من خلق اللہ من الجن والانس والطیر والوحش والانبیآء والملائکة۔

''بے شک تمام مخلوق خدا جن وانس، پرندے درندے اور انبیاء و ملائکہ پر ان کی اطاعت واجب تھی''

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، ان کے بعد وہ مصحف کن کے پاس ہے، آپ نے فرمایا: حضرت زہراء نے اسے امیر المومنین علی علیہ السلام کی تحویل میں دے دیا تھا، ان کی شہادت کے بعد وہ امام حسن علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت امام حسین تک پہنچا، پھر یہ مصحف ہر اس ہستی کے پاس رہا، جو اس قابل تھی یہاں تک کہ امام زمان علیہ السلام عجل اللہ الشرف کے حوالے کر دیا گیا۔

میں نے حیرانگی سے عرض کیا: یہ بہت زیادہ علم ہے۔

آپ نے فرمایا:

یا ابا محمد! ان ھذا الذی وصفته لك لفی ورقتین من اوله وما وصفت لك بعد ما فی الورقة الثالثة وتکلمت بحرف منه۔

''اے ابا محمد! جو کچھ میں نے بتایا ہے یہ ان دو ورقوں کے آغاز میں تھا۔ میں نے تیسرے اور اس کے بعد والے اوراق کے مطالب ابھی بیان نہیں کیے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک حرف بھی بیان نہیں کیا ہے''(دلائل الامامہ صفحہ ۱۰۴ جلد ۳۴)

فاطمہؑ کی ولادت پر بہشتی عورتوں کا نازل ہونا

کتاب ''الثاقب فی المناقب'' میں رقمطراز ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

جب سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہراء متولد ہوئیں تو ان کے نور سے زمین کی ہر شی بیابان، صحرا، اور پہاڑ سب کے سب روشن ہو گئے، فرشتے زمین پر نازل ہوئے، انہوں نے مشرق سے مغرب تک اپنے پر پھیلا دیئے، ان پر خیمے اور نوری پردے لگا دیئے آسمانی سائے بانوں سے ان پر سایہ کر دیا جبکہ اہل مکہ کو ان کے نور نے مدہوش کر دیا۔

اسی دن رسول خداؐ حضرت خدیجہ کے کمرے میں داخل ہوئے اور فرمایا:

''اے خدیجہ! اس بات کا بالکل غم نہ کرو کہ اہل مکہ کی عورتوں نے آپ سے قطع تعلق کیا اور اس مشکل وقت میں آپ کی مدد کے لیے نہیں آئی ہیں، کیونکہ آج ہی خوبصورت بہشتی عورتیں آپ کے پاس آئیں گئیں کہ ان کے چہرے شاد ہوں گے، انہوں نے دل نشیں عطر لگایا ہوگا، ان کی آنکھیں بلوری ہوں گی، ان کے آگے آگے ایسا نور چمکے گا اور ایسی معطر نسیم چلے گی کہ جو تمام اہل مکہ کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی، پس اس دوران وہ خواتین نازل ہوئیں اور انہوں نے بہترین طریقے سے حضرت خدیجہ پر درود و سلام بھیجا۔

یہاں تک کہ ان میں ہر کسی نے ولادت کے مشکل وقت میں جناب خدیجہ کی مدد کی، انہوں نے مولود کو اس طشت میں نہلایا جو بہشت سے اپنے ہمراہ لائی تھیں، بہشتی تولیے سے اسے خشک کیا اور خوشبو سے معطر کیا، اس کے بعد اس راز ہستی کو کپڑے میں لپیٹ کر ان کی مہربان ماں کی گود میں دے دیا۔ ایک اور روایت میں مذکور ہے:

وہ خاتون جو حضرت خدیجہ کے پاس تھی، اس آب کوثر سے مولود کو نہلایا، پھر سفید کپڑے کے دو ٹکڑے نکالے جو دودھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے معطر تر تھے، ایک کپڑے میں اُسے لپیٹا اور دوسرے کا اسکاف باندھا، اس کے بعد اس مولود سے گفتگو کرنے کی خواہش کی، اس نے اپنے خوبصورت ہونٹوں کو جنبش دی اور کہا:

اشهد ان لا اله الا الله، واشهد ان أبي محمد ارسول الله وان بعلي سيد الاوصياء وولدى سادة الاسباط۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میرے پدر بزرگوار محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، میرے شوہر نامدار (علیؑ) اوصیاء کے سردار اور میرے دونوں بیٹے پیغمبر کے نواسے ہیں''

پھر اپنا رخ انوار ان خواتین کی طرف کیا، ان پر سلام بھیجا اور تمام کو ان کے نام سے بلایا، انہوں نے مسکراتے ہوئے چہروں سے اس مولود کی طرف دیکھا، بی بی دو عالم کی ولادت باسعادت کے وقت حور العین نے ایک دوسرے کو خوشخبری سنائی اور اہل آسمان نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی، آسمان میں ایسا نور چمکا کہ فرشتوں نے آج تک ویسا نور نہ دیکھا تھا، پھر ان بہشتی خواتین نے حضرت زہراءؑ کو اٹھایا اور حضرت خدیجہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

خذيها يا خديجه! طاهرة مطهرة زكية ميمونة بورك لك فيها وفي نسلها۔

''اے خدیجہ اس مولود کو لے لیں کہ یہ پاک و پاکیزہ، صاف ستھرا اور مبارک ہے کہ اس کی نسل آپ کے لیے مبارک اور بابرکت ہے''

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی دختر نازنین کو بغل میں لیا اور اپنا پستان اس کے منہ میں دیا جس میں بہت زیادہ دودھ آنے لگا۔

اس مولود نے ایک دن میں اتنی رشد کی، جتنی دوسرے بچے ایک ماہ میں کرتے ہیں اور ایک میں اتنی کہ جتنی دوسرے ایک سال میں کرتے ہیں۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۳۸۶، جلد ۲)

سلمان بی بی دو عالم حضرت زہراءؑ کی خدمت میں

مذکورہ کتاب میں مرقوم ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں:

میں رسول خداؐ کی رحلت کے بعد ایک دن گھر سے باہر آیا تو راستے میں امیر المومنین علی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ نے فرمایا:

''اے سلمانؓ! رسول خداؐ کی رحلت کے بعد تو بھی ہمیں چھوڑ گیا ہے۔''

میں نے عرض کیا: اے میرے پیارے دوست، اے امیر المومنینؑ آپ جیسوں پر مخفی نہیں ہے (آپ کو چھوڑنا جائز نہیں ہے) میں رسول خداؐ کی جدائی کے غم سے نڈھال ہو چکا ہوں، بس یہی چیز آپ کی زیارت میں کوتاہی کا باعث بنی ہے۔

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

یاسلمان! ائت الی منزل فاطمة علیها السلام فانها الیك مشتاقة، وترید ان تتحفك تبحعة قد اتحفت بها من الجنة

''اے سلمانؓ! ابھی فاطمہؑ کے گھر کی طرف روانہ ہو جاؤ وہ تمہارے دیدار کی مشتاق ہیں، وہ تمہیں ایک ہدیہ دینا چاہتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت سے لایا گیا ہے''

سلمانؓ کہتے ہیں: (یہ سن کر میں حیران رہ گیا) میں نے عرض کیا:

''اے امیر المومنینؑ! کیا رسول خداؐ کی وفات کے بعد بہشت سے فاطمہ کے پاس ہدیہ پہنچا ہے؟''

آپ نے فرمایا: ہاں، اے سلمان!

سلمانؓ کہتے ہیں! میں جلدی سے فاطمہ علیہا السلام کے گھر کی طرف روانہ ہوا، دروازے پر دستک دی، بی بی دو عالم کی خدمت گذار فضہ دروازہ کے پیچھے آئی اور مجھے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں جناب سیدۃ فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا، بی بی دو عالم تشریف فرما تھیں اور عبا (برقعہ) میں اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا:

اے سلمانؓ! بیٹھ جاؤ اور جو کچھ میں کہوں، اس میں خوب غور و فکر کرو، آگاہ ہو جاؤ! گذشتہ شب میں اسی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی اور رسول خداؐ کی رحلت کی خاطر فکر میں ڈوبی ہوئی تھی، غم و اندوہ کی وجہ سے سینہ پھٹا جا رہا تھا، میں نے اپنے ہاتھوں سے دروازہ بند کیا تھا، اچانک میرے گھر کا دروازہ کھل گیا، جبکہ اسے کھولنے والا کوئی بھی نہ تھا، میں نے چار محترم خواتین دیکھیں جو میرے پاس آئیں، وہ اس قدر حسین و جمیل تھیں کہ آج تک کسی نے ویسی نہ دیکھی تھیں، ان کا چہرہ ہشاش بشاش تھا، جب وہ میرے کمرے میں داخل ہوئیں تو

میں کھڑی ہوگئی اور اظہار کیا کہ میں آپ لوگوں کو نہیں جانتی ہوں، پھر پوچھا کیا آپ اہل مدینہ ہو یا اہل مکہ؟

انہوں نے کہا: ہم نہ مدینہ کی رہنے والی ہیں نہ مکہ میں، بلکہ ہماری قیام گاہ نہیں ہے ہم حور العین ہیں، اے رسول خداؐ کی بیٹی! خداوند عالم نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ ہم آپ کو آپ کے پدر بزرگوار رسول خداؐ کی الم ناک وفات پر تعزیت عرض کریں۔

بی بی دو عالم حضرت فاطمہ زہراؑ فرماتی ہیں:

میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: ذرہ

میں نے کہا: اے میری پیاری دوست! تمہارا نام (ذرہ) کیوں رکھا گیا ہے؟

اس نے کہا: میرا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ کے پدر بزرگوار رسول خداؐ کے صحابی ابوذرؓ کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

پھر دوسری سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟

اس نے کہا: میرا نام سلمہ ہے۔

میں نے کہا: تمہیں سلمہ کیوں کہا جاتا ہے؟

اس نے کہا: چونکہ میں رسول خداؐ کے باوفا صحابی سلمانؓ کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

اس کے بعد تیسری سے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟

اس نے کہا: میرا نام مقدودہ ہے۔

میں نے کہا: اے میری دوست تمہارا نام کیوں مقدودہ رکھا گیا ہے؟

اس نے کہا: میں رسول اللہؐ کے صحابی مقداد بن اسود بن کندیؓ کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

اس کے بعد چوتھی خاتون کی طرف متوجہ ہوئی اور اس سے کہا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: میرا نام عمارہ ہے۔

میں نے کہا: تمہارا نام عمارہ کیوں رکھا گیا ہے؟

اس نے کہا: میں بھی رسول خداؐ کے باوفا صحابی عمار بن یاسرؓ کے لیے خلق کی گئی ہوں۔

سلیمانؓ کہتے ہیں: اس کے بعد جناب فاطمہ ایک سفید رنگ کی پلیٹ لائیں اس میں جو خشک کھجوریں رکھی ہوئی تھیں اور (ایک قسم کی روٹی جو خالص آٹے، چینی اور پستہ بادام سے تیار کی جاتی ہے اور برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھیں، ان میں سے دس عدد اٹھا کر مجھے عنائیت فرمائیں

پھر مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"رات کے وقت ان کھجوروں سے روزہ افطار کریں اور ان کی گٹھلیاں کل میرے پاس لے آئیں"

سلمان فارسی کہتے ہیں: میں نے بی بی دو عالم سے اجازت لی اور وہاں سے نکل کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا، راستے میں جو کوئی بھی ملا اس نے کہا: اے سلمان! تمہارے پاس کون سی چیز ہے جس سے مشک کی خوشبو آ رہی ہے؟

سلمان کہتے ہیں: میں نے اس راز میں رکھا کہ میرے پاس کوئی چیز ہے، یہاں تک گھر پہنچ گیا، میں نے ان کھجوروں سے روزہ کھولا، کسی میں بھی گٹھلی نہ تھی۔

اگلے دن مخدومہ کونین کی خدمت میں حاضر ہوا، دروازے پر دستک دی، مجھے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی، میں کمرے میں داخل ہوا، میں نے عرض کیا: اے رسول خدا کی بیٹی! آپ نے فرمایا تھا کہ ان کھجوروں کی گٹھلیاں لے آؤں، جبکہ ان میں سے کسی سے کوئی بھی گٹھلی نہیں نکلی ہے۔

رسول خدا کی وفات کے بعد آپ کبھی نہیں مسکرائی تھیں، جب یہ بات سنی تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا:

"اے سلمان! یہ کھجوریں اس درخت سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بہشت میں میرے لیے لگا رکھا ہے، یہ درخت اس دعا سے بویا گیا ہے جو میرے پدر بزرگوار رسول خدا نے مجھے تعلیم دی تھی کہ میں صبح و شام اسے پڑھوں"

میں نے عرض کیا: اے بی بی دو عالم! وہ دعا مجھے بھی تعلیم دیں۔

آپ نے فرمایا:

ان سرك ان تلقى الله تعالىٰ وهو عنك راض غير غضبان ولا تضرك وسوسة الشيطان مادمت حيا فواظب عليه۔

"اگر پسند کرتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرو کہ وہ راضی ہو، غضبناک نہ ہو اور کسی قسم کا وسوسہ شیطانی تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے تو یہ دعا ہمیشہ پڑھتے رہو"

ایک اور روایت میں آیا ہے:

ان سرك ان لا تمسك الحمى ما عشت في دار الدنيا فواظب عليه۔

"اگر چاہتے ہو کہ جب تک دنیا میں زندہ ہو تمہیں بخار نہ ہو تو اس دعا کی ہمیشہ تلاوت کرو"

سلمان کہتے ہیں: وہ دعا مجھے تعلیم فرمائیں، بی بی دو عالم نے یوں دعا تلاوت فرمائی:

بسم الله الرحمن الرحيم، بسم الله النور بسم الله نور النور، بسم الله نور على نور، بسم الله الذى هو مدبر الامور، بسم الله الذى خلق النور من النور، الحمد لله الذى خلق النور من النور، وانزل النور على الطور فى كتاب مسطور، فى رق

منشور، والبیت المعمور، والسقف المرفوع، والبحر المسجور، بقدر مقدور، علی نبی محبور، بسم (الله) الذی ھو بالعز مذ کور بالفخر مشور وعلی السراء والضراء مشکور۔

"خدا کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے، خدا کے نام سے جو نور ہے، اس خدا کے نام سے جس نے نور کو روشنی عطا فرمائی ہے، اس خدا کے نام سے جو نور پر نور ہے، اس خدا کے نام سے جس نے نور سے نور پیدا کیا، تمام حمد وثنا اس خدا کے لیے ہے جس نے نور کو نور سے خلق فرمایا، نور کو کوہ طور پر نازل کیا، جو کتاب میں تحریر شدہ ہے، کاغذ پر پھیلا گیا، اور بیت معمور سقف مرفوع درائے متلاطم اور نبی مکرم پر ایک اندازے کے مطابق نازل کیا، اس خداوند متعال کے نام سے جس کا ذکر عزت و تعظیم سے کیا جاتا ہے، جو اچھائی اور خیر کی وجہ سے مشہور ہے، اور خوشی وغمی کی حالت میں اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے"

سلمان کہتے ہیں: میں نے یہ دعا حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے یاد کی اور شہر مدینہ میں رہنے والے ایک ہزار (۱۰۰۰) ایسے افراد کو تعلیم دی، جنہیں بخار آتا تھا، وہ تمام کے تمام لوگ جب یہ دعا پڑھتے تو اذن پروردگار سے شفایاب ہو جاتے۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۹۷ جلد ۳)

چادر زہراءؑ یہودی کے گھر میں

مذکورہ کتاب میں مرقوم ہے کہ روایت ہوئی ہے:

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک یہودی سے کوئی چیز بطور قرض لی، یہودی نے اس چیز کے عوض اپنے پاس کوئی چیز بطور رہن رکھنے کی درخواست کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے جناب سیدہ زہراء علیہا السلام کی ایک چادر بطور گروی رکھ دی جو پشم سے بنی ہوئی تھی۔

یہودی وہ چادر اپنے گھر لے گیا اور کمرے کے درمیان رکھ دی، جب رات ہوئی اور ہر طرف تاریکی چھا گئی تھی یہودی کی بیوی کسی کام سے اس کمرے میں داخل ہوئی، کیا دیکھتی ہے کہ وہ کمرہ نور کی لپیٹ میں ہے، وہ فوراً اپنے شوہر کے پاس آئی اور اس واقعہ سے آگاہ کیا۔

وہ یہودی شخص چونکہ بھول چکا تھا کہ اس کے گھر میں جناب سیدہ کی چادر ہے، وہ پریشان ہو گیا، وہ جلدی سے اٹھا اور کمرے میں داخل ہو گیا، اچانک کیا دیکھتا ہے کہ اس چادر سے پھوٹنے والے نور نے پورے کمرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، گویا کہ اس سے نکلنے والی شعاعیں چودھویں کے چاند سے روشن تر تھیں۔

یہودی چونکہ اس واقعہ سے حیران تھا اس نے اس جگہ کی بڑی باریکی سے جانچ پڑتال کی، جہاں پر چادر رکھی ہوئی تھی، وہ سمجھ گیا کہ یہ نور حضرت زہراء علیہا السلام کی چادر سے چمک رہا، وہ کمرے سے باہر آیا اور جلدی سے اپنے رشتہ داروں کی طرف چل دیا، جبکہ اس کی بیوی اپنے رشتہ داروں کو بتانے چلی گئی، سب کو اس کمرے میں اکٹھا کیا اس رات (۸۰) یہودی اس گھر میں اکٹھے ہوئے اور یہ منظر دیکھا، یہ منظر دیکھنے کے بعد وہ تمام کے تمام مسلمان ہو گئے۔ (الثاقب فی المناقب، صفحہ ۳۰۱، جلد ۲، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۳۸، بحار جلد ۴۳، صفحہ ۳۰)

فاطمہؑ کے حق میں رسولِ خداؐ کی دعا

کتاب ''خرائج'' میں روایت نقل ہوئی ہے کہ عمران بن حصین کہتے ہیں:

میں پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں موجود تھا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ تشریف لائیں جبکہ اس وقت آپ کم سن تھیں۔ شدت بھوک سے ان کے چہرے کا رنگ اترا ہوا تھا، رسول خداؐ نے ان سے فرمایا: میرے پاس آؤ۔

حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے والد گرامی کے پاس تشریف لے گئیں، آپ نے اپنا دست مبارک بلند کیا اور سینے پر رکھتے ہوئے فرمایا:

اللھم اشبع الجاعة ورافع الوضعية، لا تجع فاطمة بنت محمدﷺ

''اے میرے معبود! جو بھوکوں کا پیٹ بھرتے ہو اور متواضع لوگوں کو بلند مرتبہ عطا کرتے ہو! محمدؐ کی بیٹی فاطمہ کو بھوکا نہ رکھ''

عمران کہتے ہیں: جونہی پیغمبر خدا نے یہ دعا ختم کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کے چہرے پر خون کی گردش شروع ہو گئی جو چہرے کی زردی پر غالب آ گئی اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام فرماتی ہیں:

''اس دعا کے بعد میں کبھی بھی بھوکی نہیں رہی ہوں'' (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۵۲، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۲۷)

روز قیامت فاطمہؑ کیسے محشور ہوں گی؟

کتاب ''صحیفۃ الرضا'' میں مذکور ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

تحشر ابنتی فاطمة یوم القیامة ومعها ثیاب مصبوغة بدم الحسین فتعلق بقائمة من قوائم العرش فتقول: یارب احکم بینی وبین قاتل ولدی۔

''روز قیامت میری بیٹی فاطمہؑ اس حالت میں محشور ہو گی کہ اس کے بیٹے امام حسینؑ کا خون آلود لباس اس

کے ہمراہ ہوگا، اس وقت عرش کے ایک پائے کو پکڑ کر کہے گی:"

"پروردگار! میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان حکم انصاف کر"

رسول خدا نے فرمایا:

فیحکم الابنتی ورب الکعبة

"رب کعبہ کی قسم! خدا تعالیٰ میری بیٹی کے حق کا فیصلہ کرے گا"

(صحیفۃ الرضا صفحہ ۸۹ عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۵، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۲)

پنجتنؑ کی خلقت کیسی ہوئی؟

ایک امامی دانشور کی قدیمی کتاب میں مذکور ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں:

اشراف عرب میں سے ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، اس نے کہا: اے رسول خداؐ! آپ کس وجہ سے ہم سے افضل و برتر ہیں، درحالانکہ ہم اور آپ ایک ہی پانی سے پیدا ہوئے ہیں؟

پیغمبر خدا نے فرمایا:

"اے عرب برادر! جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ایک گفتگو کی، جس سے ایک نور پیدا ہوا، پھر ایک اور بات کی، جو روح بن گئی، پس مجھے، علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اس نور سے خلق فرمایا۔ پھر میرے نور سے عرش الٰہی پیدا کیا، پس میں عرش سے افضل و برتر ہوں، علی کے نور سے آسمانوں کو پیدا کیا، پس علیؑ آسمانوں سے افضل و برتر ہیں، نور حسنؑ سے چاند کو خلق کیا، پس حسن چاند سے افضل ہیں اور نور حسین سے سورج کو وجود بخشا، پس حسینؑ سورج سے افضل و برتر ہیں"

پھر اللہ تعالیٰ نے زمین پر ایسی تاریکی مسلط کر دی جسے فرشتے برداشت نہ کر سکے، پس انہوں نے اس بات کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکوہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے کہا: نور فاطمہ کی تھوڑی سے مقدار لے کر اس کی شمع بناؤ اور اسے گوشوارہ عرش میں لٹکادو۔

حضرت جبرئیل نے حکم پروردگار کو انجام دیا، اس وقت ساتوں آسمان اور زمین روشن ہو گئے اور فرشتوں نے تسبیح و تقدیس الٰہی کو بجالایا۔ پس خداوند متعال نے فرمایا:

وعزتی و جلالی وجودی، ومجدی و ارتفاع مکانی لاجعلن ثواب تسبیحکم و تقدیسکم لفاطمة وبعلها و محبیها الی یوم القیامة، فمن اجل ذلك سمیت

الزہرا علیہا السلام۔

''مجھے میری عزت، جلالت، سخاوت، بزرگواری اور رفعت ومنزلت کی قسم! میں روز قیامت تک آپ کی تمام تسبیح وتقدیس کا ثواب فاطمہ، ان کے شوہر، ان کے بیٹوں اور ان کے چاہنے والوں کو دوں گا، پس اسی وجہ سے ان کا نام نامی زہراء رکھا گیا ہے۔''

(ایسی روایت مصباح الانوار (مخطوطہ) صفحہ ۶۹ پر بھی مذکور ہے، تاویل الایات جلد ا صفحہ ۱۴۷)

فاطمہؑ سے درخت طوبیٰ کی خوشبو

تفسیر قمی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

پیغمبر خدا حضرت فاطمہؑ کو بہت زیادہ بوسے دیتے، یہ بات حضرت عائشہ کو بہت ناگوار گذری، اس نے آنحضرتؐ پر اعتراض کیا۔ رسول خدا نے فرمایا:

''اے عائشہ! جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا، اس رات میں بہشت میں داخل ہوا، جبرئیل مجھے درخت طوبیٰ کے نزدیک لے گیا اور اس کا پھل مجھے دیا، وہ پھل میں نے کھایا اللہ تعالیٰ نے میری صلب میں اس پھل کو نطفہ میں تبدیل کیا، جب میں زمین پر آیا تو اپنی بیوی خدیجہ سے ہم بستری کی، وہ فاطمہ سے حاملہ ہوئی۔ اس وجہ سے میں جس وقت فاطمہ کا بوسہ لیتا ہوں اس سے درخت طوبیٰ کی خوشبو سنگھتا ہوں۔''

(بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۱۲۰، جلد ۱۸ صفحہ ۳۴۶ تفسیر قمی جلد ا صفحہ ۳۶۵)

حضرت فاطمہؑ سے محبت کا فائدہ

ابن شاذان کا بیان ہے کہ سلمان فارسی کہتے ہیں: رسول خدا نے فرمایا:

''اے سلیمان! جو کوئی بھی میری بیٹی فاطمہ سے محبت کرے گا، وہ میرے ساتھ بہشت میں ہوگا اور جو کوئی بھی اس کے ساتھ دشمنی کرے گا، وہ جہنم میں ہوگا اے سلمان! فاطمہ سے محبت (۱۰۰) مقامات پر نفع بخش ہوگی، ان میں سے آسان تر مقامات موت، قبر، میزان، محشر، صراط اور حساب و کتاب کا مقام ہے جس سے میری بیٹی فاطمہؑ راضی ہوگی، میں بھی اس سے راضی ہوگا اور، جس سے میں راضی ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا، جس پر فاطمہ غضبناک ہوگی میں بھی اس پر غضب ناک ہوں گا اور

جس پر میں غضب ناک ہوا، اس پر خدا بھی غضبناک ہوگا"

"اے سلمان! ہلاکت و بردباری ہو اس شخص کے لیے جو اس، اس کے بیٹیوں اور شیعوں پر ظلم وستم کرے" (مائۃ منقبت صفحہ ۱۲۶، منقبت ۶۱)

حضرت زہراؑ کے اردگرد ۷۰۰۰۰ حوریں

تیسری صدی کے علم حدیث میں ایک معروف دانشور "فرات بن ابراہیم" اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے ہیں: رسول خداؐ نے فرمایا:

اذا کان یوم القیامة نادی مناد من بطنان العرش: یا معشر الخلائق غضو ابصارکم حتی تمر بنت حبیب الله الے قصرھا۔

"جب روز قیامت ہوگا تو عرش سے منادی ندئی دے گا: اے مخلوق خدا اپنی آنکھیں بند کرلو تاکہ حبیب خدا کی بیٹی اپنے محل کی طرف چلی جائے"

حضرت زہراء علیہا السلام اپنے قصر کی طرف روانہ ہوگی، بی بی نے دو سبز رنگ کی چادریں اوڑھی ہوں گی اور ان کے اردگرد ستر ہزار حوریں ہوں گی، جب حضرت زہراء اپنے محل کے دروازے پر پہنچ گیں تو دیکھیں گی کہ امام حسن علیہ السلام کھڑے ہیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام محو خواب ہیں جبکہ ان کے تن پر سر نہیں ہے۔

بی بی دو عالم حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمائیں گی یہ کون ہے؟ امام حسنؑ جواب دیں گے یہ میرے بھائی حسینؑ ہیں کہ جنہیں آپ کے باپ کی امت نے قتل کیا اور سر تن سے جدا کردیا۔

اس وقت خدا کی طرف سے خطاب ہوگا: اے دختر حبیب خداؐ! بے شک یہ ظلم و ستم تیرے باپ کی امت نے کیا ہے، اس لیے تمہیں دکھا رہا ہوں کہ میں تم سے ایسا اظہار افسوس کروں اور تمہیں ایسی تعزیت کہوں، جو میں نے اپنے ہاں ذخیرہ کر رکھی ہے۔ البتہ میں نے آپ سے تعزیت کرنے کو یوں قرار دیا ہے کہ آج میں اس وقت تک کسی سے حساب کتاب نہیں لوں گا، جب تک آپ کی اولاد آپ کے شیعہ اور وہ لوگ جو آپ کے شیعہ تو نہیں ہیں لیکن آپ کی خدمت اور آپ سے نیکی کرتے رہے، بہشت میں داخل نہ ہوجائیں۔

اس وقت میری بیٹی اپنی اولاد، اپنے شیعوں اور ان لوگوں کو جو شیعہ نہیں تھے لیکن اس کے ساتھ اچھائی کرتے رہے، سب کو اپنے ہمراہ لے کر بہشت میں داخل ہوگی، قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا یَحۡزُنُهُمُ الۡفَزَعُ الۡاَکۡبَرُ (انبیاء آیہ:۱۰۳)

''انہیں قیامت کا بڑے سے بڑا ہولناک منظر بھی رنجیدہ نہ کر سکے گا''

وَهُمۡ فِیۡ مَا اشۡتَهَتۡ اَنۡفُسُهُمۡ خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾ (انبیاء آیہ ۱۰۲)

''اور اپنی حسب خواہش نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ آرام سے رہیں گے''

هي والله! فاطمة وذريتها وشيعتها ومن اولاهم معروفاً وليس من شيعتها۔

''خدا کی قسم! ان افراد سے مراد فاطمہ زہراء ان کی اولاد، ان کے شیعہ اور وہ لوگ ہیں جو شیعہ تو نہیں ہیں لیکن ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں''

(تفسیر فرات صفحہ ۲۶۹، بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۳۳۶، جلد ۶۸ صفحہ ۵۹)

جناب سیدہ کی شان میں امام باقرؑ کی حدیث

مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ سہل بن احمد دینوری کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! آپ پر قربان جاؤں، اپنی جدۂ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی فضیلت میں ایسی حدیث ارشاد فرمائیں کہ میں جب بھی اسے شیعوں کے سامنے نقل کروں تو وہ خوش حال و مسرور ہوں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے اپنے جد امجد اور انہوں نے رسول خدا سے حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب روز قیامت ہوگا تو رسولوں اور پیغمبروں کے لیے نور کے منبر لگائے جائیں گے اس دن میرا منبر سب سے اونچا ہوگا، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمدؐ! خطبہ پڑھیں۔ میں ایسا خطبہ پڑھوں گا کہ تمام رسولوں اور پیغمبروں نے ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا ہوگا۔ اس کے بعد تمام انبیاء کے جانشینوں کے لیے نور کے منبر لگائے جائیں گے تمام اوصیاء کے منبروں کے درمیان میرے وصی علی بن ابی طالبؑ کا منبر ہوگا جو تمام اوصیاء کے منبروں سے بلند ہوگا، اس وقت حکم پروردگار ہوگا: یا علیؑ! خطبہ پڑھیں۔

حضرت علی علیہ السلام ایسا خطبہ ارشاد فرمائیں گے کہ اوصیاء میں سے کسی نے بھی ویسا خطبہ نہیں سنا ہوگا۔ اس کے بعد پیغمبروں کی اولاد کے لیے نور کے منبر لگائے جائیں گے میرے دو بیٹوں، دونواسوں اور میری زندگی کی تمناؤں کے دو پھولوں کے لیے نور کا منبر نصب کیا جائے گا، پھر ان سے کہا جائے گا کہ خطبہ پڑھیں، وہ ایسا خطبہ ارشاد فرمائیں گے کہ پیغمبروں کی اولاد میں سے کسی نے ویسا خطبہ نہیں سنا ہوگا۔

پھر منادی یعنی حضرت جبرئیل فریاد بلند کرے گا حضرت محمدؐ کی لخت جگر کہاں ہے؟ خدیجہ بنت خویلد کہاں ہے؟ مریم بن

''اور اگر یہ پلٹا بھی دیئے جائیں تو وہی کریں گے جس سے روکے گئے ہیں اور سب جھوٹے ہیں''

(تفسیر فرات صفحہ ۲۹۸، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۵۱، جلد ۴۳، صفحہ ۶۴)

جناب سیدہؑ کی خلقت

مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی اور جد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

''اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ فاطمہ کو کیسے خلق کیا گیا ہے؟؟

انہوں نے کہا: خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں:

آپ نے فرمایا: فاطمہ زہراؑ ایسی حور ہے جسے انسانوں کی شکل وصورت میں خلق کیا گیا ہے، نہ کہ وہ ان کی جنس سے ہے۔

جب رسول خدا معراج پر گئے تو جبرئیل جنت سے ایک سیب لایا۔ اور رسول خدا کی خدمت میں پیش کیا اور کہا۔

رسول خدا نے فرمایا: میں ابھی اس بات کی آپ لوگوں کے سامنے وضاحت کرتا ہوں کہ میرے پروردگار نے میرے لیے جبرئیل کے ذریعے بہشت سے ایک سیب بھیجا، جسے اس نے اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا، پس جبرئیل کو پسینہ آیا اور سیب کو بھی پسینہ اترا، دونوں کا پسینہ۔ آپس میں مخلوط ہو کر ایک ہو گیا، پھر جبرئیل نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ!

میں نے کہا: وعلیکم السلام یا جبرئیل!

اس نے کہا خداوند متعال نے یہ سیب آپ کے لیے بہشت سے بطور ہدیہ بھیجا ہے۔

میں نے اسے لیا چوما، آنکھوں پر رکھا اور سینے کے ساتھ لگایا۔

پھر اس نے کہا: یا محمد! تم اسے کھالو۔

میں نے کہا: کیا ہدیہ پروردگار کو کھالوں؟

اس نے کہا: ہاں اسے کھانے کا حکم ہوا ہے۔

جب میں نے اسے کھولا تو اس میں سے ایک نور چمکا۔

جبرئیل نے کہا: اسے کھائیں، یہ منصورۃ فاطمہ کا نور ہے۔

میں نے کہا: اے جبرئیل! منصور کون ہے؟

اس نے کہا:

جاریۃ تخرج من صلبك، اسمها في السمآء المنصورۃ وفي الارض فاطمۃ۔

''یہ وہ لڑکی ہے جو آپ کے صلب سے وجود میں آئے گی کہ آسمان پر اس کا نام منصورہ اور

لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء آیہ:۱۰۳)

''انہیں قیامت کا بڑے سے بڑا ہولناک منظر بھی رنجیدہ نہ کر سکے گا''

وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ (انبیاء آیہ ۱۰۲)

''اور اپنی حسب خواہش نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ آرام سے رہیں گے''

هي والله! فاطمة وذريتها وشيعتها ومن اولاهم معروفاً وليس من شيعتها۔

''خدا کی قسم! ان افراد سے مراد فاطمہ زہراء ان کی اولاد، ان کے شیعہ اور وہ لوگ ہیں جو شیعہ تو نہیں ہیں لیکن ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں''

(تفسیر فرات صفحہ ۲۶۹، بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۳۳۶، جلد ۶۸ صفحہ ۵۹)

جناب سیدہ کی شان میں امام باقرؑ کی حدیث

مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ سہل بن احمد دینوری کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! آپ پر قربان جاؤں، اپنی جدۂ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی فضیلت میں ایسی حدیث ارشاد فرمائیں کہ میں جب بھی اسے شیعوں کے سامنے نقل کروں تو وہ خوش حال و مسرور ہوں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے اپنے جد امجد اور انہوں نے رسول خدا سے حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب روز قیامت ہوگا تو رسولوں اور پیغمبروں کے لیے نور کے منبر لگائے جائیں گے اس دن میرا منبر سب سے اونچا ہوگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمدؐ! خطبہ پڑھیں۔ میں ایسا خطبہ پڑھوں گا کہ تمام رسولوں اور پیغمبروں نے ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا ہوگا۔ اس کے بعد تمام انبیاء کے جانشینوں کے لیے نور کے منبر لگائے جائیں گے تمام اوصیاء کے منبروں کے درمیان میرے وصی علی بن ابی طالبؑ کا منبر ہوگا جو تمام اوصیاء کے منبروں سے بلند ہوگا، اس وقت حکم پروردگار ہوگا: یا علیؑ! خطبہ پڑھیں۔

حضرت علی علیہ السلام ایسا خطبہ ارشاد فرمائیں گے کہ اوصیاء میں سے کسی نے بھی ویسا خطبہ نہیں سنا ہوگا۔ اس کے بعد پیغمبروں کی اولاد کے لیے نور کے منبر لگائے جائیں گے میرے دو بیٹوں، دونواسوں اور میری زندگی کی تمناؤں کے دو پھولوں کے لیے نور کا منبر نصب کیا جائے گا، پھر ان سے کہا جائے گا کہ خطبہ پڑھیں، وہ ایسا خطبہ ارشاد فرمائیں گے کہ پیغمبروں کی اولاد میں سے کسی نے ویسا خطبہ نہیں سنا ہوگا۔

پھر منادی یعنی حضرت جبرئیل فریاد بلند کرے گا حضرت محمدؐ کی لخت جگر کہاں ہے؟ خدیجہ بنت خویلد کہاں ہے؟ مریم بن

عمران کہاں ہے؟ آسیہ بنت مزاحم کہاں ہے؟ یحییٰ بن ذکریا کی والدہ گرامی ام کلثوم کہاں ہیں؟

تمام کے تمام کھڑے ہو جائیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے اہل محشر! آج کرامت اور عزت و بزرگی کس کے لیے ہے؟

حضرت محمدؐ، حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور حضرت زہراءؑ سب کے سب عرض کریں گے، تمام کی تمام عزت و بزرگی خداوند وحدہ لاشریک کے لیے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا:

''اے اہل محشر! بے شک میں نے عزت و عظمت محمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہ کو عطا کر دی ہے، اے اہل محشر! اپنے سر جھکا لو اور آنکھیں بند کر لو تا کہ فاطمہ بہشت کی طرف جانا چاہتی ہے''

اسی وقت حضرت جبرئیل بہشتی اونٹوں میں سے ایک اونٹ لے کر آئے گا، جس کی دونوں طرفیں بہشت کے ریشمی کپڑے سے آراستہ ہوں گی اس کی مہار مروارید کی ہوگی اور اس کا ساز و سامان مرجان کا ہوگا اسے ملکہ کونین کے سامنے دوزانو بٹھایا جائے گا، آپ اس پر سوار ہوں گی، پھر اللہ تعالیٰ ایک لاکھ فرشتے اور نازل کرے گا تا کہ وہ فاطمہ زہراءؑ علیہا السلام کو اپنے پروں پر سوار کر کے بہشت کی طرف لے جائیں۔ جب وہ بہشت کے دروازے پر پہنچ جائیں گے تو فاطمہؑ اپنے پیچھے مڑ کر دیکھیں گی۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے حبیب کی بیٹی! پیچھے مڑ کر کیوں دیکھ رہی ہو، حالانکہ میں نے حکم دیا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ؟ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام عرض کریں گی۔

یارب! احببت ان یعرف قدری فی مثل هذا الیوم

''اے میرے پروردگار! میں پسند کرتی ہوں کہ ایسے دن میں میری قدر و منزلت پہچانی جائے''

خداوند متعال فرمائے گا:

''اے میرے حبیب کی بیٹی! پلٹیں اور دیکھیں کہ جو کوئی بھی آپؑ یا آپؑ کی اولاد میں سے کسی ایک کی محبت دل میں رکھتا ہے، اسے ہاتھ سے پکڑ کر بہشت میں داخل کریں''

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا کی قسم! اے جابر! اس روز حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے محبین کو اس طرح سے نکالیں گی جس طرح سے پرندہ اچھے دانوں کو خراب دانوں سے جدا کرتا ہے۔ (یعنی اپنے شیعوں کو اہل محشر میں جدا کرے گی اور انہیں نجات دے گی)''

جب بی بی دو عالم اپنے شیعوں کے ہمراہ بہشت کے دروازے پر پہنچیں گی تو خدا تعالیٰ فاطمہ زہرا علیہا السلام کے شیعوں

کے دل میں ڈالے گا کہ وہ پیچھے مڑ کر دیکھیں، جب وہ پیچھے مڑ کر دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے دوستو! کیوں پیچھے مڑ کر دیکھ رہے ہو حالانکہ میں نے اپنے حبیب کی بیٹی فاطمہ زہراءؑ کی شفاعت آپ کے حق میں قبول کر لی ہے۔

وہ کہیں گے: پروردگارا! ہم پسند کرتے ہیں کہ ایسے روز میں ہماری قدر و منزلت کی پہچان کروائی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

یا احبائی! ارجعوا وانظروا من احبکم لحب فاطمة، انظروا من اطعمکم لحب فاطمة، انظروا من سقاکم شربة فی حب فاطمة، انظروا من رد عنکم غیبة فی حب فاطمة انظروا من کساکم لحب فاطمة خذوا بیده وادخلوا الجنة۔

''اے میرے دوستو! پلٹ جاؤ اور دیکھو کہ جو کوئی بھی فاطمہ زہراءؑ کی وجہ سے تم سے محبت کرتا ہے، جس کسی نے بھی محب فاطمہ ہونے کی وجہ سے کھانا دیا، جس کسی نے بھی محب فاطمہ کے راستے میں تمہیں شربت پلایا، جس کسی نے محبت فاطمہؑ رکھنے کی وجہ سے غیبت کرنے سے روکا اور تمہاری عدم موجودگی میں تمہارا دفاع کیا اور جس کسی نے بھی محبت فاطمہؑ کی وجہ سے آپ کو لباس دیا، انہیں ہاتھ سے پکڑ کر بہشت میں لے جائیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کی قسم! ان لوگوں میں مشرک، کافر اور منافق کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔

جب کفار جہنم کے طبقات میں ٹھکانہ پالیں گے تو فریاد بلند کریں گے، چنانچہ خداوند متعال کا فرمان ہے:

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝ (شعراء آیہ ۱۰۰ و ۱۰۱)

''اب ہمارے لیے کوئی شفاعت کرنے والا بھی نہیں ہے اور نہ کوئی دل پسند دوست ہے''

پس وہ کہیں گے:

فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (شعراء آیہ ۱۰۲)

''پس اے کاش ہمیں واپسی نصیب ہو جاتی تو ہم سب بھی صاحب ایمان ہو جاتے''۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

هیهات، هیهات!

انہیں ان کی خواہش سے روکا جائے گا۔

وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ (انعام آیہ ۲۸)

''اور اگر یہ پلٹا بھی دیئے جائیں تو وہی کریں گے جس سے روکے گئے ہیں اور سب جھوٹے ہیں''

(تفسیر فرات صفحہ ۲۹۸، بحارالانوار جلد ۸ صفحہ ۵۱، جلد ۴۳، صفحہ ۶۴)

جناب سیدہؑ کی خلقت

مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی اور جد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

''اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ فاطمہ کو کیسے خلق کیا گیا ہے؟؟

انہوں نے کہا: خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں:

آپ نے فرمایا: فاطمہ زہراؑ ایسی حور ہے جسے انسانوں کی شکل وصورت میں خلق کیا گیا ہے، نہ کہ وہ ان کی جنس سے ہے۔

جب رسول خدا معراج پر گئے تو جبرئیل جنت سے ایک سیب لایا۔ اور رسول خدا کی خدمت میں پیش کیا اور کہا۔

رسول خداؐ نے فرمایا: میں ابھی اس بات کی آپ لوگوں کے سامنے وضاحت کرتا ہوں کہ میرے پروردگار نے میرے لیے جبرئیل کے ذریعے بہشت سے ایک سیب بھیجا، جسے اس نے اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا، پس جبرئیل کو پسینہ آیا اور سیب کو بھی پسینہ اترا، دونوں کا پسینہ۔ آپس میں مخلوط ہو کر ایک ہو گیا، پھر جبرئیل نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ!

میں نے کہا: وعلیکم السلام یا جبرئیل!

اس نے کہا خداوند متعال نے یہ سیب آپ کے لیے بہشت سے بطور ہدیہ بھیجا ہے۔

میں نے اسے لیا چوما، آنکھوں پر رکھا اور سینے کے ساتھ لگایا۔

پھر اس نے کہا: یا محمدؐ! تم اسے کھالو۔

میں نے کہا: کیا ہدیہ پروردگار کو کھالوں؟

اس نے کہا: ہاں اسے کھانے کا حکم ہوا ہے۔

جب میں نے اسے کھولا تو اس میں سے ایک نور چمکا۔

جبرئیل نے کہا: اسے کھائیں، یہ منصورۃ فاطمہ کا نور ہے۔

میں نے کہا: اے جبرئیل! منصور کون ہے؟

اس نے کہا:

جارية تخرج من صلبك، اسمها في السماء المنصورة وفي الارض فاطمة.

''یہ وہ لڑکی ہے جو آپ کے صلب سے وجود میں آئے گی کہ آسمان پر اس کا نام منصورہ اور

زمین پر فاطمہ ہے''

میں نے کہا اے جبرئیل! اس کا نام آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہ کیوں ہے؟

اس نے کہا:

سمیت فاطمة فی الارض لانه فطمت شیعتها من النار وفطمت اعداؤها عن حبها۔

''زمین پر اس لیے فاطمہ نام دیا گیا ہے کیونکہ اس کے شیعہ آتش جہنم سے نجات پائیں گے اور اس کے دشمن اس کی مہر ومحبت سے بے بہرہ ہوں گے''

اور اللہ کے اس فرمان۔

وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ (روم آیہ ۴،۵)

اور اس دن صاحبان ایمان خوشی منائیں گے وہ اللہ کی نصرت وامداد کے سہارے کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ تعالی زہرا علیہا السلام کے وسیلہ سے ان کی نصرت ومدد کرے گا''

(تفسیر فرات صفحہ ۳۲۱، جلد ۶)

چوتھا باب

حضرت امام حسن علیہ السلام

حسنین شریفین کی ولادت پر سات رکعتوں کا اضافہ

(۹۱۳۔۱) کتاب شریف ''کافی'' میں آیا ہے کہ عبداللہ بن سلمان عامری کہتے ہیں کہ پانچویں پیشوا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لما عرج برسول اللہ ﷺ نزل بالصلوٰۃ عشر رکعات، رکعتین رکعتین، فلما ولد الحسن والحسین زاد رسول اللہ ﷺ سبع رکعات شکر اللہ، فاجاز اللہ لہ ذلک۔

''جب رسول خداؐ کو معراج پر لے جایا گیا تو واجب نماز دو دو رکعت تھیں، جب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پیدا ہوئے تو بطور شکر خدا نے سات رکعتوں کا اضافہ فرمایا، خداوند تعالیٰ نے بھی انھیں اجازت دے دی اور آنحضرتؐ کے اس عمل پر امضاء فرما دیئے''

(الکافی جلد ۳ صفحہ ۴۸۷، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۵۸، وسائل الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۳۵)

حسنین شریفین کے وجود سے عرش کو سجایا

(۹۱۴۔۲) شیخ جلیل القدر جناب شیخ صدوقؒ لکھتے ہیں کہ ابن عمر کہتا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

''جب قیامت کا دن ہوگا تو رب العالمین کے عرش کو ہر طرح کی زینت سے مزین کیا جائے گا، پھر نور کے دو منبر لائے جائیں گے جن کی لمبائی ایک سو میل ہوگی، ایک کو عرش کے دائیں اور دوسرے کو بائیں طرف رکھیں گے، اس کے بعد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام تشریف لائیں گے، ایک پر حضرت امام حسنؑ اور دوسرے پر حضرت امام حسینؑ تشریف فرما ہوں گے، خداوند متعال ان دو بزرگ ہستیوں سے اپنے عرش کو اس طرح سے مزین کرے گا جس طرح سے عورت اپنے گوشواروں سے اپنے آپ کو آراستہ کرتی ہے''

(امالی صدوق صفحہ ۱۸۴، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۶۱، ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۴۱)

حسنینؑ کو سیادت وشجاعت وراثت میں ملی

(۹۱۵) کتاب ''خصال'' میں آیا ہے کہ زینب بنت ابورافع کہتی ہیں:

رسول خداؐ بیمار تھے، وہ ایسی بیماری تھی کہ جس کی وجہ سے پیغمبر خدا نے دُنیا سے رحلت فرمائی، آپ کی دختر گرامی حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے دونوں بچوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ہمراہ اپنے والد بزرگوار کی تیمارداری کے لیے آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوئیں آپ نے رسول خدا سے عرض کیا:

''بابا جان! یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں، انہیں کوئی چیز بطور میراث عطا فرمائیں''

رسول خداؐ نے جواب دیا:

اما الحسن فان له هيبتى و سئو دوى واما الحسين فان له شجاعتى وجودى.

''میں نے اپنی ہیبت وسیادت اپنے بیٹے حسنؑ اور اپنی شجاعت وسخاوت اپنے بیٹے حسینؑ کو عطا کی ہے''

(الخصال صفحہ ۷۷، اعلام الوریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۱۲، الارشاد جلد ۲ صفحہ ۶، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۲۶۳)

حسنین شریفین کی محبت آتش سے بچائے گی

(۹۱۶-۴) شیخ مفید کے استاد ابن قولویہ اپنی کتاب ''کامل الزیارات'' میں رقمطراز ہیں:

ابوغفاری کہتے ہیں: میں پیغمبر خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ میں نے دیکھا، آنحضرت نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کے بوسے لیتے ہوئے فرمایا:

من احب الحسن والحسين وذريتهما مخلصها لم تلفح النار وجهه. ولو كانت بعدد رمل عالج. الا ان يكون ذنبا يخرجه من الايمان.

''جو کوئی بھی حسنؑ وحسینؑ اور ان کی اولاد سے مخلصانہ محبت کرتا ہے آتش جہنم اس کا چہرہ نہیں جلائے گی، اگرچہ اس کے گناہ صحرا کی ریت کے برابر ہی کیوں نہ ہوں، سوائے اس گناہ کے جو ایمان سے خارج ہونے کا موجب ہے''

(کامل الزیارات صفحہ ۱۱۳، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۶۹)

حسنین شریفین کا جنتی طعام

(۹۱۷_۵) علامہ مجلسی کتاب ''بحارالانوار'' میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں: میں رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا اور سلام عرض کیا، اس کے بعد بی بی دو عالم حضرت فاطمہ زہراؑ علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے فرمایا:

''اے سلمانؓ! یہ حسنؑ و حسینؑ ہیں جو بھوک کی وجہ سے گریہ کر رہے ہیں ان دونوں کو ہاتھ سے پکڑ کر ان کے جد بزرگوار کی خدمت میں لے جاؤ''

میں نے دونوں کو ساتھ لیا اور رسول خداؐ کی خدمت میں لے گیا۔

رسول خداؐ نے ان دو ہستیوں سے فرمایا: اے میرے حسنین! تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: **نشتھی طعاما یا رسول اللہ!** یا رسول اللہ! ہم غذا کھانا چاہتے ہیں۔

رسول خدا پروردگار کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرتے ہیں:

اللھم اطعمھما، اے میرے معبود انہیں غذا عطا فرما۔

سلمان کہتے ہیں: میں اس دوران متوجہ ہوا اور رسول خداؐ کے دست مبارک میں ایک پھل بنام بہی دانہ دیکھا، جو ایک بڑے کاسے کی طرح تھا، وہ برف سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم تھا، آنحضرت نے اپنی مبارک انگلیوں سے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا، آدھا حضرت امام حسنؑ اور آدھا حضرت امام حسینؑ کو دیا، میں نے ان دونوں ہستیوں کے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور چاہتا تھا کہ اس بہی دانہ سے کچھ کھاؤں، لیکن پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

یاسلمان! ھذا طعام من الجنۃ لا یاکلہ احد حتی ینجو من الحساب

''اے سلمان! یہ جنتی کھانا ہے، اسے کوئی نہیں کھا سکتا، مگر وہ جو روز قیامت حساب کتاب سے فارغ ہو جائے''

(کتاب خرائج میں ہے کہ اسے ہمارے علاوہ کوئی بھی نہیں کھا سکتا البتہ تم خیر و نیکی پر ہو)

(بحارالانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۰۸، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۳۶ مقتل الحسین خوارزمی صفحہ ۹۷)

رسول خدا بہشتی پھل کھانے کے خواہش مند

(۹۱۸_۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ عروہ بارقی کہتے ہیں:

ایک سال میں حج کے لیے مشرف ہوا، مراسم حج بجالانے کے بعد میں مسجد نبوی میں داخل ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرتؐ

تشریف فرما ہیں، ان کی خدمت میں دو نوجوان حاضر ہیں، آپ کبھی ایک نوجوان کا بوسہ لیتے اور کبھی دوسرے نوجوان کو چومتے۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ ان دونوں نوجوانوں سے یوں پیار کر رہے ہیں تو لوگوں میں آپ سے گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوئی، البتہ لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ آنحضرت ان دونوں جوانوں کو کیوں اس قدر دوست رکھتے ہیں۔

جب رسول خداؐ ان دونوں نوجوانوں کے بوسے لے رہے تھے تو میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے رسول خداؐ! کیا یہ آپ کے بیٹے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

انهما ابنا ابنتي وابنا اخي وابن عمي واحب الرجال الي، ومن هو سمعي وبصري، ومن نفسه نفسي ونفسي نفسه ومن احزنه لحزنه ويحزن لحزني۔

''یہ دونوں میری بیٹی کے بیٹے، میرے بھائی اور میرے چچا زاد کے بیٹے ہیں اور میرا چچا زاد میرے نزدیک سب سے محبوب ترین ہے، وہی مری شجاعت و بصیرت ہے، ان کی جان میری جان اور میری جان ان کی جان ہے اور جو ان کے غم واندوہ سے غمگین ہوتا ہے، وہی میرے غم واندوہ سے مغموم و محزون ہوتا ہے''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ان دونوں کے ساتھ آپ کا سلوک اور دوستی کا معیار دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں۔

رسول خداؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا، میں بہشت میں داخل ہوا، بہشت کے باغات میں ایک درخت دیکھا، اس کی خوشبو سونگھ کر حیران ہو گیا''

جبرئیل نے مجھے کہا: اے محمدؐ! اس درخت کی وجہ سے حیران نہ ہوں! کیونکہ اس کے پھل کی اس سے زیادہ خوشبو ہے۔

پھر جبرئیل نے اس کا ایک پھل مجھے بطور ہدیہ دیا، میں نے وہ کھایا، اس کے کھانے سے میں بالکل غمگین نہ ہوا، پھر وہاں سے روانہ ہوا اور ایک دوسرے درخت کے پاس چلا گیا۔

جبرئیل نے مجھے کہا: اے محمدؐ! اس درخت کا پھل بھی کھائیں۔ یہ درخت اس درخت کے مشابہ ہے جس کا پھل کھا چکے ہو، بلکہ اس کا پھل اس کے پھل سے زیادہ مزیدار اور خوشبودار ہے۔

جبرئیل نے اسی طرح سے مجھے اس درخت کا پھل بھی دیا، میں نے اسے سونگھا اور بالکل اندوہناک نہ ہوا۔ میں نے کہا:

يا اخي جبرئيل! ما رأيت في الاشجار الطيب ولا احسن من هاتين الشجرتين۔

''میرے بھائی جبرئیل! میں نے تمام درختوں میں سے کوئی ایسا درخت نہیں دیکھا، جو ان سے زیادہ مزیدار اور پاکیزہ تر ہے''

جبرئیل نے کہا: اے محمدؐ! کیا ان دونوں درختوں کے نام معلوم ہیں؟

میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا:

احدھما الحسن والأخر الحسین.

''ان میں سے ایک کا نام حسنؑ ہے اور دوسرے کا نام حسینؑ''

اے محمدؐ! جب زمین پر اتریں گے، فوراً اپنی ہمسر خدیجہ کے پاس جائیں اور اسی وقت اس سے مقاربت کریں، کیونکہ آپ نے ان درختوں سے جو پھل کھائے ہیں ان سے آپ کی ایک بیٹی فاطمہ زہراءؑ پیدا ہوں گی، ان کی شادی اپنے چچازاد بھائی علیؑ کے ساتھ کردیں۔ ان سے علیؑ کے دو بیٹے پیدا ہوں گے، ان میں سے ایک کا نام حسنؑ اور دوسرے کا نام حسینؑ رکھیں۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں: میں نے اپنے بھائی جبرئیل کے حکم کی تعمیل کی اور یوں ہوا، جب حسنین علیہما السلام متولد ہوئے تو جبرئیل میرے پاس آیا، میں نے اس سے کہا:

''اے جبرئیل! میں کس قدر آرزو رکھتا ہوں کہ ان دو درختوں کے پھل کھاؤں''

جبرئیل نے کہا:

یا محمدﷺ! اذا اشتقت الے الاکل من ثمرة تینك الشجرتین فشم الحسن والحسین علیهما السلام.

''اے محمدؐ! جب بھی آپ ان دو درختوں کا پھل کھانے کے مشتاق ہوں تو امام حسن و حسین علیہما السلام کو سونگھیں''

راوی کہتے ہیں: پیغمبر اکرمؐ کو جب بھی ان بہشتی پھلوں کی آرزو ہوتی، امام حسن و حسین علیہما السلام کی خوشبو سونگھتے اور انہیں چومتے اور فرماتے:

میرے بھائی جبرئیل نے سچ کہا ہے۔ پھر حسنین علیہما السلام کے بوسے لیتے ہوئے فرمایا:

یا اصحابی! انی اودّ أنی أقاسمهما حیاتی، لحبی لهما، وهما ریحانتای من الدنیا.

''اے میرے صحابیو! میں حسنینؑ سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ میں چاہتا ہوں اپنی زندگی ان دونوں کے درمیان تقسیم کردوں، وہ میری دنیا کے دو تازہ پھول ہیں''

ہاں، وہ شخص رسول خداؐ کی اس قدر جنتی پھلوں کی خواہش اور حسنین علیہما السلام کی تعریف و توصیف سن کر حیران رہ گیا، پس پیغمبر خداؐ پر کیا گزری ہوگی جب وہ ان لوگوں کو دیکھیں گے جنہوں نے حسنین علیہما السلام کا خون بہایا، ان کے دوستوں کو قتل کیا، ان کے بچوں کے سر کاٹے، ان کے اموال لوٹ لیے اور ان کے اہل و عیال کو قید میں رکھا؟ ان پر خدا، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿شعراء آیت ۲۲۷﴾

''عنقریب ظالمین کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ پلٹا دیئے جائیں گے''۔ (بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۱۵،۳۱۴)

حسنین شریفین نے بوڑھے کو کیسے وضو سکھایا

(۹۱۹۔۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام بچپنے میں ایک بوڑھے شخص کے قریب سے گذر رہے تھے، وہ بوڑھا شخص وضوء کرنے میں مشغول تھا لیکن وہ صحیح طریقہ سے وضو کرنا نہیں جانتا تھا حسنین شریفین نے اس بوڑھے کو وضو کا صحیح طریقہ بتانے کے لیے آپس میں گفتگو کی، دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا آپ کا وضو درست نہیں ہے۔

انہوں نے بوڑھے کو قاضی بنایا کہ وہ فیصلہ کرے کس کا وضوء درست ہے انہوں نے اس بوڑھے شخص سے کہا:

ایها الشیخ! کن حکما بیننا یتوضاء کل واحد منا۔

''اے پیر مرد! ہم دونوں میں سے ہر ایک وضو کرتے ہیں، آپ ہمارے وضو کے بارے میں فیصلہ کریں کہ کس کا وضو درست ہے''

دونوں نے وضوء کیا، اور پوچھا: بتائیں ہم دونوں میں سے کس کا وضوء درست ہے؟

بوڑھے شخص نے کہا: آپ دونوں کا وضو صحیح ہے، لیکن یہ بوڑھا شخص نادان ہے کہ اسے ابھی تک صحیح طریقہ سے وضو کرنا نہیں آتا، اس نے ابھی ابھی آپ لوگوں سے صحیح وضو کرنا سیکھاہ اور آپ جو اپنے جد بزرگوار کی امت پر مہربان ہیں، اس کی برکت سے اس نے آپ کے وسیلہ سے توبہ کرلی ہے۔ (المناقب جلد ۳ صفحہ ۴۰۰، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۱۹)

بوڑھی عورت کیسے دولت مند ہوئی؟

(۹۲۰۔۸) کتاب مناقب میں آیا ہے:

ابو جعفر مداشی ایک مفصل حدیث میں کہتے ہیں: امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور عبداللہ بن جعفر خانہ خدا کی طرف روانہ ہوئے، دوران سفر کھانے پینے کا سامان گم کر بیٹھے، بھوک و پیاس نے خوب ستایا، اچانک انھوں نے راستے میں لگا ہوا ایک خیمہ دیکھا کہ وہاں پر ایک بوڑھی بیٹھی ہوئی تھی، اس خیمہ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر اس بوڑھی عورت سے پانی مانگا۔

بوڑھی عورت نے کہا: اس گوسفند سے دودھ نکالیں اور پی لیں، انہوں نے اس کا دودھ دوہا اور پیا، پھر بوڑھی عورت سے کھانا مانگا۔

بوڑھی عورت نے کہا: اس گوسفند کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، آپ میں سے کوئی ایک اسے ذبح کرے تا کہ میں

آپ لوگوں کے لیے کھانا تیار کروں۔

ان میں ایک نے گوسفند کو ذبح کیا، بوڑھی نے اس کے گوشت سے کھانا تیار کیا، جو انہوں نے کھایا اور قیلولہ کرنے کے لیے اس کے خیمہ میں لیٹ گئے۔ جب نیند سے بیدار ہوئے اور سفر پر روانہ ہونے لگے تو اس بوڑھی سے کہا:

"ہمارا تعلق خاندان قریش سے ہے، ہم حج بیت اللہ سے مشرف ہونا چاہتے ہیں، جب مراسم حج ختم ہو جائیں اور ہم مدینہ لوٹ آئیں تو ہمارے پاس آنا تا کہ آپ کی اس مہمان نوازی کا حق ادا کر سکیں"

یہ بزرگوار اتنا کچھ کہنے کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوئے، جب اس بوڑھی عورت کے شوہر کو معلوم ہوا کہ میری بیوی نے یوں کیا ہے تو اس نے اسے مارا پیٹا اور اذیت دی۔ کچھ دن ہی گذرے تھے کہ فقر و فاقے سے اس بوڑھی کی حالت خراب ہوگئی، وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئی، جب شہر میں داخل ہوئی تو امام حسن علیہ السلام نے اسے دیکھ لیا، حکم دیا کہ ایک ہزار گوسفند اور ایک ہزار دینار دیا جائے، یہ سب کچھ عطا کرنے کے بعد اسے ایک خادم کے ہمراہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا، حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی اسے اتنی مقدار میں گوسفند اور دینار عطا کیے، پھر اسے ایک شخص کے ہمراہ عبداللہ بن جعفر کے ہاں بھیجا، انہوں نے بھی اس بوڑھی عورت کو اتنی مقدار میں گوسفند اور دینار عطا کیے۔

(المناقب" جلد ۴ صفحہ ۱۶، بحار جلد ۴۳ صفحہ ۳۴۱، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۵۵۹، فصول المہمہ صفحہ ۱۳۹)

جنت سے آنے والے سیب اور بہی دانہ کا واقعہ

(۹۲۱-۹) کتاب "بحار الانوار" میں مرقوم ہے کہ حسن بصری اور ام سلمہ کہتے ہیں:

ایک دن حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں شرفیاب ہوئے، حضرت جبرئیل بھی ان کی خدمت میں موجود تھا، وہ دونوں بزرگوار حضرت جبرئیل کے اردگرد پھرنے لگے۔ حضرت جبرئیل نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا جیسے وہ کسی کو کوئی چیز دینا چاہتا ہو۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک سیب، ایک بہی دانہ اور ایک انار ہے۔

جبرئیل نے وہ پھل ان دونوں بزرگ ہستیوں کو دیئے (جس سے وہ خوش حال ہو گئے) اور ان کے چہرے مبارک چمکنے لگے، وہ دونوں دوڑ کر اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

پیغمبر اکرمؐ نے وہ پھل لیے انہیں سونگھا اور فرمایا:

"یہ پھل لے کر اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں جائیں البتہ اگر پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں شرفیاب ہوں تو بہتر ہے"

ان دونوں نے حکم پیغمبر کو انجام دیا اور دوڑ کر اپنے والدین کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے وہ پھل اس وقت تک نہیں کھائے جب تک رسول خدا آ کر ان کے ساتھ مل نہیں گئے جب آپ پہنچ گئے تو سب نے مل کر وہ پھل تناول فرمائے۔

وہ مسلسل ان پھلوں کو کھاتے رہے لیکن ان میں کمی واقع ہوئی تھی، یہاں تک رسول خداؐ دنیا سے رحلت فرما گئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب تک میری والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؑ زندہ رہیں ان پھلوں سے کوئی چیز کم نہیں ہوئی جس وقت میری والدہ کی رحلت ہوئی تو اس وقت انار مفقود ہو گیا، جب تک میرے والد گرامی زندہ رہے اس وقت تک سب و بہی دانہ باقی تھے۔ جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت واقعہ ہوئی تو بہی دانہ بھی ختم ہو گیا، اور سیب اسی حالت میں میرے بھائی حسنؑ کے پاس رہا۔ جب آپ زہر ستم سے مسموم ہوئے اور شہید ہو گئے، اس کے بعد سیب بھی گم ہو گیا۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں نے یہ بات اپنے باپ سے سنی کہ آنحضرت نے شہادت سے قبل یہ مطلب ارشاد فرمایا تھا، جس وقت آنحضرت شہید ہو گئے تو قتل گاہ میں اس سیب کی خوشبو پھیل گئی تھی''

میں نے اس سیب کو بہت تلاش کیا لیکن اس کا کہیں پر نام ونشان نہ پایا، البتہ اس کی خوشبو حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد بھی موجود تھی جب میں نے ان کے مرقد مطہر کی زیارت سے شرفیاب ہوا تو اس کی خوشبو قبر مطہر سے آ رہی تھی۔

فمن اراد ذلك من شيعتنا الزائرين للقبر فليلتمس ذلك في اوقات السحر، فانه يجده اذا كان مخلصا.

''پس جو کوئی بھی ہمارے شیعہ زائرین میں سے چاہتا ہے کہ اس خوشبو سے بہرہ مند ہو، اسے چاہیے کہ سحر کے وقت آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو، کیونکہ اگر ایسے وقت پر اخلاص کے ساتھ زیارت کرے تو اس خوشبو کا احساس کرے گا''

(المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۹۱ بحار الانوار جلد ۴۵ صفحہ ۹۱)

حسنینؑ شریفین کے بارے میں مشیت خدا

(۱۱_۹۲۳) علامہ مجلسی رقمطراز ہیں کہ مختلف کتب میں بعض اصحاب سے روایت نقل ہوئی ہے: رسول خداؐ کی زوجہ جناب ام سلمہ کہتی ہیں: ایک دن پیغمبر خدا میرے پاس تشریف لائے تو حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ بھی ان کے پیچھے پیچھے آ گئے اور وہ دونوں آقازادے ان کے پاس بیٹھ گئے۔

رسول خدا نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو اپنے دائیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر بٹھایا۔ آنحضرت کبھی امام حسنؑ اور کبھی امام حسینؑ کا بوسہ لیتے، اچانک حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے رسول خدا! کیا حسنین شریفین کو دوست رکھتے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

کیف لا احبھما وھی ریحانتای من الدنیا و قرتا عینی۔

"کیسے انہیں دوست نہ رکھوں حالانکہ وہ دونوں دنیا میں میرا ماحصل اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"

جبرئیل نے کہا: اے پیغمبر خدا! ان کے بارے میں مشیت خدا ایسی چیز سے متعلق ہے کہ آپ کو صبر کرنا ہوگا۔

آپ نے فرمایا: وہ مشیت کیسی ہے؟

حضرت جبرئیل نے کہا: حضرت امام حسن علیہ السلام کے بارے میں مشیت یوں رقم ہے کہ انہیں زہر دے کر شہید کیا جائے گا اور حضرت امام حسینؑ کے بارے میں مشیت پروردگار میں یوں تحریر ہے کہ ان کا سر اقدس بدن سے جدا کر دیا جائے گا۔ بے شک ہر پیغمبر کی دعا مستجاب ہوتی ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بیٹے امام حسن علیہ السلام کو زہر نہ دیا جائے اور امام حسین علیہ السلام کا سر کٹنے سے بچ جائے تو خدا کی بارگاہ میں دعا کریں، یا اس مصیبت کو بروز قیامت اپنی امت کے گناہ گاروں کے لیے شفاعت قرار دیں؟

پیغمبر خدا نے فرمایا:

یا جبرئیل! انا راض بحکم ربی لا ارید الا ما یریدہ وقد احببت ان تکون دعوتی ذخیرۃ لشفاعتی فی العصاۃ من امتی۔

"اے جبرئیل! میں اپنے پروردگار کے حکم پر راضی ہوں، میں اسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں، جسے وہ چاہتا ہے، میں دوست رکھتا ہوں کہ میری دعا میری امت کے گناہ گاروں کے لیے ذخیرہ ہے، اور میرے دونوں بیٹوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ جیسے چاہے، حکم کرے" (بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۲۴۱)

امام حسنؑ اور حسینؑ کی زیارت سے بھوک ختم

(۱۲-۹۲۴) حضرت آیۃ اللہ شیخ جعفر شوشتری اپنی کتاب "خصائص الحسینیہ" میں تحریر کرتے ہیں:

پیغمبر خدا امام حسن اور حسین علیہما السلام کی طرف مسلسل دیکھتے رہتے، بلکہ بعض اوقات جب آنحضرت پر بھوک کا غلبہ ہوتا تو آپ فرماتے:

اذھب فانظر الی الحسن والحسین علیھما السلام فیذھب ومابی من الجوع۔

"میں جب حسنؑ وحسینؑ کو دیکھنے جاتا ہوں تو میری بھوک ختم ہو جاتی ہے"

ان کے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام بھی ایسے ہی کرتے تھے کہ ہمیشہ امام حسینؑ کو دیکھتے، اسی طرح آنحضرت کے مرقد مطہر کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (الخصائص الحسینیہ)

امام حسنؑ کے نام کی وجہ تسمیہ

(۹۲۸-۱) کتاب شریف "بحار الانوار" میں تحریر کرتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا:

"حسنؑ کا نام اس وجہ سے رکھا گیا، کیونکہ خداوند متعال کے احسان سے تمام آسمان اور زمینیں قائم ہیں، حسینؑ کا نام بھی احسان سے مشتق ہے، علیؑ اور حسنؑ خدا کے اسماء میں سے دو اسم ہیں، جبکہ حسینؑ تصغیر ہے حسنؑ کی"

(مائۃ منقبۃ ۲۱ منقبت، المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۹۷، بحار الانوار جلد ۴۲، صفحہ ۲۵۲)

امام حسنؑ رسول خداؐ کے مشابہہ

(۹۲۶-۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ زبیر کا غلام مسبحر کہتا ہے:

میں جب اس بارے میں گفتگو کر رہا تھا کہ خاندان پیغمبرؐ میں کون آنحضرت کے مشابہہ ہے تو اس وقت عبداللہ بن زبیر آیا اور اس نے کہا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ خاندان پیغمبر میں کون آنحضرتؐ سے زیادہ شباہت رکھتا ہے۔ وہ حسنؑ بن علیؑ ہیں۔

میں نے انہیں متعدد بار دیکھا ہے کہ رسول خدا حالت سجدہ میں ہوتے تو وہ آ کر آنحضرت کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے، جب تک وہ نہ اترتے آنحضرت انہیں نیچے نہ اتارتے۔

بڑے بھائی کا احترام

(۹۲۷-۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما تكلم الحسين بين يدي الحسن اعظا ماله

"حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کے احترام کی وجہ سے کبھی بھی ان کے سامنے گفتگو نہ کرتے تھے"

(المناقب جلد ۳ صفحہ ۴۰۱، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۱۹)

امام حسنؑ نے چودہ ماہ کے سن میں کلام فصیح

(۹۲۸-۴) کتاب "المناقب میں آیا ہے کہ محمد بن اسحاق کہتے ہیں:

ایک دن ابوسفیان امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اے اباالحسن! مجھے آپ سے کام ہے۔ آنحضرت نے فرمایا: کیا کام ہے؟

اس نے کہا: میرے ساتھ اپنے چچازاد محمدؐ کے پاس چلیں اور ان سے درخواست کریں کہ ہمارے درمیان قرارداد کی تحریر ختم کریں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''اے ابوسفیان! میرے چچازاد بھائی نے تمہارے ساتھ جو قرارداد لکھی ہے اس سے کبھی نہیں پھریں گے''

حضرت فاطمہ زہراءؑ پردے کے پیچھے سے یہ گفتگو سن رہی تھیں، جبکہ حضرت امام حسن علیہ السلام چودہ ماہ کی عمر میں اپنی والدہ کے سامنے قدم بھر رہے تھے۔

ابوسفیان نے حضرت زہراءؑ علیہا السلام سے کہا: اے محمدؐ کی بیٹی! اس بچے سے کہیں کہ اپنے جد بزرگوار سے میری سفارش کریں تا کہ اس وسیلہ سے وہ عرب و عجم کے درمیانی آقائی و سرداری کریں۔

اس دوران حضرت امام حسن علیہ السلام ابوسفیان کی طرف بڑھے، ایک ہاتھ سے اس کی ناک اور دوسرے سے داڑھی پکڑی اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت گویائی عطا کی تو آپ نے فرمایا:

یا ابا سفیان! قل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حتی اکون شفیعا۔

''اے ابوسفیان! تم لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کہو تو میں تمہارا سفارشی بنتا ہوں''

جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا:

الحمد اللہ الذی جعل فی آل محمد ﷺ من ذریۃ محمد ﷺ المصطفی ﷺ نظیر یحیی بن ذکریا "بِقُوَّةٍ ۖ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾"۔

تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے محمد مصطفیٰؐ کی ذریت میں سے آل محمدؐ کو ایسی ذریت قرار دیا جو یحییٰ بن زکریاؑ کے مانند ہے (کہ خداوند متعال نے اس بارے میں فرمایا ہے) ''ہم نے بچپنے میں اُسے حکم عطا کیا (یعنی نبوت دی)''

(مریم آیہ ۱۲) (المناقب جلد ۴ صفحہ ۶ بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۲۶)

امام حسنؑ پر الزام لگانے والا مر گیا

(۵۲۹۔۵) بحار الانوار میں مذکور ہے:

ایک شخص نے جھوٹا دعویٰ کیا کہ امام حسن علیہ السلام اس کے ایک ہزار درہم کے مقروض ہیں درحالانکہ امامؑ اس کے مقروض نہیں تھے۔اس نزاع کا فیصلہ کرنے کے لیے قاضی شریح کے پاس گئے۔قاضی شریح نے امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا تم قسم کھاتے ہو؟ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر مدعی قسم کھائے تو میں ہزار درہم اسے ادا کردوں گا''

قاضی شریح نے اس شخص سے کہا کہ تم قسم کھاؤ اور کہو کہ مجھے اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور وہ ہر ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

''میں نے ایسی قسم کے بارے میں نہیں کہا بلکہ یہ کہو کہ خدا کی قسم! میں اتنے دینار کا آپ سے طلب گار ہوں اس طرح سے قسم کھانے کے بعد ہزار دینار مجھ سے لے لو''

اس شخص نے جھوٹی قسم کھائی اور ہزار دینار وصول کر لیے،لیکن جب وہ اپنی جگہ سے اٹھنے لگا تو اسی مقام پر گر کر مر گیا۔وہاں پر موجود لوگوں نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ پہلی قسم پر راضی کیوں نہیں ہوئے اور یوں قسم کھانے کے لیے کیوں کہا ہے؟

حضرت نے فرمایا:

خشیت انه لو تکلم بالتوحید، یغفرله یمینه ببرکة التوحید و یحجب عنو عقوبة یمینه۔

''پہلے والی قسم میں خدا کی توحید و یگانگی کا اقرار تھا لہٰذا اس طرح سے قسم کھائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی توحید کے صدقے میں اس کی جھوٹی قسم کو معاف کر دے گا اور اسے جھوٹ کی سزا دینے سے درگزر کرے گا''(المناقب جلد ۴ صفحہ ۷،بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۲۷)

امام حسنؑ گریہ کرنے لگے

(۹۳۰-۶)صاحب کتاب ''المناقب'' تحریر کرتے ہیں کہ روایت ہوتی ہے:

ایک دن دوسرے پیشوا حضرت امام حسن علیہ السلام ابواء (مدینہ کے نواح میں ایک دیہات کا نام ہے) میں نماز میں مشغول تھے اچانک ایک خوبصورت عورت امام علیہ السلام کے کمرے میں داخل ہوئی،امام علیہ السلام نے نماز مختصر کی،نماز ختم کرنے کے بعد اس عورت سے پوچھا: کیا تمہیں کوئی کام ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: کیا کام ہے؟

اس نے کہا: میرا شوہر نہیں ہے، میں چاہتی ہوں کہ آپ میری خواہش پوری کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

الیك عنی لا تحرقینی بالنار نفسك

''مجھ سے دور ہو جاؤ! مجھے اپنے ہمراہ آتش جہنم میں مت جلاؤ''

اس عورت نے اصرار کیا، امام علیہ السلام نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا: تم برباد ہو جاؤ مجھ سے دور ہو جاؤ۔

آنحضرت کے گریہ میں شدت آ گئی، اس عورت نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ بھی رونے لگی، اس دوران حضرت امام حسین علیہ السلام کمرے میں داخل ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ دونوں گریہ کر رہے ہیں، آپ بھی وہاں پر بیٹھ کر گریہ کرنے لگ گئے، آپ کے بعد اصحاب یکے بعد دیگرے کمرے میں آئے اور گریہ کرنے میں مشغول ہوتے رہے، حتیٰ کہ رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔

اس دوران عورت وہاں سے چلی گئی اور آنحضرت کے اصحاب بھی ایک ایک کر کے وہاں سے چلے گئے۔

حضرت امام حسنؑ کی خدمت میں پھول بطور ہدیہ

(۹۳۱۔۷) کتاب ''بحار الانوار'' میں مذکور ہے کہ انس کہتے ہیں:

ایک دن ایک کنیز نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو ایک پھول ہدیہ کیا، حضرت امام نے اس سے فرمایا:

انت حرة لوجه الله

''تم راہ خدا میں آزاد ہو''

میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا: آپ نے صرف ایک پھول کے عوض میں اسے آزاد کر دیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

''خداوند متعال نے ہماری ایسی ہی تربیت فرمائی ہے۔'' خدا کا فرمان ہے۔

وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا (نساء آیہ ۸۶)

''اور جب تم لوگوں کو کوئی تحفہ (سلام) پیش کیا جائے تو اس سے بہتر واپس کرو اس کے ہدیہ سے بہتر جو چیز ہے وہ اسے راہ خدا میں آزاد کرنا تھا''

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۸ بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۴۳)

شامی آل محمدؑ کا گرویدہ ہو گیا

(۹۳۲۔۸) کتاب ''بحار الانوار'' میں تحریر کرتے ہیں کہ مبرد اور ابن عائشہ، حضرت امام حسنؑ کے حلم و بردباری کے

بارے میں نقل کرتے ہیں:

ایک دن حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اپنے مرکب پر سوار تھے کہ ایک شامی نے آپ پر سب وشتم شروع کر دیا، لیکن امام علیہ السلام نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ جب وہ خاموش ہو گیا تو امام حسن علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے چہرے کے اسے سلام کیا اور فرمایا:

ایها الشیخ! اظنك غریبا، ولعلك شبهت فلو استعتبتنا اعتبناك، ولوسألتنا اعطیناك، ولو استرشدتنا ارشدناك، ولو استحملتنا احملناك، وان كنت جائعاً اشبعناك، وان كنت عریانا كسوناك، وان كنت محتاجا اغنیناك، وان كنت طریدا آویناك، وان كان لك حاجة قضیناها لك.

''اے بوڑھے شخص! میرے خیال میں آپ اس شہر میں مسافر ہیں، شاید آپ کو کوئی اشتباہ ہوا ہے، اگر مجھ سے خوشی چاہتے ہو تو میں خوشی دیتا ہوں، اگر کسی چیز کی درخواست کرتے ہو تو میں تمہیں دیتا ہوں، اگر کسی راہنمائی کی ضرورت ہے تو میں آپ کی راہنمائی کرتا ہوں، اگر مجھ سے سواری چاہتے ہو تو میں دینے کے لیے تیار ہوں، اگر بھوکے ہو تو آپ کو کھانا کھلاتا ہوں، اگر برہنہ ہو تو آپ کے لیے لباس مہیا کرتا ہوں، اگر نیاز مند ہو تو آپ کو بے نیاز کر دوں گا، اگر نکالے گئے ہو تو میں آپ کو پناہ دیتا ہوں اور اگر ضرورت مند ہو تو آپ کی احتیاج پوری کرتا ہوں''

''اگر سواری ہماری طرف بڑھاتے ہو تو جب ہمارے مہمان رہیں گے، وہ آپ کے لیے بہتر ہوگا، کیونکہ ہمارا مہمان خانہ بہت وسیع ہے، ہمارا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے اور ہمارے پاس بہت زیادہ مال ودولت ہے''

اس شامی نے جب آنحضرت کی محبت آمیز لہجے میں گفتگو سنی تو گریہ کرتے ہوئے کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ زمین پر خلیفہ خدا ہیں، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کسے عطا کرے۔ آج تک آپ اور آپ کے والد بزرگوار مخلوق خدا میں میرے سب سے بدترین دشمن تھے لیکن آج کے بعد مخلوق خدا میں آپ سب سے زیادہ محبوب ترین ہیں۔

اس شخص نے اتنی گفتگو کی اور اپنی سواری حضرت امام حسن علیہ السلام کے گھر کی طرف روانہ کر دی، جب تک وہ مدینہ میں رہا امام علیہ السلام کا مہمان رہا، وہ شخص اس طرح سے خاندان عصمت وطہارت کی محبت کا گرویدہ ہو گیا۔

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۹، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۴۴، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۵۶۱)

حضرت امام حسن علیہ السلام کی سخاوت

(۹۳۴-۹) علامہ اربلی کتاب ''کشف الغمہ'' میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی سخاوت و بخشش میں سے من جملہ ایک یہ تھا کہ ایک دن کوئی شخص آنحضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور اپنی حاجت عرض کی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

یا هذا! حق سؤالك يعظم لدی، و معرفتي بما يجب يكبر لدی ويدتعجز عن نيلك بما انت اهله. والكثير فی ذات الله عزوجل قليل. وما فی ملكی وفاء لشكرك فان قبلت الميسور. ورفعت عنی مونه الاحتفال والاهتمام بما أتكلّفه منْ واجبك فعلت.

''اے فلاں! شخص میرے نزدیک آپ کا سوال بہت بڑا ہے، میری شناخت کے مطابق جس قدر آپ کی احتیاج ہے، وہ میرے دست قدرت سے تو باہر ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کچھ بھی نہیں ہے، پس اگر اس چیز کو قبول کر لو جو میسر ہے۔

اس نے کہا: اے فرزند رسول! میں آپ کی اس تھوڑی سے عطا کو قبول کرتا ہوں اور آپ کی اس عنایت پر آپ کا شکر گزار ہوں۔

امام حسن علیہ السلام نے اپنے وکیل سے کہا کہ اپنے خزانے کا حساب لگائے، اس نے حساب کیا تو پچاس ہزار درہم بنے، امام علیہ السلام نے فرمایا:

''جتنے بھی ہیں وہ سب لے آئیں''

اس نے پچاس ہزار (۵۰) درہم حاضر کیے۔

امامؑ نے فرمایا: آپ کے پاس جو پانچ سو دینار تھے انہیں کیا کیا؟

اس نے کہا: میرے پاس ہیں۔

آپ نے فرمایا: وہ بھی حاضر کریں۔

وکیل نے تمام کے تمام درہم حاضر کر دیئے، امام علیہ السلام نے وہ تمام درہم اس شخص کو دیتے ہوئے فرمایا: کوئی قلی لے آئیں تا کہ وہ انہیں اٹھالے

وہ شخص دو مزدور لے کر آیا کہ درہم و دینار اٹھا کر لے جائیں، آنحضرت نے ان قلیوں کو اپنی ردا مبارک بطور اجرت دی۔
آنحضرت کے غلاموں نے کہا: خدا کی قسم! ہمارے پاس ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔
امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

لکنی ارجو ان یکون لی عند الله اجر عظیم

"لیکن میں خداوند متعال کی بارگاہ سے اجر عظیم کا امیدوار ہوں"
(کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۵۵۸، بحارالانوار جلد ۴۳ صفحہ، العدد القویہ صفحہ ۲۹)

ظالم دشمن کا مقابلہ

(۹۳۴-۱۰) علامہ حلیؒ کے بھائی شیخ رضی الدین حلی اپنی کتاب "العدد القویہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ نقل ہوا ہے۔
کوئی شخص حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی:
"اے فرزند امیر المومنین! میں آپ کو اس حق کی قسم دیتا ہوں، جس نے کسی کی سفارش کے بغیر آپ کو امامت وولایت کی نعمت عطا فرمائی ہے!
میرے دشمن سے انتقام لیں، کیونکہ وہ دشمن ایسا ہے کہ جب لوگوں پر ظلم وستم کرتا ہے، تو نہ کسی بوڑھے کا احترام کرتا ہے اور نہ ہی کسی شیر خوار بچے پر رحم کھاتا ہے"
امام حسن علیہ السلام تکیہ لگائے بیٹھے تھے، جب اس شخص کی گفتگو سنی تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور پھر اس سے فرمایا:

من خصمك حتى انتصف لك منه؟

"تمہارا دشمن کون ہے کہ میں اس سے تمہارا بدلہ لوں؟
اس نے کہا: وہ فقر و محتاجی ہے۔
امام حسن علیہ السلام نے تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر اقدس جھکایا، پھر بلند کرتے ہوئے اپنے خادم سے فرمایا:
"تمہارے پاس جو کچھ موجود ہے، وہ لے آؤ"
وہ گیا اس نے پانچ (۵) لاکھ درہم حاضر کیے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ تمام درہم اس ضرورت مند شخص کو دے دو۔
پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

بحق هذه الاقسام التي اقسمت بها على متى اتاك خصمك جائراً الا ما اتيتني

منہ متظلماً۔

''تجھے ان قسموں کے حق کی قسم دیتا ہوں! جب بھی یہ دشمن تیرے اوپر حملہ آور ہو، میرے پاس آؤ اور دادخواہی کرو''

(العدد القویہ صفحہ ۳۵۹، جلد ۲۳، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۰)

حضرت امام حسنؑ کا ایک فصیح خطبہ

(۹۳۵۔۱۱) شیخ بزرگوار فرات بن ابراہیم اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ایک دن حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

''اے میرے بیٹے! کھڑے ہو کر گفتگو کریں تا کہ میں آپ کی گفتگو سنوں''

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: بابا جان! آپ کے حضور گفتگو کرنے سے شرم آتی ہے، میں کیسے گفتگو کروں؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے تمام گھر والوں کو اکٹھا کیا اور خود ایک طرف چھپ گئے تا کہ اپنے بیٹے کی گفتگو سن سکیں۔

''سب تعریفیں اس خدائے واحد کے لائق ہیں کہ کوئی شے اس کے مشابہہ نہیں ہے، وہ ہمیشہ بغیر تکوین کے ہے، (یعنی اسے کسی نے خلق نہیں کیا) اس نے مخلوق کو کسی زحمت کے بغیر خلق کیا ہے، وہ کسی مشقت کے بغیر معروف ہے، وہ کسی غایت کے بغیر موصوف ہے، وہ کسی محدودیت کے بغیر معروف ہے، وہ ایسا عزیز ہے کہ اس کی قدیمیت کو کوئی بھی زائل نہیں کر سکتا، اس کی ہیبت وجلالت سے دلوں پر خوف ہے، اس کی عزت سے عقلیں حیران و پریشان ہیں، اس کی قدرت و طاقت کے سامنے عقلیں فروتن ہیں''

''اس کی جبروت و بزرگی کا اندازہ کسی دل میں نہیں آ سکتا، لوگوں میں اس کے جلال کی حقیقت و واقفیت کو پہچاننے کی سکت نہیں ہے، تعریف کرنے والے اس کی عظمت کی حقیقت و واقفیت کی توصیف کرنے سے ناتوان ہیں، ان کا خیال ہے اس کے بارے میں تفکر کرنے سے عاجز ہے''

''علماء اپنی عقل و خرد کے باوجود اس تک نہیں پہنچتے، مفکرین اس کے امور کی تدبیر سے آگاہ نہیں، اس کی عقل مند ترین مخلوق وہ ہے جو تعریف و توصیف میں اسے محدود نہ کرے، وہ آنکھوں کا ادراک رکھتا ہے لیکن آنکھیں اس کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں، وہ لطیف و آگاہ ہے۔''

امابعد، بے شک علیؑ ایسا دروازہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ مومن ہے اور جو اس سے نکل گیا وہ

کافر ہے، میں اپنی یہ گفتگو کرتا ہوں، اور میں خداوند متعال سے اپنے اور آپؑ کے لیے بخشش کا طلب گار ہوں،

اس وقت حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے بیٹے کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہوئے فرمایا:

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (آل عمران آیہ ۳۴)

''یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے'' (تفسیر فرات صفحہ ۷۹، بحارالانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۰)

حضرت امام حسنؑ کا اپنے غلام سے برتاؤ

(۹۳۶۔ ۱۲) صاحب بحارالانوار تحریر کرتے ہیں کہ روایت ہے کہ۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے غلاموں میں سے کسی ایک غلام نے کوئی کام انجام دیا جس کی وجہ سے سزا کا مستحق تھا۔

اس غلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: اے میرے آقا و مولیٰ! ''وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ'' (آل عمران آیہ ۱۳۴) ''اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں''

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔

غلام نے کہا: میرے مولیٰ! ''وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ'' (آل عمران آیہ ۱۳۴) ''اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''

امام علیہ السلام نے فرمایا:

انت حر لوجه الله، ولك ضعف ما كنت اعطيك

''تو راہ خدا میں آزاد ہے میں جو کچھ تمہیں دیتا تھا اس کے دو برابر کرتا ہوں''

(بحارالانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۷، الحسین صفحہ ۱۳۱)

حضرت امام حسنؑ کا بہترین فیصلہ

(۹۳۷۔ ۱۳) ثقۃ الاسلام جناب شیخ کلینیؒ کتاب ''کافی'' میں رقمطراز ہیں کہ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دو آقاؤں سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ایک دن حضرت امام حسنؑ علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے حضور حاضر تھے کہ اچانک کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اے ابا محمد! ہمیں آپ کے والد بزرگوار علی علیہ السلام سے کوئی کام ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: کیا کام ہے؟

انہوں نے کہا: ہم ان سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: تمہارا سوالات کیا ہیں؟ مجھے بتائیں۔

انہوں نے کہا: ایک عورت نے اپنے شوہر کے ساتھ ہم بستری کی ہے، قبل اس کے کہ اس کا بدن ٹھنڈا ہوا، اس عورت نے باکرہ لڑکی کے ساتھ مساحقہ کیا، جس کی وجہ سے نطفہ اس لڑکی کے رحم میں منتقل ہو گیا اور وہ حاملہ ہو گئی، اس مسئلہ میں آپ کی نظر کیا ہے؟

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

معضلة و ابو الحسن لها، واقول فان اصبت فمن الله ثم من امير المؤمنين عليه السلام وأن اخطأت فمن نفسي فارجو ان لا اخطئ ان شاء الله

''یہ ایک مشکل مسئلہ ہے کہ جس سے امام ابوالحسن عہدہ برا ہو سکتے ہیں لیکن اس کا جواب میں دیتا ہوں۔

سب سے پہلے اس عورت سے باکرہ لڑکی کا حق مہر وصول کریں، کیونکہ اس وقت تک بچہ پیدا نہیں ہو سکتا جب تک پردہ بکارت ختم نہ ہو جائے اس کے بعد اس عورت کو سنگسار کیا جائے، کیونکہ وہ زنائے محصنہ کی مرتکب ہوئی ہے۔ اس کے بعد بچہ ہونے تک انتظار کیا جائے جب بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ صاحب نطفہ کو دے دیا جائے اور اس لڑکی پر حد جاری کریں اور کوڑے لگائے جائیں۔

حضرت نے فرمایا: وہ لوگ حضرت امام حسن علیہ السلام سے روانہ ہوئے اور انہوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے ملاقات کی۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا:

''تم لوگوں نے حسنؑ سے کیا پوچھا ہے؟ اور اس نے تمہیں کیا جواب دیا ہے؟''

ان لوگوں نے وضاحت کے ساتھ پورا واقعہ بیان کیا۔

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

لو انني المسؤول ما كان عندي فيها اكثر ما قال ابني۔

''اگر تم لوگ یہی سوال مجھ سے کرتے تو جو جواب میرے بیٹے نے دیا ہے میرے پاس اس سے زیادہ جواب نہیں ہے''

(الکافی جلد ۷ صفحہ ۲۰۲، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۲، وسائل الشیعہ جلد ۱۸ صفحہ ۴۲۶)

حضرت امام حسنؑ نے ایک مرد کو عورت بنا دیا

(۱۴-۹۳۸) کتاب ''صراط المستقیم'' میں تحریر کرتے ہیں:

بنی امیہ کے ایک شخص نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا، آپ کو اور آپ کے جد بزرگوار کو برا بھلا

کہا، آنحضرت نے اس پر نفرین کی اور اس کی جنس تبدیل کردی، وہ شخص عورت میں تبدیل ہوگیا اور اس کی داڑھی کے بال گر گئے۔

یہ واقعہ ہر طرف مشہور ہوگیا، اس کی عزت و آبرو ختم ہوگئی، اس شخص کی زوجہ امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گریہ وزاری کرنے لگی (عفو و درگذر کی گذارش کی) حضرت امام حسن علیہ السلام نے خداوند متعال کی بارگاہ میں دعا کی تو وہ شخص اپنی پہلی حالت پر پلٹ آیا۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

خشک کھجور ہری ہوگئی ہے

(۹۳۹۔ ۱۵) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام کھجور کے ایک خشک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے، حضرت کے ساتھی نے کہا: اگر اس درخت پر کھجوریں لگی ہوتیں تو ہم کھاتے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے پروردگار سے دعا کی، وہ درخت سرسبز ہوگیا اور پھل اٹھایا جو انہوں نے کھایا۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

امام حسنؑ کے سر پر پرندہ سایہ فگن

(۹۴۰۔ ۱۶) ابوسعید خدری کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو بچپن میں دیکھا کہ ایک پرندہ آنحضرت پر سایہ فگن ہوتا، امام جب اس پرندے کو بلاتے تو وہ جواب دیتا۔

(نوادر المعجزات صفحہ ۱۰۰ دلائل الامامہ صفحہ ۱۶۶، مدینۃ المعاجز جلد ۳ صفحہ ۲۳۲)

امام حسنؑ کا مسجد میں خطبہ

(۹۴۱۔ ۱۷) عماد بن طبری کتاب "بشارۃ المصطفیٰ" میں رقمطراز ہیں کہ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ کے بعض بزرگوں سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب جنگ جمل ختم ہوگئی تو علی علیہ السلام مریض ہوگئے، لہٰذا وہ نماز جمعہ میں حاضر نہ ہوسکے، آپ نے اپنے بیٹے حسنؑ سے فرمایا: "اے میرے بیٹے! مسجد میں جائیں اور لوگوں سے خطاب کریں"

لوگ مسجد میں اکٹھے ہوئے، حضرت امام حسن علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے، خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد آپؑ نے اس کی وحدانیت کی گواہی دی، اس کے بعد رسول خداؐ پر درود وسلام بھیجا، اس کے بعد فرمایا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے ہمیں منتخب کیا ہے، تمام مخلوق میں سے ہمیں چن لیا ہے، اپنی کتاب اور وحی ہمارے اوپر نازل فرمائی ہے، خدا کی قسم کوئی شخص ہمارا حق غصب نہیں کرتا مگر یہ کہ خداوند متعال دنیا وآخرت میں اس کا حق کم کرے گا، ہمارے اوپر کسی کی حکومت نہیں ہوگی مگر یہ کہ اس

کی عاقبت ہمارے حق میں ہوگی' اس کی اطلاع ایک مدت کے بعد سن لو گے"

اس کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور لوگوں میں گھل مل گئے آپ کی گفتگو آپ کے پدر بزرگوار تک پہنچی، جب آپ اپنے والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے جب محبت بھری نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا تو آنسوؤں کو کنٹرول نہ کر سکے اور چہرہ مبارک پر آنسو جاری ہو گئے، اس کے بعد اپنے بیٹے کو اپنے پاس بلایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہوئے فرمایا:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' اور یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی:

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ (آل عمران آیہ ۳۴)

''یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے"

(بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۲۶۳، المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۱ بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۵)

(۹۴۳۔۱۸) طبری اپنی کتاب ''دلائل الامامہ'' میں لکھتے ہیں:

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اپنے دونوں بیٹوں حسنؑ وحسینؑ کے ہمراہ اپنے والد بزرگوار رسول خداؐ کی عیادت کے لیے آئیں۔ یہ وہی مرض ہے جس کی وجہ سے آپ دنیا سے رحلت فرما گئے آپ نے اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا:

''اے رسول اللہ! کیا ان دونوں بھائیوں کے لیے کوئی میراث نہیں چھوڑو گے؟"

رسول خداؐ نے فرمایا:

اما الحسن! فله هيبتي وسؤددي، واما الحسين فله جرأتي وجودي۔

''میں اپنے بیٹے حسن کے لیے ہیبت وسروری اور حسین کے لیے جرأت وسخاوت بطور میراث چھوڑوں گا"

(دلائل الامامہ صفحہ ۲۸، مقتل الخوارزمی صفحہ ۱۰۵، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۵۱۶، المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۹۶)

امام حسنؑ رسول خدا کی آغوش سے جبرئیل کی گود میں

(۹۴۴۔۲۰) عماد الدین طوسی کتاب ''الثاقب فی المناقب'' میں رقمطراز ہیں کہ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں

میں اپنے آقا و مولی امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام بھی وہاں تشریف فرما تھے، میں متوجہ ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام بڑی عمیق نگاہ سے اپنے بیٹوں کو دیکھ رہے تھے۔

میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ یہ دونوں جوان آپ کو مبارک کرے، آپ کی ان کے بارے میں اور ان کی آپ کے بارے میں آرزوؤں کو پورا فرمائے (آپ کیوں اتنی گہری نگاہ سے ان دونوں بزرگ ہستیوں کی طرف دیکھ رہے ہیں)۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے لب کشائی کرتے ہوئے فرمایا:

ایک دن میں گھر سے باہر آیا اور رسول خداؐ کے ہمراہ نماز ادا کی، واپس لوٹتے وقت میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! صبح سے باغ کے کام میں مشغول تھا، ظہر کے وقت گھر آیا تو سخت بھوک لگی ہوئی تھی، میں نے فاطمہ سے کہا: کیا کوئی غذا وغیرہ ہے کہ کھاؤں وہ کھانا تیار کرنے کے لیے کھڑی ہو گئیں۔

اس دوران آپ کے دونوں بیٹے حسنؑ و حسینؑ آئے، انہوں نے کہا: ہمیں جبرئیل اور رسول خداؐ نے ٹھہرایا ہوا تھا۔

میں نے کہا: انہوں نے آپ دونوں کو کیسے ٹھہرایا ہوا تھا؟

حسنؑ نے کہا:

"میں رسول خداؐ کی آغوش میں تھا اور حسینؑ جبرئیل کی آغوش میں، میں رسول خداؐ کی آغوش سے جبرئیل کی آغوش میں آ گیا اور حسین جبرئیلؑ کی آغوش سے رسول خداؐ کی آغوش میں گیا"

رسول خداؐ نے فرمایا: ہاں میرے بیٹوں نے سچ کہا ہے، وہ مسلسل میرے اور جبرئیل کے پاس تھے اور ہم نے انہیں مشغول رکھا ہوا تھا۔

میں نے عرض کیا: جبرئیل کس شکل میں تھا؟

آپ نے فرمایا: وہ اس شکل میں تھا جس میں میرے پاس نازل ہوتا ہے۔

عماد الدین طوسی کہتے ہیں: ان بزرگ ہستیوں کے فضائل و مناقب کو گننا طاقت بشر سے باہر ہے سچ بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو ایمان و کفر اور حلال زادہ اور حرام زادہ کے درمیان شناخت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

رسول خداؐ ایک خوبصورت حدیث فرماتے ہیں:

حبك ایمان و بغضك نفاق۔

"اے علیؑ! آپ سے دوستی مومن اور دشمنی منافق کی علامت ہے"

ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں:

لا یحبك الا مومن ولا یبغضك الا منافق۔

"مومن کے علاوہ تمہارے ساتھ کوئی محبت نہیں کرے گا اور منافق کے علاوہ کوئی دشمنی نہیں رکھے گا"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۲۳ جلد ۹)

اہل سنت کے معروف مصنف ابن حجر اپنی کتاب "الصواعق المحرقة" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو سعید خدری کہتے ہیں: ہم منافقین کی پہچان علیؑ کے ساتھ بغض و حسد اور کینہ رکھنے کی وجہ سے کرتے تھے۔

(الصواعق المحرقة صفحہ ۲۳۲ سنن ترمذی جلد ۵ صفحہ ۳۰۵)

امام حسنؑ کی ایک اعرابی سے گفتگو

(۹۴۶۔ ۲۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے اجداد اطہار سے نقل کرتے ہیں کہ حذیفہ کہتا ہے:

"رسول خداؐ انصار و مہاجرین کے ایک گروہ کے ہمراہ کوہ احد میں تھے کہ اچانک حضرت امام حسن علیہ السلام بڑے سکون اور وقار کے ساتھ رسول خداؐ کی طرف روانہ ہوئے، آنحضرت نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو بڑی گہری نگاہ سے دیکھا۔"

حضرت بلال رسول خداؐ کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں: یا رسول اللہ! کیا کوئی اور شخص بھی ان کے ہمراہ ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا:

ان جبرئیل یهدیه و میکائیل یسدده، وهو ولدی والطاهر من نفسی، ضلع من اضلاعی داسبطی و قرة عینیی بابی هو۔

"بے شک حضرت جبرئیل انہیں راہنمائی کرتا ہے، میکائیل ان کی حفاظت کرتا ہے، وہ میرا بیٹا اور میری پاک جان ہے، وہ میری شاخوں میں سے ایک شاخ ہے، وہ میرا نواسہ اور میری آنکھوں کا نور ہے، میرا باپ اس پر قربان جائے"

اس کے بعد رسول خداؐ وہاں سے چلے اور ہم بھی ان کے ہمراہ چل پڑے، درحالانکہ رسول خداؐ نے فرماتے ہوتے ہوئے کہ انت تفاحی، وانت حبیبی وبهجة قلبی: "تو میرے دل کا میوہ، میرا دوست اور میرے قلب کی خوشی ہو" امام علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے روانہ ہو گئے، ہم آنحضرت کے پیچھے پیچھے چل پڑے، یہاں تک کہ وہ ایک مقام پر تشریف فرما ہوئے تو ہم ان کے وجود مقدس کے اردگرد دائرے کی صورت میں بیٹھ گئے، ہم نے دیکھا کہ رسول خداؐ حضرت امام حسنؑ سے نگاہ نہیں ہٹا رہے اور مسلسل دیکھتے جا رہے ہیں اس کے بعد رسول خدا نے فرمایا:

انه سیکون بعدی هادیا مهدیا، هدیة من رب العالمین لی ینبئ عنی و یعرف الناس آثاری ویحیی سنتی، ویتولی اموری فی فعله، وینظر الله تعالیٰ الیه و یرحمه رحم الله من عرف له ذلك وبرفی فیه واکرمنی فیه۔

"بے شک وہ (امام حسنؑ) بہت جلد میرے بعد مسلمانوں کا ہادی و رہبر ہوگا۔ وہ پروردگار کی طرف سے میرے لیے ایک ہدیہ ہے، وہ میرے بارے میں مطلع کرے گا اور لوگوں کو میرے آثار کی شناخت

کروائے گا، وہ میری سنت کو زندہ کرے گا، وہ اپنے کردار کے لحاظ سے میرے امور کو سنبھالے گا اور سرپرستی کرے گا، خداوند متعال بھی اسے محبت ورحم کی نگاہ سے دیکھے گا۔"

ابھی پیغمبر اکرم کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک عرب زمین پر عصا کھینچتے ہوئے ہماری طرف آیا، جب رسول خدا کی نگاہ مبارک اس پر پڑی تو آپ نے فرمایا

"جو شخص تمہاری طرف آ رہا ہے، وہ آپ سے ایسی گفتگو کرے گا کہ آپ کے بدن کی کھال لرزنے لگے گی، آپ لوگوں سے کچھ امور کے بارے میں سوال کرے گا جبکہ اس کا انداز گفتگو خشونت آمیز اور کرخت ہوگا۔"

اعرابی آیا وہ سلام کیے بغیر کہتا ہے: آپ لوگوں میں سے محمد کون ہے؟

ہم نے کہا: کیا چاہتے ہو؟

اس وقت رسول خدا نے فرمایا: سکون سے رہو۔

اس نے پیغمبر کو پہچانا اور کہا: اے محمد! تجھے دیکھنے سے قبل میرے دل میں تمہارے بارے میں کینہ وحسد تھا اب دیکھنے کے بعد اس میں اضافہ ہو گیا ہے۔

اس دوران رسول خدا مسکرائے ہم اس عرب کی گستاخی پر غضب ناک ہوئے اور اس کے بارے میں خطرناک منصوبہ بنایا۔ اس وقت رسول خدا نے ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ہاتھ روک لو!

اعرابی نے کہا: اے محمد! تم گمان کرتے ہو کہ پیغمبر ہو، درحالانکہ پیغمبروں پر تہمت لگا رہے ہو، جبکہ تمہارے پاس ان جیسی کوئی بھی دلیل و برہان موجود نہیں ہے؟

رسول خدا نے فرمایا: تمہیں اس بات کا کیسے پتا چلا ہے؟

اس نے کہا: اگر تمہارے پاس کوئی دلیل و برہان ہے تو اسے بیان کرو۔

پیغمبر خدا نے فرمایا:

"کیا اس بات کو پسند کرو گے کہ تم اپنے گھر سے کیسے نکلے اور اپنے قبیلے کے ساتھ میٹنگ میں کیا ارادہ کیا ہے؟ اگر تم پسند کرو تو میرے اعضا میں سے کوئی عضو سب کچھ بیان کرے تاکہ تمہارے لیے ایک محکم دلیل بن سکے۔"

اعرابی نے کہا: کیا انسان کے اعضائ وجوارح بھی گفتگو کرتے ہیں؟

رسول خدا نے فرمایا ہاں گفتگو کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ اور اس سے گفتگو کرو۔

اعرابی نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو کم سن سمجھتے ہوئے بڑی حقارت سے آپ کی طرف دیکھا اور کہا: وہ تو بچہ ہے میرے ساتھ کیا گفتگو کرے گا۔

رسول خدا نے فرمایا: تم ابھی دیکھ لو گے کہ وہ تمہارے سوالات کے جوابات کیسے دیتا ہے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فوراً اس اعرابی کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

اے اعرابی! سکون سے رہو، اس کے بعد یہ فرمایا:

''تو نے کسی کند ذہن اور کند ذہن کے بیٹے سے سوال نہیں کیا، بلکہ ایک فقیہ اور دانشمند شخص سے سوال کیا ہے درحالانکہ تم نادان و جاہل ہو''

اگر تم مسائل سے جاہل ہو تو آگاہ ہو جاؤ کہ جہالت کی شفا میرے پاس ہے جب تک پوچھنے والا پوچھتا رہے''

تم نے علم وخرد کے ایسے بحر بیکراں سے سوال کیا ہے جسے بالیاں تقسیم نہیں کر سکتیں اس نے یہ علم و دانش رسول خدا سے بطور میراث پایا ہے''

اس کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: بے شک تم نے اپنی گفتگو میں زبان درازی سے کام لیا ہے اور حد سے تجاوز کر گئے ہو تیرے نفس نے تجھے دھوکہ دیا ہے لیکن اس کے باوجود تم یہاں سے با ایمان لوٹ کر جاؤ گے۔

وہ اعرابی حیرانگی سے مسکراتے ہوئے کہتا ہے: ھیھات! یہ بات کس قدر بعید ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

''تم لوگوں نے اپنے ڈیرے پر اجتماع کیا، جہالت و کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپس میں گفتگو کی اور یہ گمان کیا کہ حضرت محمدؐ بے اولاد شخص ہے، تمام عرب اس کے دشمن ہیں (جب اسے قتل کر دو گے) تو کوئی نہیں ہے جو اس کے خون کا انتقام لے''

''تم خیال کرتے ہو کہ آنحضرت کے قاتل ہو، اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اپنی قوم کے کندھوں سے بوجھ اتار دیا ہے، اس وجہ سے تیرے نفس نے تمہیں اس کام پر ابھارا ہے سچ بات تو یہ ہے کہ تو نے عصا ہاتھ میں لیا ہے اور آنحضرت کو قتل کرنا چاہتے ہو، لیکن یہ ارادہ تمہارے لیے مشکل پیدا کر دے گا اور اس کام میں تیری آنکھیں اندھی ہو جائیں گی، تمہارے لیے بہتر تھا کہ یہ ذمہ داری قبول نہ کرتے۔

اب تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ کہیں تمہاری قوم تمہارا مذاق نہ اڑائے لہٰذا تم اپنے ارادہ کو عملی

جامہ پہنانا چاہتے ہو، درحالانکہ خیر واچھائی کی طرف آئے ہو۔ میں تمہیں تمہارے سفر کی داستان سے آگاہ کرتا ہوں کہ تمہارا سفر کیسے گزرا ہے، تو ایسی رات کے وقت باہر نکلا ہے کہ موسم صاف اور روشن تھا، اچانک شدید قسم کا طوفان آیا، جس کی وجہ سے ہر جگہ تاریکی چھا گئی، آسمان تاریک ہو گیا اور بادل آپس میں ٹکرائے، تو اس سرخ گھوڑے کی طرح مشکل میں پھنس گیا کہ اگر پاؤں آگے بڑھائے تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی اور اگر پیچھے ہٹے تو چربی کی مانند ہو جائے گا۔"[1]

"تم نے نہ کسی کے پاؤں کی آواز سنی ہے اور نہ کسی کی گھنٹی کی، درحالانکہ بادل تمہیں گھیرے ہوئے تھے اور ستارے تمہاری آنکھوں سے پنہاں ہو گئے تھے کہ تم نہ تو چمکتے ستارے کے وسیلہ سے راستہ پاسکو اور نہ ہی تمہارے پاس اتنی عقل وبینش تھی کہ جو تمہیں آگاہ کرتی"

تم نے جب تھوڑی سی مسافت طے کر لی تو اپنے آپ کو بیابان میں دیکھا کہ جس کی کوئی انتہا نہ تھی اگر اپنے آپ کو مشکل میں ڈالتے ہوئے چلتے رہتے تو تو اچانک تمہیں ایک ٹیلے کا سامنا کرنا پڑا اور راستے سے بہت دور ہو گئے اور تند و تیز ہواؤں نے تمہارے پاؤں اکھاڑ دیئے، تاریکی میں کانٹے اور خوفناک رعد و برق نے تمہیں اذیت دیں اس بیابان کے ٹیلوں نے تمہیں وحشت زدہ کیا اور اس کے سنگریزوں نے تمہیں تھکا دیا، اچانک جب متوجہ ہوئے تو تم نے اپنے آپ کو ہمارے پاس پایا۔ جس وجہ سے تیری آنکھیں چمک اٹھیں، تیرا دل خوش ہو گیا اور آہ وفریاد ختم ہو گئی"

اعرابی، امام حسن علیہ السلام کی گفتگو سن کر حیران و پریشان ہوتے ہوئے کہتا ہے:

"اے لڑکے! تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا ہے؟ گویا تم نے میرے دل کی گہرائیوں سے پردہ اٹھایا ہے، گویا تم میرے ساتھ حاضر تھے، اور میرے بارے میں تم سے کوئی چیز پنہاں نہیں ہے، گویا تم علم غیب رکھتے ہو۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اکبر! کہو: اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله

[1] یہ لقیط بن زرارہ کی گفتگو سے ایک اقتباس ہے جو اس نے جبلہ کی جنگ میں کی تھی وہ اس دن سرخ گھوڑے پر سوار تھا، اس نے گھوڑے سے کہا: اگر تو اپنی مرضی سے دشمنوں کی طرف گیا تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے اور اگر شکست کی وجہ سے عقب نشینی کرو گے تو وہ تمہارا پیچھا کر کے چربی کی طرح مسل دیں گے پس ثابت قدم رہو اور جرأت و وقار کو اپناؤ (بحار الانوار، نقل از مجمع الامثال جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بے شک محمدؐ اس کا بندہ اور رسولؐ ہے''

اس اعرابی نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا، رسول خداؐ اور تمام مسلمان اس واقعہ سے خوش حال ہوئے، رسول خداؐ نے قرآن مجید کا کچھ حصہ اسے سکھایا۔

اعرابی نے کہا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر جاؤں اور اس واقعہ سے انہیں آگاہ کروں؟

رسول خدا نے اسے اجازت مراحمت فرمائی، وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا، جب وہ اعرابی دوبارہ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے ہمراہ اپنی قوم کا ایک گروہ تھا جو مسلمان ہو گیا تھا۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۳۱۴، مدینۃ المعاجز جلد ۳ صفحہ ۳۵۹، بحارالانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۳۳)

امام حسنؑ نے رومی شخص کو جوابات دیئے

(۴۳-۹۴۷) مذکورہ کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے:

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ایک دن مقام ''رحبہ'' میں تھے وہاں پر ایک شخص کھڑا ہو کر کہتا ہے: میں آپ کی رعیت میں سے ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

تو میری رعیت اور میرے شہر سے نہیں ہے، درحقیقت بادشاہ روم نے تمہیں معاویہ کے پاس بھیجا ہے کہ اس سے کچھ سوالات کرو، لیکن معاویہ ان سوالات کے جوابات نہیں دے سکا، لہٰذا اس نے تمہیں میری طرف بھیج دیا ہے''

اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے اے امیر المومنین! مجھے معاویہ نے ہی مخفیانہ طور پر آپ کے پاس بھیجا ہے، لیکن آپ اس سے آگاہ ہو چکے ہیں، درحالانکہ خدا کے علاوہ اس راز کو کوئی بھی نہیں جانتا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: میرے ان بیٹوں میں سے جس سے چاہو اپنے سوالات پوچھ سکتے ہو۔

اس مرد نے کہا: میں اس آقازادے سے پوچھتا ہوں جس کے بال زیادہ اور خوبصورت ہیں۔ اس کی مراد امام حسن علیہ السلام تھے۔

اس وقت حضرت امام حسن علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

حبئت لتسأل کم بین الحق والباطل؟ و کم بین السمآء والارض؟ و کم بین المشرق والمغرب؟ وما قوس قزح؟ وما المؤنث؟ وما عشرة اشیاء بعضها اشد من بعض؟

''یہ پوچھنے آئے ہو کہ (۱) حق و باطل کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ (۲) آسمان وزمین کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ (۳) مشرق و مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ (۴) قوس وقزح کیا ہے؟ (۵) مونث کیا ہے؟ (۶) وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو ایک دوسرے سے سخت ہیں؟''

اس شخص نے کہا: ہاں، ایسا ہی ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ہاں،

(۱) حق و باطل کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ ہے، کیونکہ جو چیز اپنی آنکھوں سے دیکھو گے وہ حق ہے اور جو کانوں سے سنو گے اکثر و بیشتر باطل ہے۔

(۲) زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ مظلوم کی نفرت کے برابر ہے اور آنکھ کے دیکھنے کی مقدار میں ہے۔

(۳) مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ سورج کی ایک دن کی مسافت ہے۔

(۴) قزح شیطان کا نام ہے نہ کہو: قوس قزح کیونکہ وہ قوس قوس خدائی ہے، وہ نعمتوں کی فراوانی کی علامت ہے اور ساکنین زمین کے غرق ہونے سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

(۵) خنثی وہ ہوتا ہے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ مرد ہے یا عورت، اس کے بارے میں تحقیق کرنی چاہیے، اگر وہ مرد ہو تو اسے احتلام ہوگا، اور اگر عورت ہو تو اسے خون حیض آئے گا اور اس کے پستان ظاہر ہوں گے، اگر اس طرح سے اس کی جنس معلوم نہ ہو سکے تو پھر پیشاب کرتے وقت معلوم ہو جائے گا، اگر پیشاب دھار مار کر نکلے اور دیوار تک پہنچ جائے تو وہ مرد ہے اور اگر اونٹ کی طرح پاؤں پر پڑے تو عورت ہے۔

(۶) وہ دس چیزیں جو ایک دوسرے سے سخت تر ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

خدا نے سخت ترین چیز جو پیدا کی ہے وہ پتھر ہے اس سے سخت لوہا ہے جس سے پتھر کو توڑا جاتا ہے، اس سے سخت تر آگ ہے جو لوہے کو پگھلا کر پانی کر دیتی ہے۔ آگ سے سخت تر پانی ہے جو اسے خاموش کر دیتا ہے اور پانی سے سخت تر بادل ہیں جو اسے اٹھاتے پھرتے ہیں، بادلوں سے سخت تر ہوا ہے جو انہیں پراگندہ کر دیتی ہے ہوا سے شدید تر وہ فرشتہ ہے جو اسے چلاتا ہے اس فرشتے سخت تر ملک الموت ہے جو اس فرشتے کو مار دے گا اور اس سے سخت تر خدا کا فرمان ہے جو موت کو دور کرتا ہے''

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۳۱۹، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۷۲، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۲۵)

احرام حج میں انڈہ توڑنے کا کفارہ

(۹۴۸-۲۴) کتاب مناقب میں آیا ہے کہ عبادۃ بن صامت اور راویوں کا ایک گروہ نقل کرتے ہیں: ایک دن بادیہ نشین عرب حضرت ابوبکر کے پاس آیا ہے اور کہتا ہے:

میں نے لباس احرام پہنا ہوا تھا، کچھ انڈے توڑ کر پکائے ہیں اور انہیں کھایا ہے اب میرے اوپر کتنا کفارہ ہے؟

حضرت ابوبکر نے کہا: اے اعرابی! اس سوال کا جواب میرے لیے مشکل ہے میں نہیں جانتا ہوں اس نے اسے حضرت عمر کے پاس بھیجا وہ بھی جواب نہ دے سکا پھر اسے عبدالرحمان کے پاس بھیجا، وہ بھی جواب دینے سے عاجز رہا، جب وہ تینوں جواب نہ دے سکے تو اس نے کہا: علیؑ سے جا کر پوچھو اعرابی حضرت امیرالمومنینؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

''میرے ان بیٹوں میں جس سے چاہو پوچھ سکتے ہو''

اس وقت حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اے اعرابی! کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا:

فاعمد الی عدد أکلت من البیض نوقاً فاضربهن بالفحول، فما فصل فأهده الی بیت الله العتیق الذی حججت الیه۔

''تم نے جتنے انڈے کھائے ہیں اتنی مقدار میں اونٹوں کو اونٹنیوں پر چھوڑ دو، ان اونٹنیوں کے جتنے بچے پیدا ہوں، انہیں اس خانہ خدا کے ہدایہ کرو، جس کا تم نے حج کیا ہے''

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسنؑ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

''بعض اونٹنیوں کے بچے سقط ہو جاتے ہیں (اس صورت میں کیا کرو گے)

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: بعض انڈے بھی گندے ہو جاتے ہیں۔

راوی کہتا ہے اس دوران ایک آواز سنی گئی کہ وہ کہتا ہے:

''اے لوگو! یہ حکم جو اس بچے نے سمجھا ہے وہی حکم تھا جو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے سمجھا تھا'' (المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۰ بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۴)

امام حسنؑ کا فصیح و بلیغ خطبہ

(۹۴۹۔۲۵) علامہ حلی کے بھائی کتاب "العدد القویہ" میں تحریر کرتے ہیں:

اہل کوفہ کے کچھ لوگ حضرت حسن علیہ السلام کو طعنے مارتے اور کہتے کہ ان کا کوئی بیان نہیں ہے اور نہ وہ اپنی بات پر دلیل و برہان قائم کر سکتے ہیں۔

یہ بات حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے کانوں تک پہنچی، آنحضرت نے اپنے بیٹے کو بلا کر فرمایا:

"اے رسول خداؐ کے فرزند! کوفہ کے لوگ تمہارے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں جو مجھے اچھی نہیں لگتیں"

حضرت امام حسنؑ نے فرمایا: یا امیر المومنین! لوگ کیا کہتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی کا انداز بیان اچھا نہیں ہے اور وہ دلیل و برہان قائم نہیں کر سکتا اب منبر تیار ہے، منبر پر جاؤ اور لوگوں کے سامنے گفتگو کرو"

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: یا امیر المومنین! میں آپ کی موجودگی میں گفتگو نہیں کر سکتا۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے نہیں آؤں گا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے منادی کا حکم دیا کہ لوگوں کو مسجد میں اکٹھا کرے، مسلمان ہر طرف سے مسجد کی طرف آنا شروع ہو گئے اور مسجد میں اکٹھے ہو گئے، حضرت امام حسن علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہوئے، ایک مختصر الیتہ فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، لوگوں نے گریہ وزاری کرنا شروع کر دیا۔

پھر حضرت امام حسنؑ نے خوبصورت انداز میں گفتگو کی اور فرمایا:

ایھا الناس! اعقلوا عن ربکم "ان اللہ عزوجل اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّیَّةً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۴﴾ (آل عمران آیہ ۳۳ و ۳۴)

فنحن الذریة من آدم والاسرة من نوح والصفوة من ابراھیم، والسلالة من اسماعیل، وآل محمدؐ۔

نحن فیکم کالسماء المرفوعة، والارض المدحوة، والشمس الضاحیة وکالشجرة الزیتونة لا شرقیة ولا غربیة، التی بورك زیتھا، النبی اصلھا، وعلی فرعھا، ونحن

واللہ ثمۃ تلک الشجرۃ فمن تعلق بغصن من اغصانہا نجا، ومن تخلف عنہا فالی النار ھوی۔

"اے لوگو! اپنے پروردگار کے بارے میں غور وفکر کرو کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں سے چن لیا ہے"۔ ان میں سے بعض کی نسل بعض ہے اور اللہ سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی"

"ہم حضرت کی ذریت سے ہیں، ہم خاندان حضرت نوحؑ سے ہیں ہم ابراہیم کے منتخب شدہ، حضرت اسماعیل کی سلالہ اور حضرت محمدؐ کی آل سے ہیں"

"ہم آپ لوگوں کے درمیان بلند و بالا آسمان، پھیلی ہوئی زمین، چمکتے سورج اور اس درخت زیتون کی مانند ہیں جس کے بارے میں مشرق ومغرب نہیں ہے اور اس کا پھل پر برکت اور مبارک ہے، یہ وہی درخت ہے جس کی اصل نبی اکرمؐ اور شاخ علیؑ ہیں، خدا کی قسم، ہم اس درخت کے پھل ہیں، جو کوئی اس کی شاخ مضبوطی سے تھام لے گا وہ نجات پا جائے گا اور جو کوئی اس سے دور ہو گا وہ دوزخ میں جائے گا"

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام مسجد کے آخر سے لوگوں کے درمیان سے اٹھے اور منبر کی طرف چلے جبکہ آپ کی عبا زمین پر لگ رہی تھی، آپ منبر پر گئے اور اپنے بیٹے حسنؑ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اس کے بعد فرمایا:

"اے رسول خدا کے بیٹے! تم نے ان لوگوں پر حجت خدا تمام کردی ہے اور ان پر اپنی اطاعت واجب کردی ہے ہلاکت ہو اس کے لیے جو تمہاری مخالفت کرے" (العدد القویہ صفحہ ۳۱، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۵۸)

ناس، اشباہ ناس اور نسناس کے معانی

(۲۶-۹۵۰) تفسیر فرات میں آیا ہے کہ حسین بن علوان کہتے ہیں:

چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی سے اور وہ حضرت امام سجاد علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

ایک شخص حضرت علی علیہ السلام سے کہتا ہے: یا امیر المومنین! مجھے ناس (لوگ) اور اشباہ ناس اور نسناس کے معانی سے آگاہ فرمائیں؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے بیٹے حسنؑ اسے جواب دو۔

حضرت امام حسن علیہ السلام اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

تم نے "ناس" یعنی مرد کے بارے میں سوال کیا ہے، اس سے مراد رسول خداؐ ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ (بقرہ:۱۹۹)

"پھر اسی جگہ سے کوچ کرو جہاں سے لوگ کوچ کرتے ہیں" اس سے مقصود رسول خداؐ اور ہم ہیں"

"اشتباہ سے مراد ہمارے شیعہ ہیں، وہ ہم سے مشابہ ہیں"

"نسناس سے مراد دوسرے لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (فرقان آیہ ۴۴)

"چارپائیوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے گمراہ ہیں" (تفسیر فرات صفحہ ۶۴ جلد ۳۰)

نوٹ

علمائے امامیہ کے بعض تصانیف میں درج ذیل دو اشعار کی نسبت حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرف دی گئی ہے

اغن عن المخلوق بالخالق

تغن عن الکاذب بالصادق

واسترزق الرحمان من فضله

فلیس غیر اللهمن رازق

"اگر اپنے خالق کے ذریعے مخلوق سے بے نیاز ہوتے تو درواقع تم سچے پروردگار کے ذریعے اس مخلوق سے بے نیاز ہوئے ہو جو اپنے آپ کو جھوٹا غنی کہتی ہے۔ رزق و روزی کے فضل و کرم سے طلب کرو، پس اللہ کے علاوہ کوئی بھی رازق نہیں ہے"

پانچواں باب

حضرت ابا عبداللہ الحسین صلوات اللہ علیہ

شہادت حسینؑ کے عوض کچھ عنایات

(۱۔۹۵۱) شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "امالی میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت جعفر صادق علیہما السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ عوض الحسین علیہ السلام من قتلہ ان جعل الامامۃ فی ذریتہ، والشفاء فی تربتہ، واجابۃ الدعاء عند قبرہ، والاتعد ایام زائریہ جائیا وراجعا من عمرہ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے شہادت حسینؑ کے بدلے میں کچھ چیزیں عنایت فرمائی ہیں، ان کی اولاد کو مقام امامت عطا کیا ہے، ان کی تربت میں شفا رکھی ہے، ان کی قبر مطہر کے نزدیک دعا قبول ہوتی ہے اور جو زائرین ان کی زیارت کے لیے جاتے ہیں اور واپس لوٹتے ہیں وہ ایام ان کی عمر میں شمار نہیں ہوتے"

محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یہ تو وہ فیوضات ہیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی برکت سے ان کے چاہنے والوں کو عطا ہوئے ہیں، پس خود ان بزرگوار کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پیغمبر خداؐ سے ملحق کیا ہے، آنحضرت اپنے جد بزرگوار کے ہمراہ اور پیغمبر خداؐ کے درجہ و مقام پر فائز ہیں"۔

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیہ کی تلاوت فرمائی:

والذین امنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم ...

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریت کو بھی انہیں سے ملا دیں گے.........''

مولف کے بقول طبری نے اس حدیث کو کتاب ''بشارۃ المصطفیٰ'' میں بھی نقل کیا ہے۔

(امالی طوسی صفحہ ۳۱۷، بحارالانوار جلد ۴۴، صفحہ بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۲۱۱)

امام حسینؑ کے پاؤں کی خاک چہرے پر ملی

(۹۵۲۔۲) کتاب ''بحارالانوار'' اور ''فضائل الحسینیہ'' میں مذکور ہے۔

ایک دن رسول خداؐ نے راستے میں ایک بچے کو دیکھا تو بیٹھ گئے، اسے بغل میں لیا پیار کیا۔

اصحاب نے آنحضرتؐ سے اس طرح سے پیار کرنے کی وجہ پوچھی تو رسول خداؐ نے فرمایا:

انی أحبہ لانہ یحب ولدی الحسین لانی رأیت انہ یرفع التراب من تحت اقدامہ ویضعہ علی وجھہ، واخبرنی جبرئیل انہ یکون من انصارہ فی وقعۃ کربلا۔

''میں نے اس بچے کے ساتھ اس وجہ سے شفقت کی ہے کہ وہ میرے بیٹے حسینؑ کو دوست رکھتا ہے، میں نے ایک دن دیکھا کہ یہ بچہ میرے حسین کے پاؤں کی خاک اٹھا کر اپنے چہرے پر لگا رہا تھا، جبرئیل نے مجھے بتایا کہ یہ بچہ واقعہ کربلا میں میرے حسینؑ کے اصحاب میں سے ہوگا''

(بحارالانوار جلد ۴۴ صفحہ ۲۴۲، الخصائص الحسینیہ صفحہ ۵۳)

حضرت امام حسینؑ پیغمبر خداؐ کے پہلو میں

(۹۵۳۔۳) ابن قولویہ لکھتے ہیں کہ ابن ابی یعفور کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن رسول خداؐ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہراء سلام علیہا کے گھر میں موجود تھے، حضرت امام حسینؑ آنحضرتؐ کے پہلو میں تھے، اچانک پیغمبر خدا نے گریہ کرنا شروع کیا اور سجدہ ریز ہو گئے۔

پھر فرمایا: اے فاطمہؑ! اے دختر محمدؐ! علی اعلا ابھی خوبصورت شکل میں آپ کے گھر میں مجسم ہوا اور کہا:

یا محمد! أتحب الحسین علیہ السلام؟

''اے محمدؐ! کیا حسین کی محبت رکھتے ہو؟''

میں نے کہا:

نعم، قرۃ عینی، وریحانتی، وثمرۃ فوادی، وجلدۃ ما بین عینی۔

''ہاں، وہ میری آنکھوں کا نور اور میرا بیٹا ہے وہ میرے دل کا میوہ اور میری آنکھوں کے درمیان کا پردہ ہے''

پھر اس نے حسینؑ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

''اے محمدؐ! آپؐ کو وہ مولود مبارک ہو، اس پر خدا کا درود و سلام، برکتیں اور رحمتیں ہیں۔ جو اسے قتل کرے گا اور اس کے ساتھ جنگ لڑے گا اس پر خدا کی لعنت، خشم، عذاب اور رسوا کنندہ عتاب ہو''

''آگاہ ہو جاؤ! وہ دنیا و آخرت میں اولین و آخرین شہید کا آقا و سردار ہے، وہ تمام مخلوق میں سے جنت کے جوانوں کا سردار ہے، اس کا باپ اس سے افضل و برتر ہے، پس اسے سلام پہنچائیں اور خوش خبری دیں کہ وہ ہدایت کا پرچم ہے، وہ میرے دوستوں کا راہنما اور میری مخلوق کا محافظ و گواہ ہے، وہ میرے علم کا خزانہ دار ہے اور وہ تمام اہل آسمان و زمین اور تمام جنوں اور انسانوں پر میری حجت ہے''

(کامل الزیارات صفحہ ۱۴۱، بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۲۳۸)

جناب علامہ مجلسیؒ اس حدیث شریف کی وضاحت میں تحریر کرتے ہیں: اس حدیث میں اعلیٰ سے مراد فرستادہ خدا یعنی جبرئیل ہے، یا ظاہر ہونے سے مراد ظہور علمی کا بلند ترین مرتبہ ہے۔ بہترین شکل سے مراد صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا آنحضرت کے لیے ظاہر ہونا ہے اور امام حسین علیہ السلام کا سر پر ہاتھ رکھنا کنایہ ہے ان پر فیض و رحمت ہے۔

امام حسینؑ نے انگوروں کا مطالبہ

(۹۵۴۔۴) جناب طبری اپنی کتاب ''دلائل الامامہ'' میں لکھتے ہیں کہ کثیر ابن شاذان کہتے ہیں:

میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا جبکہ آپ کے بڑے بیٹے حضرت علی اکبر بھی وہاں موجود تھے کہ انہوں نے اپنے والد گرامی سے انگوروں کا مطالبہ کیا، جبکہ اس وقت انگوروں کا موسم نہیں تھا، اچانک حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا دست مبارک مسجد کے ستون پر مارا تو اس سے انگوروں اور کیلوں کا گچھا باہر آ گیا، انہوں نے وہ اپنے بیٹے کو دیئے کہ وہ انہیں کھائیں۔

پھر میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

ما عند الله لاولیائه اکثر۔

''وہ مقام و مرتبہ جو اولیا کا اللہ کے نزدیک ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے''

(دلائل الامامہ صفحہ ۱۸۳، جلد ۵)

حسینؑ کا علم رسولؐ کا علم ہے

(۹۵۵۔۵) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ حذیفہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

واللہ! لیجمعن علی قتلی طغاۃ بنی امیۃ، ویقدمھم عمر بن سعد۔

''خدا کی قسم! بنی امیہ کے سرکش لوگ مجھے قتل کرنے کے لیے اکٹھے ہوں گے، جبکہ عمر بن سعد سب سے پیش قدم ہوگا''

حضرت امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ قول حیات پیغمبر میں فرمایا تھا، اس اعتبار سے میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا: کیا رسول خداؐ نے آپ کو اس بات سے آگاہ کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں

اس کے بعد رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آنحضرت کے سامنے بیان کیا:

رسول خدا نے فرمایا:

علمی علمہ، وعلمہ علمی، وانا لنعلم بالکائن قبل کینونتہ۔

''میرا علم، حسینؑ کا اور حسینؑ کا علم میرا علم ہے، ہم (خاندان نبوت) حادثات کے واقع ہونے سے قبل جانتے ہیں'' (دلائل الامامہ صفحہ ۱۸۳ بحار جلد ۴۴ صفحہ ۱۸۴)

جابر کی امام علیہ السلام کو پیشکش

(۹۵۷۔۷) کتاب ''الثاقب والمناقب'' میں آیا ہے

جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں: جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو میں نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ رسول خداؐ کے بیٹے اور ان کے دونواسوں میں سے ایک ہیں، بہتر یہی سمجھتا ہوں کہ آپ بھی اپنے برادر بزرگوار حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرح اس قوم سے مصالحت کر لیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

''اے جابر! سچ بات تو یہ ہے کہ میرے برادر بزرگوار نے یہ کام اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے انجام دیا ہے، میں بھی اللہ ورسول کے تابع فرمان ہوں، کیا تم اس وقت اسی جگہ پر رسول خدا، علی مرتضیٰؑ اور میرے بھائی حسن مجتبیٰ کو دیکھنا چاہتے ہو؟''

کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک آسمان کا دروازہ کھلا، رسول خداؐ، علی مرتضیٰؑ، امام حسن مجتبیٰؑ، حضرت حمزہ سید الشہداء، جعفر طیار اور زید آسمان سے نازل ہوئے، میں خوف کے مارے ایک گوشہ میں دبک گیا۔

رسول خداؐ نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

یا جابر! ألم اقل لك في امر الحسنؑ قبل الحسينؑ لا تكون مؤمناً حتى تكون الائمتك على، ولا تكون معترضاً؟

''اے جابر! کیا میں نے تمہیں امام حسینؑ کے کام سے پہلے امام حسنؑ کے کام کے بارے میں نہیں کہا تھا کہ تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اماموں کے سامنے سر تسلیم خم نہ ہو جاؤ اور ان پر زبان اعتراض نہ کھولو؟''

''کیا تم امام حسینؑ کا بلند مقام اور آپ کے قاتل یزید کا افسوس ناک ٹھکانہ دیکھنا چاہتے ہو؟''

میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ!

رسول خداؐ نے مبارک پاؤں سے زمین پر ٹھوکر ماری تو زمین پھٹ گئی، اور ایک سمندر ظاہر ہوا، اس کے بعد ایک اور ٹھوکر ماری تو زمین دوبارہ پھٹی یہاں تک کہ ساتوں زمینیں ظاہر ہوگئیں، میں نے ان تمام کے نیچے آگ دیکھی کہ اس میں ایک زنجیر تھی جس کے ساتھ یزید اور شیطان بندھے ہوئے تھے وہ جہنمیوں کے سخت ترین عذاب میں گرفتار تھے۔

پھر رسول خداؐ نے فرمایا: اپنا سر اوپر اٹھاؤ۔

جابر کہتے ہیں: میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا، اچانک آسمان کے دروازے کھل گئے میں نے بہشت کے بلند ترین درجات مشاہدہ کیے اس کے بعد رسول خداؐ اپنے ساتھیوں سمیت آسمان کی طرف بلند ہوئے، جب آنحضرت فضا میں گئے تو امام حسینؑ سے فرمایا: میرے بیٹے! ہمارے ساتھ ملحق ہو جاؤ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ بلند ہوئے اور تمام کے تمام بہشت کے بلند ترین درجات میں داخل ہوئے۔

پھر رسول خداؐ نے وہاں سے مجھے دیکھا، درحالانکہ حضرت امام حسینؑ کا دست مبارک پکڑا ہوا تھا اور مجھ سے فرمایا:

یا جابر! هذا ولدي معي هاهنا فسلّم له امره، ولا تشك لتكون مؤمناً

''اے جابر! میرا یہ بیٹا مقام و مرتبہ میں میرے ساتھ ہے، اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرو اور شک میں گرفتار نہ ہو، تا کہ مومن بن سکو''

جابر کہتے ہیں: میں اندھا ہو جاؤں اگر وہ کچھ بیان کروں جو میں نے رسول خداؐ سے نہ دیکھا ہو۔ (الثاقب المناقب صفحہ ۳۲۲)

شیعہ سچا شہید ہوتا ہے

(۹۶۰۔۱۰) زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سید الشہید امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

مامن شیعتنا الا صدیق شهید۔

''ہمارا شیعہ نہیں مگر وہ جو راست گو اور شہید ہے''

میں نے عرض کیا یہ کس طرح ممکن ہے حالانکہ وہ سونے کے کمرے میں مرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ

(سورۃ حدید آیہ ۱۹)

''وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں وہ اپنے پروردگار کے نزدیک سچے اور شہید ہیں''

پھر فرمایا:

لولم تكن الشهادة الا لمن قتل بالسيف لاقل الله الشهداء۔

''اگر شہادت صرف تلوار سے قتل ہونے والوں کے لیے ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کی تعداد کم کرتا''

(الدعوات راوندی صفحہ ۲۴۲، بحار الانوار جلد ۸۶ صفحہ ۱۷۳)

فطرس کو پر کیسے ملے؟

(۹۶۱۔۱۱) قطب راوندی نے اپنی کتاب ''خرائج'' میں روایت نقل کی ہے:

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو خداوند متعال نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر جائے اور حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمدؐ کو مبارک باد پیش کرے۔

حضرت جبرئیل فرشتوں کی ایک جماعت لے کر زمین پر نازل ہوا، راستے میں ایک جزیرہ دیکھا، جس میں فرشتہ بنام فطرس گرا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے کسی کام پر مامور کیا تھا لیکن اس نے اس کام کو انجام دینے میں کوتاہی کی، اس وجہ سے اس کے پر ٹوٹے ہوئے تھے اور اسے اس جزیرے میں پھینکا گیا تھا، وہ فرشتہ وہاں پر سات سال تک خدا کی عبادت میں مشغول رہا۔ جب فطرس نے جبرئیل کو دیکھا تو پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟

اس نے کہا: حضرت محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہونے میں جا رہا ہوں۔

اس نے کہا:

احملني معك لعله يدعولي.

"مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلو، شاید آنحضرتؐ میرے لیے دعا فرما دیں"

حضرت جبرئیل نے اس کی گذارش قبول کر لی اور اسے ہمراہ لے کر رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلے، جب حضرت کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوئے تو جبرئیل نے فطرس کی داستان آنحضرت کی خدمت میں عرض کی۔ رسول خداؐ نے فرمایا:

قل له: يتمسح بهذا المولود جناحه.

"اس سے کہو کہ اپنے پر اس مولود کے گہوارے کے ساتھ مس کرے"

فطرس نے اپنے بال و پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے گہوارے کے ساتھ مس کیے تو خداوند کریم نے فوراً اس کے بال و پر اسے عطا کر دیئے۔ پھر فطرس حضرت جبرئیل کے ہمراہ آسمان کی طرف پرواز کر گیا، اسے تمام فرشتوں کے درمیان حضرت امام حسین علیہ السلام کا آزاد شدہ نام دیا گیا۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۵۲، بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۱۸۲)

ہر چیز کو معصومؑ کی اطاعت کا حکم

(۹۶۲۔ ۱۲) کتاب "مناقب" میں تحریر کرتے کہ زرارہ بن اعین کہتے ہیں:

میں نے اپنے آقا و مولا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل فرمایا:

ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کسی مریض کی تیمارداری کے لیے گئے وہ بخار کی شدت سے تڑپ رہا تھا، جب آنحضرت مریض کے گھر میں داخل ہوئے تو اس کا بخار ٹھنڈا پڑ گیا۔ مریض حضرت امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں عرض کرتا ہے کہ سچ بات تو یہ ہے کہ میں اس مقام و مرتبہ کی حقانیت پر راضی ہوں جو آپ کو عطا کیا گیا ہے، کہ بخار آپ سے راہ فرار اختیار کرتا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

والله ما خلق الله شيئا الا وقد امر بالطاعة لنا.

"خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی ایسی چیز پیدا نہیں کی، مگر یہ کہ اسے ہمارے لیے اطاعت کا حکم دیا ہے"

مرد کا ہاتھ عورت کے بازو پر

(۹۶۳۔ ۱۳) جناب طوسیؒ کتاب "التہذیب" میں رقمطراز ہیں کہ ایوب بن اعین کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا:

ایک خاتون خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھی، اس کے پیچھے ایک مرد تھا، اس خاتون نے اپنے بازو چادر سے باہر نکالے ہوئے تھے، اس شخص نے اپنا ہاتھ اس خاتون کے بازو پر رکھا، خداوند قدیر نے اس کے ہاتھ اس کے بازو کے ساتھ چمٹا دیے، جب حاجیوں کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے طواف کعبہ چھوڑ دیا، معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ان دونوں کو حاکم کے پاس بھیجا گیا، سب لوگ اکٹھے ہو گئے اور فقہاء سے ان کے بارے میں حکم پوچھنا چاہتے تھے۔

فقہاء نے کہا کہ اس شخص کا ہاتھ کاٹ دینا چاہیے، کیونکہ وہ خباثت وزیادتی کا مرتکب ہوا ہے۔

حاکم نے کہا: یہاں پیغمبر خدا مصطفیٰؐ کی اولاد میں کوئی نہیں ہے؟

انہوں نے کہا: کیوں نہیں، آج رات ہی حضرت امام حسین علیہ السلام وارد ہوئے ہیں۔ حاکم نے ایک شخص کو امام حسینؑ کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرتؑ یہاں تشریف لائیں جب آنحضرت تشریف فرما ہوئے تو حاکم نے کہا کہ ان دونوں کو دیکھیں انہوں نے کیا کام کیا ہے؟

حضرت امام حسینؑ رو بہ قبلہ کھڑے ہوئے اور اپنے دست مبارک آسمان کی طرف بلند کیے اور ایک لمبی مدت تک دعا میں مشغول رہے۔ پھر ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور مرد کا ہاتھ عورت کے بازو سے جدا کیا۔

حاکم نے کہا: کیا اس شخص کو اس کے گناہ کی سزا نہیں دیں گے؟

حضرت نے فرمایا: نہیں۔ (المناقب جلد ۴ صفحہ ۵۱، بحارالانوار جلد ۴۴ صفحہ ۱۸۳)

ابن جویرہ کا بدن ٹکڑے ٹکڑے

(۹۶۴۔۱۴) جناب علامہ مجلسی کتاب "بحارالانوار" میں تحریر فرماتے ہیں کہ عطاء بن سائب کے بھائی کہتے ہیں:

میں روز عاشور کربلا میں حاضر تھا کہ قبیلہ تیم کا ایک شخص بنام "عبداللہ بن جویرہ" حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آ کر کہتا ہے یا حسینؑ!

امام حسینؑ نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ اس ملعون نے کہا: تجھے آتش جہنم مبارک ہو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

کلا انی اقدم علی رب غفور و شفیع مطاع و انا من خیر الی خیر من انت؟

"ہرگز ایسا نہیں ہے، بے شک میں رب غفور اور شفیع مطاع (جس کی اطاعت کی جائے) کی طرف جا رہا ہوں، میں خیر کی طرف سے ہوں اور خیر کی طرف جا رہا ہوں، تم کون ہو؟"

اس نے کہا: میں جویرہ کا بیٹا ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہاتھ اس قدر بلند کیے کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، پھر اس پر نفرین

کرتے ہوئے فرمایا:

اللھم جرہ الی النار

"اے میرے معبود! اسے آتش جہنم سے دوچار کر"

ابن جویرہ غصے سے بھڑک اٹھا اور آنحضرت پر حملہ کر دیا، لیکن اس کا گھوڑا مضطرب ہوا اور اسے اس طرح سے گرایا کہ اس کا پاؤں رکاب میں پھنس گیا اور سرزمین کی طرف لٹک گیا، گھوڑے نے تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا، اس کا سر پتھروں اور درختوں سے ٹکراتا رہا، اس طرح سے اس کا نجس بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور بدن کا کچھ حصہ رکاب میں لٹکا رہا۔ اس طرح سے وہ شخص واصل جہنم ہوا۔ (بحارالانوار جلد ۴۴ صفحہ ۱۸۷)

امام حسینؑ نے دیت ادا کی

(۹۶۵-۱۵) کتاب "جامع الاخبار میں تحریر ہے:

ایک بادیہ نشین عرب حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور کہتا ہے: اے رسول خدا کے بیٹے! میں مکمل دیت ادا کرنے کا ضامن ہوا ہوں، لیکن اب اسے ادا کرنا میرے بس سے باہر ہے، میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اس کام کے لیے کسی بزرگوار ترین شخص سے درخواست کرتا ہوں، میں نے خاندان رسول خداؐ سے بزرگوار ترین کسی کو نہیں پایا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"اے برادر عرب! میں تم سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں، اگر ان میں سے ایک کا جواب دیا تو جو دیت تم نے بتائی ہے اس کا تیسرا حصہ ادا کروں گا، اگر دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیا تو دو حصے اور اگر تیسرے کا بھی جواب دے دیا تو مکمل دیت ادا کروں گا"

اعرابی نے کہا: اے رسول خداؐ کے بیٹے! کیا آپ جیسی شخصیت مجھ جیسے سے سوال کرے گی، درحالانکہ آپ کا تعلق خاندان علم وشرف سے ہے؟

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا:

"ہاں، میں نے اپنے جد بزرگوار رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"نیکی ہر شخص کی معرفت کے مطابق ہے"

اعرابی نے کہا: آپ جو پوچھنا چاہتے ہیں، وہ پوچھیں، اگر معلوم ہوا تو جواب دوں گا ورنہ آنجناب سے پوچھ لوں گا، اللہ کے علاوہ کوئی بھی صاحب قدرت نہیں ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

کون سے اعمال افضل و برتر ہیں؟"

اعرابی نے کہا: خدا پر ایمان رکھنا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

ہلاکت سے بچنے کا راستہ کون سا ہے؟"

اعرابی نے کہا: الثقة بالله۔ "خدا پر اعتماد کرنا"

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"مرد کے لیے کون سی صفت موجب زینت ہے؟"

اعرابی نے کہا: ایسا علم جس کے ہمراہ تحمل و بردباری ہو۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر یہ صفت نہ پائی جائے تو پھر کیا ہے؟"

اعرابی نے کہا: ایسا مال جس کے ہمراہ جوانمردی ہو۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر کیا ہے؟

اعرابی نے کہا: "فقر جو صبر کے ہمراہ ہو۔"

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر کیا ہے۔؟

اعرابی نے کہا: پس ایسے شخص پر آسمان سے بجلی گرے اور اسے جلا کر راکھ کر دے، کیونکہ وہ اسی سزا کا مستحق ہے۔

اس دوران آنحضرت مسکرائے اور اسے ایک تھیلا عطا کیا، جس میں سونے کے ہزار دینار تھے اس کے علاوہ اپنی ایک انگوٹھی بھی اسے بخش دی، جس کے نگین کی قیمت دو سو درہم تھی۔

اس کے بعد فرمایا:

"اے اعرابی! سونے کے ہزار دینار دیت ادا کرو اور اس انگوٹھی کو اپنی زندگی کے اخراجات میں استعمال کرو"

اعرابی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی عطا شدہ چیزیں لیں اور درج ذیل آیہ کریمہ کی تلاوت کی۔

الله اعلم حيث يجعل رسالته۔ (سورہ انعام آیہ ۲۴)

"اللہ تعالٰی سب سے بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں برقرار دے"

(جامع الاخبار صفحہ ۱۳۷، بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۱۹۶)

شتر مرغ کے انڈوں کا کفارہ

(۹۶۶۔۱۶) جناب علامہ مجلسی تحریر کرتے ہیں کہ ابو سلمہ کہتے ہیں:

ایک سال میں مراسم حج ادا کرنے کے لیے عمر بن خطاب کے ساتھ شریک ہوا، جس وقت ہم وادی "ابطح" میں پہنچے تو اچانک ایک بادیہ نشین عرب ہماری طرف آیا، جب وہ حضرت عمر کے قریب پہنچا تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے لباس احرام پہنا ہوا تھا اسی حالت میں، میں نے شتر مرغ کے کچھ انڈے پکا کر کھائے، اب میرے اوپر کون سا کفارہ واجب ہے؟

حضرت عمر بن خطاب نے کہا: اس مسئلے کا حکم مجھے معلوم نہیں ہے، بیٹھ جاؤ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ کے اصحاب میں کسی کے ذریعے تمہاری اس مشکل کو حل کر دے۔

اس دوران امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ تشریف لائے، حضرت عمر نے کہا: یہ علی بن ابی طالب ہیں، اپنا سوال ان سے پوچھو۔

اعرابی کھڑا ہوا اور آنحضرت سے سوال کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اے اعرابی! اپنے سوال کا جواب اس بچے سے پوچھو"

اعرابی نے کہا: آپ میں سے ہر کوئی جواب دوسرے کے حوالے کیوں کر رہا ہے؟

لوگوں نے اشارہ کرتے ہوئے اسے کہا: تمہارے اوپر وائے ہو! یہ رسول خداؐ کے فرزند ہیں، ان سے پوچھ لو۔

اعرابی نے کہا: اے رسول خداؐ کے فرزند! میں گھر سے اعمال حج بجالانے کے لیے نکلا تھا در حالانکہ لباس احرام پہنا ہوا تھا، اس نے اپنا مسئلہ بیان کیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جواب دیا:

کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں

آپ نے فرمایا:

"جتنی مقدار میں شتر مرغ کے انڈے کھائے ہیں اسی مقدار میں اونٹنیوں پر اونٹ چھوڑو، ان سے جتنے بچے پیدا ہوں انہیں خانہ خدا کے لیے ہدیہ کر دو"

حضرت عمر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا: یا حسینؑ! ہو سکتا ہے کہ بعض اونٹنیوں کے بچے سقط کر جائیں اس صورت میں اس کا وظیفہ کیا ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

''اے عمر! ہوسکتا ہے شترمرغ کے بعض انڈے بھی گندے ہوں''

حضرت عمر نے کہا: آپ نے سچ کہا اور خوب کہا۔

اس دوران امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے بیٹے کو سینے سے لگاتے ہوئے قرآن مجید کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (آل عمران آیہ ۳۴)

''وہ ایسے فرزند ہیں جن میں بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے''

(بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۱۹۷ جلد ۴۴، صفحہ ۲۷۸)

امام حسینؑ کی ولادت پر آتش جہنم خاموش

(۱۷-۹۶۷) شیخ صدوقؒ کتاب ''کمال الدین'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں: میں نے رسول خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ کے ایک فرشتے کا نام دردائیل ہے، اس فرشتے کے سولہ (۱۶) ہزار پر ہیں، اس کے ایک پر کا دوسرے پر سے اتنا فاصلہ ہے، جتنا زمین سے آسمان کے درمیان ہے''

ایک دن اس فرشتے نے اپنے آپ سے کہا: کیا میرے پروردگار سے مافوق کوئی چیز ہے؟

اللہ تعالیٰ اس کی اس گفتگو سے آگاہ ہوا! تو اس کے پر دگنے کر دیئے کہ اس کے پروں کی تعداد بتیس ہزار (۳۲۰۰۰) ہوگئی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی نازل کی اور فرمایا: اب پرواز کرو۔

اس نے پانچ سو (۵۰۰) سو سال پرواز کی، لیکن اس کا سر عرش کے پہلے پائے تک نہ پہنچ سکا کہ تھک گیا۔ جب اللہ تعالیٰ اس کی خستگی سے آگاہ ہوا تو اس پر وحی کی: اے میرے فرشتے! اپنے مقام پر واپس چلے جاؤ، کیونکہ میں ہر بزرگی سے بزرگ، بالاتر اور برتر خدا ہوں، مجھ سے بالاتر کوئی بھی چیز نہیں ہے، میں ہرگز کسی مکان سے متصف نہیں ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے پر اور مقام و مرتبہ واپس لیا اور فرشتوں کی صف سے نکال دیا۔

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام جمعرات کی عصر اور شب جمعہ کے وقت دنیا پر تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ مالک خازن جہنم پر وحی نازل فرمائی کہ اس مولود کی خاطر جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو عطا کیا ہے، آتش جہنم کو خاموش کر دو۔

فرشتہ رضوان خازن بہشت پر وحی نازل فرمائی کہ اس کریم و شریف مولود کی خاطر جو حضرت محمد کو عطا کیا گیا، جنت کو مزین و معطر کرو۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حوروں پر وحی نازل فرمائی کہ اس مولود کی خاطر جو محمدؐ کے لیے دنیا پر وارد ہوا ہے اپنے آپ کو سجاؤ اور

ایک دوسرے کے دیدار کے لیے نہ جاؤ۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر وحی فرمائی کہ کھڑے ہو جاؤ اور صف باندھ لو اور تسبیح، تحمید، تمجید اور تکبیر میں مشغول ہو جاؤ کیونکہ دنیا میں محمدؐ کے مولود مسعود متولد ہوئے ہیں۔

ای طرح اللہ تعالیٰ نے جبرئیل پر وحی نازل فرمائی کہ فرشتوں کے ہزار قبیلوں کہ ہر قبیلہ میں ہزار ہزار فرشتے ہیں کو اپنے ساتھ لے کر ابلق (چترے) گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ جن پر زینیں کسی ہوئی ہیں اور لگا میں چڑھی ہوئی ہیں، ان کی پشت پر در و یاقوت کے قبے بنے ہوئے ہیں، ان سے ہمراہ روحانیوں نام کے فرشتے ہیں جن کے ہاتھوں میں نور کے طشت ہیں۔ حضرت محمدؐ کی طرف جاؤ اور انہیں مولود مسعود کی مبارک باد دو۔

''اے جبرئیل پیغمبر کو مطلع کر دیں کہ میں نے اس کا نام حسینؑ رکھا ہے، انہیں مبارک باد کے ساتھ تسلیت دیتے ہوئے کہو:''

''اے محمدؐ! تیری امت کے شریر ترین لوگ جو بد ترین گھوڑوں پر سوار ہوں گے تیرے اس بیٹے کو قتل کریں گے، اس کے قاتل پر وائے ہو اور افسوس ہو ان پر جو گھوڑے دوڑائیں گے، افسوس ہو ان پر جو ان کے راہنما بنیں گے، میں قاتل حسینؑ سے بیزار ہوں اور وہ بھی مجھ سے دور ہے، کیونکہ روز قیامت قاتل امام حسینؑ کا جرم سب سے بڑا جرم ہوگا، روز قیامت امام کے قاتل ان لوگوں کے ہمراہ جہنم میں ہوں گے جو اپنے خیال میں خدا کا شریک قرار دیتے ہیں، آتش جہنم اس دن قاتل حسینؑ کو بڑے شوق سے دبوچ گی۔''

رسول خداؐ نے فرمایا: جب جبرئیل پیام الٰہی لے کر زمین کی طرف آ رہا تھا راستے میں فرشتہ دردائیل سے ملاقات ہوئی، دردائیل نے اس سے کہا: اے جبرئیل! آج آسمان پر کیسا شور ہے؟ کیا دنیا والوں کے قیامت برپا ہوگئی ہے؟

حضرت جبرئیل نے کہا: حضرت محمدؐ کے ہاں دنیا میں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے، رب خداوند قدوس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں مبارکباد پیش کروں۔

اس فرشتے نے کہا: اے جبرئیل! تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے تجھے خلق کیا ہے۔ جب تم حضرت محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوں تو حضرت کی خدمت میں میرا اسلام بھی عرض کر دیں اور انہیں کہو کہ آپ کو اس مولود کے حق کی قسم دیتا ہوں کہ خداوند متعال سے میرے لیے دعا کریں کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے میرے بال و پر اور وہ مقام و مرتبہ واپس لوٹا دے جو میرا فرشتوں کے درمیان تھا، حضرت جبرئیل زمین پر نازل ہوا اور جب رسول خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوا، اس طرح سے جیسے خدا نے فرمایا تھا آنحضرت کی خدمت اقدس میں مبارک باد تہنیت اور تسلیت عرض کی ہے۔ رسول خدا نے فرمایا: کیا میری امت کے لوگ اسے قتل کریں گے؟

حضرت جبرئیل نے کہا: ہاں یا محمدؐ۔
پیغمبر خدا نے فرمایا:

ما هؤلاء بامتي، انا بري منهم والله عزوجل بري منهم۔

''وہ میری امت سے نہیں ہیں، میں ان سے بیزار ہوں اور خداوند متعال بھی ان سے بیزار ہے''

خود جبرئیل نے بھی کہا: یا محمدؐ! میں بھی ان سے بیزار ہوں۔

اس کے بعد رسول خداؐ جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے ہاں تشریف لے گئے اور اس مولود مسعود کی مبارک باد اور تسلیت کہی۔

جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا:

''کاش میں نے اسے پیدا نہ کیا ہوتا، اللہ تعالیٰ اس کے قاتلوں کو واصل جہنم کرے''

رسول خداؐ نے فرمایا:

أنا اشهد بذلك فاطمة! ولكنه لا يقتل حتى يكون منه امام تكون منه الائمة الهادية بعده۔

''(اے میری بیٹی فاطمہؑ) میں بھی اس بات پر گواہی دیتا ہوں، لیکن حسینؑ قتل نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس سے ایک امام پیدا ہوگا اور اس سے آئمہ ہدایت وجود میں آئیں گے''

پھر رسول خدا نے فرمایا: میرے بعد یہ امام وہادی ہوں گے۔

(۱) الهادي (ہدایت کرنے والا) علی علیہ السلام۔
(۲) المهدي (راہ راست پانے والا) حسن علیہ السلام۔
(۳) الناصر (مدد کرنے والا) حسین علیہ السلام۔
(۴) المنصور (مدد کیا ہوا) (علی بن حسین علیہما السلام۔
(۵) الشافع (شفاعت کرنے والا) محمد بن علی علیہما السلام۔
(۶) النفاع (نفع پہنچانے والا) (جعفر بن محمد علیہما السلام۔
(۷) الامين (امین) موسیٰ بن جعفر علیہما السلام۔
(۸) الرضا (خوشنود وراضی) علی بن موسیٰ علیہما السلام۔
(۹) الفعال (بڑے کام کرنے والا) محمد بن علی علیہما السلام۔
(۱۰) المؤتمن (امانت دار) محمد بن علی علیہما السلام۔

(۱۱) العلام (بہت علم والا) حسن بن علی علیہما السلام۔
(۱۲) القائم (قیام کرنے والا) وہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز پڑھے گا۔
پھر جبرئیل نے پیغمبر خدا کی خدمت میں اس فرشتے کی داستان اور مشکل عرض کی۔
ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پشم کے کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے رسول خدا نے انھیں آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے فرمایا:

اللهم بحق هذا المولود عليك، لابل بحقك عليه و على جده محمد و ابراهيم واسماعيل و اسحاق ويعقوب ان كان للحسين بن علي (و) بن فاطمة عندك حق فارض عن دردائيل ورد عليه اجنحته و مقامه من صفوف الملائكة۔

"اے میرے معبود! اس مولود مسعود کے اس حق کے واسطے جو تیرے اوپر ہے، نہ بلکہ اس حق کے طفیل جو تیرا اس پر، اس کے جد محمدؐ اور اجداد اطہار حضرت ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ پر ہے، اگر حسین بن علیؑ اور ابن فاطمہ کا تیرے نزدیک کوئی مقام و مرتبہ ہے تو دردائیل پر راضی ہو جا، اس کے بال و پر اور ملائکہ کی صفوں میں اس کا مقام و مرتبہ واپس عطا فرما دے"

پس خداوند مہربان نے رحمۃ للعالمین کی دعا قبول فرمائی، اس فرشتے کو معاف کر دیا اس کے بال و پر اور فرشتوں میں مقام و مرتبہ واپس کر دیا۔
وہ فرشتہ جنت میں اس طرح سے مشہور ہوا کہ یہ علیؑ و فاطمہؑ کے فرزند حسینؑ کا آزاد شدہ ہے۔ (کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۲۸۲، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۴۸ جلد ۸۹ صفحہ ۱۸۴)
جناب علامہ مجلسیؒ اس روایت کی وضاحت میں لکھتے ہیں: اس روایت کے صحیح ہونے کی بناء پر سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وہ فرشتہ اس وجہ سے اس مشکل میں گرفتار ہوا تھا کہ اس طرح کا اعتقاد صرف اس کے ذہن میں تھا نہ یہ کہ اس کا عقیدہ تھا کہ خداوند متعال کے لیے کوئی مکان ہے یا اس کی اس سے مراد کہ "کیا میرے پروردگار سے اوپر بھی کوئی چیز ہے؟" یہ تھی کہ ہمارے پروردگار کے عرش سے اوپر بھی کوئی مکان یا کوئی مرتبہ ہے۔ اس اعتبار سے اس کا ایسا عقیدہ پروردگار کی عظمت و جلالت کی شناخت میں کوتاہی کی نشاندہی کرتا ہے۔
بنا برایں نفی مکان کا ذکر ان لوگوں کے وہم کو برطرف کرنے کے لیے ہے جو بعض دفعہ ایسا خیال کرتے ہیں۔ خداوند متعال دانا و حکیم ہے۔

امام حسینؑ کے صدقے صلصائیل کو پر ملے۔

(۹۲۸۔۱۸) چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک آسمانی فرشتہ تھا جس کا نام صلصائیل تھا، ایک دن اللہ تعالیٰ نے اسے کسی کام کے لیے بھیجا، اس نے اس کام کو انجام دینے میں سستی سے کام لیا، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے بال و پر واپس لے لیے اور اسے سمندر کے جزیروں میں سے کسی جزیرے میں آسمان بدر کر دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شب ولادت آئی تو اس رات فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل کی کہ میرے جد امجد حضرت محمد مصطفیٰ حضرت امیر المومنین علیؑ اور جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو مبارک باد دینے کے لیے زمین پر اتریں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی، وہ گروہ در گروہ عرش سے آسمان ہفتم پر اور پھر آسمان سے ہوتے ہوئے مبارک باد پیش کرنے کے لیے زمین پر آئے، اس دوران فرشتہ بنام صلصائیل سے ملاقات ہوئی جو ایک جزیرے میں پڑا تھا، جب اسے دیکھا تو رک گئے۔

صلصائیل نے کہا: اے فرشتگان خدا! کہاں جا رہے ہو! اور کس لیے نازل ہوئے ہو

"اے صلصائیل! آج رات اپنے جد بزرگوار رسول خداؐ، والد گرامی علی مرتضیٰ والدہ ماجدہ فاطمہ زہراء اور برادر محترم حسن مجتبیٰ کے بعد دنیا میں مبارک ترین بچہ متولد ہوا ہے، جس کا نام حسینؑ ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے حبیب حضرت محمدؐ کو اس کے بیٹے کی مبارک باد دینے کے لیے اجازت مانگی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے"

صلصائیل نے کہا: اے فرشتگان خدا نے آپ کو اپنے اور تمہارے پروردگار خداوند متعال، اس کے حبیب محمد مصطفیٰؐ اور اس مولود کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے بھی اپنے ہمراہ حبیب خدا، محمد مصطفیٰؐ کے پاس لے چلو، کہ ہم سب مل کر ان سے التماس کریں، تاکہ خدا سے دعا کریں کہ اللہ نے انہیں جو مولود عطا فرمایا ہے اس کے صدقے میں مجھے بخش دے، میرے بال و پر واپس کر دے اور مقرب فرشتوں میں میرا مقام تھا واپس کر دے۔

فرشتوں نے صلصائیل کو اپنے ہمراہ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر کیا، آنحضرت کو ان کے فرزند کی مبارک باد دی، اس کے بعد اس فرشتے کی داستان عرض کی اور التماس کی، کہ اس مولود مسعود کے حق کی قسم دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، تاکہ خدا اس کی خطا معاف کر دے اور اس کے بال و پر واپس کر دے اور فرشتوں میں اسے مقام و مرتبہ کے ساتھ واپس لوٹا دے۔

پیغمبر خداؐ اٹھ کھڑے ہوئے اپنی بیٹی فاطمہ کے ہاں آئے اور فرمایا: میرے بیٹے حسینؑ کو لائیں۔

حضرت فاطمہ زہراءؑ امام حسین علیہ السلام کو لائیں اور جبکہ آپ کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے، ان کے جد رسول خداؐ نے ان

کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہوئے انہیں اپنے ہاتھوں میں اٹھایا اور فرشتوں کے پاس لے آئے۔

جب فرشتوں نے انہیں دیکھا تو تکبیر و تہلیل کہی اور خدا کی حمد و ثنا کی، پیغمبر خدا قبلہ رو کھڑے ہوئے، امام حسین علیہ السلام کو ہاتھوں پر بلند کر کے: عرض کرتے ہیں:

اللھم انی اسئلك بحق ابنی الحسین أن تغفر یا صلصائیل خطیئته، و تجبر کسر جناحه، و تردہ الی مقامه مع الملائکة المقربین.

''اے پروردگار! میں تجھے اپنے بیٹے حسین کے حق کی قسم دیتا ہوں کہ صلصائیل کی خطا معاف کر دے، اسے بال و پر عطا کر دے اور اسے اسی مقام پر فائز کر دے جو مقرب فرشتوں کے درمیان رکھتا تھا۔''

(بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۵۸)

ہرن اپنے بچے کے ہمراہ رسولؐ کی خدمت میں

(۹۶۹۔۱۹) جناب علامہ مجلسیؒ بحار الانوار میں تحریر کرتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے:

ایک دن ایک بادیہ نشین عرب رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، اور عرض کرتا ہے: اے رسول خداؐ! میں نے ہرن کا بچہ شکار کیا ہے، وہ آپ کے دونوں بیٹوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پیغمبر خدا نے قبول کرتے ہوئے اس کے لیے دعا خیر کی۔

حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے جد بزرگوار کے پہلو میں کھڑے تھے، انہوں نے ہرن کا بچہ مانگا، رسول خداؐ نے وہ بچہ انہیں عطا فرمایا، زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ حضرت امام حسینؑ بھی تشریف لے آئے، انہوں نے اپنے بھائی حسن کو ہرن کے بچے کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو فرمایا:

''بھائی جان! یہ ہرن کا بچہ کہاں سے لائے ہو؟''

حضرت امام حسنؑ نے فرمایا: مجھے میرے نانا رسول خداؐ نے عطا فرمایا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام رسول خدا کی طرف دوڑ کر گئے اور کہا:

''اے نانا جان! آپ نے میرے بھائی کو ہرن کا بچہ عطا کیا ہے کہ وہ اس سے کھیل رہے ہیں، کیا مجھے بھی اس طرح کا عطا نہیں فرمائیں گے؟''

حضرت امام حسینؑ نے اپنی خواہش کا بار بار اظہار کیا، رسول خدا خاموش تھے، درحالانکہ اپنے فرزند کی دل داری کرتے رہے اور محبت آمیز گفتگو کرتے رہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس قدر اصرار کیا کہ قریب تھا گریہ کرنے لگ جاتے۔

راوی کہتا ہے اچانک اسی وقت مسجد کے دروازے سے آواز آئی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہرنی اپنے بچے کے ہمراہ آ رہی

ہے، جس کے پیچھے ایک بھیڑیا لگا ہوا ہے جوان دونوں کو رسول خداؐ کی طرف لا رہا ہے۔

جب وہ رسول خدا کی خدمت میں پہنچے تو ہرن نے فصیح زبان میں کہا:

یارسول اللہؐ! میرے دو بچے تھے، ایک کسی شکاری نے شکار کر کے آپ کی خدمت میں پہنچا دیا ہے، یہ ایک بچہ میرے پاس باقی تھا، جس سے میرا دل لگا ہوا تھا؟ ابھی اسے دودھ پلانے میں مصروف تھی کہ اچانک کیا سنتی ہوں کہ کسی کہنے والے نے کہا:

''اے ہرنی! جلدی کھڑی ہو جاؤ اور اپنا بچہ فوراً رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں پہنچاؤ، کیونکہ ان کا بیٹا حسینؑ اپنے جد بزرگوار کے سامنے کھڑا ہوا ہے، عنقریب ہے کہ گریہ کرنے لگے تمام فرشتوں نے اپنے سر عبادت سے اٹھا لیے ہیں اور اس منظر کو دیکھ رہے ہیں، اگر حسینؑ گریہ کرنے لگ گئے تو تمام فرشتے ان کے گریہ کرنے سے رونے لگیں گے۔

اسی طرح میں نے یہ بھی سنا ہے کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے:

''اے ہرن! قبل اس کے کہ حسین کے اشک چہرے پر جاری ہوں، جلدی سے اپنے آپ کو ان کی خدمت میں پہنچاؤ! ورنہ اس بھیڑیے کو تمہارے اوپر مسلط کر دوں گا، وہ تمہیں اور تمہارے بچے کو کھا جائے گا''

اے رسول خداؐ میں نے بہت لمبا سفر کیا ہے اور جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ امام حسینؑ کے چہرے پر آنسو جاری ہونے سے قبل میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئی۔

اس دوران رسول خداؐ کے اصحاب نے تہلیل و تکبیر بلند کی، پیغمبر خدا نے ہرن کے لیے دعائے خیر کی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہرن کا بچہ پکڑا اور اپنی والدہ گرامی حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بانو بزرگ بھی خوشحال و مسرور ہوئیں۔ (بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۱۲)

(۹۷۰-۲۰) عالم بزرگ جناب سید نعمۃ اللہ جزائری کتاب ''زہر الربیع'' میں رقمطراز ہیں:

ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط پیش کیا، جس میں اپنی حاجت تحریر کی ہوئی تھی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

''حاجتك مقضية۔ آپ کی حاجت پوری ہو چکی ہے''

اس شخص نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسول خداؐ کیا یہ بہتر نہ تھا کہ آپ میرا خط پڑھتے اور میری ضرورت کے مطابق مجھے عطا کرتے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

یسالنی اللہ تعالیٰ عن ذل مقامہ بین یدی حتی اقرا مرقعتہ

''اللہ تعالیٰ میرے سامنے اس کی ذلت وخواری کا سوال کرے گا، یہاں تک کہ میں اس کا خط پڑھوں''

(معالی السبطین صفحہ ۶۵)

امام حسینؑ کے سراقدس سے آواز

(۹۷۱-۳۱) کتاب صراط مستقیم میں تحریر کرتے ہیں:

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا سراقدس شہر دمشق میں لایا گیا تو ایک شخص نے اس سر مطہر کے پاس آیہ کریمہ کی تلاوت کی:

اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡكَهۡفِ وَالرَّقِيۡمِ ۙ كَانُوۡا مِنۡ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۞ (سورہ کہف آیہ ۹)

''تمہارا خیال ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری نشانیوں میں سے کوئی تعجب خیز نشانیاں تھے''

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے سر مطہر کو قوت گویائی عطا فرمائی تو آپ نے عربی زبان میں کہا:

اعجب من الکھف قتلی و حملی۔

''اصحاب کہف سے تعجب انگیز تر میرا قتل اور میرا سر اٹھایا جانا ہے''

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

کیا قاتل حسینؑ شفاعت کا امیدوار ہے؟

(۹۷۲-۲۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ اعمش کہتے ہیں:

میں نے ایک شخص کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا، جو کہہ رہا تھا خداوندا! مجھے بخش دے اور میں جانتا ہوں کہ تو ہرگز مجھے معاف نہیں کرے گا۔

میں نے اس سے پوچھا: تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟

اس نے کہا:

میں ان لوگوں میں سے تھا جن کے ذمہ لے کام لگایا گیا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اٹھا کر یزید (لعنۃ اللہ علیہ) کے پاس لے جاؤ، دوران سفر ایک بت خانے کے پاس قیام کیا، وہاں پر دسترخوان بچھایا کہ کھانا وغیرہ کھائیں، اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک ہاتھ دیوار سے نکلا جس نے تحریر کیا۔

أترجو امة قتلت حسيناً. شفاعة جده يوم الحساب؟

''کیا وہ امت جس نے حسین کو قتل کیا وہ روز قیامت اس کے جد سے شفاعت کی امید رکھتی ہے؟''

ہمارے اوپر خوف طاری ہو گیا اور ہم وحشت زدہ ہو گئے، ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس ہاتھ کو پکڑنا چاہا، لیکن وہ چھپ گیا، جب ہم مجلس یزید میں داخل ہوئے تو مجھے رات کو حفاظت کرنے پر بٹھا دیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت آدمؑ ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ فرشتوں کی ایک جماعت کے ہمراہ نازل ہوئے۔

جبرئیل نے ہر کسی پر صور پھونکا، وہ تمام کے تمام مر گئے لیکن جب جبرئیل میرے نزدیک آیا تو پیغمبر خداؐ نے فرمایا: دعه لا يغفر الله له ''اسے چھوڑ دو، خدا اسے نہ بخشے پس اس نے مجھے چھوڑ دیا''۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

خاتمہ

اس حصے کو حضرت آیت اللہ جناب جعفر شوشتری علیہ الرحمۃ کی گفتگو کے ساتھ ختم کرتے ہیں، انہوں نے کتاب "الخصائص الحسینیہ" میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی بچاس خصوصیات ذکر کی ہیں، ہم یہاں پر ان بعض کو ذکر کرتے ہیں جو حضرت امام حسین کی زیارت کرنے کے اسرار اور اجر و پاداش کے بارے میں وارد ہوتی ہیں۔

وہ اپنی بہترین کتاب میں رقمطراز ہیں:

زائر حسینؑ کی ضمانت

(۱) جو کوئی بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے گا، پیغمبر خدا نے اسے ضمانت دی ہے کہ وہ روز قیامت اس کی زیارت کریں گے۔

رسول خدا فرماتے ہیں:

ضمنت علی اللہ وحق علیّ ان ازور من زارہ فآخذ بعضدہ فانجیہ من اھوال القیامۃ وشدائدہ حتی أصیر فی الجنۃ۔

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضامن ہوں اور میرے اوپر لازم ہے کہ قیامت کے دن اپنے بیٹے حسینؑ کے زائر کی زیارت کروں اور اسے قیامت کی سختیوں اور شدائد سے نجات دلاتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بہشت میں داخل کروں"

(الخصائص الحسینیہ صفحہ ۱۵۹، بحار الانوار جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۲۳)

(۲) روایت میں مذکور ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا:

من زارنی فی حیاتہ بعد وفاتہ وان وجدتہ فی النار اخرجتہ۔

(بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۱۶)

"جو کوئی اپنی زندگی میں میری زیارت کرے، میں اس کی موت کے بعد اس کی زیارت کے لیے آؤں گا .... اگر وہ آگ (جہنم) میں ہوگا تو اسے نجات دلاؤں گا۔"

حضرت آیۃ اللہ جعفری شوشتری کہتے ہیں: یہ زائر امام حسین علیہ السلام کی آخری حالت ہے اور یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کے گناہ زیادہ ہوں گے۔ (الخصائص الحسینیہ صفحہ ۱۶۵)

کربلا کے بارے میں امام سجاد کا قول

(۳) اللہ تعالیٰ نے مکہ کو پیدا کیا اور زمین کو پھیلانے سے قبل اسے حرم اور قابل احترام قرار دیا، لیکن کربلا کے بارے میں حضرت امام سجاد علی بن الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اتخذ الله ارض كربلا حرماً آمنا مباركاً قبل ان يخلق الله ارض الكعبة وتيخذها حرماً باربعة وعشرين الف عام. وانه اذا زلزل الله تبارك و تعالىٰ الارض وسيرها رفعت كما هي بتربتها نورانية صافية.

''خداوند متعال نے آفرینش کعبہ سے چوبیس ہزار سال قبل ارض کربلاء کو بطور حرم امن و مبارک منتخب کرلیا، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہلایا تو ارض کربلاء کو اس کی نورانی وشفاف تربیت کے ہمراہ اوپر اٹھایا لیا اور اسے بہشت کے بہترین باغات میں رکھا''

بے شک یہ سرزمین بہشت کے باغات میں ایسے چمکتی ہے جیسے ستاروں کے درمیان درخشندستارے چمکتے ہیں، اس سرزمین کا نور بہشتیوں کی آنکھیں خیرہ کرتا ہے اور یہ زمین بلند آواز سے کہتی ہے:

انا ارض الله المقدسته الطيبة المباركة التي تضنمت سيد الشهداء و سيد شباب اهل الجنة.

''میں ایک پاک اور مقدس سرزمین ہوں کہ میں نے شہیدوں کے سردار اور اہل جنت کے آقا و مولیٰ کو اپنی گود میں سلاؤں گی''

(کامل الزیارۃ صفحہ ۴۵۱، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۱۰۸، الخصائص الحسینیہ صفحہ ۲۴۰)

سرزمین کربلا کی فضیلت

(۴) سرزمین مکہ قدرت خدا سے گویا ہوئی اور اس عزت وعظمت جو اللہ تعالیٰ نے اسے جو عزت وعظمت بخشی اس کی وجہ سے اپنے اوپر فخر کرتے ہوئے کہتی ہے:

کون سی سرزمین ہے جو میری طرف سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر میرے اوپر بنایا ہے کہ لوگ دور دور سے میری طرف آتے ہیں اور مجھے حرم امن قرار دیا ہے۔ (کربلا کو اس پر برتری حاصل ہے جب سرزمین مکہ نے اپنے اوپر فخر کیا) تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی:

''(اے سرزمین مکہ) آرام کر، جو کچھ تمہیں عطا ہوا ہے اس پر فخر و نازمت کر، میں نے جو کچھ تمہیں عطا

کیا ہے یہ سرزمین کربلا کے مقابلے میں سوئی کے ساتھ لگے ہوئے اس پانی کے قطرے کے برابر ہے جسے سمندر میں ڈال کر نکالا جائے"

ولولا تربه کربلا ما فضلتك ولولا من تضمته ارض کربلا ما خلقتك ولا خلقت البیت الذی یه افتخرت۔

"اگر خاک کربلا نہ ہوتی تو تمہیں عظمت وفضیلت عطا نہ کرتا، اگر وہ نہ ہوتا جسے کربلا نے اپنے اندر جگہ دی ہے تو نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ ہی اس گھر کو خلق کرتا کہ جس پر تو فخر کر رہی ہے"

"پس آرام سے اپنی اوقات میں رہ، خاضع، خاشع ہو کر رہ اور زمین کربلا کے مقابلے میں فخر مت کر، ورنہ تمہیں زمین سے اٹھا کر آتش جہنم میں ڈال دوں گا"

(کامل الزیارات صفحہ ۴۴۹، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۱۰۶ الخصائص الحسینیہ صفحہ ۲۴۰)

خانہ کعبہ دلوں کے لیے مقناطیس

(۵) خداوند قدوس نے خانہ کعبہ کو دلوں کے لیے مقناطیس قرار دیا ہے کہ وہ دلوں کو دور و نزدیک سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور دلوں میں بھی اس تک پہنچنے کی آرزو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ (ابراهیم آیه ۳۷)

"اب لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف موڑ دے"

حضرت امام حسین علیہ السلام بھی شیعوں کے دلوں کے لیے مقناطیس ہیں، وہ اپنے دلوں میں آنحضرت کے لیے ایک خاص قسم کی کشش محسوس کرتے ہیں۔ یہ چیز اپنے وجدان کی طرف رجوع کرنے سے آشکار ہوتی ہے۔

مؤلف اب ہم یہاں پر ان اسرار و فضائل کو ذکر کرتے ہیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں روایات میں وارد ہوئے ہیں۔

زیارت حسین کا ثواب (۹۰) حج کے برابر

(۱) جناب شیخ ابو قولویہ کتاب "کامل الزیارات" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ایک دن حضرت امام حسینؑ اپنے جد بزرگوار رسول خداؐ کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت ان کے ساتھ کھیل رہے تھے اور دونوں مسکرا رہے تھے۔

اس دوران حضرت عائشہؓ نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپ کو اس بچے کے ساتھ کس قدر الفت و محبت ہے؟

رسول خدا نے فرمایا:

و کیف لا أحبه ولا اعجب به؟ وهو ثمرة فوادي وقرة عيني؟ اما ان امتي ستقتله، فمن زاره بعد وفاته كتب الله له حجة من حججي.

"تمہارے اوپر افسوس ہو! اس کے ساتھ کیسے مہر و محبت نہ کروں؟ وہ میرے دل کا میوہ اور میری آنکھوں کا نور ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! عنقریب میری امت اسے قتل کر دے گی۔ پس جو کوئی بھی اس کی شہادت کے بعد اس کی زیارت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں میرے حج کا ثواب لکھ دے گا" عائشہ نے حیران ہو کر کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ کے حجوں میں سے ایک حج؟ رسول خدا نے فرمایا: ہاں، میرے حجوں میں سے دو کا ثواب۔

حضرت عائشہ نے مزید حیران ہو کر کہا: آپ کے حجوں میں سے دو کا ثواب۔

رسول خدا نے فرمایا: ہاں میرے حجوں میں سے چار کا ثواب۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت عائشہ مسلسل تعجب کرتی رہی اور پیغمبر خدا حجوں میں اضافہ کرتے گئے یہاں تک کہ نوے (۹۰) حج بمع عمرہ ذکر فرمائے۔

(کامل الزیارات صفحہ ۱۴۳، بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۲۶۰)

زائر امام حسین کی فضیلت

(۲) جناب شیخ ابن قولویہ اپنی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں (جیسا کہ کتاب "مزار کبیر" مزار سید بن طاؤس" میں مذکور ہے) کہ آنحضرت نے مفضل یا جابر سے فرمایا:

كم بينك وبين قبر الحسين عليه السلام.

"آپ کی رہائش اور قبر مطہر حضرت امام حسینؑ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟"

اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ایک دن سے کچھ زیادہ کی مسافت ہے۔

حضرت نے فرمایا:

"کیا آنحضرت کی قبر کی زیارت کرتے ہو؟"

اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا:

ألا ابشرك ألا افرحك ببعض ثوابه؟

''کیا تمہیں خوش خبری سناؤں اور آنحضرت کی زیارت کا کچھ ثواب بیان کر کے تمہیں خوش کروں؟''

اس نے عرض کیا: ہاں آپ پر قربان جاؤں۔

آنحضرت نے فرمایا:

ان الرجل منکم لیا خذفی جهازه ویتهیا لزیارته فیتبا شربه اهل السمآء فاذا خرج من باب منزله را کبا او ماشیا و کل الله به الف آلاف ملك من الملائكة يصلون عليه حتى يوافى قبر الحسين عليه السلام۔

''آپ میں سے جب کوئی سامان سفر باندھے اور آنحضرت کی قبر کی زیارت کے لیے آمادہ ہو جائے تو اہل آسمان اسے خوش خبری دیتے ہیں، جب وہ گھر کے دروازے سے باہر نکلتا ہے خواہ سوار ہو یا پیدل، اللہ تعالیٰ ایک لاکھ فرشتوں کے ذمہ لگاتا ہے کہ جب تک مرقد مطہر امام حسین علیہ السلام تک نہ پہنچ جائے اس پر درود و سلام بھیجتے ہیں''

اے مفضل! جب قبر مطہر حضرت امام حسین علیہ السلام پر پہنچ جاؤ تو دروازے پر کھڑے ہو کر یہ کلمات ادا کرو، کیونکہ ہر کلمہ کے عوض رحمت خدا تیرے نصیب ہوگی۔ پھر آنحضرت نے ان کلمات کو ادا فرمایا:

جس وقت بھی آنحضرت کی قبر مطہر کی طرف چلو گے ہر قدم جو بھی زمین سے اٹھاؤ گے اور پھر رکھو گے، تمہیں ان لوگوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا جنہوں نے راہ خدا میں جنگ کی ہو اور خون میں لت پت ہوئے ہوں قبر پر پہنچ کر جب سلام پڑھو تو ہاتھ سے مس کرتے ہوئے اس طرح کہو:

السلام عليك يا حجة الله فى سمائه وارضه۔

''اے آسمان و زمین پر خدا کی حجت آپ پر سلام ہو''

اس کے بعد نماز میں مشغول ہو جاؤ، اس مقام مقدس پر نماز کا ثواب ان کی طرح ہے جنہوں نے ہزار حج و عمرہ بجالایا ہو، ہزار غلاموں کو آزاد کیا ہو اور گویا کہ اس نے کسی پیغمبر مرسل کے ہمراہ ہزار مرتبہ جہاد کیا ہو۔

جب تم قبر مطہر امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے واپس آؤ گے تو منادی نداء دے گا، اگر تم نے وہ آواز سن لی تو تمام عمر قبر مطہر امام حسین کے پاس رک جاؤ، وہ منادی کہے گا۔

طوبى لك ايها العبد! قد غنمت وسلمت، وقد غفر لك ما سلف فاستأنف العمل۔

"اے بندے! تمہارے لیے خوش خبری ہے! تو بے نیاز ہو گیا اور تو نے ہر قسم کی آفت سے رہائی حاصل کر لی ہے، تمہارے گذشتہ تمام گناہ معاف ہو گئے ہیں، پس اپنے اعمال کو از سر نو شروع کرو"

پس آنحضرت کا زائر اگر اسی سال یا اسی شب یا اسی روز فوت ہو تو اس کی روح کو قبض کرنا خداوند متعال کے ذمہ ہے، جس وقت زائر اپنے گھر کی طرف واپس آتا ہے تو فرشتے اس کے ہمراہ ہو جاتے ہیں، دوران سفر اس کے لیے استغفار کرتے اور اس پر درود بھیجتے ہیں جب وہ اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: پروردگار! یہ تیرا بندہ ہے، جسے تیرے پیغمبر کے فرزند کی زیارت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے، یہ تو اپنے گھر پہنچ گیا ہے، اب ہم کدھر جائیں؟

اس وقت آسمان سے ندا آئے گی:

یا ملائکتی قفوا بباب عبدی و سبحوا وقدسوا واکتبوا ذلک فی حسناته الی یوم یتوفی.

"اے میرے فرشتو! میرے عبد کے گھر کے دروازے کے پاس کھڑے ہو جاؤ اس کی موت تک تسبیح و تقدیس کرتے رہو اور اس عمل کا اجر و ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج کرتے رہو"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: فرشتے مسلسل زائر امام حسینؑ کے گھر کے دروازے پر کھڑے رہیں گے، خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہیں گے اور اس عمل کا ثواب اس زائر کے نامہ حسنات میں درج کر دیں گے۔

جب یہ زائر دنیا سے جائے گا تو فرشتے اس کے جنازے کے پاس غسل و کفن اور دفن میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے: اے پالنے والے! ہمارے ذمہ لگایا تھا کہ تیرے بندہ کے دروازے پر کھڑے رہیں، وہ تو دنیا سے چلا گیا ہے، اب ہم کدھر جائیں؟

تو آواز آئے گی۔

یا ملائکتی! وقفوا عبدی بقبری سبحوا و قدسوا واکتبوا ذلک فی حسناته الی یوم القیامة۔

"اے میرے فرشتوں! تا قیام قیامت میرے بندے کی قبر کے پاس کھڑے رہو اور تسبیح و تقدیس کرتے رہو اور اس عمل کا اجر و ثواب اس کے نامہ حسنات میں رقم کرتے جاؤ"

(کامل الزیارات صفحہ ۳۰۷، مصباح الزائر صفحہ ۲۵۲، بحار جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۶۳)

مولف: جو کہا گیا ہے کہ جب حرم مطہر کے دروازے پر پہنچو تو پڑھو، اس سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام کی دسویں زیارت ہے، جسے علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب "التحفہ" میں نقل کیا ہے۔

زائر اہل بیت کے لیے مخصوص بخشش

(۳) میرے استاد بزرگوار اور بلند پایہ محدث جناب مرزا حسین نوری اپنی کتاب "مستدرک الوسائل" میں تحریر کرتے ہیں:

سلمان بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ شب و روز میں ایک لاکھ مرتبہ ساکنین زمین پر نگاہ فرماتا ہے، وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے، لیکن قبر مطہر حضرت امام حسین علیہ السلام، ان کے خاندان کے زائرین اور روز قیامت ان کی شفاعت پانے والوں کے لیے خواہ کوئی بھی ہو مخصوص بخشش ومغفرت ہے"

میں نے عرض کیا: خواہ دوزخ کا مستحق ہی کیوں نہ ہو؟

آپ نے فرمایا:

وان کان، مالم یکن ناصباً

"ہاں، البتہ ناصبی نہ ہو"

(کامل الزیارات صفحہ ۳۱۱، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۷۲، المستدرک جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸)

زائر کے لیے جناب فاطمہؑ دعا کرتی ہیں

(۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ داؤد بن کثیر کہتے ہیں:

صادق آل محمد امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان فاطمة بنت محمدﷺ تحضر زوار قبر ابنها الحسینؑ تستغفر لهم ذنوبهم.

"بے شک فاطمہؑ بنت محمدؐ اپنے بیٹے حسینؑ کے زائر کی قبر کے پاس تشریف لے جاتی ہیں اور اس کے گناہوں سے طلب مغفرت فرماتی ہیں"

(کامل الزیارات صفحہ ۲۳۱، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۵۵ المستدرک جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۱)

زائر امام روز قیامت شفاعت کرے گا

(۵) مذکورہ کتاب میں سیف بن تمار سے روایت ہے وہ کہتا ہے: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

زائر الحسینؑ یشفع یوم القیامة مائة رجل، کلهم قد وجبت لهم النار ممن کان فی الدنیا من المسرفین۔

''امام حسین علیہ السلام کا زائر روز قیامت ہزار لوگوں کی شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت ان تمام لوگوں کے بارے میں قبول کی جائے گی جو مستحق دوزخ اور دنیا میں اسراف کرنے والے تھے''

(کامل الزیارات صفحہ ۲۰۹، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۷۷ المستدرک جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳)

رسول خداؐ کی زیارت امام حسینؑ کی زیارت ہے

(۶) مذکورہ کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک صحابی سے نقل ہے:

من سره ان تهون علیه سکرة الموت وهول المطلع فلیکثر زیارة قبر الحسینؑ فان زیارة الحسینؑ

(کامل الزیارات صفحہ ۲۸۲، بحار الانوار جلد ۱۰۱ صفحہ ۷۷)

''جو پسند کرتا ہے کہ، سکرات موت اور روز قیامت مواقف آسان ہو، پس وہ امام حسینؑ کی زیارت کے لیے بہت زیادہ جائے، کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا رسول خداؐ کی زیارت کرنا ہے''

امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب حج کے برابر کیوں؟

(۹) میرے ایک صاحب سخن وقلم دوست مجھ سے پوچھتے ہیں:

اکثر روایات میں کیوں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا اجر وثواب حج کے برابر قرار دیا گیا ہے؟

میں نے جواب میں کہا: دین خدا کے دشمنوں اور بنی امیہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قبل تا زنین کو اذیت پہنچائی اور روز عرفہ سے کچھ دن قبل آپ کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؑ کے دشمنوں کی ناک زمین پر رگڑی اور حقیقت حج کو تبدیل کر کے آپ کی زیارت کا ثواب حج کے ثواب سے کئی گنا زیادہ کر دیا۔

ہم بھی حضرت امام حسینؑ کے کلمہ حق کی سربلندی اور روز بروز باطل کی سرنگونی پر خداوند متعال کے شکر گزار ہیں۔

مقصد عزاداری

بناء برین دین مبین اسلام کی بقاء دو تحریکوں کے سبب سے ہے۔

(۱) حضرت امام حسین علیہ السلام کی بے مثال اور مقدس تحریک ہے، جس کی آبیاری آپ نے اپنے عزیزوں اور اصحاب کے پاکیزہ ومطہر خون سے کی۔

(۲) وہ پاک و پاکیزہ تحریکیں جو مجالس عزاداری و تعزیہ خوانی کے لیے قیام میں لائی گئیں، جو اس مقدس تحریک کی رگوں میں دوڑتا ہوا خون ہیں۔

اس جہت سے اہل دین بلکہ ہر فرد بشر پر لازم ہے کہ ان امور کی حفاظت کے لیے قیام کرے جو امر الٰہی کے فروغ اور سیرت معصومین علیہم السلام کے احیاء کا سبب ہوں۔

درواقع ایسی محافل ومجالس برپا کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہائے افسوس لوگوں نے ان مقدس ہستیوں سے وہ مقام چھین لیا جو خدا نے انہیں عطا کیا تھا، کاش ہم ہوتے اور آنحضرت کی راہنمائی میں دشمنان خدا سے جہاد کرتے۔ عزاداری کا قیام اس بات کی تائید ہے کہ یہ بزرگ ہستیاں امت کی سرپرستی وولایت کے لائق تھیں۔ یہ کام شکرگزاری ہے ان حقوق سے جو ان کے لوگوں پر تھے اور پیغمبر خدا اور ان کی پاکیزہ آل کے لیے صلہ اور معصومین علیہم السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہے۔

اسی وجہ سے معصومین علیہم السلام نے مختلف موارد میں خوبصورت انداز سے لوگوں کو ترغیب وتشویق دلائی کہ ان مقدس محافل واجتماعات کو برپا کریں۔ ارشاد ہے:

فان فی اجتماعکم و مذا کرا تکم احیاء امرنا. و خیر الناس بعدنامن ذا کر بامرنا ودعا الی ذکرنا۔

(بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۱۰ بحار جلد ۷۴ صفحہ ۳۵۴)

”بے شک آپ لوگوں کے اجتماعات ومذاکرات میں ہمارے امر کا احیاء ہے ہمارے بعد بہترین لوگ وہ ہیں جو ہمارے امور کا تذکرہ کرتے ہیں اور لوگوں کو ہماری طرف دعوت کرتے ہیں“ ایک اور روایت میں ہے:

"هل العیش الّاهذا؟

”کیا ہماری یاد کے علاوہ بھی زندگی کوئی چیز ہے؟“

ایک اور روایت میں ہے:

شیعتنا منا ومضافون الینا فلهم معنا قرابة خاصة، رضوابنا آئمة، ورضینا بهم شیعة، یحزنهم وحزننا، ویسرهم سرورنا، ونحن نطلع علی احوالهم و نتألم لتألمهم۔

''ہمارے شیعہ ہم میں سے ہیں اور ہماری طرف ہیں، وہ ہمارے ساتھ مخصوص قرابت رکھتے ہیں، وہ ہماری امت پر راضی ہیں اور ہم بھی ان کے پیروی کرنے سے راضی ہیں، ہمارا غم واندوہ انہیں غمگین و محزون کرتا ہے اور ہماری خوشی ومسرت انہیں خوش حال ومسرور کرتی ہے۔ ہم ان کے حالات سے آگاہ ہیں اور ان کی تکلیف سے ناراحت ہوتے ہیں''

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

من احبنا بقلبه واخذ منا بيده ولسانه فهو معنا فى الغرفة التى نحن فيها۔

(بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۰۱)

''جو کوئی بھی اپنے دل سے ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے اور ہاتھ وزبان کے ذریعے ہماری خدمت کرتا ہے، وہ بہشت میں مقام ومرتبہ کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہمارے حجرہ میں ہوگا''

اس بناء پر ان کی مدد کرنا کسی خاص مورد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ہر ایسا عمل ان کی نصرت شمار ہوتا ہے جو دیکھنے والوں کو اس خاص لطف وعنایت یعنی خلافت کبریٰ کی طرف متوجہ کرے، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔

یہاں پر اشکال نہیں کرنا چاہیے کہ شاید عزاداری کی بعض اقسام لہو ولعب ہیں کیونکہ وہ دلوں کو رولانے اور محزون کرنے کا ایک ذریعہ ہے، عزاداری کی ایسی قسم تخصصا موضوع سے خارج ہے۔ البتہ یہ سوال کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو معلوم تھا کہ وہ قتل کر دیئے جائیں گے، پس ایسا اقدام کیوں کیا ہے؟

اس کے جواب میں کہیں گے کہ شرعی احکام کا تعلق حضرت امام حسینؑ کے ظاہری وباطنی علم سے تھا،

جب بزرگان کوفہ کے مسلسل خطوط سے ان کی ظاہری اطاعت وفرمان برداری جو صرف اک بہانہ تھا کہ انہوں نے اپنی مرضی سے ایسا قدم اٹھایا ہے، انہیں کسی نے مجبور نہیں کیا، بلکہ ابتدائی طور پر خود امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لیے آمادہ ہو گئے تھے۔ مگر بعد بزدلی سے رک گئے۔

آنحضرت ظاہری طور پر مدینہ سے نکلے اور دین خدا کی بقاء کے لیے قیام کیا۔

پس عقلی وشرعی اعتبار سے ہمارے اوپر لازم ہے کہ امام مظلوم سید الشہداء کی عزاداری برپا کرکے اس احسان کا شکر ادا کریں، تاکہ اس مقدس کام میں آنحضرت کے ساتھ شریک ہوں اور خدا کے فرمان ''هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴿۶۰﴾'' (رحمن آیہ ۶۰) ''کیا احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ اور ہوسکتا ہے؟'' کی اطاعت کریں۔

علاوہ ازیں ایسی مجالس کا برپا کرنا عظیم ترین شعائر دین اور آیہ کریمہ ''وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴿۳۲﴾'' (حج آیہ ۳۲)

"جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یہ تعظیم اس کے دل کے تقویٰ کا نتیجہ ہوگی" کا واضح اور روشن ترین مصداق ہیں۔

ظاہر سی بات ہے کہ ہم نے جو روایت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں بیان کی ہے یہ اس روایت سے بالکل کوئی اختلاف نہیں رکھتی جو کتاب "اصول کافی" میں نقل ہوئی ہے، اس روایت میں بیان ہوا ہے کہ معصومین علیہم السلام کے تمام افعال خداوند متعال کی طرف سے معین ہوتے ہیں۔

چھٹا باب

حضرت امام علی بن الحسین صلوات اللہ علیہ

امام سجادؑ کا حسن سے سلوک

(۱۔۹۷۳) قاضی نعمان اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ نقل ہوا ہے:

ایک دن حسن نامی حضرت امام سجاد علیہ السلام کے سامنے اس طرح کھڑا ہوا کہ آپ اس کی آواز سن سکتے تھے، اس نے لوگوں کی موجودگی میں آنحضرت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔

امام سجادؑ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، حتیٰ کہ ایک حرف تک نہ کہا، آنحضرت کے بعض اصحاب جو وہاں موجود تھے، بہت غمگین ہو گئے جب حسن چلا گیا تو حضرت امام سجاد علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

''آپ لوگوں نے سنا کہ اس شخص نے کیا کہا ہے؟''

انہوں نے کہا: ہاں ہم نے سنا ہے اور ہمیں بہت دکھ پہنچا ہے، ہم چاہتے تھے کہ آپ اسے کچھ کہیں تا کہ ہم بھی اسے کچھ کہہ سکتے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران آیہ ۱۳۴)

''جو غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''

پھر فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ باہم اس کے گھر جائیں تا کہ تم لوگ میرا جواب بھی سنو کیونکہ اس اجتماع میں جواب دینا مناسب نہیں تھا''

آنحضرت کے اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ اس کے گھر کی طرف چل پڑے، انہوں نے سوچا کہ آنحضرت اس سے انتقام لیں گے، جب اس کے گھر پہنچے، دق الباب کیا تو حسن خود باہر آیا، جب اس نے امام سجاد علیہ السلام کو اپنے ساتھیوں سمیت دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ آپ اس سے انتقام لینے کی غرض سے آئے ہیں اسی وجہ سے اس نے باتیں کرنا شروع کر دیں۔

حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

''اے برادر آرام کرو! جو کچھ تم نے وہاں پر کہا تھا، ہم نے سنا، اب ہم کہیں گے، تم سنو'' آپ نے فرمایا:

''اگر میں اس طرح سے ہوں جو تو نے میرے بارے میں کہا ہے، تو میں خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اگر ایسا نہیں ہوں تو پھر خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے معاف کر دے''

حسن، حضرت امام سجاد علیہ السلام کی گفتگو سن کر شرمندہ ہوا اور کھڑا ہو کر امام علیہ السلام کے سر اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہوئے کہتا ہے: خدا کی قسم میں نے آپ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، آپ ویسے نہیں ہے اس کے بعد معذرت خواہی کی۔

(شرح الاخبار جلد ۳ صفحہ ۲۵۷، بحار الانوار جلد ۵۶ صفحہ ۵۴)

امام سجادؑ کا اپنے غلام سے برتاؤ

(۴-۹۷۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے:

حضرت امام علی بن الحسنؑ کا ایک غلام آپؑ کے باغ میں کام کرتا تھا، ایک دن آنحضرت باغ دیکھنے گئے۔ آپؑ نے دیکھا کہ اس غلام نے اپنا کام سرانجام دینے میں کوتاہی کی ہے، جس کی وجہ سے باغ خراب ہو چکا ہے، آنحضرت کو غصہ آیا، آپ نے اسے تنبیہ کرنے کے لیے تازیانہ مارا اور باغ سے باہر نکال دیا۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے کسی کو اس غلام کے پاس بھیجا کہ وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو۔ جب غلام نے آنحضرت کے پاس رکھا ہوا تازیانہ دیکھا تو اس نے خیال کیا کہ آپ اسے سزا دیں گے۔ امامؑ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

''اے فلاں شخص! میں نے غصے میں آ کر تجھے مارا ہے اب تازیانہ پکڑ و اور مجھ سے قصاص لو''

غلام نے کہا: اے میرے آقا! خدا کی قسم میں نے سوچا تھا کہ آپ مجھے سزا دیں گے، بے شک میں خود سزا کا مستحق ہوں، آپ سے قصاص کیسے لوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اوپر افسوس کہ مجھ سے قصاص لو۔

غلام نے کہا: میرے آقا! میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں، میں آپ کو معاف کرتا ہوں۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے کئی مرتبہ اس مطلب کا تکرار فرمایا، لیکن غلام نے آنحضرت پر حلال کر دیا، جب امامؑ نے دیکھا کہ غلام قصاص پر آمادہ نہیں ہے تو اسی وقت آپ نے فرمایا:

''وہ باغ اب تمہاری ملکیت ہے'' (شرح الاخبار جلد ۳ صفحہ ۲۶۲ بحار الانوار ۸۶ صفحہ ۹۶)

حضرت امام سجاد علیہ السلام سردی کا موسم ختم ہونے پر سردی کے تمام لباس اور گرمی کا موسم ختم ہونے پر گرمی کے تمام لباس صدقہ کر دیتے۔ (شرح الاخبار جلد ۳ صفحہ ۲۶۳، بحار الانوار جلد ۵۶ صفحہ ۹۰)

محدث کا مقام شہید سے افضل

(۹۷۵۔۳) کتاب "الثاقب والمناقب" میں زہری سے نقل ہوا ہے:

وہ کہتا ہے: میرا ایک بھائی تھا، جس کے ساتھ میری برادری خدا کے لیے تھی، میں اسے بہت چاہتا تھا، وہ رومیوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا، مجھے اس کے اس مقام و مرتبہ پر رشک آیا اور میں بہت خوش ہوا، میری آرزو تھی کہ کاش میں بھی اس کے ساتھ ہوتا اور مقام شہادت پر فائز ہوتا۔

ایک رات یہی آرزو لے کر سویا کہ خواب میں اسے دیکھتا ہوں، میں نے اس سے کہا: خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟

اس نے کہا: خدا نے جہاد اور اس محبت جو محمد و آل محمد علیہم السلام سے رکھتا تھا کے صدقے میں مجھے معاف کر دیا ہے اور علی بن الحسین علیہما السلام کی شفاعت کے طفیل بہشت میں ہر طرف میری ملکیت ایک ہزار سال کی مسافت تک پھیلا دی ہے۔

میں نے کہا: میں بھی چاہتا ہوں کہ تمہاری طرح مرتبہ شہادت پر فائز ہوں۔

اس نے کہا: تیرا مقام و مرتبہ مجھ سے ایک لاکھ سال کی مسافت تک بلند و بالا ہے۔

میں نے کہا: وہ کیسے؟

اس نے کہا: کیا تو ہر جمعہ کو حضرت امام سجاد علیہ السلام کی ملاقات سے شرفیاب نہیں ہوتا اور ان کی خدمت میں سلام عرض نہیں کرتا؟ جب ان کے چہرۂ اقدس کو دیکھتے ہو تو محمد و آل محمد پر درود و سلام نہیں بھیجتے ہو؟ بنی امیہ کے اس سخت ترین دور حکومت میں اپنی جان خطرات میں ڈال کر آنحضرت سے حدیث نقل کرتے ہو، لیکن خداوند مہربان تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ بس اس وجہ سے اللہ کے نزدیک آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔

زہری کہتا ہے: میں نیند سے بیدار ہوا، اور اپنے آپ سے کہا: شاید یہ خواب پریشان تھا اس میں کوئی سچائی نہیں ہے۔

میں دوبارہ سویا تو پھر خواب میں اسے دیکھا، اس نے کہا کیا میری باتوں میں شک کرتے ہو؟ اپنے آپ کو شک سے بچاؤ، کیونکہ شک و تردید کفر ہے، جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے کسی اور کے سامنے مت بیان کرو، کیونکہ عنقریب حضرت امام سجاد علیہ السلام تمہیں ویسے ہی تمہارے خواب سے مطلع کریں گے، جس طرح رسول خداؐ نے شام کے سفر میں ابا بکر کو اس کے خواب سے آگاہ کیا تھا، میں نیند سے اٹھا اور نماز پڑھ، اچانک امام سجاد علیہ السلام کا ایلچی آیا، میں آنحضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا:

''اے زہری گذشتہ شب تم نے خواب میں ایسے ایسے دیکھا، تم نے جو دو خواب دیکھے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں''

(الثاقب المناقب جلد صفحہ ۳۶۲)

امام سجادؑ عبدالملک کے دربار میں

(۹۷۶-۴) جلیل القدر عالم جناب سید بن طاؤس کتاب ''استخارات'' میں لکھتے ہیں۔

زہری کہتا ہے: میں امام زین العابدینؑ کے ہمراہ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا، اس نے جب آپ کی پیشانی پر سجدے کے آثار دیکھے تو حیران ہوا اور ان کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اے ابا محمد! سچ بات تو یہ ہے کہ آپ بہت زیادہ عبادت گذار ہیں، اور خداوند متعال کی عنایت آپ کے شامل حال ہے، آپ پیغمبر خداؐ کے جسم کا حصہ ہیں۔ آپ آنحضرت کے قریبی ترین ہیں، آپ اپنے خاندان والوں میں سے صاحب عظمت و رفعت ہیں۔ بے شک جو علم و فضل اور دیانت و پرہیزگاری آپ کو عطا ہوئی ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی، یہ صرف آپ پاکیزہ ہستیوں کے نصیب میں ہے''

عبدالملک نے آنحضرت کی بہت زیادہ تعریف کی۔

زہری کہتا ہے: حضرت امام سجاد نے فرمایا:

''جو کچھ تم نے کہا یہ خداوند متعال کا فضل اور اس کی تائید و توفیق ہے اے عبدالملک! کس طرح سے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جاسکتا ہے؟ رسول خداؐ نماز کے لیے اس قدر کھڑے ہوتے کہ آپ کے پاؤں میں ورم آجاتے، روزہ کی حالت میں اس قدر تشنہ ہو جاتے کہ آپ کے منہ سے آب دہن خشک ہو جاتا''

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا خداوند متعال نے آپ کو معاف کرنے کا وعدہ نہیں کا ی اور آپ کے گذشتہ و آئندہ گناہ معاف نہیں[1] کیے؟

پیغمبر خدا نے فرمایا: کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟

''خدا کا شکر ہے اس کی نعمت اور اس کے لطف پر، وہ ابتداء و انتہا میں حمد و ستائش کے لائق ہے، خدا کی

---

[1] اس آیہ شریفہ کی طرف اشارہ ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا (فتح آیہ ۲) تاکہ خدا آپ کے گلے پچھلے تمام الزامات کو ختم کردے اور آپ پر اپنی نعمت کو تمام کردے اور آپ کو سیدھے راستے کی ہدایت کردے۔

قسم! اگر میرے اعضائے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں اور کثرت عبادت کی وجہ سے میری آنکھیں سینے پر آجائیں تو اس کی ان نعمتوں میں سے کسی ایک کا عشر عشیر شکر ادا نہیں ہوسکتا جنہیں شاکرین شمار کرنے سے عاجز ہیں، تمام حمد کرنے والوں کی حمد اس کی ایک نعمت تک نہیں پہنچ سکتی"

"خدا کی قسم! میں شکر گذاری کی سعی وکوشش کو کبھی بھی ترک نہیں کروں گا، یہاں تک کہ خداوند متعال مجھے اس حال میں دیکھ لے، شب و روز یہاں تک کہ کوئی بھی چیز مجھے اس کی نعمتوں کے تذکرے اور شکر گزاری سے نہیں روک سکتی ہے، اگر میرے خاندان اور میرے دوسرے لوگوں کے حقوق کہ جن کی رعایت اپنی قدرت کے مطابق ضروری ہے، میرے کندھوں پر نہ ہوتے تو اپنی آنکھیں مسلسل آسمان کی طرف لگائے رکھتا اور اپنا دل خدا کے حوالے کر دیتا، میں اس کام سے ہرگز باز نہیں آؤں گا، یہاں تک کہ اپنی جان خداوند رؤوف کے حوالے کردوں کہ وہ بہترین داوری کرنے والا ہے"

اس دوران آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، عبدالملک بھی رونے لگا اور کہتا ہے: کس قدر فاصلہ ہے اس بندے کے درمیان جو ہمیشہ آخرت کی جستجو میں کوشاں رہتا ہے اور اس بندے کے درمیان جو ہر اعتبار سے دنیا کے پیچھے ہے، کہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

پھر عبدالملک نے حضرت امام سجاد علیہ السلام سے ان کی ضروریات کے بارے میں پوچھا اور آنے کا سبب دریافت کیا۔ آنحضرت نے جن لوگوں کے بارے میں سفارش کی تھی، اسے اس نے قبول کیا۔ (فتح الابواب صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۰، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۵۶)

(۹۷۷۔۵) شیخ طوسی کے فرزند ابوعلی اپنی کتاب "امالی" میں تحریر کرتے ہیں:

روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام سے کہا گیا: اے رسول خدا کے بیٹے! آپ نے صبح کس حال میں کی ہے؟

آپ نے فرمایا:

"میں نے اس حال میں صبح کی کہ مجھ سے آٹھ چیزیں مطلوب ہیں"

۱۔ خدا چاہتا ہے کہ واجبات کو انجام دوں۔

۲۔ رسول خدا چاہتے ہیں کہ مستحبات وسنن بجالاؤں۔

۳۔ میرا خانوادہ کھانے پینے کی چیزوں کا مطالبہ کرتا ہے۔

۴۔ نفس شہوت رانی چاہتا ہے۔

۵۔ شیطان گناہ کی دعوت دیتا ہے۔

۶۔ دو فرشتے موکل حفظ عمل و زبان چاہتے ہیں۔

۷۔ ملک الموت میری روح کا طلب گار ہے۔

۸۔ قبر میرے جد کی منتظر ہے۔

پس میں ان طلب کاریوں کے درمیان محصور و مطلوب ہوں۔

امام سجادؑ ابن زبیر کے فتنہ سے محزون

(۸۷۹۔۶) ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میرے مولیٰ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن میں گھر سے باہر آیا اور اس دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا، اچانک ایک شخص آیا جس نے دو سفید لباس زیب تن کیے ہوئے تھے اور مجھے دیکھ کر کہتا ہے:

"اے علی بن الحسینؑ کیا ہوا ہے کہ میں آپ کو غمگین و محزون دیکھ رہا ہوں؟ کیا آپ دنیا کے لیے مغموم ہیں کہ بے شک وہ دن آمادہ ہے کہ نیکوکار و بدکار اس سے بہرہ مند ہیں"

میں نے کہا: میرا غم دنیا کی خاطر نہیں ہے کیونکہ دنیا ویسی ہی ہے جیسی تم نے بیان کی ہے۔

اس نے کہا: کیا آخرت کے لیے محزون ہے؟ وہ بھی ایک سچا وعدہ ہے اس دن سلطان قاہر حکم کرے گا۔

میں نے کہا: میرا غم آخرت کی وجہ سے بھی نہیں ہے، کیوں وہ بھی ویسی ہی ہے جیسی تم نے بیان کیا ہے۔

اس نے کہا: اے علی بن الحسینؑ پھر آپ کا حزن و غم کس وجہ سے ہے؟

میں نے کہا: ابن زبیر کے فتنہ و فساد سے محزون ہوں۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا: اے علی بن الحسینؑ! کیا آپ نے کسی کو دیکھا ہے جو خدا سے ڈرتا ہوا اور خدا نے اسے نجات عطا نہ فرمائی ہو؟

میں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: اے علی بن الحسینؑ کیا آپؑ نے آج تک کسی کو دیکھا ہے کہ جس نے خدا پر توکل کیا ہو اور خدا اس کے لیے کافی نہ ہوا ہو۔

میں نے کہا: نہیں اس کے بعد وہاں کسی کو موجود نہ پایا۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۶۳ الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۶۹، بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۴۵)

سجادؑ ابراہیمؑ کی طرح

(۹۷۹۔۷) حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

میرے پدر بزرگوار حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: میں ایک دن سخت مریض ہو گیا تھا، میرے والد گرامی حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کوئی چیز کھانے کو دل چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا:

اشتھی ان اکون ممن لا افترح علی ربی سوی مایدبرہ لی.

''میں چاہتا ہوں کہ اپنے رب کے سامنے کسی قسم کی پیش نہاد نہ کروں، سوائے اس کے کہ خود خدا میرے لیے مقدر فرمائے''

میرے والد بزرگوار نے فرمایا: شاباش، حضرت ابراہیم خلیلؑ کی مثل ہو، جب جبرائیل نے ان سے کہا: کیا کسی چیز کی ضرورت ہے؟

انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی قسم کا اظہار نظر نہیں کروں گا بلکہ صرف وہی میرے لیے کافی اور ایک اچھا نگہبان ہے۔ (دعوات راوندی صفحہ ۱۶۸، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۶۷)

امام سجادؑ منتخب شدہ خاندانوں کے فرزند

(۹۸۰۔۸) زمخشری اپنی کتاب ''ربیع الابرار'' میں تحریر کرتے ہیں: رسول خداؐ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

للہ من عبادہ خیرتان: فخیرتہ من العرب قریش ومن العجم فارس.

''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے دو خاندانوں کو منتخب کیا ہے، عرب سے خاندان قریش کو اور عجم سے فارس کو۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

انا ابن الخیرتین.

''میں خدا کے دو منتخب خاندانوں کا فرزند ہوں''

کیونکہ آپؑ کے جد بزرگوار رسول خداؐ تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ بادشاہ یزدگر کی بیٹی تھیں۔

امام سجادؑ کا نام سجاد کیوں؟

(۹۸۱۔۹) جناب شیخ صدوقؒ اپنی کتاب ''علل الشرائع'' میں تحریر کرتے ہیں کہ جابر جعفی کہتے ہیں: پانچویں رہبر امام محمد

باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میرے والد گرامی امام سجاد علیہ السلام کو جب بھی خدا کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کی یاد آتی تو سر سجدے میں رکھتے، ہر اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرماتے جس میں سجدہ ہوتا اور سجدہ کرتے''

''وہ جب بھی کسی ناراحت کنندہ کام کیا کسی حیلہ وگر کے حیلہ سے خوف کھاتے تو اللہ تعالیٰ ان کے شر سے انہیں آسودہ فرما دیتا، آپ اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے پیشانی زمین پر رکھتے اور سجدہ کرتے''

''آپ ہر واجب نماز کے بعد سجدہ کرتے، جب دو افراد کے درمیان صلح کرواتے تو سجدہ کرتے، اسی وجہ سے آپ کے تمام اعضائے سجدہ پر سجدہ کے آثار نمایاں تھے، اسی وجہ سے آنحضرت کا نام سجاد (زیادہ سجدے کرنے والا) رکھا گیا۔ (علل الشرائع جلد ۲ ۲۳۲، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۶)

بی بی شہر بانوں کی داستان

(۹۸۲_۱۰) قطب راوندی اپنی بہترین کتاب ''الخرائج میں تحریر کرتے ہیں: جابر سے نقل ہوا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب یزدجرد بن شہریار جو آخری ساسانی بادشاہ تھا کی بیٹی کو اسیر کر کے شہر مدینہ میں لایا گیا تو مدینہ کی عورتوں نے چھتوں پر چڑھ کر اسے دیکھا جب اسے عمر کے پاس لایا گیا تو اس کے حسن وجمال کی روشنی سے محفل روشن ہوگئی، جب اس کی نگاہ عمر پر پڑی تو اس نے کہا: ہرمز کامیاب ہو''

عمر نے جب یہ بات سنی تو غصے سے کہتا ہے: یہ کافر مجھے فحش گالیاں دے رہی ہے اس نے اسے سزا دینے کا پکا ارادہ کر لیا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سب کچھ دیکھ رہے تھے آپ نے حضرت عمر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جس چیز کا تمھیں علم نہیں ہے اس کا انکار مت کرو۔

حضرت عمر نے حکم صادر کیا کہ اسے بازار میں لے جا کر فروخت کر دیا جائے۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

لا یجوز بیع بنات الملوک وان کن کافرات

''بادشاہوں کی بیٹیوں کو فروخت کرنا درست نہیں ہے اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، اسے اختیار دو کہ وہ کسی مسلمان کو پسند کرے اور اس سے ازدواج کرے، اس کا حق مہر مرد کے بیت المال کے حصہ سے ادا کرو، جو اس کی قیمت کی جگہ پر ہوگا''

حضرت عمر نے کہا: میں ایسا ہی کرتا ہوں پھر اس نے شہزادی سے کہا: تم مسلمانوں میں کسی کو بطور شوہر انتخاب کرو۔

شہزادی نے نگاہ دوڑائی، جا کر امام حسین علیہ السلام کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہا: اے لڑکی! تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: جہان شاہ۔

آپ نے فرمایا: بلکہ آپ کا نام شہربانو ہے۔

اس نے کہا: میری بہن کا نام شہربانو ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے۔

اس کے بعد آپ امام حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اس لڑکی کی اچھی حفاظت کرو، پس یہ بہت جلد تمہارے لیے ایک لڑکے کو جنم دے گی اور تمہارے بعد روئے زمین پر بہترین فرد ہوگا یہ لڑکی اوصیاء کی ماں ہوگی جس کی نسل پاک وطیب ہے''

پس علی بن الحسینؑ اس شہزادی کے بطن سے متولد ہوئے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ شہزادی بچے کی ولادت کے وقت دنیا سے رخصت ہوگئی تھی۔ اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس وجہ سے منتخب کیا، کہ اس نے عالم خواب میں جناب سیدہ طاہرہ فاطمہ زہراء علیہا السلام کو خواب میں دیکھا، وہ لشکر کے ہاتھوں قید ہونے سے پہلے مسلمان ہوگئی تھی۔

یہ ایک حیران کن قصہ ہے کہ جس کی وضاحت کچھ یوں ہے وہ شہزادی کہتی ہے:

میں لشکر اسلام کے حملے سے قبل خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول خدا حضرت امام حسینؑ کو ساتھ لے کر میرے گھر میں تشریف فرما ہوئے، آنحضرت ایک مقام پر بیٹھ گئے اور امام حسینؑ کے لیے میرا رشتہ طلب کیا، میرے باپ نے اسے قبول کیا اور عقد کر دیا۔

جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو ان کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی، میں صرف انہیں کے بارے میں سوچتی رہی۔

دوسری رات میں نے حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو خواب میں دیکھا، آپ میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، میں نے دعوت کو قبول کیا اور مسلمان ہوگئی۔

اس کے بعد سیدہ نساء العالمین حضرت زہراء نے فرمایا:

''بہت جلد مسلمان آپ لوگوں پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور تم صحیح وسالم میرے بیٹے حسین کے پاس پہنچ جاؤ گی اور آپ کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوگا''

وہ شہزادی کہتی ہے: اس طرح سے میں مدینہ شہر میں لائی گئی ہوں، ابھی تک مجھے کوئی اذیت نہیں پہنچی۔ (الخرائج جلد ۲ صفحہ ۷۵۰، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۰)

علی بن حسینؑ کی اطاعت

(۹۸۳۔۱۱) شیخ بزرگوار جناب علی بن محمد بن علی الخزازقمی اپنی کتاب ''کفایۃ الاثر'' میں تحریر کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں:

میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اچانک علی بن الحسین علیہ السلام تشریف لائے، آپؑ نے انہیں اپنے پاس بلایا، گود میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اس کے بعد فرمایا:

بابی انت! ما اطیب ریحک واحسن خلقک

''آپ کا باپ آپ پر قربان جائے! آپ کی خوشبو کتنی پاک ہے اور آپ کے اخلاق کتنے اچھے ہیں''

آپ کی یہ گفتگو سن کر میرے دل میں کچھ آیا میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول خدا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ خدانخواستہ اگر ایک وقت ایسا آئے کہ آپ ہمارے درمیان موجود نہ رہیں تو اس وقت ہم کس کی پیروی کریں؟

آپ نے فرمایا: میرے اس بیٹے علی کی، وہ امام اور اماموں کے باپ ہیں۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا و مولی! وہ ابھی کم سن ہیں۔

آپ نے فرمایا: ہاں ان کے بیٹے محمد بھی درجہ امامت پر فائز ہوں گے، آپ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے اور فرمایا: اس وقت وہ علم کو کھول کر بیان کریں گے۔ (کفایۃ الاثر صفحہ ۲۳۴، بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۹)

حبابہ والبیہ کی جوانی لوٹ آئی

(۹۸۴۔۱۲) جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب ''کمال الدین'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر کے نواسے محمد بن اسماعیل کہتے ہیں:

میرے والد گرامی اپنے پدر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے، وہ اپنے پدر گرامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے پدر عالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

''حبابہ والبیہ (ایک مومنہ خاتون تھی) اس کے لیے میرے والد بزرگوار امام سجاد علیہ السلام نے دعا فرمائی تو وہ جوان ہو گئی، آنحضرت نے اپنی انگشت مبارک سے اس کی طرف اشارہ کیا، وہ اسی وقت حائضہ ہو گئی، یہ اس وقت کی بات ہے جب اس کا سن ایک سو تیرہ (۱۱۳) تھا''

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۷۳، بحارالانوار ۴۶ صفحہ ۲۷، المناقب شہرآشوب جلد ۴ صفحہ ۱۳۵)

امام سجادؑ کے ساتھ ذرات بھی تسبیح خدا میں مصروف

(۹۸۵۔ ۱۳) کتاب "مناقب" میں رقمطراز ہیں کہ زہری کے بقول سعید بن مسیب نقل کرتے ہیں:

مناسک حج ادا کرنے کے بارے میں یہ معروف تھا کہ جب تک حضرت امام سجاد علیہ السلام مکہ سے روانہ نہ ہوتے تو لوگ بھی سفر حج کے لیے نہ نکلتے، ایک سال میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھا، امام علیہ السلام مکہ سے روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ نکلا۔ آنحضرت نے راستے میں ایک مقام پر قیام فرمایا، دو رکعت نماز بجالائی اور سجدے میں تسبیح پروردگار میں مشغول ہو گئے، اردگرد کوئی درخت یا مٹی کا ذرہ ایسا نہ تھا جو آپ کے ہمراہ تسبیح کرنے میں مشغول نہ ہوا ہو۔

میں یہ ماجرا دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا، آنحضرت نے سجدے سے سر اٹھا کر فرمایا:

"اے سعید! کیا ڈر گیا ہے؟

میں نے عرض کیا! ہاں، اے رسول خدا کے فرزند ارجمند۔

آپ نے فرمایا: ھذا التسبیح الاعظم یہ ایک عظیم تسبیح ہے۔

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۳۶، بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۳۷)

امام سجاد علیہ السلام اور چور

(۹۸۶۔ ۱۴) شیخ الطائفہ جناب شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "امالی" میں تحریر فرماتے ہیں:

ایک سال حضرت امام سجاد علیہ السلام اعمال حج بجالانے کے لیے عازم مکہ ہوئے۔ جب آپ مکہ و مدینہ کے درمیان ایک بیابان میں پہنچے تو ایک راہزن سے واسطہ پڑا راہزن نے امامؑ سے کہا: نیچے اترو۔

حضرت نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: میں چاہتا ہوں، تمہیں قتل کر کے سارا سامان لوٹ لوں۔

حضرت نے فرمایا: میرے پاس جو کچھ ہے میں اسے اپنے اور تیرے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور حلال کرتا ہوں۔

چور نے کہا: نہیں اس نے یہ بات قبول نہ کی۔

حضرت نے فرمایا: میرے سامان میں سے مجھے اتنا دے دو کہ اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔

چور نے یہ بات بھی ماننے سے انکار کر دیا۔

حضرت نے فرمایا: تمہارا خدا کہاں ہے؟

اس نے کہا: سویا ہوا ہے۔ اچانک دو شیر آئے اور ایک نے سر سے پکڑا اور دوسرے نے پاؤں سے پکڑا۔ حضرت نے

فرمایا:

زعمت ان ربک عنک نائم۔

''تم خیال کرتے ہو کہ تمہارا پروردگار تم سے غافل اور سویا ہوا ہے؟

(امالی طوسی صفحہ ۶۷۳، المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۰۴، بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۴۱)

امامؑ کو غلام نے جواب کیوں نہ دیا

(۹۷۸۔۱۵) کتاب ''اعلام الوریٰ'' اور ''ارشاد'' میں آیا ہے کہ روایت نقل ہوئی ہے۔

ایک دن حضرت امام سجاد علیہ السلام نے ایک غلام کو دو بار آواز دی، لیکن اس نے جواب نہ دیا، جب آپ نے تیسری مرتبہ آواز دی تو اس نے جواب دیا۔

آنحضرت نے فرمایا: میرے بیٹے! کیا میری آواز نہیں سنی تھی۔

اس نے کہا: سنی تھی۔

آپ نے فرمایا: پھر جواب کیوں نہیں دیا؟

اس نے کہا: چونکہ آپ سے کوئی خوف نہیں تھا۔

حضرت نے فرمایا:

الحمد للہ الذی جعل مملوکی یأمننی

''سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں، جس نے میرے غلام کو مجھ سے بے خوف قرار دیا ہے'' (اعلام الوریٰ صفحہ ۴۹۱، الارشاد صفحہ ۲۵۸، بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۵۶)

امامؑ کن لوگوں کے ہمراہ سفر کرتے

(۹۸۸۔۱۶) جناب شیخ صدوق کتاب ''عیون الاخبار الرضا'' میں لکھتے ہیں کہ احمد بن عیسی اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''حضرت امام سجاد علیہ السلام ہمیشہ ایسے لوگوں کے ہمراہ سفر کرتے ہیں، جو آپ کو نہ جانتے اور ان سے طے کرتے کہ وہ ضرور ان کی خدمت کریں گے''

ایک دفعہ آپ کچھ لوگوں کے ہمراہ ہمسفر ہوئے تو ان میں ایک شخص نے آپ کو پہچان لیا، اس نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ شخصیت کون ہیں؟

انہوں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: یہ علی بن الحسینؑ حضرت امام سجاد علیہ السلام ہیں۔

ان لوگوں نے جب یہ سنا تو آنحضرت کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا: اے رسول خدا کے بیٹے! آپ ہمیں آتش جہنم میں جلانا چاہتے ہیں، اگر ہم کوئی گستاخی کرتے اور آپ سے کچھ کہتے تو اس صورت میں ہمیشہ کے لیے ہلاک ہو جاتے، کون سی چیز باعث بنی ہے کہ آپ نے ہمارے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا:

"ایک دفعہ میں نے ایسے لوگوں کے ہمراہ سفر کیا جو مجھے جانتے تھے، انہوں نے رسول خداؐ کی وجہ سے میری ایسی عزت افزائی کی، جس کے میں لائق نہیں تھا، اس لیے مجھے ڈر تھا کہ آپ لوگ بھی ویسے ہی کریں گے، اسی وجہ سے گمنام ہونا میرے لیے بہتر تھا"

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۱۴۳، بحار الانوار جلد ۴۶، صفحہ ۶۹)

نماز میں امام سجادؑ کا رنگ متغیر ہو جاتا

(۹۸۹۔۱۷) جناب شیخ صدوق کتاب "علل الشرائع" میں لکھتے ہیں: ابان تغلب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

میں نے حضرت امام سجاد علیہ السلام کو دیکھا تھا کہ جس وقت آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ کا رنگ متغیر و دگرگوں ہو جاتا۔

آپ نے فرمایا:

واللہ! ان علی بن الحسین علیہ السلام کان یعرف الذی یقوم بین یدیہ۔

"خدا کی قسم! بے شک حضرت امام سجاد علیہ السلام جس کے حضور میں نماز کے لیے کھڑے ہوتے اسے خوب پہچانتے"

(علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۶۷)

بھٹکے ہوؤں کا ہادی

(۹۹۱۔۱۹) جلیل القدر جناب سید بن طاؤس اپنی کتاب "فتح الابواب" میں تحریر کرتے ہیں کہ حماد بن عطار کوفی کہتے ہیں:

ایک سال کسی کارواں کے ہمراہ عازم مکہ ہوا، رات کے وقت ہم نے مقام زبالہ سے کوچ کیا، اس وقت سیاہ آندھی نے قافلے کا استقبال کیا، شدت طوفان نے قافلے کو درہم برہم کر دیا، ہم اس دشت صحرا میں سرگردان پھرتے ہوئے ایک بے آب وعلف بیابان میں پہنچ گئے۔

جب ہر سو رات کی تاریکی چھا گئی تو ہم نے ایک بہت پرانے درخت کے نیچے پناہ لی جس وقت تاریکی شب اور صبح کی روشنی آپس میں ملی (نزدیک سحر کا وقت ہوا) تو اس میں نے ایک سفید عمامہ پوش نوجوان دیکھا، جس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی، میں نے اپنے آپ سے کہا: یہ جوان اولیائے خدا میں سے ہے، میں ڈر گیا کہ اسے پتہ چل گیا کہ میں یہاں پر ہوں تو وہ یہاں سے چلا جائے گا اور جو کچھ انجام دینا چاہتا ہے، اسے انجام نہیں دے پائے گا۔ اسی وجہ سے میں نے کوشش کی کہ اپنے آپ کو ایک گوشے میں چھپائے رکھوں، وہ اس مکان سے نزدیک ہوا اور نماز کے لیے آمادہ ہوا، وہاں پر کھڑے ہو کر کہتا ہے:

یا من احار کل شی ملکوتا، وقهر کل شی جبروتا اولج قلبی فرح الاقبال علیك، والحقنی بمیدان المطیعین لك.

''اے خدا! جس نے ہر شئے کو اپنے ملکوت سے حیران کر دیا اور جو از لحاظ جبروت تمام اشیاء پر غالب ہے۔ میرے دل میں اپنی طرف سے خوش نصیبی کا مزا ڈال دے اور مجھے اطاعت گذاروں۔ کے میدان سے ملحق فرما:

پھر نماز شروع کی، جب میں نے دیکھا کہ اس کے اعضاء اور حرکات وسکنات مکمل طور پر آرام سے ہیں، میں کھڑا ہوا اور اس مقام پر گیا جو نماز کے لیے آمادہ کیا گیا تھا، اچانک میں نے ایک چشمہ دیکھا کہ اس سے سفید پانی جاری تھا، میں نے بھی وضو کیا اور نماز کے لیے آمادہ ہوا، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں کھڑا ہو گیا، اچانک میں نے ایک محراب دیکھا، گویا کہ وہ اسی وقت اس کے تیار کیا گیا ہو، وہ جب بھی اس آیت کی تلاوت کرتا جس میں وعدہ وعید کا ذکر ہوتا تو گریہ کرتے ہوئے اس کا تکرار کرتا، جب رات نے اپنا سیاہ پردہ اٹھایا اور صبح نمودار ہوئی تو وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے۔

''اے وہ کہ تلاش کرنے والے جس کا قصد کرتے ہیں، وہ اس تک پہنچ گئے اور رشد یافتہ ہو گئے، اے وہ کہ خائفین جس کی طرف گئے تو اسے محسن اور بخشنے والا پایا، عبادت کرنے والوں نے اس کے دامن میں پناہ لی تو اسے احسان مند پایا''

''وہ کس طرح سے آرام پائے گا جس نے اپنے بدن کو تیرے علاوہ کسی اور کے لیے استعمال کیا؟ وہ کب خوش رہ سکتا ہے جس نے اپنی نیت میں تیرے علاوہ کسی کا ارادہ کیا ہو؟''

''خداوندا! رات نے اپنی بساط لپیٹ لی ہے، لیکن ابھی تک میرا دل آپ کی بارگاہ سے نہیں بھرا اور

آپ کی مناجات سے میرا سینہ پر نہیں ہے، محمد و آل محمد علیہ السلام پر درود بھیج، میرے لیے وہی کچھ انجام دے جو آپ کے لائق ہو اے رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے"

میں ڈر گیا کہ اگر ہاتھ ملایا تو وہ غائب ہو جائے گا، اسی لیے میں اس کے پاؤں میں گر گیا اور کہا: اس کی قسم جس نے رنج و غم کو تم سے دور کیا اور خوف خدا کی لذت سے نوازا! مجھے بھی اپنی رحمت کے زیر سایہ لے لو اور اپنی محبت کے سائے میں جگہ دو کہ میں راستہ بھٹکا ہوا ہوں، جو کچھ تم نے انجام دیا وہ میری آرزو اور میرا شوق ہے۔

اس نے فرمایا:

"اگر تو اپنے توکل میں سچا ہے تو ہرگز گم نہیں ہوگا، میرے پیچھے پیچھے آؤ"

جب ہم درخت کے پاس پہنچے تو اس نے مجھے پکڑا، میں نے خیال کیا کہ زمین میرے پاؤں سے نکل گئی ہے، جب صبح کی روشنی پھوٹی تو مجھ سے فرمایا: تمہیں مبارک ہو یہ مکہ مکرمہ ہے۔

میں نے لوگوں کی آوازیں سنیں، راستہ دیکھا اور اس سے کہا: تجھے اس کی قسم کہ روز قیامت جس سے امید رکھتے ہو! تم کون ہو؟

اس نے فرمایا:

"اب تم نے قسم دی ہے لہٰذا تجھے بتاتا ہوں میں علی بن الحسین بن علی ابی طالب صلوات اللہ علیہم اجمعین ہوں"

(فتح الابواب صفحہ ۲۴۵، ۲۴۸، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۷۷)

امامؑ غلاموں کو دعا سکھائی

(۲۰-۹۹۲) کتاب "اقبال الاعمال" میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن عجلان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

جب ماہ رمضان المبارک کا آغاز ہوتا تو حضرت امام سجاد علیہ السلام اپنے کسی بھی غلام یا لونڈی کو نہ ڈانٹتے، اگر کوئی غلام یا کنیز کسی خطا کا مرتکب ہوتا تو آنحضرت یادداشت کر لیتے کہ فلاں کنیز یا غلام نے یہ خطا کی ہے، تمام کی غلطیاں اکٹھی کر لیتے، جب ماہ مبارک رمضان کی آخری شب ہوتی تو تمام کو ایک جگہ پر اکٹھا کر لیتے اور جس کاغذ پر ان کی خطائیں یادداشت کی ہوتیں، اسے نکال کر نشان دہی کرتے کہ اے فلاں! تم فلاں روز فلاں غلطی کے مرتکب ہوئے ہو، میں نے تجھے سزا نہیں دی تھی، کیا تمہیں یاد ہے؟

وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا: ہاں، یا ابن رسول اللہ! آنحضرت تمام سے باز پرس کرتے اور وہ ایک ایک کر کے اپنی غلطی کا اقرار کرتے، اس کے بعد حضرت امام سجاد علیہ السلام ان کے وسط میں کھڑے ہو جاتے اور ان سے فرماتے: تمام کے تمام

بلند آواز سے کہو:

''اے علی بن الحسین تمہارے پروردگار نے بھی تمام اعمال اسی طرح سے یادداشت کیے ہوئے ہیں جس طرح تو نے ہمارے اعمال کی لسٹ بنائی ہوئی ہے۔اس کے پاس ایک ایسی تحریر ہے جس میں تمام اشیاء کی حقیقت تمہارے لیے بیان کرتا ہے، اس میں کسی بھی چھوٹے بڑے سے چشم پوشی نہیں کی گئی، جو کچھ تو نے انجام دیا ہے وہ سب کچھ اس میں دیکھ لو گے، جس طرح سے ہم نے اپنے اعمال تیرے پاس تحریر شدہ پائے، ہمیں معاف کردے اور ہمارے اعمال پر قلم عفو پھیر دے، جس طرح سے تم اللہ تعالیٰ سے عفو و گذشت کے امیدوار ہو، جس طرح سے تم پسند کرتے ہو کہ وہ تمہیں معاف کردے اسی طرح تم بھی ہمیں معاف کر دو تا کہ وہ بھی تمہیں معاف کردے اور تمہارے ساتھ اپنی رحمت و مغفرت کا سلوک کرے، کہ وہ کسی پر بھی ظلم وستم جائز نہیں سمجھتا''

''اے علی بن الحسین! اس رب ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں اپنی پشت مقامی کو یاد رکھو جو فیصلہ حق کرنے والا ہے، وہ ایسا عالی ہے جو رائی کے دانے برابر کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور روز قیامت اسے حساب کے لیے حاضر کردے گا، اس کی گواہی کافی ہے''

پس آج ہمیں معاف کردو اور ہماری خطاؤں پر قلم وعفو کھینچ دو، تا کہ اس دن خدا تمہیں معاف کردے اور بخش دے اس کا بیان حقیقت بیان ہے'':

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾ (سورہ نور آیہ ۲۲)

''ہر ایک کو معاف کرنا چاہیے اور درگزر کرنا چاہیے کیا تم یہ نہیں جانتے کہ خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے اور اللہ بے شک بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے''

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر اتنی خوبصورت گفتگو انہیں تلقین فرمائی، انہوں نے بھی با آواز بلند کہا، آنحضرت نے اشک بہاتے ہوئے فرمایا:

''پروردگار! تو نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جو ہمارے اوپر ظلم کرے ہم اسے معاف کردیں، اب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، آپ کے حکم کے مطابق ہم نے اسے معاف کردیا ہے تو بھی ہمیں معاف کردے، کہ تو معاف کرنے میں مجھ اور تمام لوگوں سے جنہیں معاف کرنے کا حکم دیا ہے اولیٰ ہے۔ اے میرے پالنے والے! تو نے ہمیں حکم دیا کہ گداگر کو اپنے دروازے سے خالی مت پلٹاؤ، اب ہم گدائی کے لیے فقیر بن کر آپ کے دروازے پر آئے ہیں آپ کے آستانے پر آئے ہیں اور آپ سے عنایت و احسان کے طلب گار ہیں، ہمارے اوپر احسان فرما اور ہمیں ناامید نہ کر، کہ تو اس کام کے لیے مجھ اور دوسروں کے لائق تر ہے''

''خداوند تو بخشنے والا ہے مجھے بھی بخش دے، کہ میں تم سے بخشش کا تقاضا کرتا ہوں، اے کریم! میں نے تجھے اہل معروف میں سے پایا ہے پس مجھے بھی اپنے لطف وکرم میں شامل فرما''

آنحضرت ہر ماہ رمضان کی آخری رات میں کم وبیش بیس غلاموں کو آزاد کرتے؟

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

''بے شک اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر رات میں سحری کے وقت آزاد کرتے، جو تمام کے تمام آتش جہنم کے لائق ہوتے۔ جب ماہ رمضان المبارک کی آخری شب ہوتی تو پورے رمضان کے مطابق غلاموں کو آزاد کرتے، میں دوست رکھتا ہوں کہ خداوند کریم دیکھے کہ میں نے دنیا میں غلاموں کو آزاد کیا ہے اس امید کے ساتھ کہ وہ مجھے آتش جہنم سے آزادی عطا فرمائے''

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے کسی بھی خدمت گذار کو اپنے پاس ایک سال سے زیادہ مدت کے لیے نہیں ٹھہرایا۔ جب بھی سال کی ابتدا یا وسط میں کسی غلام کے مالک بنتے تو عید الفطر کی رات آزاد کرتے۔ اسی طرح دوسرے سال کسی اور غلام کے مالک بنتے تو پہلے والے کو آزاد کر دیتے۔

آنحضرت جب تک حیات رہے ایسے ہی کرتے رہے، یہاں تک کہ جوار رحمت الٰہی میں چلے گئے۔ (الاقبال صفحہ ۵۶۱، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۰۳)

قاتل کو آزاد کر دیا

(۹۹۳۔۲۱) شہید قدس سرہ کتاب ''مسکن الفوائد'' میں تحریر کرتے ہیں:

ایک دن کچھ مہمان آنحضرت کی خدمت میں تھے، آپ کا ایک غلام بھونا ہوا گرم گرم گوشت جلدی سے لایا تو وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر امام سجاد کے ایک بیٹے کے سر پر گرا جس سے وہ فوت ہو گیا۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام جلدی سے اپنے بیٹے کے سر پر پہنچ کر دیکھا تو وہ فوت ہو چکا تھا، آپ نے غلام کو فرمایا:

انت حر، اما انك متعمده

''تم آزاد ہو، تم نے یہ کام جان بوجھ کر انجام نہیں دیا۔

اس کے بعد اپنے بیٹے کی تجہیز وتکفین میں مصروف ہو گئے۔

(بحار الانوار جلد ۹۶ صفحہ ۹۹، کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۸۱)

امامؑ اپنے شیعوں کے لیے دعا کرتے

(۹۹۴۔۲۲) روایت ہوتی ہے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

انی لأدع لمذنبی شیعتنا فی الیوم واللیلة مائة مرة۔

''میں ہر شب وروز اپنے گناہ گار شیعوں کے لیے سو(۱۰۰) مرتبہ دعا کرتا ہوں''

عبدالملک کی خواہش اور امامؑ کا جواب

(۹۹۵۔۲۳) کتاب ''الصراط المستقیم'' میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت امام سجاد علیہ السلام بیت اللہ میں طواف کعبہ میں مشغول تھے کہ عبدالملک بن مروان سے سامنا ہوا۔

عبدالملک نے کہا: ہمارے پاس کیوں نہیں آتے ہو کہ ہماری دنیا کی کوئی چیز آپ تک پہنچے؟ حضرت امام سجاد علیہ السلام نے اپنی ردا مبارک پھیلائی اور فرمایا:

اللھم ارہ حرمة اولیائك۔

''اے معبود! اپنے اولیاء کا مقام و مرتبہ اسے دکھا''

اچانک آپ کی ردائے مبارک موتیوں سے بھر گئی۔ پھر حضرت امام سجادؑ اسے دیکھ کر فرماتے ہیں:

''وہ شخص جس کا مقام و مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں اس قدر ہو، اسے تمہارے دنیا کی کوئی ضرورت نہیں''

پھر فرمایا: خداوند! یہ لے لو، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۲۰، الخرائج جلد ا صفحہ ۲۵۵)

فرزدق شاعر کا امامؑ سے شکوہ

(۹۹۶۔۲۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ جب عرب کے مشہور شاعر فرزدق نے امام سجاد علیہ السلام کی مدح میں یہ خوبصورت شعر ہشام بن عبدالملک کے سامنے پڑھا کہ:

هذا الذی تعرف البطحاء وطأته

والبیت یعرفه والحل والحرام

''یہ وہ ہستی ہیں جنہیں سرزمین بطحاء پہچانتی ہے اور خانہ خدا، حل و حرم اسے پہچانتے ہیں''

ہشام اس مدح سرائی سے خشم ناک ہوا اور اسے زندان میں بند کر دیا۔ جب اس کی قید طولانی ہوئی تو امام علیہ السلام سے

شکوہ کیا، آنحضرت نے دعا فرمائی تو وہ قید سے آزاد ہو گیا۔

فرزدق نے کہا: خلیفہ نے میرا نام کاٹ دیا ہے اور بیت المال سے میرا سہم ختم کر دیا ہے۔

امام سجاد علیہ السلام نے اسے چالیس سال کے اخراجات عطا فرمائے، اس کے بعد فرمایا:

لو علمت انك تحتاج اكثر منه لاعطيتك۔

''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہیں اس سے زیادہ ضرورت ہے تو تمہیں اور عطا کرتا''

فرزدق چالیس سال کے بعد دنیا سے رخصت ہو گیا۔

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۸۱، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۶۷، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۴۱)

ساتواں باب

حضرت امام محمد بن علی الباقر صلوات اللہ علیہ

امامؑ وارث پیغمبرؐ

(۹۹۸۔۱) جناب طبری اپنی کتاب ''دلائل الامامۃ'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوبصیر کہتے ہیں:

میں اپنے مولیٰ و آقا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوا اور عرض کیا: کیا آپ پیغمبر خدا کے ورثاء ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا پیغمبر خداؐ بھی پیغمبروں کے ان معجزوں کے وارث تھے جنہیں وہ جانتے اور عمل کرتے تھے۔

فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا آپ مردہ کو زندہ کر سکتے ہیں، اندھے کو آنکھیں اور برص کے مریض کو شفا دے سکتے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

''ہاں''

اس کے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''اے ابا محمد! میرے قریب آئیں''

میں آنحضرت کے قریب ہوا تو آپ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیرا تو میری آنکھیں ٹھیک ہو گئیں، سورج، آسمان، زمین اور وہ سب کچھ دیکھا جو گھر میں موجود تھا۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اتحب ان تکون علی ھذا ولک ما للناس وعلیک ما علیھم یوم القیامۃ او تعود کما کنت ولک الجنۃ خالصتہ؟

کیا تم پسند کرتے ہو کہ اسی حال میں باقی رہو اور لوگوں کی طرح زندگی گزارو، اور روز قیامت جو کچھ لوگوں کے ساتھ ہو وہی کچھ تمہارے ساتھ بھی ہو یا پہلے کی طرح نابینا رہنا چاہتے ہو کہ بغیر حساب کتاب

کے جنت میں چلے جاؤ؟" میں نے عرض کیا: پہلے کی طرح ہونا چاہتا ہوں۔

آنحضرت نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیرا تو میں پہلی حالت میں واپس چلا گیا، (یعنی بینائی جاتی رہی)۔

(دلائل الامامہ صفحہ ۲۲۶، بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۴۹، الخراج جلد ۱ صفحہ ۲۷۴)

مردے کو حکم خدا سے زندہ کیا

(۹۹۹-۲) کتاب "الثاقب والمناقب" کے مؤلف کہتے ہیں:

میں مشہد حضرت امام رضا علیہ السلام میں اپنے استاد ابا جعفر محمد بن حسین شوہانی کے گھر میں کھڑا تھا، انہوں نے کتاب سے یوں پڑھا۔

شام کا رہنے والا ایک جوان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا رہتا تھا ایک دن اس نے آنحضرت کے درس میں کہا: خدا کی قسم، میں آپ کی محبت کی وجہ سے درس میں حاضر نہیں ہوتا، بلکہ آپ کے علم وفصاحت کی خاطر آتا ہوں۔

امام علیہ السلام مسکرائے اور کچھ نہ فرمایا:

کچھ دن گزرے لیکن اس نوجوان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے۔ امامؑ نے اس کے بارے میں پوچھا، ایک شخص نے بتایا کہ وہ مریض ہے۔

اس دوران ایک شخص آیا اور کہتا ہے: یابن رسول اللہ! وہ شامی نوجوان جو آپ کے درس میں اکثر وبیشتر آتا تھا، فوت ہو گیا ہے۔ اس نے وصیت کی تھی کہ اس کی نماز جنازہ آپؑ پڑھائیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"جس وقت اسے غسل دے لو تو اسے تخت پر ہی لیٹے رہنے دینا اور میرے آنے تک اسے کفن نہ پہنانا"

پھر آنحضرت کھڑے ہوئے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور دعا مانگی، اس کے بعد سجدے میں سر رکھا، کافی لمبا سجدہ بجالائے، پھر کھڑے ہوئے رسول خدا کی رداتن پوش کی اور پاؤں میں جوتے پہن کر اس کی طرف روانہ ہوئے۔

آپ گھر میں داخل میں داخل ہوئے، جب آپ کمرے میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسے غسل دے کر کمرے میں تخت پر لٹایا ہوا تھا، آنحضرت نے اس کا نام لے کر اسے آواز دی اور فرمایا:

اے فلاں! اچانک اس جوان نے جواب دیا اور کہا: لبیک۔

اس نے سر اٹھایا اور اٹھ کر بیٹھ گیا، حضرت نے ستو منگوا کر اسے پلائے۔

پھر پوچھا: تمہیں کیا ہوا تھا؟

اس نے کہا: اس میں ذرا برابر شک نہیں کہ میری روح قبض ہوگئی تھی، جب میری روح بدن سے خارج ہوئی تو اس وقت میں نے ایک دل نشین آواز سنی، البتہ میں نے آج تک اتنی اچھی آواز نہیں سنی تھی۔

کہنے والے کہتے ہیں:

ردوا الیہ روحہ فان محمد بن علی قد سألناہ۔

''اس کی روح واپس کردیں کیونکہ محمد بن علیؑ نے اسے ہم سے مانگا ہے''

(الثاقب والمناقب صفحہ ۳۶۹)

امامؑ کی والدہ نے دیوار کو روکا

(۱۰۰۰۔۳) جناب شیخ کلینی اپنی گرانقدر کتاب ''کافی'' میں اور اسی طرح علمائے میں سے ایک عالم ایک قدیم خطی نسخہ میں رقمطراز ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

میری والدہ ماجدہ دیوار کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، اچانک دیوار پھٹ گئیں میں نے اس کے پھٹنے کی آواز سنی، میری والدہ ماجدہ نے اپنے ہاتھ سے دیوار کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

لا لا وحق المصطفی! ما اذن اللہ لك فی السقوط۔

''نہ، حق مصطفیٰ کی قسم، خدا نے تمہیں گرنے کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی ہے''

دیوار اسی طرح سے ہوا میں معلق ہوگئی اور میری والدہ وہاں سے اٹھ گئیں۔ میرے پدر بزرگوار نے میری مہربان ماں کی سلامتی جان کے لیے سو دینار کا صدقہ دیا۔

ابو صباح کہتے ہیں: ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی دادی محترمہ کا تذکرہ کیا اور فرمایا:

کانت صدیقۃ لم تدرك فی آل الحسین امرأۃ مثلھا۔

''وہ ایسی صدیقہ تھیں کہ آل حسینؑ میں ان کی طرح کوئی خاتون نہیں دیکھی گئی'' (الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۶۹، بحار جلد ۴۶ صفحہ ۲۱۵، الدعوات صفحہ ۶۸)

جابر جعفی امام علیہ السلام کی خدمت میں

(۱۰۰۱۔۴) جابر جعفی کہتے ہیں: میں نے اپنے مولیٰ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

میں ایک نابینا اور بوڑھا شخص ہوں، میرے اور آپ کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ میں آپ سے کوئی دستور و حکم چاہتا ہوں کہ اس پر عمل کروں، مخالفین کے مقابلے میں استدلال کرسکوں اور اسے پس ماندگان تک پہنچاؤں۔

جابر کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام میری بات سن کر حیران ہوئے اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد فرمایا:

''اے ابا الجارود! تم نے کیا کہا ہے؟ اپنی گفتگو دہراؤ''

میں نے اپنی بات کا تکرار کیا۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

نعم یا ابا الجارود! شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شرك له وان محمدا عبده و رسوله، واقام الصلوة وایتاء الزكاة، وصوم شهر رمضان، وحج البیت، وولایة ولیتنا، وعداوة عدونا والتسلیم لا مرنا وانتظار قائمنا والورع والاجتهاد.

ہاں، اے ابا الجارود! اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھنا، خانہ خدا کا حج کرنا، ہمارے دوستوں کو دوست رکھنا، ہمارے دشمنوں سے دشمنی کرنا، ہمارے امر کے سامنے تسلیم ہونا، ہمارے قائم کا انتظار کرنا، تقویٰ و پاک دامنی اور دین میں جدوکوشش کرنا''

(الدعوات صفحہ ۱۳۵، بحار الانوار جلد ۶۹ صفحہ ۱۳)

حبابہ والبیہ کی جوانی لوٹ آئی

(۱۰۰۲-۵) کتاب ''بصائر الدرجات'' اور ''عیون المعجزات'' میں مذکور ہے کہ روایت ہے:

حبابہ والبیہ حضرت امام محمد باقرؑ کی امامت کے دوران باحیات تھیں، ایک دن وہ آنحضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوئی، حضرت نے فرمایا:

''اے حبابہ! کیا ہوا ہے کہ تم ایک مدت سے ہمارے پاس نہیں آئی ہو''

کہا: میں بوڑھی ہو چکی ہوں، میرے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں اور غم واندوہ زیادہ ہو گئے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے نزدیک آؤ۔

پس وہ آنحضرت کے قریب آئی، آپ نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھا، پھر کوئی دعا پڑھی کہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا وہ کون سی دعا تھی، فوراً اس کے سر کے بال سیاہ ہو گئے اور وہ جوان ہو گئی، وہ بہت خوش ہوئی۔ امام علیہ السلام بھی اس کے خوشحال ہونے سے مسرور وخوش حال ہوئے۔

حبابہ نے کہا: میں آپ کو اس کے حق کی قسم دیتی ہوں، جس نے آپ کے لیے پیغمبروں سے عہد و میثاق لیا، آپ عالم اشباح میں کیسے تھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''اے حبابہ! حضرت آدمؑ کو خلق کرنے سے پہلے ہم نور تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے، ہماری تسبیح کی وجہ سے فرشتوں نے تسبیح کی، البتہ اس سے قبل وہ ایسے نہ تھے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ علیہ السلام کو خلق کیا تو وہ نور ان کے صلب میں رکھا''

(بحار الانوار جلد ۴۶، صفحہ ۲۸۴، بصائر الدرجات صفحہ ۲۷۰)

امامؑ کو ہر شے پر قدرت حاصل ہے

(۱۰۰۳-۶) شیخ مفید علیہ الرحمہ سے منسوب کتاب ''اختصاص'' اور اسی طرح ''بصائر الدرجات'' میں مذکور ہے کہ جابر کہتے ہیں:

میں اپنے مولا امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا، اور اپنی حاجت کا اظہار فرمایا۔ حضرت نے فرمایا:

''اے جابر! میرے پاس اس وقت ایک بھی درہم نہیں ہے''

زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ کمیت نامی شاعر آیا، اس نے امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں۔ اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں نے آپ کی شان میں جو قصیدہ لکھا ہے، اسے پڑھوں؟

فرمایا: پڑھو، کمیت نے اپنے اشعار پڑھے، امام علیہ السلام نے اپنے غلام سے کہا: اس کمرے میں جاؤ اور کمیت کے لیے درہموں کی تھیلی لاؤ۔ اس نے لاکر کمیت کے حوالے کر دی۔

کمیت نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں! کیا اجازت مرحمت فرمائیں گے کہ میں نے ایک اور بھی قصیدہ لکھا ہے وہ بھی پڑھوں؟

حضرت نے فرمایا: پڑھو، کمیت نے پڑھا، امامؑ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ دوسری تھیلی بھی لاکر اسے دو۔

وہ تھیلی لایا اور کمیت کو دی۔

کمیت نے کہا: کیا اجازت عطا فرمائیں گے کہ میں نے ایک اور قصیدہ بھی لکھا ہے وہ بھی پڑھوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

پڑھو! اس نے تیسرا قصیدہ بھی پڑھا، امام علیہ السلام نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ایک اور تھیلی لے آؤ۔

غلام نے اطاعت کی اور تھیلی لاکر کمیت کے سپرد کی۔

کمیت نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، خدا کی قسم، میں آپ کی محبت میں جو مدح سرائی کرتا ہوں یہ دنیا کی خاطر نہیں ہے بلکہ ان اشعار کے ذریعے میرے پیش نظر پیغمبر خدا کی خوشنودی اور اس حق کو ادا کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے جسے ادا کرنا خدا نے میرے اوپر واجب کیا ہے۔

جابر کہتے ہیں: امام علیہ السلام نے اس کے لیے دعا فرمائی اور اس کے بعد فرمایا: اے غلام! ان تھیلیوں کو لے جا کر اسی مقام پر رکھ دو۔

جب میں نے یہ سارا ماجرا دیکھا تو دل میں کہا کہ حضرت نے مجھے فرمایا تھا: میرے پاس ایک درہم تک نہیں ہے، جبکہ ادھر سے یہ حکم صادر فرمایا کہ کمیت کو تیس (ہزار) درہم انعام دیں۔

جب کمیت وہاں سے چلے گئے تو میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں! آپ نے مجھے فرمایا کہ میرے پاس ایک بھی درہم نہیں ہے، لیکن حکم صادر فرمایا: کہ کمیت کو تیس (۳۰) ہزار انعام دیں؟

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''جابر اٹھ کر کھڑے ہو اور کمرے میں جاؤ''

میں کھڑا ہوا اور کمرے میں داخل ہوا، لیکن وہاں پر ان درہموں کا نام ونشان تک نہ پایا اور واپس پلٹ آیا۔ حضرت نے فرمایا:

یا جابر! ماسترنا عنکم اکثر مما اظہرنا لکم۔

''اے جابر! وہ خدائی طاقت جو ہم نے چھپائی ہوئی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے، جس کا اظہار کرتے ہیں''

پھر حضرت اٹھے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں داخل ہوئے، اپنے پاؤں مبارک سے زمین پر ٹھوکر ماری اچانک سونے کے سکے ایسے نمایاں ہوئے جیسے اونٹ کی گردن نمایاں ہوتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

یا جابر! انظر الی ھذا ولا تخبر بہ احداً الا من تثق بہ من اخوانك، ان اللہ اقدرنا علی ما فرید ولو شئنا ان نسوق الارض بازمتھا لسقناھا۔

''اے جابر! ان سونے کے سکوں کی طرف دیکھو اور کسی کو مت بتاؤ مگر ان لوگوں کو جن پر تمہیں اطمینان ہو''

''بے شک خداوند متعال نے ہمیں ہر اس چیز پر قدرت عطا کی ہے جسے ہم چاہیں، زمین کی لگام

ہمارے اختیار میں ہے، ہم جہاں چاہیں لے جانے پر قادر ہیں"

(الاختصاص صفحہ ۲۶۵، ۲۶۶، بصائر الدرجات صفحہ ۴۰۷، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۳۹)

امامؑ کی عظمت

(۷۔۱۰۰۴) شیخ قطب الدین راوندی "الخرائج" میں تحریر کرتے ہیں کہ حلبی حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

کچھ لوگوں نے میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا: ما حد الامام؛ امام کی حد کہاں تک ہے؟

فرمایا:

حد عظیم اذا دخلتم علیہ فوقروہ وعظموہ وآمنوا بما جآء بہ من شیء وعلیہ ان یهدیکم وفیہ خصلة اذا دخلتم علیہ لم یقدر احد ان یملأ عینیہ منہ اجلالاً وھیبة، لان رسول اللہ کذلک کان وکذلک یکون۔

"امام کی شان و شوکت بہت عظیم ہے، جب بھی خدمت امام میں حاضر ہو ان کا احترام کرو، انہیں صاحب عظمت سمجھو، اور وہ جو کچھ بتائیں اس پر یقین کرو، ان پر ضروری ہے کہ وہ تمہاری ہدایت و راہنمائی کریں"

ان کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ میں سے جو کوئی بھی ان کی خدمت میں پہنچے وہ ان کے جلالت و ہیبت کی وجہ سے انہیں نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا، کیونکہ رسول خدا ایسے ہی تھے اور آئمہ معصومین علیہم السلام بھی ان کی طرح سے ہیں۔

پوچھتے ہیں: کیا امام علیہ السلام اپنے شیعوں کو پہچان لیں گے؟

فرمایا: ہاں، جب انہیں دیکھیں گے تو پہچان جائیں گے۔

پوچھتے ہیں: کیا ہم آپ کے شیعوں میں سے ہیں؟

فرمایا: ہاں، آپ لوگ میرے شیعوں میں سے ہیں۔

پوچھتے ہیں: اس کی نشانی کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے والدین اور اپنے قبیلہ کے نام بیان کروں؟

انہوں نے فرمایا: ہاں

حضرت نے اپنے تمام شخصیات کے نام بیان فرمائے اور ان کی تصدیق کی۔

حضرت نے فرمایا: اب بتاؤں کہ تم کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ تم اس آیت کے بارے میں سوال کرنا

چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (ابراھیم: ۲۴)

"(اللہ تعالیٰ نے کس طرح کلمہ طیبہ کی مثال) شجرۃ طیبہ سے بیان کی ہے، جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے"

انہوں نے عرض کیا: درست ہے۔

آپ نے فرمایا: وہ پاکیزہ درخت ہم ہیں کہ جس کے بارے میں ارشاد قدرت ہے:

أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

"اس کی اصل ثابت اور شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے"

"ہم اپنے شیعوں میں سے جس کسی کو چاہتے ہیں اپنا علم عطا کرتے ہیں"

پھر فرمایا: کیا قانع ہو گئے ہو؟

انہوں نے کہا: ہم اس سے کم تر پر بھی قانع تھے۔

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۹۶، بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۲۴، الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

زمین آل محمدؐ کے اختیار میں

(۱۰۰۵-۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ اسود بن سعید کہتے ہیں:

میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا قبل اس کے کہ میں کچھ پوچھتا، حضرت نے فرمایا:

نحن حجة الله ونحن باب الله ونحن لسان الله ونحن وجه الله ونحن عين الله في خلقه ونحن ولاة امر الله في عباده.

"ہم حجت خدا، باب خدا، زبان خدا، وجہ اللہ، اور عین اللہ ہیں۔ اولیاء خدا اس کی مخلوق سے اور اس کے بندوں میں سے ہیں"

پھر فرمایا:

"بے شک ہمارے اور زمین کے ہر حصے کے درمیان معمار کی ڈوری کی مانند ایک دھاگا متصل ہے، جب بھی اللہ تعالیٰ کسی سرزمین کے بارے میں ہمیں حکم دیتا ہے تو ہم اس دھاگے کو کھینچتے ہیں، اس طرح وہ سرزمین اپنے تمام مناطق، بازاروں اور محلات کے ہمراہ ہمارے پاس آجاتی ہے اور ہم اس کے

بارے میں حکم خدا کو انجام دیتے ہیں"

"بالکل ایسے ہی جیسے ہوا کا کنٹرول حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ میں تھا، اب اللہ تعالیٰ نے اسے آل محمدؐ کے لیے مسخر فرمایا ہے اور ان کے اختیار میں دے دیا ہے"

(الخرائج جلد ا صفحہ ۲۸۷، بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۵۵)

حبابہ والبیہ کی روایت

(۱۰۰۶۔۹) جلیل القدر عالم جناب ابن شہر آشوب کتاب "مناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ حبابہ والبیہ کہتی ہیں:

میں شہر مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام میں تھی، عصر کا وقت تھا، یہ وہ وقت تھا جب آفتاب نے سر پر تاج کی مانند اپنا سنہری نور پہاڑوں کی چوٹیوں پر پھیلاء ہوا تھا، میں نے ایک شخص کو کعبہ یا حجر اسود کے درمیان دیکھا جو اپنی کمر کو ریشمی عمامے کے ساتھ باندھے ہوئے خاک پر کھڑا تھا اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور دعا کی۔

لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مشکل مسائل پوچھتے رہے، آپ مسلسل جواب ارشاد فرماتے رہے، یہاں تک کہ ایک ہزار مسئلوں کا جواب دیا، پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ اس دوران کسی فریادی نے با آواز بلند فریاد کی:

ألا ان هذا النور الابلج المسرج والنسيم الارج والحق المرج۔

"آگاہ ہو جاؤ! بے شک یہ (آقا) ایسا روشن درخشاں نور، ایسی خوشبودار نسیم اور ایسی برحق شخصیت ہیں کہ لوگوں نے انہیں ترک کر دیا ہے"

بعض لوگوں نے کہا: یہ کون شخص ہے؟

حاضرین میں سے ایک نے کہا: وہ محمد بن علی باقرؑ ہیں۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ کسی فریادی نے با آواز بلند فریاد کی:

الا! ان هذا باقر علم الرسل، وهذا مبين السبل، هذا خير من رسخ في اصلاب اصحاب السفينة، هذا ابن فاطمة الغرا لعذراء الزهرا، هذا بقيته الله في ارضه هذا ناموس الدهر، هذا ابن محمد وخديجة وعلی فاطمة عليهم السلام هذا منار الدين القائمة۔

"آگاہ ہو جاؤ! یہ شخص پیغمبروں کے علوم کو کھولنے والا، راستوں کو روشن کرنے والا اور اصحاب سفینۂ نوح

کے اصلاب میں سے بہترین فرد ہے"

"یہ فاطمہ غراء عذرا زہراء کا فرزند ہے، یہ ارض خدا پر بقیۃ اللہ ہے، یہ ناموس دہر ہے، یہ محمد مصطفیؐ، خدیجۃ الکبریٰ، علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراء کا بیٹا ہے، یہ شخص دین خدا کا پائیدار ستون ہے"

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۵۹)

علی بن حمزہ اسرار سے آگاہ

(۱۰-۱۰۰۷) جناب علامہ مجلسی "بحار الانوار" میں تحریر فرماتے ہیں کہ علی بن ابی حمزہ اور ابو بصیر کہتے ہیں:

ہم نے عہد کیا ہوا تھا کہ اپنے آقا و مولیٰ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوں، پس ہم ابو لیلیٰ کے ہمراہ آنحضرت کے خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت نے فرمایا: اے سکینہ! چراغ لے کر آؤ۔

وہ چراغ لائیں تو آپ نے فرمایا: فلاں مقام پر ایک صندوقچہ پڑا ہے وہ لے آؤ۔

وہ صندوقچہ اٹھا کر لائیں، حضرت نے اس کی سیل کھولی، ایک زرد رنگ کا صحیفہ باہر نکالا۔

علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں: امام محمد باقر علیہ السلام اس صحیفہ کو کھول کر دیکھتے اور پلٹتے جاتے، جب اس کے تیسرے یا چوتھے حصے تک پہنچے تو اس وقت میری طرف ایک نگاہ کی، ان کی نگاہ سے میں ڈر گیا میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔

جب انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا:

"کیا تمہاری حالت بہتر ہو گئی ہے؟"

میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں، ہاں۔

فرمایا: کیا دیکھ رہے ہو؟

میں نے عرض کیا: اپنا، اپنے باپ اور اپنے ان فرزندوں کا نام دیکھ رہا ہوں جنہیں میں پہچانتا نہیں ہوں۔

آپ نے فرمایا:

لولا ان لك عندي ما ليس لغيرك ما اطلعتك على هذا، اما انهم سيزداد دون على عدد ما ههنا.

"اے علی! اگر میرے نزدیک تیرا کوئی مقام و مرتبہ نہ ہوتا تو میں تمہیں ان اسرار سے آگاہ نہ کرتا، آگاہ ہو جاؤ! عنقریب تیری اولاد میں اس مقدار میں اضافہ ہو جائے گا جتنی تو نے یہاں پر دیکھی ہے"

علی بن حمزہ کہتے ہیں: خدا کی قسم! اس ماجرے کو بیس (۲۰) سال کا عرصہ گذر چکا ہے، اس دوران میرے ہاں اتنے بچے

متولد ہوئیں، جتنے میں نے صحیفہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ (المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۹۳، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۶۶)

اموال سے کیسے باخبر ہوا؟

(۱۰۰۸۔۱۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابوعینیہ کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک خدا پرست شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اپنے فاسق و ناصبی باپ کے بارے میں شکایت کی، کہ اس نے مرتے وقت اپنا تمام مال چھپا دیا تھا''

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنے باپ کو دیکھو اور اس سے اپنے اموال کے بارے میں پوچھو۔

اس نے کہا: ہاں، کیونکہ میں نیاز مند اور محتاج ہوں۔

حجرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے سفید کاغذ پر خط لکھا اور اسے بند کر دیا، اس کے بعد فرمایا: آج رات یہ خط لے کر قبرستان بقیع میں جاؤ، جب اس کے وسط میں پہنچو تو آواز دو، یا درجان!

اس شخص نے خط لے لیا اور حکم امام کو انجام دیا۔

اس وقت ایک شخص آیا، وہ خط اسے دیا، جب اس نے پڑھا تو کہا: اگر اپنے باپ کو دیکھنا چاہتے ہو تو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا، تا کہ اسے لے آؤں کیونکہ وہ اس وقت ضجنان (پہاڑ کا نام) میں ہے۔

وہ گیا، زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ وہ ایک سیاہ چہرے والے شخص کے ہمراہ واپس آیا، اس کی گردن میں سیاہ رسی تھی، وہ زبان لٹکائے ہوئے سانس لے رہا تھا اس نے بدن پر سیاہ شلوار پہنی ہوئی تھی۔ وہ شخص میری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے یہ تمہارا باپ ہے، لیکن آتش کے شعلوں، دوزخ کے دھویں اور کھولتے ہوئے پانی نے اس کی حالت یوں کر دی ہے۔

میں نے اپنے باپ سے حالات پوچھے۔

اس نے کہا: میں بنی امیہ کو دوست رکھتا تھا، جبکہ تم اہل بیت رسول کے محب تھے اس لیے تجھ سے نفرت کرتا تھا، لہٰذا میں نے اپنے اموال سے تمہیں محروم رکھا اور انہیں چھپا کر آیا ہوں۔ میں آج پشیمان ہوں۔ پس میرے باغ میں جاؤ، درخت زیتون کے نیچے کھودو، وہاں سے تمہیں ایک لاکھ پچاس ہزار ملیں گے، وہ اٹھا لو، ان میں پچاس ہزار حضرت امام باقرؑ کو دے دینا اور باقی تمہارے ہیں۔

راوی کہتا ہے: اس نے اپنے باپ کی کہی ہوئی بات پر عمل کیا، حضرت امام محمد باقرؑ نے ان پیسوں سے قرض ادا کیا زمین خریدی، اس کے بعد فرمایا:

امانه سينفع الميت الندم على ما فرط من حبنا وضيع من حصنا بما ادخل علينا من الرفق و اسرور۔

''بہت جلد وہ مردہ جو ہماری محبت میں کوتاہی کرنے اور ہمارا حق ضائع کرنے سے پریشان ہوا، وہ اس وجہ سے فائدہ اٹھائے گا کہ اس نے ہمیں خوش حال مسرور کیا'' (المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۹۳ و ۱۹۴، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۶۷)

امامؑ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں

(۱۰۰۹۔۱۲) قطب راوندی اپنی کتاب ''الخرائج'' میں تحریر کرتے ہیں:

ابوبصیر کہتے ہیں: جب میں مسجد میں اپنے مولا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس وقت لوگوں کی رفت و آمد تھی،

امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

''لوگوں سے پوچھو، کیا وہ مجھے دیکھ رہے ہیں؟''

میں نے ہر ملنے والے سے پوچھا: کیا تم نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ ہر کوئی کہتا: نہیں، حالانکہ امامؑ وہاں پر کھڑے تھے، یہاں تک کہ ایک نابینا بنا ابو ہارون داخل ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے پوچھو۔

میں نے کہا: کیا تم نے حضرت امام باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟

اس نے کہا: کیا وہ یہاں پر نہیں کھڑے ہیں؟

میں نے کہا: تمہیں کیسے پتا چلا ہے؟

اس نے کہا: کیسے پتہ نہ چلتا، درحالانکہ آنحضرت ایک درخشاں نور ہیں۔

ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے سنا کہ افریقہ سے ایک شخص آیا تھا، حضرت نے اس سے فرمایا:

''راشد کا کیا حال ہے؟''

اس نے کہا: جب میں اس سے علیحدہ ہوا ہوں وہ زندہ و خوشحال تھا اور آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کر رہا تھا۔

حضرت نے فرمایا: خدا اس پر رحمت کرے۔

اس نے عرض کیا: کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟

آپ نے فرمایا: تمہاری روانگی کے دو روز بعد وہ دنیا سے چل بسا۔

اس نے کہا: خدا کی قسم! وہ نہ بیمار تھا اور نہ اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف تھی۔

آپ نے فرمایا: جو کوئی بھی مرتا ہے وہ جس کسی بیمار یا علت کی وجہ سے مرتا ہے۔ امام کو علم ہو جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا: وہ شخص کون تھا؟

آپ نے فرمایا: وہ ہمارے دوستوں اور ہم سے محبت کرنے والوں میں سے ایک تھا۔

آپ نے فرمایا:

لئن ترون انه ليس لنا معكم اعين ناظرة واسماع سامعه لبئس ما رايتم، والله لا يخفى علينا شئ من اعمالكم فاحضرونا جميعا، وعودوا انفسكم الخير، و كونوا من اهله تعرفون به فانی بهذا آمر ولدی وشيعتی۔

"اگر تم خیال کرتے ہو کہ ہمارے پاس چشم بینا اور گوش شنوا نہیں تو تم نے بہت غلط خیال کیا ہے، خدا کی قسم! تمہارا کوئی عمل بھی ہم سے چھپا ہوا نہیں ہے، پس آپ تمام ہمیں اپنے پاس حاضر سمجھیں، اپنے آپ کو اچھے کام کرنے کی عادت ڈالیں اور نیکوکار بنیں تاکہ ان خصوصیات کے ذریعے سے تمہاری اچھی پہچان ہو سکے، پس میں اپنی اولاد اور اپنے شیعوں کو اس کام کی سفارش کرتا ہوں" (الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۹۵، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۴۳)

فقراء میں صدقہ تقسیم

سید بزرگوار جناب سید بن طاؤس اپنی کتاب "فلاح السائل" میں رقمطراز ہیں کہ روایت ہوتی ہے: حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک دن میں اپنے والد گرامی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ اس وقت مدینہ کے فقراء میں صدقہ بانٹ رہے تھے، آنحضرت نے آٹھ ہزار دینار ان کے درمیان تقسیم کیے اور وہ خاندان جس کے گیارہ افراد غلام تھے سب کو آزاد کر دیا"

(فلاح السائل صفحہ ۱۶۹، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۳۰۲)

(۱۰۱۴۔۱۶) امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک حرز ہے کہ جس میں اپنے شیعوں کے لیے دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بسم الله الرحمن الرحيم، يا دان غير متوان، يا ارحم الراحمين، اجعل لشيعتی من

النار وقاء ولهم عندك رضاً واغفر ذنوبهم ويسر أمورهم، واقض ديونهم، واستر عوراتهم وهب لهم الكبائر التي بينك وبينهم يامن لا يخاف الضيم ولا تأخذه سنة ولا نوم اجعل لي من كل غم فرجا و مخرجا انك على كل شئ قدير۔

(مج الدعوات صفحہ ۳۱، ۳۲ بحار جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۷)

''رحمان و رحیم خدا کے نام سے، اے خدائے بزرگوار نزدیک کہ جو ہرگز سست نہیں ہوتا، اے ارحم الراحمین، میرے شیعوں کو آتش سے محفوظ رکھ اور ان سے راضی رہ، ان کے گناہ معاف کردے، ان کے کام آسان کردے ان کا قرض ادا کردے، ان کے عیوب پر پردہ ڈال دے، ان کے، ان کے کبیرہ گناہوں کو معاف کردے جو تیرے اور ان کے درمیان ہیں، اے وہ خدا جو ستم سے نہیں ڈرتا، اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند، مجھے ہر غم سے آزاد اور رہا کردے کہ تو ہر چیز پر قادر ہے''

(۱۰۱۴۔۱۷) کتاب ''کنز القوائد'' میں لکھتے ہیں کہ علی بن محمد بن بشیر کہتے ہیں: محمد بن علیؑ نے ابن حنفیہ سے فرمایا:

انما حبنا اهل البيت شئ يكتبه الله في ايمن قلب المؤمنين ومن كتبه الله في قلبه لا يستطيع احد محوه۔

ہم اہل بیت کی محبت ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ قلب مومن کے دائیں طرف لکھتا ہے، وہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ لکھ دے اسے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا''

کیا آپ نے خداوند قدوس کا یہ فرمان نہیں سنا:

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ۔ (سورہ مجادلہ آیہ ۲۲)

''اللہ نے صاحبان ایمان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی اپنی خاص روح کے ذریعہ تائید کی ہے''

اس بناء پر ہمارے خاندان کی محبت ہی ایمان ہے۔

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۶۷۶، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۳۶۶ و ۳۸۹، تفسیر برہان جلد ۹ صفحہ ۴۴۶)

الیاء پیغمبر کے مناجات پر گریہ

(۱۰۱۵۔۱۸) قطب راوندی کتاب ''الخرائج'' میں لکھتے ہیں کہ روایت نقل ہوئی ہے:

ایک گروہ جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں اجازت لے کر حاضر ہونا چاہتا تھا، وہ کہتے ہیں! جب ہمیں اجازت دی گئی اور دہلیز خانہ میں داخل ہو گئے تو ایک آواز سنی کہ کوئی سریانی زبان میں خوبصورت لہجے سے پڑھ رہا تھا اور گریہ میں مشغول تھا، اگر چہ ہم کلمات کے معانی نہیں سمجھے لیکن آواز اتنی محزون و مغموم تھی کہ ہم میں سے بعض لوگوں نے گریہ کرنا شروع کر دیا۔

ہم نے گمان کیا کہ اہل کتاب کی ایک تعداد آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہے اور ان میں سے کوئی ایک پڑھنے میں مشغول ہے، جب آواز آنا ختم ہوگئی تو ہم داخل ہوئے، لیکن آنحضرت کے پاس کسی کو بھی نہیں پایا، ہم نے کہا: یا بن رسول اللہ! ہم نے سریانی لہجے میں آواز سنی ہے کہ وہ خوبصورت انداز سے پڑھ رہا تھا، آپ نے فرمایا:

ذکرت مناجاة اليا النبي فابكتني۔

''میں الیائے پیغمبر کے مناجات پڑھ کر گریہ کر رہا تھا''

البتہ بعض نسخوں میں الیاس آیا ہے۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۸۶۔ بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۲۰۴)

صاحب الزمانؑ کی سواری

(۲۰۔۱۰۱۷) جناب شیخ مفید سے منسوب کتاب ''اختصاص میں آیا ہے:

عبد الرحیم قصیر کہتے ہیں: قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا، حضرت امام باقر علیہ السلام نے گفتگو شروع کی اور فرمایا:

''آگاہ ہو جاؤ! ذوالقرنین کو دو بادلوں کی پیش کش کی گئی۔ انہوں نے پرسکون بادل کا انتخاب کیا اور تند و تیز بادل کو تمہارے صاحب کے لیے چھوڑ دیا''

میں نے عرض کیا: تند و تیز کیا ہے؟

فرمایا: ما كان من سحاب فيه رعد و صاعقة وبرق فصاحبكم يركبه اما انه سيركب السحاب و يرقى في الاسباب، اسباب السماوات السبع والارضين السبع خمس اوامر وثنان خراب۔

''وہ ایسا بادل ہے جس میں رعد و برق ہے، آپ کا صاحب اس پر سوار ہوگا، آگاہ ہو جاؤ! کہ وہ عنقریب اس بادل پر سوار ہو کر آسمان کے ساتھ اور زمین کے سات طبقات جن میں پانچ آباد ہیں اور پانچ غیر آباد تک پہنچ جائے گا اور بلند ہوگا''

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۰۸، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۲۱)

مذکورہ کتابیں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس حدیث کے بعد فرمایا:

اگر ذوالقرنین تند و تیز بادل کو منتخب کرتے تو وہ ان کے لیے نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قائم کے لیے ذخیرہ فرمایا ہے۔

امام جعفر صادقؑ کا بہترین موعظہ

(۱۰۱۸۔۱۲) حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایک موعظہ نقل ہوا ہے۔

ایک دن کچھ شیعہ حضرت امام باقرؑ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، آنحضرت نے انہیں واعظ ونصیحت فرمائی اور انہیں غلط کاموں سے منع کیا، لیکن افسوس کہ انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی اور اپنی ہی باتوں میں سرگرم رہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام ان کی اس حالت سے بہت غمگین ہوئے، تھوڑی دیر کے لیے سر نیچے کیا، پھر بلند کرتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

ان کلامی لو وقع طرف منه فی قلب احد کم لصار میتا۔

''بے شک اگر میری گفتگو کا کچھ حصہ ان میں کسی ایک کے دل میں نفوذ کر جاتا تو مر جاتا''

''آگاہ ہو جاؤ اے بے جان وجود کے مالکو! تیل کے بغیر چراغو! گویا تم خشک لکڑیاں اور زندہ بت ہو، کیا تم پتھر سے سونا جدا نہیں کرتے ہو؟ کیا تم نور درخشاں سے شعاعیں حاصل نہیں کرتے ہو؟ کیا تم سمندر سے موتی نہیں نکالتے ہو؟ جو کوئی بھی اچھی بات کرے، اسے محفوظ کرلو اگرچہ وہ خود اس پر عمل نہ کرتا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے''

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۔ (سورہ زمر آیہ ۱۸)

''جو باتوں کو سنتے ہیں اور جو بات اچھی نہیں ہوتی ہے اس کا اتباع کرتے ہیں''

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اے انسان گویا تو نے خوفناک راتوں کو فراموش کر دیا ہے؟ وہ راتیں کہ جن میں تو نے خدا کو پکارا اور اس نے تمہیں جواب سے نوازا، اس نے تم پر جتنے احسان کیے ان کا شکر کرنا تمہارے اوپر لازم کیا، لیکن تو نے اسے بھلا دیا ہے اور اس کے فرمان کی مخالفت کی ہے، اے بہشت کے خواہش مند! تیری نیند کس قدر لمبی، تیری سواری کس قدر سست اور تیری ہمت کس قدر کمزور ہے؟ پس تجھے خدا کی قسم، تمہاری کیسی آرزو ہے اور تم کیا چاہتے ہو''

''اے آتش سے دور بھاگنے والے! اپنی سواری کو اس کی طرف کس قدر تیزی سے دوڑا رہے ہو اور اس چیز کو کس قدر فراہم کر رہے ہو جو تمہیں اس کے وسط میں پھینکے گی''

''ان قبور کی طرف نگاہ کرو کہ وہ کس طرح سے تمہارے گھروں کے قریب قطار میں بنائی گئی ہیں؟
مزید فرماتے ہیں:

یا بن الایام الثلاث! یومك الذی ولدت فیه یومك الذی تنزل فیه قبرك یومك الذی تخرج فیه الی ربك فیاله من یوم عظیم۔

''اے تین دنوں کے بیٹے! ایک وہ دن جس سے تم پیدا ہوئے، دوسرا وہ دن جس میں تم پروردگار کے لیے قبر سے باہر آؤ گے، افسوس کہ وہ کتنا بڑا دن ہے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴿٢٧﴾ (سورہ انعام آیہ ۲۷)

''کاش ہم پلٹا دیئے جاتے اور پروردگار کی نشانیوں کی تکذیب نہ کرتے اور مومنین میں شامل ہوجاتے''

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:

بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ﴿٢٨﴾ (سورہ انعام آیہ ۲۸)

''بلکہ ان کے لیے وہ سب واضح ہوگیا ہے جسے پہلے چھپا رہے تھے اور اگر یہ پلٹا بھی دیئے جائیں تو وہی کریں گے جس سے روکے گئے اور یہ سب جھوٹے ہیں'' (بحار الانوار جلد ۷۸ صفحہ ۱۷۰ جلد ۴)

آٹھواں باب

حضرت جعفر بن محمد امام صادق علیہ السلام

امام صادق علیہ السلام کے گھر کو آگ لگانے کا حکم

(۱۰۱۹۔۱) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ مفضل بن عمر کہتے ہیں:
منصور دوانیقی نے ایک شخص کو شہر مکہ و مدینہ کے گورنر حسن بن زید کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ جعفر بن محمد کے گھر کو جلا دے۔

اس نے حکم کے مطابق امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر کو آگ لگائی، آگ گھر کے دروازوں اور کمروں تک پہنچ گئی۔
امام علیہ السلام نے آگ پر پاؤں رکھا اور اس کے اوپر چلتے ہوئے فرماتے ہیں:

انا ابن اعراق الثری، وانا ابن ابرھیم خلیل الله۔

"میں زمین کی رگوں اور اس کے ارکان کا بیٹا ہوں، میں ابراہیم خلیل اللہ کا فرزند ہوں"

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۳۶، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۳۶، الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۳۷)

روایت ہے کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا، لوگوں نے دیکھا کہ آگ نے حضرت ابراہیم کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی، نمرود نے کہا:

"یہ نہیں ہوئے سوائے اس کے وہ ارکان زمین سے ہے اور نہیں ہے اس کی رگ اور اصل سوائے زمین کی رگوں کے (یعنی آگ اس پر اثر نہیں کرتی)"

مولف: "اعراق الثری" حضرت اسماعیل سے کنایہ ہے، شاید علت کنایہ یہ ہوگا کہ ان کی اولاد ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔

فرشتوں کی تعداد

(۱۰۲۰۔۲) کتاب "مناقب دیلمی" میں آیا ہے کہ حماد بن عیسی کہتے ہیں: کسی شخص نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا فرشتوں کی تعداد بیشتر ہے لوگوں کی؟

حضرت نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ملائکۃ اللہ فی السماوات من ذرات الارض، وما فی السمآء موضع قدم الا فیہ ملك ساجد اور راکع یسبح اللہ تعالیٰ ویمجدہ ویقدسہ، ولا فی الارض شجرۃ الا فیھا ملك، وکلھم یستغفرون لمحبینا ویدعون لھم، یلعنون باغضینا ویسألون اللہ تعالیٰ ان یرسل علیھم العذاب۔

''اس خدا کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! آسمان پر فرشتوں کی تعداد زمین کے ذرات سے زیادہ ہے، آسمان میں قدم رکھنے کی جگہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہاں پر کوئی فرشتہ سجدے یا رکوع میں ہے جو خدا کی تسبیح، تمجید اور تقدیس میں مصروف ہے''

''اسی طرح زمین پر کوئی درخت نہیں مگر یہ کہ کوئی نہ کوئی فرشتہ اس کا محافظ ہے، وہ تمام کے تمام ہمارے دوستوں کے لیے استغفار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں پر لعنت بھیجتے ہوئے خدا سے ان کے لیے عذاب کی درخواست کرتے ہیں'' (بحارالانوار جلد ۵۹، صفحہ ۱۷۶)

امام صادق کی دعا سجدہ

(۱۰۲۱۔۳) کتاب ''قرب الاسناد'' میں تحریر کرتے ہیں کہ علی بن رئاب کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے:

اللھم اغفر لی لأصحابی، فانی اعلم ان فیھم من ینتقصنی۔

''اے معبود! مجھے اور میرے باپ کے اصحاب کو بخش دے، پس میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ ان میں سے ایسے ہیں جو مجھے حقیر سمجھتے ہیں''

(قرب الاسناد صفحہ ۱۶۶، بحارالانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۷)

گٹھلی پر لا الہ الا اللہ

(۱۰۲۲۔۴) کتاب ''الثاقب والمناقب'' میں رقمطراز ہیں کہ ابوہارون عبدی کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور کہتا ہے: کس چیز کی خاطر ابو طالب کی اولاد ہم پر فخر کرتی ہے؟

راوی کہتا ہے: حضرت امام صادق علیہ السلام کے سامنے طشت میں کھجوریں رکھی ہوئی تھی، آپ نے ایک کھجور اٹھائی اور اس سے گٹھلی نکالی، اسے زمین میں بویا اور اس پر آب دہن ڈالا، وہ اسی وقت پھوٹی اور زمین سے باہر نکل آئی، وہ گٹھلی درخت بنی اور کھجوریں اٹھائیں، آنحضرت نے اس سے کھجوریں توڑیں اور طشت میں رکھ دیں اور اس شخص کو کھانے کی دعوت دی۔

اس نے ایک کھجور اٹھائی، اس سے گٹھلی نکالی اور اسے کھا گیا، اچانک کیا دیکھتا ہے کہ گٹھلی پر لکھا ہوا ہے!

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ اہل بیت رسول اللہ خزان اللہ فی ارضہ۔

"خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں، محمد خدا کا پیغمبر ہے اور اہل بیت رسول زمین پر خدا کے خزانہ دار ہیں"

پھر حضرت امام صادق علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں: کیا تمہارے اندر ایسا کام انجام دینے کی قدرت ہے؟

اس شخص نے کہا: خدا کی قسم! جس وقت میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا، زمین پر مجھ سے بڑھ کر آپ کا کوئی دشمن نہیں تھا، لیکن اب زمین پر آپ سے بڑھ کر کوئی محبوب تر نہیں ہے۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۱۲۶ جلد ۱۳)

ملک الموت کو امام کا حکم

(۱۰۲۳۔۵) کتاب "الصراط المستقیم" میں تحریر کرتے ہیں:

عبدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، اس دن حضرت نے دوسوتی لباس زیب تن کیے ہوئے تھے، عبدی کی بیوی کسی سخت مرض میں مبتلا تھی، اس کا مرض اس قدر شدید تھا کہ اس کے زندہ بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ عبدی نے اپنی بیوی کے بارے میں آنحضرت کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔

حضرت نے تھوڑی دیر کے لیے سر جھکایا، پھر بلند کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے دعا کی ہے، خدا نے اس کی شفاعت فرما دی ہے، جب تم واپس جاؤ گے تو دیکھو گے وہ مٹھائی کھانے میں مشغول ہوگی"

عبدی جب اپنی بیوی کے پاس آیا تو اسے ویسے ہی پایا، جیسے آنحضرت نے فرمایا: اس نے اپنی بیوی سے اس کے بارے میں پوچھا:

اس کی بیوی نے کہا: کوئی بزرگوار شخص دوسوتی لباس زیب تن کیے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا:

یا ملک الموت؟ الست امرت لنا بالسمع والطاعة؟

"اے ملک الموت! کیا تم اس پر مامور نہیں ہو کہ ہماری بات سنو اور اطاعت کرو" اس نے جواب دیا: ہاں۔ فرماتے ہیں:

''میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس کی روح قبض کرنے میں بیس (۲۰) سال کی تاخیر کرو''

جب وہ شخص ملک الموت کے ہمراہ گھر سے چلا گیا تو اسی وقت میری حالت بہتر ہوگئی تھی۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۸۵، جلد ۷۴ صفحہ ۱۱۵، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۹۴)

امام کا پہاڑ سے خطاب

(۱۰۲۴۔۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ عبدالرحمن بن حجاج کہتے ہیں:

میں مکہ و مدینہ کے دوران سفر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا، آنحضرت خچر اور میں گدھے پر سوار تھا، ہمارے پاس کوئی بھی نہیں تھا، میں نے عرض کیا: میرے آقا و مولی! امام کے حق عظیم میں کون سی چیز واجب و لازم کی گئی ہے؟

آپ نے فرمایا:

یا عبد الرحمن! لو قال لهذا الجبل: سر، لسار۔

''اے عبدالرحمن! اگر امام اس پہاڑ سے کہیں آ جا تو وہ آ جائے گا''

عبدالرحمن کہتے ہیں: خدا کی قسم! کیا دیکھتا ہوں کہ پہاڑ نے چلنا شروع کر دیا، امام علیہ السلام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: میری مراد تم نہیں تھے، پہاڑ ادھر ہی رک گیا۔

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۲۱، بحار الانوار جلد ۷۴ صفحہ ۱۰۱، الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۸۸)

خدا سے وعدہ شکنی پر عذاب

(۱۰۲۵۔۷) کتاب ''الثاقب والمناقب'' میں تحریر کرتے ہیں کہ صالح بن اشعث بزاز کوفی کہتے ہیں۔

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کے یار باوفا مفضل کی خدمت میں تھا کہ اچانک میرے آقا و مولی حضرت امام صادق علیہ السلام کی طرف سے ایک خط ملا، اسے پڑھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر ہم نے جلدی سے اپنے آپ کو امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر کیا، دروازہ کھٹکھٹایا، عبداللہ بن شاح آیا اور آ کر کہتا ہے: اے مفضل اپنے دوست کے ہمراہ جلدی سے امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دو۔

ہم اپنے آقا و مولی کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوئے، آنحضرت کرسی پر تشریف فرما تھے، ان کے سامنے ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھی، آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

''اے مفضل! اس خاتون کو شہر کے گرد و نواح کے بیابان میں لے جاؤ اور دیکھو اس کا انجام کیا ہوتا ہے، پھر فوراً میرے پاس چلے آؤ''

مفضل کہتے ہیں: میں نے اپنے آقا و مولیٰ کے فرمان کی اطاعت کی اور اس خاتون کے ہمراہ شہر سے بیابان میں گیا، جب وہ خاتون بیابان کے وسط میں پہنچی تو کسی آواز دینے والے کی آواز سنی اس نے کہا: اے مفضل! ایک طرف ہٹ جاؤ۔

میں اس خاتون سے دور ہو گیا، اچانک سیاہ بادلوں نے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس عورت پر پتھر برسائے یہاں تک کہ اس عورت کا نام و نشان مٹ گیا۔

میں اس حادثے سے ڈر گیا، جلدی سے امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، میں چاہتا تھا کہ سارا ماجرا عرض کروں، لیکن آنحضرت نے مجھ سے پہلے پورے ماجرے کی تفصیل بیان فرما دی اور فرمایا:

''اے مفضل! کیا اس عورت کو پہچانتے ہو؟''

میں نے عرض کیا: نہیں، میرے آقا و مولیٰ۔

فرمایا: یہ فضال بن عامر کی بیوی تھی، میں نے فضال کو اپنے چاہنے والوں کی دینی تربیت کرنے کے لیے فارس بھیجا ہے، اس نے جاتے وقت اپنی زوجہ سے کہا:

میرے آقا و مولیٰ جعفر علیہ السلام تم پر شاہد ہیں کہ میرے بعد خیانت نہ کرنا اس نے کہا: ٹھیک ہے، اگر خیانت کروں تو خداوند متعال میرے اوپر آسمان سے عذاب نازل کرے۔

لیکن یہ اسی شب خیانت کی مرتکب ہوئی، اس نے خدا سے جو کچھ مانگا تھا، وہی اس پر نازل ہوا ہے۔

''اے مفضل! جب کسی عورت نے آگاہ ہونے کے باوجود اپنی ہتک حرمت کی، اپنی عفت کا لحاظ نہ رکھا، حرمت الٰہی کی رعایت نہیں کی اس نے اپنی اپنی کمر توڑی ہے، ہمیشہ عذاب گاہ زن و مرد پر سریع تر نازل ہوتا ہے''

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۶۰، جلد ۱۰)

قول امام پر گوشت کی گواہی

(۱۰۸۶۔۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ سعید بن ظریف کہتے ہیں:

ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک کوہستانی شخص اپنے ہمراہ ہدایا و تحائف لے کر آیا، ان میں ایک چمڑے کا تھیلہ تھا جس میں کچھ گوشت اور روئی تھی۔

آنحضرت نے تھیلے کو اس شخص کے سامنے کھولا اور فرمایا:

''یہ گوشت لے جا کر کتوں کے آگے ڈال دو''

اس شخص نے کہا: کیوں؟

حضرت نے فرمایا:

''یہ گوشت حلال نہیں ہے، کیونکہ یہ شرعی طبقہ سے ذبح نہیں ہوا ہے''

اس شخص نے کہا: میں نے یہ گوشت ایسے مسلمان سے خریدا ہے کہ جو کہتا ہے یہ حلال ہے اور شرعی طریقہ کے مطابق ذبح شدہ ہے۔

آنحضرت نے گوشت اس تھیلے میں ڈال دیا پھر اس شخص سے فرمایا:

''کھڑے ہو جاؤ اور اسے کمرے کے ایک کونے میں رکھ دو''

اس شخص نے حکم امام کی اطاعت کی۔

حضرت نے کچھ کلمات بیان فرمائے جو میں نہ سمجھ سکا کہ وہ کیا ہیں اور کون سی دعا ہے؟ اس دوران اس شخص نے گوشت سے آواز سنی، جو کہہ رہا تھا، اے بندۂ خدا! میرے جیسا گوشت امام اور اولاد پیغمبر نہیں کھاتے، کیونکہ میں شرعی طریقے سے ذبح نہیں ہوا ہوں۔

اس شخص نے وہ تھیلہ اٹھایا اور امامؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، سارا ماجرا آپ کی خدمت میں بیان کیا۔

آنحضرت اس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

اما علمت یاھارون! انا نعلم مالا یعلمه الناس؟

''اے ہارون! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہم وہ جانتے ہیں، جسے لوگ نہیں جانتے؟''

اس نے کہا: ہاں، آپ پر قربان جاؤں۔

پھر وہ شخص وہاں سے رخصت ہوا، میں بھی اس کے پیچھے نکلا، راستے میں اس نے ایک کتا دیکھا، وہ گوشت اسے ڈال دیا، کتے نے سارے کا سارا گوشت کھالیا، اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۴۱۵، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۰۶، بحارالانوار جلد ۴۷ صفحہ ۹۵)

امام صادقؑ کے نام بادشاہ ہند کا خط

(۷-۱۰۲-۹) مذکورہ کتاب میں حضرت امام کاظم علیہ السلام سے ایک مفصل حدیث نقل ہوئی ہے، ہم یہاں پر اس کا خلاصہ نقل کرتے ہیں:

حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

بادشاہ ہند نے اپنے بعض قابل اعتماد افراد کو کچھ تحائف دے کر میرے والد بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا، ان تحائف کے ہمراہ ایک خوبصورت لونڈی بھی تھی، اس نے ایک خط کے ضمن میں آنحضرت کی خدمت میں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من ملك الهند الى جعفر بن محمد الطاهر من كل نجس

"بادشاہ ہند کی طرف سے جعفر بن محمد کی خدمت میں جو ہر قسم کی نجاست سے پاک ہے" امابعد!

اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے مجھے ہدایت وراہنمائی فرمائی ہے، میرے ایک کارندے نے ایک خوبصورت کنیز مجھے ہدیہ کی ہے، میں نے آج تک ایسی خوبصورت کنیز نہیں دیکھی، وہ صاحب حسن و جمال اور عقل میں کمال ہے، وہ مجھے بطور ہدیہ دی گئی ہے تاکہ اس کے بطن سے میرا بیٹا ہو جو زمام حکومت ہاتھ میں لے۔

میں اس سے اور اس کے اس کام سے حیرت زدہ ہوا وہ شب و روز میرے پاس رہی ہے، میں نے اس کی جلالت و بزرگواری کے بارے میں غور وفکر کیا تو میں نے آپ کے علاوہ کسی کو اس کے لائق نہیں پایا، اس کنیز کو زیورات، جواہرات اور عطر وغیرہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

میں نے اپنے تمام وزراء، کارکنوں اور امناء کو اکٹھا کیا، ان میں سے جو امانت داری کے قابل تھے ایک ہزار افراد کا انتخاب کیا، ہزار میں سے سو کو اور سو میں سے دس کو اور دس میں سے ایک شخص "میزاب بن حباب" کو چنا ہے، میں نے اپنی سلطنت میں اس سے عقل مند اور شجاع ترین شخص کسی کو نہیں پایا، اب یہ ہدایا و تحائف اور کنیز آپؑ جناب کی خدمت اقدس میں بھیج رہا ہوں۔

کاروان میزاب بن حباب کی سرکردگی میں ہدایا وغیرہ لے کر مدینہ میں داخل ہوا، آنحضرت نے انہیں اجازت مرحمت نہ فرمائی، وہ مسلسل دروازے پر آتا رہا، کئی لوگوں کو سفارشی بنایا کہ اجازت مل جائے، امام جعفر صادقؑ نے اس سے فرمایا: اے خائن! جدھر سے آئے ہو، اپنے ہدیا کے ہمراہ ادھر ہی پلٹ جاؤ۔

اس نے کہا: ہم طولانی سفر کی اتنی مشکلات برداشت کر کے ہدایا و تحائف لے کر آپ کے دروازے پر حاضر ہوئے ہیں کیا بادشاہ کی طرف سے ان تحائف کو قبول نہیں کریں گے؟

آنحضرت نے فرمایا:

"تیرے لیے میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے، میں تمہارا تحائف قبول کرنے والا نہیں ہوں، کیونکہ جو کچھ لائے ہو اور جو امانت تمہارے حوالے کی گئی ہے تم نے اس میں خیانت کی ہے"

اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ خیانت کی ہے نہ بادشاہ کے ساتھ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اگر تمہارے لباس کا ٹکڑا اس بات پر گواہی دے کہ تو خیانت کا مرتکب ہوا ہے تو کیا مسلمان ہو جاؤ گے؟

اس نے کہا: مجھے اس کام سے معاف رکھیں آپ جو کچھ چاہتے ہیں پوچھ لیں۔

اس نے بالوں والی کھال کا کوٹ پہنا ہوا تھا، امام نے حکم دیا کہ اسے اتار کے کمرے کے ایک گوشے میں پھیلا دے، پھر

امام کھڑے ہوئے اور طولانی رکوع وسجود کے ساتھ دو رکعت نماز بجالائے، جو چاہتے تھے وہی دعا میں مانگا۔

جب آپ نے سجدے سر اٹھایا تو آپ کی پیشانی سے نور چمکا، آپ اس چمڑے کے کوٹ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اے چمڑے کے کوٹ اگر اطاعت خدا میں ہو! تو اس شخص کے بارے میں جو کچھ جانتا ہے اسے بیان کرو اور اس نے جو ظلم کیا ہے وہ ہمیں بتاؤ''

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ کوٹ کھلا اور ایسے اکٹھا ہوا جیسے ایک مکمل گوسفند ہوتا ہے، وہ حکم خدا سے گویا ہوا کہ وہاں پر موجود تمام لوگوں نے اس کی آواز سنی اس نے کہا:

یا بن رسول اللہ! اے راست گو! بادشاہ ہند نے اسے اپنا معتمد اور امین شخص قرار دیا، اس لونڈی کو کچھ اموال کے ہمراہ اس کے سپرد کیا اور اس کی حفاظت کی بہت تاکید کی۔

ہم وہاں سے روزانہ ہوئے، ایک بیابان میں پہنچے بارش میں پھنس گئے، ہمارے پاس جو کچھ تھا سب گیلا ہوگا، ہم وہاں پر پورا ایک ماہ رکے رہے، اس کے بعد سورج بادلوں کی اوٹ سے نکلا ہمارے پاس جو کچھ تھا اسے پتھروں اور درختوں پر پھیلایا تا کہ سوکھ جائے۔

اس شخص نے کنیز کے خدمت گزار غلام کو باہر بلایا جس کا نام بشیر تھا، اس سے کہا: اس شہر میں جاؤ اور کھانے پینے کا سامان لے آؤ، تا کہ سامان خشک ہونے تک اس شہر کی غذا سے مستفید ہوں، اسے بہت زیادہ درہم دیئے، وہ شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔

جب وہ چلا گیا تو میزاب نے اس کی لونڈی کو حکم دیا کہ اپنے خیمہ سے نکل کر اس خیمہ میں چلی جائے جو سورج کی سامنے نصب کیا گیا تھا، اس سے کہا کہ اس خیمہ سے درختوں اور شہر کا نظارہ کرے۔

کنیز خیمہ سے باہر نکلی، چونکہ راستے میں کیچڑ تھا اس نے لباس پنڈلیوں سے اوپر کیا، اس کا اسکاف سر سے گر گیا، اس خائن شخص نے اسے اور اس کے حسن و جمال کو دیکھا تو اسے اپنی طرف بلایا، وہ راضی ہوگئی، پس اس نے مجھے زمین پر پھیلایا، اس کے ساتھ چمٹ گیا اور زنا کا مرتکب ہوا، اے رسول خداؐ کے فرزند اس شخص نے آپ کے ساتھ خیانت کی ہے۔

یہ تھا قصہ اس شخص اور اس لونڈی کا۔

میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ اس خدا کے حق کا واسطہ دے کر جس نے دنیا و آخرت کی تمام خوبیاں آپ کے لیے اکٹھی کی ہیں، میرے لیے دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اس وجہ سے عذاب نہ دے کہ میں ان کے فسق و فجور کے لیے بطور بستر استعمال ہوا ہوں۔

''حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے گریا فرمایا: میں اور تمام حاضرین مجلس بھی گریہ کرنے لگے اور خوف و وحشت سے ان کے رنگ زرد پڑ گئے۔''

میزاب بھی ڈر گیا اس پر شدید قسم کا لرزہ طاری ہوا، اس نے خدا کو سجدہ کرنے والوں کی طرح اپنے آپ کو زمین پر

گرایا اور کہا:

میں جانتا ہوں کہ آپؑ جدامجد مومنین پر مہربان ہوتے تھے، آپؑ بھی مجھ پر رحم کریں، خدا آپؑ پر رحم کریں، آپؑ اپنے جد کے اخلاق کو نمونہ عمل بنائیں اور اس واقعہ سے بادشاہ کو آگاہ نہ فرمائیں، کہ میں خیانت کا مرتکب ہوا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"میں ہرگز تم پر رحم نہیں کروں گا، مگر یہ کہ جب تم اپنی خیانت کا اقرار کرو"

اس مرد ہندی نے اس طرح سے اعتراف کیا جیسے کوٹ نے گواہی دی تھی۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: جب اس نے کوٹ پہنا تو وہ اس طرح سے اکٹھا ہوا کہ اس کا گلہ گھٹنے لگا اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے کوٹ! اسے چھوڑ دے۔ کوٹ نے کہا: اس خدا کی قسم! جس نے آپ کو امامت سے نوازا! مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اسے قتل کر دوں۔

آنحضرت نے فرمایا: اس نجس شخص کو چھوڑ دو، تاکہ وہ اپنے بادشاہ کے پاس واپس پلٹ جائے، وہ اسے سزا دینے کا زیادہ حق دار ہے۔

الثاقب والمناقب کے مولف فرماتے ہیں: یہ ایک بہت مفصل حدیث ہے ہم نے ضرورت کی مطابق یہاں پر نقل کی ہے۔ جو کوئی پوری حدیث پڑھنا چاہتا ہے مندرجہ ذیل منابع میں کسی ایک مشہور ماخذ کی طرف رجوع کرے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۳۹۸، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۹۹، بحار الانوار جلد ۴۸، صفحہ ۱۱۳)

اللہ، رسول اور آل رسول کا محب جہنم میں نہیں جائے گا

(۱۰۲۸-۱۰) جناب نجاشی اپنی کتاب "رجال" میں تحریر کرتا ہے کہ حسن بن علی بن زیاد وشاء اپنے جد بزرگوار الیاس سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جب میرے جد کی موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے مجھ سے کہا: یہ وقت جھوٹ کا وقت نہیں ہے اس وقت میرے گواہ رہنا کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

والله لا یموت عبد یحب الله ورسوله و یتولی الائمة علیهم السلام فتمسه النار۔

"خدا کی قسم! جو بندہ بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور آئمہ علیہم السلام کی اطاعت کرتا ہے، جب وہ مرے گا تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا" (رجال نجاشی صفحہ ۳۹)

حضرت خضرؑ حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں

(۱۰۲۹۔۱۱) قطب راوندی اپنی کتاب ''الخرائج میں تحریر کرتے ہیں کہ نقل ہوا ہے:

ایک دفعہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے فرزند ارجمند امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ مکہ مشرف ہوئے، وہاں پر ایک شخص ان کی خدمت میں آیا اور سلام کیا اور حضرت کے پاس بیٹھ گیا، اس کے بعد کہتا ہے: میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''میرے بیٹے جعفر سے پوچھ لو''

وہ شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرتا ہے: آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا: جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو، پوچھ لو۔

اس نے کہا: میں اس شخص کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہو؟

آپ نے فرمایا: کیا اس نے ماہ رمضان کا روزہ ترک کیا ہے؟

اس نے کہا: گناہ اس سے بڑا ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا ماہ رمضان میں زنا کا مرتکب ہوا ہے؟

اس نے کہا: گناہ اس سے بھی بڑا ہے۔

فرمایا: کیا کسی کو قتل کیا ہے؟

اس نے کہا: اس سے بھی بڑا ہے۔

''ایسا گناہ گار شخص اگر علی بن ابی طالب کا محب ہے تو پیدل بیت الحرام جائے اور وہاں پر قسم کھائے کہ ہرگز دوبارہ ایسا کام کو انجام نہیں دے گا۔ (اور خداوند متعال اس کی توبہ قبول کرے گا) اگر ان کا ایسا نہیں ہے تو اس کے لیے کوئی راہ نجات نہیں ہے''

اس شخص نے کہا: خدا آپ پر رحمت کرے، اے فاطمہ کے لعل! تین مرتبہ تکرار کیا، میں نے رسول خداؐ سے بھی یہی جواب سنا تھا۔

پھر وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا گیا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

جناب مجلسیؒ اس حدیث کی توضیح میں فرماتے ہیں:

امام صادق علیہ السلام کا یہ فرمان کہ کوئی راستہ نہیں، شاید اس سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص جو ایسے گناہ کا مرتکب ہوا ہے، اس

گناہ کا کوئی بھی کفارہ نہیں ہے کہ وہ توبہ کرے اور یہ توبہ اسے کوئی فائدہ پہنچائے، کیونکہ توبہ کا قبول ہونا، ایمان کے ساتھ مشروط ہے جبکہ وہ ایسے کفر کا مرتکب ہوا ہے کہ جس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔

آئمہ انبیاءؑ کے وارث

(۱۰۳۰۔ ۱۲) جناب علامہ مجلسیؒ، ''بحارالانوار'' میں تحریر کرتے ہیں کہ چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ان عندی سیف رسول اللهﷺ وان عندی لرایة رسول الله، وان عندی لخاتم سلیمان بن داؤد وان عندی الطشت الذی کان موسی یقرب بها القربان۔

''رسول خداؐ کی شمشیر میرے پاس ہے، آنحضرتؐ کا پرچم بھی میرے پاس ہے، اسی طرح سلیمان داؤد کی انگوٹھی اور وہ طشت جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام قربانی تقدم کرتے تھے میرے پاس ہے''

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۷۶، بحارالانوار جلد ۴۷ صفحہ ۲۵)

اعمش کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الواح موسیٰ عندنا، وعصا موسیٰ عندنا، ونحن ورثة النبیین۔

''حضرت موسیٰ علیہ السلام کے الواح (تختیاں) اور عصا ہمارے پاس ہے''

ایک اور حدیث میں حضرت نے فرمایا:

علمنا غابر ومزبور، ونکت فی القلوب، ونقر فی الاسماع، وان عندنا الجفر الاحمر و الجفر الابیض، ومصحف فاطمة، وان عندنا الجامعة فیها جمیع ما یحتاج الناس الیه۔

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۵)

''ہمارا علم گزشتہ اور آئندہ پر محیط ہے، کبھی دل میں خطور کے ذریعے ہے اور کبھی کانوں سے سننے کے ذریعے، بے شک جفر سرخ، جفر سفید اور مصحف فاطمہ ہمارے پاس ہے، بے شک ہمارے پاس جامعہ ہے جس میں لوگوں کی تمام ضروریات تحریر شدہ ہیں''

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۷۶، بحار جلد ۴۷ صفحہ ۲۵)

خواب میں کھجوریں

(۱۰۳۳۔ ۱۵) شیخ مفیدؒ ''المجالس'' میں اور شیخ طوسیؒ کے فرزند ''امالی'' میں لکھتے ہیں:

جس نے حنان بن سدیر سے سنا تھا وہ کہتا ہے: میں نے ابا سدیر صیرفی سے سنا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو کہا: میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا، آنحضرتؐ کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا تھا جو اوپر سے ڈھانپا ہوا تھا، میں آنحضرتؐ کے نزدیک گیا اور سلام عرض کیا۔

آنحضرت نے میرے سوال کا جواب دیا اور طشت کے اوپر سے کپڑا اٹھایا، اس میں کھجوریں تھی، آپ انہیں کھانے میں مشغول ہو گئے، میں نے قریب ہو کر عرض کیا: یارسول اللہؐ! ایک کھجور مجھے بھی عنایت فرمائیں۔

آنحضرت نے مجھے ایک کھجور دی جو میں نے کھائی۔

پھر عرض کیا: یارسول اللہؐ ایک کھجور اور عنایت فرمائیں، حضرت نے پھر بھی عطا فرمائی، اس طرح سے انہوں نے آٹھ کھجوریں عطا فرمائیں، میں نے کھائیں، اس کے بعد ایک مانگی تو آنحضرت نے فرمایا: بس کافی ہے۔

میں نیند سے اٹھ گیا، اگلی صبح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں شرف یاب ہوا، دیکھا تو ان کے سامنے ایک طشت پڑا ہوا ہے جو ڈھانپا ہوا ہے، یہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا خواب میں رسول خداؐ کے سامنے دیکھا تھا، میں نے سلام عرض کیا، انہوں نے جواب دیا، پھر طشت سے کپڑا اٹھایا میں نے دیکھا کہ اس طشت میں کھجوریں پڑی ہوئی ہیں۔

آنحضرتؑ نے ان کھجوروں کو تناول کرنے میں معروف ہو گئے، میں نے حیران ہو کر عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں! مجھے بھی ایک کھجور عنایت فرمائیں، حضرت نے مجھے ایک کھجور عنایت فرمائی، جو میں نے کھائی، دوبارہ ایک اور مانگی تو آنحضرت نے عنایت فرمائی وہ بھی میں نے کھالی، یہاں تک کہ آٹھ کھجوریں کھائیں، پھر اور مانگی تو حضرت نے فرمایا:

"لو زادك جدی رسول الله لزددناك.

"اگر میرے جد رسول خداؐ تمہیں زیادہ دیتے تو میں بھی اضافہ کر دیتا"

پھر میں نے اپنا خواب آنحضرت کے سامنے بیان کیا۔

حضرت مجھ پر مسکرائے جو اس بات کی حکایت ہے کہ آنحضرت میرے خواب سے آگاہ تھے۔ (امالی مفید صفحہ ۳۳۶، بحار جلد ۴۷ صفحہ ۷۲)

بطن مادر محل سکونت

(۱۶۔۱۰۳۴) شیخ محمد بن حسن صفار قمیؒ اپنی بہترین کتاب "بصائر الدرجات" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابراہیم بن مہزم کہتے ہیں:

ایک دن میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، جب رات چھا گئی تو آنحضرت سے گھر جانے کی اجازت طلب کی جو مدینہ میں تھا، میری والدہ بھی میرے ہمراہ تھی، میرے اور میری والدہ کے درمیان ایسی گفتگو ہوئی

کہ میں ان کے ساتھ سختی سے پیش آیا صبح سویرے ہی میں نماز فجر کے بعد آنحضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوا، تو آپ نے گفتگو شروع کی اور فرمایا:

''اے ابامحمد! تمہیں اپنی والدہ سے کیا کام تھا کہ گذشتہ شب تو نے اس کے ساتھ سخت کلامی کی ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ اس کا بطن تمہارے لیے محل سکونت، اس کا دامن تمہارے لیے گہوارہ اور اس کے پستان تمہارے لیے کھانے کا برتن'' میں نے عرض کیا: ہاں۔

فرمایا: پس ہرگز اس کے ساتھ سختی سے پیش مت آؤ۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۴۳، بحارالانوار جلد ۴۷ صفحہ ۷۲، الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۱۰)

بہشت کی ضمانت

(۱۰۳۵۔۱۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابوبصیر کہتے ہیں:

شام کا رہنے والا ایک شخص میرے پاس آیا، میں نے اس کے سامنے امامت ولایت کے بارے میں گفتگو کی، اس نے میری گفتگو قبول کی اور شیعہ ہو گیا۔

ایک دن میں اس کے پاس گیا، وہ بستر موت پر لیٹا ہوا تھا، وہ میری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: اے ابابصیر! میں نے آپ کی بات قبول کی ہے، اب بہشت کا کیا ہو گا؟

میں نے عرض کیا: اپنے مولا حضرت امام صادق علیہ السلام کی طرف سے تمہارے لیے جنت کا ضامن ہوں، اس گفتگو کے بعد وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔

اس کے بعد میں اپنے مولا و آقا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوا، قبل اس کے کہ میں گفتگو کرتا آنحضرت نے فرمایا:

قد وفی لصاحبك یا لجنة۔

''تو نے جس بہشت کی ضمانت دی تھی وہ اسے مل گئی ہے''

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۵۱، بحارالانوار جلد ۴۷، صفحہ ۷۶)

زمین خزائن آئمہ کے اختیار میں

(۱۰۳۶۔۱۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ یونس بن ظبیان، مفضل بن عمر، ابوسلمہ سراج اور حسین بن ثویر کہتے ہیں: ہم حضرت امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوئے تو آپ نے فرمایا:

لنا خزائن الارض و مفاتیحھا، ولو شئت ان اقول باحدی رجلی اخرجی ما فیك من الذھب لاخرجت۔

"زمین کے تمام خزانے اور ان کی کنجیاں ہمارے اختیار میں ہیں، اگر میں چاہوں تو اپنے کسی ایک پاؤں سے اشارہ کرتے ہوئے کہوں کہ تمہارے اندر جتنا سونا ہے نکال دے تو وہ نکال دے گی"

راوی کہتے ہیں: اس دوران امام علیہ السلام نے اپنے پاؤں مبارک سے لکیر کھینچی تو زمین کھل گئی، پھر اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور بالشت برابر سونے کی ایک لکیر زمین کے اندر سے اٹھائی اور فرمایا:

"سونے کی اس ٹکیہ کی طرف اچھی طرح غور سے دیکھو، تا کہ شک میں مبتلاء نہ ہو سکو" پھر فرمایا: زمین کے اندر جھانک کر دیکھو۔

ہم نے دیکھا کہ زمین کے اندر سونے کی بہت سی ٹکیاں انبار کی صورت میں پڑی ہوئی ہیں جو چمک رہی ہیں۔ ہمارے دوستوں میں سے ایک نے آنحضرت کی خدمت اقدس میں عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں! کیا یہ تمام ثروت آپ کے اختیار میں دی گئی ہے جبکہ آپ کے شیعہ ضرورت مند ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

ان اللہ سیجمع لنا ولشیعتنا الدنیا والآخرۃ، ویدخلھم جنات النعیم ویدخل عدونا الجحیم۔

"بے شک اللہ تعالیٰ عنقریب ہمارے اور ہمارے شیعوں کے لیے دنیا و آخرت کو اکٹھا فرما دے گا، انہیں بہشت جاودانی میں داخل کرے گا اور دشمنوں کو جہنم میں پھینک دے گا"

(بصائر الدرجات صفحہ ۳۸۳ الاختصاص صفحہ ۲۶۳، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۸۷)

پاؤں کی ٹھوکر سے سمندر کا ظاہر ہونا

(۷۔۱۰۳۴۔۱۹) بصائر الدرجات میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو بصیر کہتے ہیں:

میں اپنے آقا و مولا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، حضرت نے اپنا پاؤں زمین پر مارا، اچانک ایک سمندر ظاہر ہوا، جس میں چاندی کی کشتیاں تھیں۔

میں اپنے آقا و مولیٰ کے ہمراہ ایک کشتی پر سوار ہوا، کشتی سطح آب پر چلنے لگی ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے، جہاں چاندی کے خیمے نصب تھے۔

آنحضرت ایک خیمے میں داخل ہوئے، پھر باہر نکلے اور فرمایا:

"میں سب سے پہلے جس خیمے میں داخل ہوا، کیا تم نے دیکھا ہے؟"

میں نے عرض کیا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: "وہ رسول خدا کا خیمہ تھا، وہ ایک امیر المومنین علی علیہ السلام کا ہے، تیسرا خیمہ فاطمہ زہراء علیہا السلام کا ہے، چوتھا خیمہ حضرت خدیجہ کا پانچواں امام حسن مجتبیٰ کا، چھٹا امام حسین علیہ السلام، ساتواں امام سجاد، آٹھواں خیمہ میرے بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور نواں خیمہ میرا ہے"

ولیس احدمنا یموت الاوله خیمة یسکن فیه۔

"ہم میں سے جو بھی دنیا سے رخصت ہوتا ہے اس کے لیے ایک خیمہ ہے جس میں وہ سکونت پذیر ہوتا ہے"

امام موسیٰ کاظم کی بے موسم پھل کھانے کی خواہش

(۱۰۳۸-۲۰) کتاب "مناقب" "خرائج" میں مذکور ہے کہ داود بن کثیر رقی کہتے ہیں:

میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوا، ان کے فرزند ارجمند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی وہاں تشریف لائے جو سخت سردی کی وجہ سے کانپ رہے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

کیف اصبحت؟ صبح کس حال میں کی ہے؟

وہ عرض کرتے ہیں: میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ خدا کی پناہ میں ہوں اور اس کی نعمتوں میں غرق ہوں، اب میں انگور کا ایک خوشہ یا سبز انار کی خواہش رکھتا ہوں۔

داوٗد کہتے ہیں: میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا اب کوئی سردی کا موسم ہے؟ یہ کس طرح ممکن ہے؟ آنحضرت نے فرمایا:

"اے داوٗد! خداوند ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، تم باغ میں جاؤ۔ مل جائے گا"

میں باغ میں گیا، اچانک ایک درخت دیکھا کہ جس پر انگور کا خوشہ اور سبز انار لگا ہوا تھا، میں نے کہا: اے خاندان رسالت! میں پنہاں و آشکار امور پر ایمان لاتا ہوں، پھر میں نے انہیں توڑا اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لیے لے کر آیا۔

حضرت بیٹھ کر کھانے میں مشغول ہوئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

یاداود! والله لهذا افضل من رزق قديم، خص الله به مريم بنت عمران من الافق الاعلیٰ

"اے داوٗد! خدا کی قسم! یہ رزق قدیم ہے، کہ خداوند کریم نے اسے افق اعلیٰ سے مریم بنت عمران کے لیے مخصوص کیا تھا"

(الثاقب والمناقب صفحہ ۴۲۰، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۰۰، الخرائج صفحہ ۶۱۷، جلد ۲)

آئمہؑ روز قیامت شیعوں کے سرپرست

(۱۰۳۹-۲۱) جناب علامہ مجلسی "بحار" میں لکھتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اذا کان یوم القیامة ولینا امر شیعتنا. فما کان علیهم لله فهو لنا وما کان لنا فهو لهم، وما کان للناس فهو علینا. (بحار جلد ۲۷ صفحہ ۳۱۳)

"جب روز قیامت برپا ہوگا تو ہم اپنے شیعوں کے امور کے سرپرست ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا جو بھی حق ہے، وہ ہمارے اختیار میں ہے، جو بھی حق ہمارے اختیار میں ہے ہم اپنے شیعوں کو بخش دیں گے اور لوگوں کے ان پر جتنے حقوق ہیں وہ بھی ہمارے ذمہ ہیں کہ ہم ادا کریں گے"

مولف کہتے ہیں: اے دوستان اہل بیت! یہ حدیث کہیں آپ لوگوں کو مغرور نہ بنا دے، کیونکہ یہ عنایت و مہربانی شیعوں کے شامل ہے نہ کہ تمام محبین کو۔

ہاں، جسے مخصوص ہدایت نصیب ہوئی ہے، اگر وہ ایسے افعال کا مرتکب ہوا کہ ان سے عہدہ براہ نہ ہوسکے تو وہ اس کو یہ حدیث مبارک شامل ہے، اور ان بزرگ ہستیوں کے وسیلہ سے اس کی تلافی ہوگی۔

امام جعفرؑ کا درخت کھجور سے خطاب

(۱۰۴۰-۲۲) کتاب "الخرائج" اور "الصراط المستقیم" میں مذکور ہے کہ علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں:

ایک سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ اعمال حج بجالانے کے لیے روانہ ہوا راستے میں ہم ایک خشک درخت کے نیچے بیٹھے، حضرت نے کوئی دعا پڑھنے کے لیے اپنے مبارک ہونٹوں کو جنبش دی، البتہ میں یہ نہ سمجھ سکا کہ آپ نے کون سی دعا پڑھی ہے پھر آپ نے فرمایا:

یا نخلة! اطعمینا مما جعل الله فیك من رزق عبادہ۔

"اے درخت خرما! اللہ تعالیٰ نے تیرے اندر اپنے بندوں کی جو روزی رکھی ہے، وہ ہمیں کھلا"

میں کھجور کے درخت کی طرف متوجہ ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ درخت امامؑ کی طرف خم ہوا، درحالانکہ وہ پتوں اور تازہ کھجوروں سے لدا ہوا تھا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ۔

ہم کھجوریں کھانے میں مشغول ہو گئے وہ بہترین کھجوریں تھیں جو ہم نے کھائیں اس دوران ایک اعرابی نے جب یہ سارا ماجرا دیکھا تو کہا: میں نے آج کی طرح کوئی بڑا جادو نہیں دیکھا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

نحن ورثة الانبیآء لیس فینا ساحر ولا کاهن، بل ندعوا الله فیجیب ، فان احببت ان ادعوا الله فیمسخك كلباً قصدی الی منزلك علیهم ، وتبعصبص لاهلك؟

''ہم انبیاء کے وارث ہیں، ہمارے درمیان کوئی بھی جادوگر یا شعبدہ باز نہیں ہے (یہ سحر نہیں) بلکہ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں اور وہ ہماری دعا قبول کرتا ہے، اگر تمہاری خواہش ہو تو خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں کتے کی شکل میں مسخ کر دے تا کہ جب گھر اپنے عزیزوں کے پاس جاؤ تو ان کے سامنے دم ہلاؤ؟''

اعرابی نے بے وقوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ہاں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس کے پیچھے جاؤ۔

میں اس کے پیچھے روانہ ہوا، وہ اپنے گاؤں میں داخل ہوا، جب گھر گیا تو اپنے رشتہ داروں کے سامنے دم ہلائی، انہوں نے ڈنڈا پکڑ کر اسے گھر سے باہر نکال دیا۔

میں آنحضرت کی خدمت میں واپس حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کر رہا تھا کہ اچانک وہ آیا اور امام کے روبرو کھڑا ہو کر آنسو بہانے لگا۔

آنحضرت نے اس پر رحم کھایا اور اس کے لیے دعا فرمائی، اس طرح وہ اپنی پہلے والی حالت میں پلٹ آیا امام علیہ السلام نے فرمایا:

''اے اعرابی! کیا ایمان لے آئے ہو؟''

اس نے کہا: ہاں ہزار مرتبہ، ہزار مرتبہ۔

(الخرائج جلد ا صفحہ ۲۹۶، بحار الانوار ۷۴، صفحہ ۱۱۰، الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

حضرت امام صادق علیہ السلام کا حضرت ابراہیمؑ جیسا معجزہ

(۱۰۴۱۔ ۲۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ یونس بن ظبیان کہتے ہیں:

ہم لوگوں کی ایک جماعت کے ہمراہ حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، ہم نے آپ سے

پوچھا: اللہ تعالیٰ قرآن میں فرمایا ہے:

فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ (سورہ بقرہ آیہ ۲۶۰)

''پس چار پرندے پکڑ لو اور انہیں ذبح کرلو۔ کیا یہ چاروں پرندے ایک ہی جنس کے تھے یا جنسوں کے''

حضرت نے فرمایا:

أتحبون ان اريكم مثله؟

''کیا تم پسند کرتے ہو کہ ان کی مانند تمہیں دکھاؤں؟ ہم نے کہا: ہاں۔

حضرت نے آواز دی تو اچانک ایک مور پر ہلاتا ہوا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ پھر آواز دی، اے کوے! اچانک کوا حاضر ہو گیا پھر فرمایا: اے باز! اچانک ایک شکاری باز آنحضرت کے سامنے حاضر ہو گیا۔ پھر آواز دی، اے کبوتر! اچانک ایک کبوتر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

حضرت نے حکم دیا کہ چاروں پرندوں کو ذبح کیا جائے اور ان کے ٹکڑے کر دیں اور انہیں آپس میں ملا دیں۔ اس کے بعد مور کا سر ہاتھ میں پکڑا آواز دی۔ اے مور!

ہم نے دیکھا کہ مور کے تمام اعضاء یعنی گوشت، ہڈیاں اور پر علیحدہ ہوئے اور مور کے سر کے ساتھ چمٹ گئے۔ اس طرح سے آنحضرت کے سامنے مور زندہ ہو گیا پھر آنحضرت نے کوے کو آواز دی وہ بھی زندہ ہو گیا، پھر شکاری باز اور کبوتر کو آواز دی، وہ بھی زندہ ہو کر آنحضرت کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ (الخرائج جلد ا صفحہ ۲۹۷، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۱۱)

دہری قرآن کے مقابلے میں اور امام صادقؑ کا جواب

(۱۰۴۲۔ ۲۴) مذکورہ کتاب میں نقل ہوا ہے۔

ایک دفعہ ابن ابی العوجاء نے مکہ میں تین دہریوں سے قول و قرار کیا کہ ہر کوئی قرآن کے چوتھائی حصے کے مقابلے میں تحریر کرے۔ ان لوگوں نے آپس میں عہد و پیمان باندھا کہ ہر کوئی سال آئندہ اپنی اپنی تحریر لے کر اس جگہ پر آئے۔

جب وہ اگلے سال مقام ابراہیم پر اکٹھے ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا: میں نے جب یہ آیہ کریمہ دیکھی کہ جس میں ارشاد ہے:

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ (سورہ ھود آیہ ۴۴)

''اور قدرت کا حکم ہوا کہ اے زمین اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان اپنے پانی کو روک لے''

تو میں نے مقابلہ کرنے سے ہاتھ اٹھالیا۔

دوسرے نے کہا: جب میں اس آیہ کریمہ پر پہنچا جس میں ارشاد ہے:

فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا (سورہ یوسف آیہ ۸۰)

"جب وہ لوگ حضرت یوسف کی طرف سے مایوس ہو گئے تو الگ جا کر مشورہ کرنے لگے" ت

تو میں بھی قرآن کے مقابلہ کرنے سے مایوس ہو گیا۔

یہ سب کچھ اس حالت میں تھے کہ وہ لوگ آپس میں کھسر پھسر کر رہے تھے اچانک چھٹے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وہاں سے گزرے، ان کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ

(سورہ اسراء آیہ ۸۸)

"آپ کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جنات سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لا سکتے"

ان لوگوں نے جب امام علیہ السلام سے یہ آیہ شریفہ سنی تو گم سم ہو گئے۔ (الخرائج جلد ۲ صفحہ ۷۱۰، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۴۷)

حکم امام سے ہارون مکی تنور میں

(۱۰۴۳۔۲۵) کتاب "مناقب" میں لکھتے ہیں کہ مامون اخی کہتے ہیں:

میں اپنے مولا و آقا کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اچانک سہل بن حسن خراسانی داخل ہوا اور سلام عرض کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔ آنحضرت کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے:

اے رسول خدا کے فرزند! آپ رؤوف و مہربان ہیں، آپ اہل بیت امامت ہیں، اپنے حق کا دفاع کیوں نہیں فرماتے؟ حالانکہ آپ کے ان شیعوں کی تعداد ایک لاکھ سے بیشتر ہے، جو آپ کے حضور حاضر ہو کر تلوار چلانے کے لیے آمادہ ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے کہا:

"اے خراسانی! بیٹھ جاؤ"

پھر حنیفہ کنیز سے فرماتے ہیں: اے حنیفہ تنور گرم کر دو۔

اس نے تنور جلایا جو سرخ ہو کر آگ کا ٹکڑا بن گیا اور اس کا اوپر والا حصہ آگ کے شعلوں سے سفید ہو گیا، اس کے بعد امام علیہ السلام نے خراسانی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''اے خراسانی! اٹھو اور اس تنور میں چھلانگ لگا دو''

خراسانی نے کہا: اے میرے آقا! اے رسول خداؐ کے فرزند! مجھے اس آگ سے مت جلائیں، میرا جرم معاف کر دیں، خداوند آپ کو معاف کرے۔

حضرت نے فرمایا: تجھے معاف کرتا ہوں۔

اس دوران ہارون کی ہاتھ میں جوتے لیے ہوئے داخل ہوا اور کہا: سلام ہو آپ پر اے رسول خداؐ کے فرزند۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الق النعل من يدك واجلس في التنور۔

''اپنے ہاتھ سے جوتے پھینک دو اور جا کر تنور میں بیٹھ جاؤ''

اس نے جوتے پھینکے اور جا کر تنور میں بیٹھ گیا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام خراسانی کے ساتھ محو گفتگو رہے حضرتؑ نے خراسان کے بارے میں اس کے ساتھ ایسے گفتگو کی، جیسے خود وہاں پر موجود ہوں۔

پھر خراسانی کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

''اے خراسانی! جا کر تنور میں دیکھو کہ کیا خبر ہے؟''

خراسانی کہتا ہے: میں کھڑا ہوا اور تنور کی طرف گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص تنور میں چار زانو بیٹھا ہوا ہے، اس کے بعد تنور سے نکلا اور آنحضرت کی خدمت اقدس میں سلام کیا۔

امام علیہ السلام خراسانی کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں:

''خراسان میں اس جیسے کتنے لوگ مل سکتے ہیں؟''

اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! اس طرح کا ایک شخص بھی نہیں مل سکے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اما انا لا نخرج في زمان لا نجد فيه خمسة معاضدين لنا، نحن اعلم بالوقت۔

''میں اس وقت تک قیام نہیں کروں جب تک ایسے پانچ افراد نہ مل جائیں، میں بہتر جانتا ہوں کہ مناسب وقت کون سا ہے''

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۳۷، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۲۳)

شیعوں کا حساب آئمہ کے دست مبارک میں

(۱۰۴۴۔۲۶) عالم جلیل القدر جناب علی بن موسیٰ اربلی کتاب "دلائل" سے کشف الغمہ سے یوں نقل کرتے ہیں کہ زید شحام کہتے ہیں:

ایک دن حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

"اے زید! تیری عمر کتنے سال ہے؟"

میں نے عرض کیا اتنے سال کا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

"اے ابا اسامہ! تجھے خوش خبری ہو کہ تو ہم اور ہمارے شیعوں میں سے ہے، کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ ہمارے ساتھ ہے؟"

میں نے عرض کیا:

کیوں نہیں میرا آقا و مولیٰ لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں؟"

آپ نے فرمایا:

یازید! ان الصراط الینا، وان المیزان الینا، وحساب شعتنا علینا، واللہ یازید! انی ارحم بکم من انفسکم، واللہ لکانی انظر الیك والی الحارث بن المغیرة النصری فی الجنة فی درجة واحدة۔

"اے زید! بے شک صراط و میزان ہمارے ہاتھ میں ہے، ہمارے شیعوں کا حساب و کتاب ہمارے دست قدرت میں ہے، اے زید! خدا کی قسم! اس میں تیری نسبت تم پر زیادہ مہربان ہوں۔ خدا کی قسم! میں ابھی دیکھ رہا ہوں کہ تم اور حارث بن مغیرہ نصری جنت میں ایک درجہ و مقام پر ہیں"

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰، بحار الانوار جلد ۴۷ صفحہ ۱۴۳)

امام صادقؑ کی سخاوت

(۱۰۴۵۔۲۷) کتاب "مجموعہ ورام" میں آیا ہے کہ فضل بن ابی قرہ کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنی عبا بچھائی اور اس پر دیناروں کی تھیلیاں رکھیں، پھر قاصد سے کہا:

"یہ رقم لے جاؤ اور اپنے خاندان کے فلاں فلاں شخص کو دو اور ان سے کہو کہ یہ رقم عراق سے تم لوگوں کے لیے بھیجی ہے"

راوی کہتے ہیں: اس شخص نے وہ دینار اٹھائے اور لے جا کر انہیں دیئے اور امام کا فرمان بھی بتایا۔

انہوں نے دینار لیے اور کہا: خدا تمہیں جزائے خیر عطا کرے، کہ تم نے رسول خداؐ سے رشتہ داری کا حق ادا کر دیا ہے، لیکن خداوند متعال ہمارے اور جعفر کے درمیان فیصلہ کرے۔

راوی کہتا ہے: جب حضرت صادق علیہ السلام نے ان کی گفتگو سنی تو سر سجدے میں رکھا اور کہتے ہیں:

اللهم اذل رقبتي لولد ابي۔

''اے میرے معبود! مجھے اپنے باپ کی اولاد کے سامنے خاضع قرار دے''

(بحارالانوار جلد ۴۷ صفحہ ۶۰)

امام نے محب کے لیے جنت میں گھر خریدا

(۴۶-۲۸) کتاب ''مناقب'' اور ''خرائج'' میں آیا ہے کہ ہشام کہتے ہیں:

جبل کا ایک بزرگ جب بھی حج سے شرف یاب ہوتا تو حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

امام علیہ السلام اسے مدینہ میں موجود اپنے گھروں میں سے ایک گھر ٹھہرنے کے لیے عنایت فرماتے۔ وہ اکثر حج پر آتا اور مدینہ میں ٹھہرتا۔ اسی وجہ سے اس نے ایک سال دس ہزار دینار امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تقدیم کیے، کہ مدینہ میں اس کے لیے گھر خریدیں۔

جب وہ اگلے سال واپس آیا تو امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے آپ پر قربان جاؤں، میرے لیے گھر خریدا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

پھر اس مکان کی رجسٹری اسے دی جس پر لکھا ہوا تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم، هذا ما اشترى جعفر بن محمدﷺ لفلان بن فلان الجبلي، اشترى له داراً في الفردوس، حدها الاول رسول الله والحد الثاني امير المومنين والحد الثالث الحسن بن علي والحد الرابع الحسين بن علي عليهما السلام

''اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ یہ اس گھر کی رجسٹری ہے جو جعفر بن محمدؑ نے فلاں کے بیٹے فلاں جبلی کے لیے خریدا ہے، اس گھر کی پہلی حد رسول اللہؐ دوسری امیر المومنینؑ، تیسری حسن بن علیؑ اور چوتھی

حد حسن بن علیؑ ہے"

جب اس شخص نے یہ تحریر پڑھی تو کہا: میں اس پر راضی ہوں، خدا مجھے آپ پر قربان کرے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"میں نے وہ پیسے امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی اولاد میں تقسیم کر دیئے ہیں امیدوار ہوں کہ خدا تمہاری طرف سے قبول فرمائے اور تمہاری جزاء جنت قرار دے"

راوی کہتا ہے: اس شخص نے مکان کی سند لی اور اپنے وطن واپس چلا گیا، کچھ عرصہ بعد وہ مریض ہو گیا، اس نے اپنے خاندان والوں کو اکٹھا کیا اور انہیں قسم دی کہ اس کے مرنے کے بعد وہ سند اس کے ساتھ دفن کریں؛ اس نے اتنا ہی کہا اور اس کی روح خالق کے سپرد ہو گئی۔

اس کے ورثاء نے اس کی وصیت پر عمل کیا: اگلی صبح جب اس کی قبر پر گئے تو اس کے اوپر ایک سند دیکھی کہ اس میں لکھا ہوا تھا:

"خدا کی قسم! ولی خدا جعفر بن محمد علیہما السلام نے جو کچھ کہا تھا اسے پورا کیا گیا ہے" (المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۲۳، الخرائج جلد صفحہ ۳۰۳)

امام صادقؑ کا اپنے چچا سے سلوک

(۷-۱۰۴۷-۲۹) کتاب "الخرئج والجرائح" میں تحریر کرتے ہیں کہ ولید بن صبیح کہتے ہیں:

ہم ایک رات بعض رفقاء کے ہمراہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک کسی شخص نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، امام علیہ السلام نے لونڈی سے فرمایا: جا کر دیکھو کون ہے؟

کنیز دروازے پر گئی، واپس آ کر کہتی ہے: آپ کے چچا عبداللہ بن علی ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: انہیں کہو، اندر آ جائیں اور ہمیں فرمایا کہ دوسرے کمرے میں چلے جائیں۔

ہم دوسرے کمرے میں داخل ہوئے تو ہمیں محسوس ہوا کہ وہاں پر کوئی موجود ہے، ہم نے خیال کیا کہ شاید یہ امام کے اہل خانہ میں سے کوئی ہو۔ اسی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے قریب بیٹھ گئے۔

جب عبداللہ بن علی کمرے میں داخل ہوا تو وہ جس قدر کہہ سکتا تھا اس نے امام علیہ السلام کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے، اس کے بعد وہ چلا گیا، ہم بھی کمرے سے باہر آئے، امامؑ نے اسی جگہ سے گفتگو شروع کی، جہاں سے اس کے آنے پر ختم کی تھی۔

ہم میں سے ایک نے کہا: اس شخص نے آپ کے ساتھ اس انداز میں گفتگو کی ہے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی آپؑ کے ساتھ اس طرح سے پیش آئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ باہر آ کر اس شخص کو جواب دیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

''آپ لوگ آرام سے رہیں! ہمارے درمیان کسی قسم کی مداخلت نہ کریں''

رات کا کچھ حصہ گذرا کہ پھر ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت نے لونڈی سے کہا: جا کر دیکھو کون ہے؟

کنیز دروازے پر گئی اور واپس آ کر کہتی ہے: آپ کے چچا عبداللہ بن علی ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا آپ اسی جگہ چلے جائیں جہاں پر تھے۔

اس کے بعد اسے اندر آنے کی اجازت عطا فرمائی، وہ گھر میں داخل ہوا اور بلند آواز سے گریہ کرتے ہوئے کہتا ہے: اے میرے بھائی کے بیٹے (یعنی بھتیجے) مجھے معاف کر دیں خدا آپ کو بخش دے۔ آپ مجھ سے درگذر کریں، خدا آپ سے درگذر کرے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

غفر اللہ لك یا عم! ما الذی احوجك الی ھذا یا عم؟

''چچا جان! خدا تمہیں معاف کرے، آپ کو کیا ہوا کہ اس طرح سے کہہ رہے ہیں؟''

اس نے کہا: آپ کے گھر سے جانے کے بعد میں سو گیا تھا، میں جونہی سویا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں، دو خطرناک سیاہ پوش افراد میرے اوپر حملہ آور ہوئے، انہوں نے مجھے پکڑ کر بازو باندھ دیئے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔

وہ مجھے دوزخ کی طرف لے گیا، اس دوران میں نے رسول خداؐ کو دیکھا اور عرض کیا: اے رسول خداؐ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ میرے ساتھ کیسا سلوک کر رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: ''کیا تم وہی نہیں ہو جس نے میرے بیٹے کو ایسی ویسی باتیں کی ہیں؟''

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آج کے بعد ایسا نہیں کروں گا۔

آنحضرتؐ نے حکم صادر کیا کہ مجھے رہا کریں، لیکن میں اب بھی اسی کی شدت کی وجہ سے درد کا احساس کر رہا ہوں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''اپنی طرف وصیت کرو''

اس نے عرض کیا: کیا وصیت کروں؟ میرے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے علاوہ ازیں میں عیالدار اور مقروض ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

دینك علی و عیالك الی عیالی۔

''تیرا قرض میں ادا کرتا ہوں، تیرے اہل و عیال کو میں اپنے اہل و عیال کا حصہ قرار دیتا ہوں''

اس نے وصیت کی، ہم ابھی مدینہ سے خارج نہیں ہوئے تھے کہ عبداللہ بن علی فوت ہو گیا، حضرت امام صادق علیہ السلام نے اس کے اہل و عیال کو اپنے اہل و عیال کا حصہ قرار دیا، اس کا قرض ادا کیا اور اس کی لڑکی کی اپنے بیٹے کے ساتھ شادی کر دی۔

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۱۹، بحارالانوار جلد ۴۷ صفحہ ۹۶)

اعمال امام کے سامنے لائے جاتے ہیں

(۱۰۴۷۔۳۰) شیخ طوسی کے فرزند کی کتاب ''امالی'' میں آیا ہے کہ داؤد بن کثیر اقی کہتے ہیں:
میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مبارک باسعادت میں حاضر تھا آنحضرت نے بغیر کسی مقدمہ کے مجھے فرمایا:

یا داؤد! لقد عرضت علی اعمالکم یوم الخمیس وارأیت فیما عرض علی بن عملك صلتك له اسرع لضاء عمره و قطع اجله۔

''اے داؤد! جمعرات کے دن تمہارے اعمال میرے سامنے لائے گئے، میں نے تیرے اعمال میں دیکھا ہے کہ تو نے اپنے فلاں چچازاد کے ساتھ صلہ رحم کیا ہے، اس وجہ سے میں بہت خوش ہوا، میں جانتا ہوں کہ تمہارا صلہ رحم کرنا بہت جلد دنیا سے جانے اور قطع اجل کا باعث بنے گا''

داؤد کہتے ہیں: میرا ایک چچازاد تھا جو دشمن، ناصبی اور خبیث تھا، مجھے معلوم ہوا کہ اس کے مالی حالات بہت خراب ہیں، اسی وجہ سے میں نے مکہ جانے سے قبل اسے کچھ دینار بھیجے تھے۔ جب میں مدینہ داخل ہوا تو حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے یہ خبر دی۔

(امالی طوسی صفحہ ۴۱۳ جلد ۴۷، مجلس ۱۴)

شیعوں کے لیے فرشتوں کی ڈیوٹی

(۱۰۴۹۔۳۱) کتاب ''کنزالفوائد'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوبصیر کہتے ہیں:
حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

یا ابا محمد! ان للہ ملائکۃ تسقط الذنوب عن ظہور شیعتنا کما تسقط الریح الورق من الشجر۔

''اے ابا محمد! خداوند متعال کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ہمارے شیعوں کے گناہوں کو یوں جھاڑتے ہیں، جیسے ہوا موسم خزاں میں درختوں کے پتوں کو جھاڑتی ہے''

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ویستغفرون للذین آمنوا (سورہ غافر آیہ ۷)
''اور وہ مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں'' کی تفسیر بھی یہی ہے۔

کرنے اور ہمارے بارے میں گفتگو کی طرف مائل ہوئے، اگر وہ اس نور اور طینت سے خلق نہ ہوتے تو ہرگز ایسے نہ ہوتے خدا کی قسم! وہ اس عظیم ذمہ داری کے متحمل نہ ہو سکتے" پھر فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ دوزخ کے لیے خلق کیا ہے، جبکہ ہمیں حکم ہوا ہے کہ یہ پیغام ان لوگوں تک بھی ویسے ہی پہنچائیں جیسے ان تک پہنچایا تھا"

"ہم نے یہ عظیم ذمہ داری ان تک پہنچائی، اس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوئے اور دل متنفر ہو گئے، انہوں نے اس ذمہ داری کو قبول نہ کیا اور اس کے متحمل نہ ہوئے، بلکہ تکذیب کرتے ہوئے کہتے ہیں: وہ جادوگر اور کذاب ہیں"

"پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر مہر لگادی اور یہ ذمہ داری انہیں بھلادی، پھر کچھ حقائق ان کی زبان پر جاری کیے، انہوں نے ناسمجھی کے طور پر ان حقائق کا اقرار کیا لیکن ان کے دل ان کا انکار کرتے ہیں، یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور اطاعت گزار بندوں سے برائی کو دور کرے"

"اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین پر اس کی کوئی عبادت نہ کرتا، پس ہمیں امر ہوا ہے کہ ہم اسرار کو ان سے پنہاں رکھیں۔

اس بناء پر ان حقائق کو ان لوگوں سے چھپا کر رکھیں، جن سے خدا نے چھپانے کا حکم دیا ہے اور خدا نے جن لوگوں سے پنہاں کرنے کا حکم دیا ہے ان سے پنہاں کریں"

راوی کہتا ہے: اس کے بعد آنحضرت نے اپنا دست مبارک بلند کیا اور گریہ کرتے ہوئے فرمایا:

اللھم ان ھؤلاء لشر ذمہ قلیلون فاجعل محیا ھم و مماتھم مماتنا ولا تسلط علیھم اعداء فتفجعنا بھم فانک ان فجعتنا بھم لم تعبد ابدا فی ارضک۔

"اے میرے معبود! یہ (شیعہ) بہت کم تعداد میں ہیں، ان کی زندگی ہماری زندگی اور ان کی موت کو ہماری موت کی مانند قرار دے، اپنے دشمنوں کو ان پر مسلط نہ کر کہ اس طرح سے ہمارے دل کو اذیت ہو، کیونکہ اگر تو ان کی وجہ سے ہمیں مصیبت میں گرفتار کرے تو ہرگز زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا" (بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۲۰۹، جلد ۱۰۵)

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۱۹، بحارالانوار جلد ۴۷ صفحہ ۹۶)

اعمال امام کے سامنے لائے جاتے ہیں

(۳۰-۱۰۴۷) شیخ طوسی کے فرزند کی کتاب "امالی" میں آیا ہے کہ داؤد بن کثیرالرقی کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مبارک باسعادت میں حاضر تھا آنحضرت نے بغیر کسی مقدمہ کے مجھے فرمایا:

یا داؤد! لقد عرضت علی اعمالکم یوم الخمیس وارأیت فیما عرض علی بن عملك صلتك له اسرع لفناء عمره و قطع اجله۔

"اے داؤد! جمعرات کے دن تمہارے اعمال میرے سامنے لائے گئے، میں نے تیرے اعمال میں دیکھا ہے کہ تو نے اپنے فلاں چچا زاد کے ساتھ صلہ رحم کیا ہے، اس وجہ سے میں بہت خوش ہوا، میں جانتا ہوں کہ تمہارا صلہ رحم کرنا بہت جلد دنیا سے جانے اور قطع اجل کا باعث بنے گا"

داؤد کہتے ہیں: میرا ایک چچا زاد تھا جو دشمن، ناصبی اور خبیث تھا، مجھے معلوم ہوا کہ اس کے مالی حالات بہت خراب ہیں، اسی وجہ سے میں نے مکہ جانے سے قبل اسے کچھ دینار بھیجے تھے۔ جب میں مدینہ داخل ہوا تو حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے یہ خبر دی۔

(امالی طوسی صفحہ ۴۱۳ جلد ۷، مجلس ۱۴)

شیعوں کے لیے فرشتوں کی ڈیوٹی

(۳۱-۱۰۴۹) کتاب "کنزالفوائد" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوبصیر کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

یا ابا محمد! ان للہ ملائکۃ تسقط الذنوب عن ظهور شیعتنا کما تسقط الریح الورق من الشجر۔

"اے ابا محمد! خداوند متعال کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ہمارے شیعوں کے گناہوں کو یوں جھاڑتے ہیں، جیسے ہوا موسم خزاں میں درختوں کے پتوں کو جھاڑتی ہے"

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ویستغفرون للذین آمنوا (سورہ غافر آیہ ۷)

"اور وہ مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں" کی تفسیر بھی یہی ہے۔

(تاویل الدرجات جلد ۲ صفحہ ۵۲۸، بحارالانوار جلد ۲۴ صفحہ ۲۰۹، الکافی جلد ۸ صفحہ ۳۲)

سبیل اللہ سے مراد علیؑ

ایک اور حدیث میں اسی سلسلہ سند کے ساتھ مذکور ہے کہ حضرت نے فرمایا:

''یہ خداوند متعال کے اسی فرمان کی تفسیر ہے کہ ارشاد ہے:

ویستغفرون للذین آمنوا ... واتبعوا سبیلك وقهم عذاب الجحیم (سورہ غافر: آیہ ۷)

اور وہ مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے میرے پروردگار! تیرے علم اور تیری رحمت نے ہر چیز پر احاطہ کیا ہوا ہے، پس جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کا اتباع کیا، انہیں بخش دے اور انہیں عذاب جہنم سے بچا''

اس بناء پر ''سبیل اللہ'' راہ خدا سے مراد علی علیہ السلام ہے، اور للذین آمنوا سے مراد آپ کے مومنین ہیں، آپ کے علاوہ کسی اور کا ارادہ نہیں کیا گیا۔

تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۵۲۸، بحارالانوار جلد ۲۴، صفحہ ۲۱۰)

بقول علیؑ ہم مرتے نہیں

(۱۰۵۰-۳۲) کتاب ''بصائر الدرجات'' میں تحریر کرتے ہیں کہ سماعہ کہتے ہیں: میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، میں اپنے آپ سے گفتگو کر رہا تھا کہ امام علیہ السلام نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیوں اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہو؟ کیا تم اپنے آقا امام باقر علیہ السلام کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔

آپ نے فرمایا اٹھو اور اس کمرے میں جاؤ۔

میں کھڑا ہوا اور اس کمرے میں گیا، اچانک حضرت امام محمد باقرؑ کی زیارت ہوئی۔

آپ نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد شیعوں کی ایک جماعت حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آنحضرت سے کچھ سوالات کیے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اگر امیر المومنین علی علیہ السلام کو دیکھو گے تو پہچان لو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

حضرت نے فرمایا: اس پردے کو اٹھاؤ، انہوں نے پردہ اٹھایا تو اچانک حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو دیکھا اور

آنحضرت کو پہچان گئے۔

حضرت امیر المومنین علیؑ نے فرمایا:

یموت من مات منا ولیس بمیت، یبقی من بقی منا حجة علیکم۔

''ہم میں سے جو کوئی رحلت کرتا ہے وہ حقیقت میں نہیں مرتا اور ہم میں سے جو کوئی باقی رہتا ہے وہ آپ لوگوں کے لیے حجت ہے''

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۷۵، بحار الانوار جلد ۲۷، صفحہ ۳۰۳)

شیعوں کی تخلیق کیسے؟

(۱۰۵۱۔۳۳) سید حسن بن کبش اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ابو بصیر کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یا ابا محمد! ان عندنا سرا من سر الله وعلما علم الله لا یحتمله ملك مقرب ولا نبی مرسل ولا مؤمن امتحن الله قلبه الایمان۔

''اے ابا محمد! ہمارے پاس اللہ کے رازوں میں سے ایسا راز اور اس کے علم میں سے ایسا علم ہے، جسے نہ تو کوئی ملک مقرب اٹھا سکتا ہے اور نہ نبی مرسل اور نہ ہی وہ مومن کہ جس کے دل کا اللہ تعالیٰ امتحان لے چکا ہے''

''خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھانے کے لیے ہمارے علاوہ کسی اور کو منتخب نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی اور کو یہ کام سونپا ہے۔ بے شک ہمارے پاس خدا کے رازوں میں راز اور لامحدود علموں میں سے علم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس علم کو دوسروں تک پہنچانا ہمارے ذمہ لگایا ہے۔ ہم نے وہ علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں تک پہنچایا ہے، لیکن اس سے اوپر ہم نے کوئی محل نہیں پایا اور نہ کوئی ایسا پایا جو اس کی اہلیت رکھتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا پایا جو اسے اٹھا سکتا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے ایک گروہ حضرت محمدؐ اور ان کی اولاد کی طینت اور اس نور سے پیدا کیا، جس نور سے حضرت محمد اور ان کی اولاد کو خلق کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت محمدؐ سے باقی ماندہ رحمت سے بنایا ہے''

''اللہ تعالیٰ نے جس کام پر ہمیں مامور کیا تھا، ہم نے وہ اس جماعت تک پہنچایا ہے انہوں نے ہماری بات قبول کی اور اس کے متحمل ہوئے اور ہماری یاد ان تک پہنچی پس ان کے دل ہماری معرفت، شناخت

کرنے اور ہمارے بارے میں گفتگو کی طرف مائل ہوئے، اگر وہ اس نور اور طینت سے خلق نہ ہوتے تو ہرگز ایسے نہ ہوتے خدا کی قسم! وہ اس عظیم ذمہ داری کے متحمل نہ ہو سکتے" پھر فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ دوزخ کے لیے خلق کیا ہے، جبکہ ہمیں حکم ہوا ہے کہ یہ پیغام ان لوگوں تک بھی ویسے ہی پہنچائیں جیسے ان تک پہنچایا تھا"

"ہم نے یہ عظیم ذمہ داری ان تک پہنچائی، اس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوئے اور دل متنفر ہو گئے، انہوں نے اس ذمہ داری کو قبول نہ کیا اور اس کے متحمل نہ ہوئے، بلکہ تکذیب کرتے ہوئے کہتے ہیں: وہ جادوگر اور کذاب ہیں"

"پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر مہر لگا دی اور یہ ذمہ داری انہیں بھلا دی، پھر کچھ حقائق ان کی زبان پر جاری کیے، انہوں نے ناسمجھی کے طور پر ان حقائق کا اقرار کیا لیکن ان کے دل ان کا انکار کرتے ہیں، یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور اطاعت گزار بندوں سے برائی کو دور کرے"

"اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین پر اس کی کوئی عبادت نہ کرتا، پس ہمیں امر ہوا ہے کہ ہم اسرار کو ان سے پنہاں رکھیں۔

اس بناء پر ان حقائق کو ان لوگوں سے چھپا کر رکھیں، جن سے خدا نے چھپانے کا حکم دیا ہے اور خدا نے جن لوگوں سے پنہاں کرنے کا حکم دیا ہے ان سے پنہاں کریں"

راوی کہتا ہے: اس کے بعد آنحضرت نے اپنا دست مبارک بلند کیا اور گریہ کرتے ہوئے فرمایا:

اللهم أن هؤلاء لشر ذمه قليلون فاجعل محيا هم ومماتهم مماتنا ولا تسلط عليهم اعداء فتفجعنا بهم فانك ان فجعتنا بهم لم تعبد ابدا في ارضك.

"اے میرے معبود! یہ (شیعہ) بہت کم تعداد میں ہیں، ان کی زندگی ہماری زندگی اور ان کی موت کو ہماری موت کی مانند قرار دے، اپنے دشمنوں کو ان پر مسلط نہ کر کہ اس طرح سے ہمارے دل کو اذیت ہو، کیونکہ اگر تو ان کی وجہ سے ہمیں مصیبت میں گرفتار کرے تو ہرگز زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا" (بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۲۰۹، جلد ۱۰۵)

امام نفس نبی ہوتا ہے

(۱۰۵۲۔۳۴) کتاب ''مناقب'' میں آیا ہے کہ بکیر بن اعین کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنا بازو پکڑا اور فرمایا:

''اے بکیر! خدا کی قسم! یہ رسول خداؐ کی جلد ہے، خدا کی قسم! یہ رسول اللہ کی رگیں ہیں، خدا کی قسم! یہ رسول خداؐ کی ہڈی ہے، خدا کی قسم یہ رسول خداؐ کا گوشت ہے، خدا کی قسم! میں ہر اس چیز سے آگاہ ہوں جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ دنیا وآخرت میں ہے''

اس دوران حضرت متوجہ ہوئے کہ اس گفتگو سے بعض لوگوں کے چہرے سرخ ہو رہے ہیں، لہٰذا آنحضرت نے فرمایا:

اے بکیر! میں نے یہ علم کتاب خدا سے حاصل کیا ہے کہ ارشاد قدرت ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (سورہ نحل آیہ ۸۹)

''اور ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے جو ہر چیز کو بیان کرنے والی ہے''

(المناقب جلد ۴ صفحہ ۲۵۰)

کیا امام علم غیب رکھتا ہے؟

(۱۰۵۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ صفوان بن یحییٰ اپنے کچھ افراد سے نقل کرتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

واللہ لقد اعطینا علم والاولین والآخرین

''خدا کی قسم! اولین وآخرین کا علم ہمیں عطا کیا گیا ہے''

آپ کے دوستوں میں سے ایک نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، کیا آپ کے پاس علم غیب ہے، آپ نے فرمایا:

''تم پر افسوس ہے! ہم اسے بھی جانتے ہیں جو مردوں کے صلبوں اور عورتوں کے شکم میں ہے آپ لوگوں پر افسوس ہے! تم اپنے سینوں کو کھلا کرو، آنکھیں کھولو اور ان سے قبول کرواو، ہم مخلوق خدا کے درمیان حجت خدا ہیں، کسی کے سینے میں اس بات کو قبول کرنے کی وسعت نہیں ہے سوائے ہر اس مومن کے جس کے سینہ میں کوہ تھامہ کی طاقت ہو اور حکم خدا سے قبول کرے''

امام کی تخلیق نور سے

(۱۰۵۴۔۳۶) تفسیر فرات میں تحریر کرتے ہیں کہ فیضہ بن یزید جعفی کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اس وقت آنحضرت کے پاس یوس بن ابی درس، ابن ظبیان اور قاسم بن عبدالرحمان صیرفی بھی حاضر تھے، میں سلام عرض کرنے کے بعد بیٹھ گیا اور عرض کیا: اے رسول خدا کے فرزند! آپ سے استفادہ کرنے کی غرض سے آپ کی محضر مبارک میں حاضر ہوا ہوں۔

آپ نے فرمایا: پوچھو اور جلدی کرو۔

میں نے عرض کیا: آسمان کو بلند کرنے، زمین کو پھیلانے اور نور وتاریکی کو خلق کرنے سے قبل آپ کہاں تھے؟ آپ نے فرمایا:

''اے فیضہ! ان حالات میں تمہیں ایسا سوال کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی ہیں؟ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہماری محبت چھپائی جارہی ہے اور ہماری دشمنی آشکار ہوگئی ہے، جن بھی ہمارے دشمن ہیں جو ہماری احادیث ہمارے دشمنوں تک پہچاتے ہیں۔ بے شک دیواروں کے بھی انسانوں کی طرح کان ہیں''

میں نے عرض کیا: یہ ایک سوال ہے جو میں نے آپ سے پوچھا ہے۔

آپ نے فرمایا:

''اے فیضہ! حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پندرہ (۱۵) ہزار سال قبل ہم نور کی صورت میں موجود تھے اور عرش الٰہی پر تسبیح خدا میں مشغول تھے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلق فرمایا: تو ہمارے نور کو ان کے صلب میں رکھا، ہم مسلسل پاکیزہ اصلاب سے مطہر ارحام میں منتقل ہوتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا''

فنحن عروة الله الوثقی، من تمسك بنا نجا، ومن تخلف عنا هو، لا تدخله فی باب روی ضلالة ولا تخرجه من باب هدی، ونحن رعاة دین الله ونحن عترة رسول اللهﷺ، ونحن القبة التی طالت اطنابها واتسع فناؤها، من ضوی الینا نجا الی الجنة، ومن تخلف عنا هو الی النار۔

''پس ہم خدا کی مضبوط رسی ہیں، جو کوئی ہم سے متمسک ہوگا وہ نجات پا جائے گا، اور جو کوئی ہماری

مخالفت کرے گا برباد ہو جائے گا، جو کوئی بھی ہماری پیروی کرے گا ہم اسے گمراہی میں داخل اور اسے راہ مستقیم سے خارج نہیں کریں گے، ہم دین خدا کے محافظ ہیں، ہم رسول خداؐ کے عترت ہیں، ہم اسلام کا وہی خیمہ ہیں جس کی طنابیں لمبی اور مضبوط ہیں، اس کا محیط بہت وسیع ہے"

میں نے عرض کیا: ہر طرح کی تعریف پروردگار یکتا کے لیے ہے میں آپ سے فرمان خدا "اِنَّ اِلَيۡنَاۤ اِيَابَهُمۡ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ ۝" (سورہ غاشیہ آیہ ۲۵ و ۲۶) "بے شک ان کی بازگشت ہماری طرف ہے اور ہمارے ہی ذمے ان کا حساب ہے" کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا اس آیت کی تفسیر ہمارے بارے میں ہے۔

میں نے عرض کیا: میں اس کی تفسیر کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا:

نعم یا فیضة! اذا کان یوم القیامة جع اللہ حساب شعینا علینا فما کان بینھم وبین اللہ استوھبه محمدﷺ من اللہ. وما کان فیما بینھم و بین الناس م المظالم اواہ محمدﷺ عنھم. وما کان فیما بیننا بینھم و ھبناہ لھم حتی یدخلون الجنة بغیر حساب۔

ہاں، اے فیضہ! جب روز قیامت برپا ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے حوالے کر دے گا، پس اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان جو کچھ ہے، حضرت محمدؐ خداوند متعال سے اس بارے میں طلب مغفرت کریں گے اور جو حقوق ان دوسرے لوگوں کے درمیان ہوں گے، حضرت محمدؐ انہیں ادا کریں گے، جو کچھ ہمارے اور ان کے درمیان ہیں ہم اپنے شیعوں کو بخش دیں گے تا کہ بدون حساب کتاب بہشت میں داخل ہو جائیں۔

(تفسیر فرات صفحہ ۵۵۲ جلد ۷۰۷)

مؤلف: ہم نے اس حصے کی حدیث نمبر ۲۱ کے ذیل میں اس بارے میں وضاحت کی مراجع کریں۔

اقوال صادقؑ

(۴) راہ بندگی حاصل کرنے کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک بہترین موعظہ علامہ بزرگوار جناب مجلسی علیہ الرحمہ کتاب "بحار الانوار" میں تحریر کرتے ہیں: مجھے ایک کتاب ملی جو شیخ بہائی کا خطی نسخہ تھا، اس میں لکھا ہوا تھا:

شیخ شمس الدین محمد بن مکی کہتے ہیں: میں شیخ احمد فراہانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا نقل کر رہا ہوں، انہوں نے عنوان بصری سے نقل کیا

ہے جو چورانوے (۹۴) سال کے بوڑھے شخص تھے۔

عنوان بصری کہتے ہیں: کئی سال سے مالک بن انس کے پاس میری آمدورفت تھی، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مدینہ منورہ سے تشریف لائے تو میں ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا چاہتا تھا کہ میں بھی مالک کی طرح ان سے استفادہ کروں۔

ایک دن آنحضرت نے مجھ سے فرمایا:

''میں ایسا شخص ہوں جو حکومت کی نظروں میں ہوں، چونکہ میں شب و روز میں باقاعدگی سے کچھ ورد کرتا ہوں لہٰذا مجھے میرے ورد سے نہ روکو، تم مالک کے پاس جاؤ اور اس سے استفادہ کرو جس طرح سے پہلے اس کے پاس جاتے رہے ہو''

یہ بات مجھے ناگوار گذری اور میں مغموم و محزون ہوا، آنحضرت کی خدمت سے رخصت ہوا اور اپنے آپ سے کہا: اگر وہ مجھ میں کوئی خوبی دیکھتے تو ہرگز مجھے اپنی بارگاہ سے نہ نکالتے، یقیناً آمدورفت اور کسب فیض کے لیے کوئی راستہ چھوڑتے۔

میں اسی خیال سے مسجد رسول خداؐ میں داخل ہوا، حضرت کی خدمت اقدس میں سلام کیا، اگلے روز پھر رسول خداؐ کے روضہ اقدس کی زیارت سے شرف یاب ہوا، دو رکعت نماز بجالایا اور دعا کرتے ہوئے کہا: اے میرے خدا میں چاہتا ہوں قلب حضرت جعفر علیہ السلام کو میرے بارے میں مہربان اور ان کے علوم سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرما تا کہ میں بھی ان کے وسیلہ سے راہ مستقیم کی ہدایت پاسکوں۔

اس دعا کے بعد مغموم دل کے ساتھ گھر لوٹ آیا، اور میں نے مصمم ارادہ کیا کہ آج کے بعد مالک بن انس کے گھر نہیں جاؤں گا، کیونکہ میرا دل حضرت امام جعفر صادقؑ کی محبت سے بھر چکا تھا، میں صرف نماز واجب کے علاوہ گھر سے نہیں نکلتا تھا۔

اسی حالت میں کچھ دن گزرے کہ مجھ میں طاقت نہ رہی، میرا صبر تمام ہوگیا، اور میرا دل آنحضرتؑ کی زیارت کے لیے مجبور ہوگیا، نماز پڑھنے کے بعد تیار ہوا، جوتے پہنے عبا اوڑھی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر کی طرف روانہ ہوا، جب آنحضرت کے دروازے پر پہنچا دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔

ایک خادم آکر کہتا ہے: کیا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: چاہتا ہوں کہ آنحضرت کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کروں اور اپنی ارادت و محبت کا اظہار کروں۔

اس نے کہا: وہ اس وقت مصلیٰ عبادت پر نماز میں مشغول ہیں۔

میں دروازے پر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ خادم باہر آیا اور کہتا ہے: برکت خدا سے داخل ہو۔

گھر میں داخل ہوا اور سلام عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا:

''بیٹھ جاؤ خدا تمہیں بخش دے''

میں بیٹھ گیا، آپ نے تھوڑی مدت کے لیے اپنا سر اقدس جھکایا اور بلند کرتے ہوئے فرمایا: تمہاری کنیت کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: ابو عبداللہ

آپ نے مجھے فرمایا:

"خداوند متعال تجھے تیری کنیت پر ثابت قدم رکھے اور تمہیں توفیق دے، اے ابا عبداللہ تمہارا سوال کیا ہے؟"

میں نے اپنی ذات سے کہا: اگر آقا و مولیٰ کی زیارت، ان کی خدمت میں سلام اور ان کی دعا کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہو تو بہت کچھ کافی ہے۔

پھر آپ نے اپنا سر اقدس بلند کیا اور پوچھا: تمہارا سوال کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں نے اللہ کی بارگاہ میں التماس کی کہ میرے بارے میں آپ کا قلب نازنین مہربان کرے اور آپ کے علم سے مجھے بھی عطا فرمائے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول کر لی ہے۔

آپ نے فرمایا:

"اے ابا عبداللہ! علم حاصل کرنا اور یاد کرنا نہیں ہے بلکہ وہ ایسا نور ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کے دل میں قرار دیتا ہے۔ اگر تم علم کے درپہ ہو تو پہلے دل میں حقیقت بندگی طلب کرو، علم کو عمل سے حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ سے سمجھنے کی دعا کرو تا کہ سمجھ سکو"

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولیٰ۔

آپ نے فرمایا: کہو، اے ابا عبداللہ۔

میں نے عرض کیا: یا ابا عبد الله! ما حقیقة العبودیة؟

"اے ابا عبداللہ! حقیقت عبودیت کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا:

ثلاثة اشیاء ان لا یری العبد لنفسه فیما خوله الله ملکاً لان العبید لا یکون لهم ملك یرون المال مال الله یضعونه حیث امرهم الله به ولا یدبر العبد لنفسه تدبیراً وجملة اشتغاله فیما امره تعالی به ونهاه عنه۔

حقیقت زندگی تین چیزیں ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جو کچھ عطا کیا ہے، بندہ اس میں اپنی ملکیت کا احساس نہ کرے، کیونکہ بندوں کے لیے کوئی ملک و مال نہیں ہوتا، وہ مال کو خدا کا مال سمجھتے ہیں اور اس جگہ پر خرچ کرتے ہیں جہاں اس نے حکم دیا ہے۔

۲۔ بندہ ہرگز اپنے نفس کے لیے کسی قسم کی تدبیر نہیں کرتا۔

۳۔ اس کی تمام مصروفیات احکام خدا کو بجالانے اور منہیات سے پرہیز ہیں۔

جب کوئی بندہ اس چیز کو اپنی ملکیت نہ سمجھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائی ہے تو ان موارد میں انفاق کرنا آسان ہے جن کے بارے میں خداوند متعال نے دستور دیا ہے۔

جب کوئی بندہ اپنی تدبیر اپنے مدبر (اللہ) کے سپرد کر دے تو اس پر دنیا کے مصائب وآلام آسان ہو جاتے ہیں۔

جب کوئی بندہ احکام خدا کی اطاعت اور منہیات سے اجتناب میں مشغول ہو جائے تو اس کے لیے خودنمائی، فخر فروش اور لوگوں سے جنگ وجدال کے لیے وقت ہی نہیں بچتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا تین خصلتوں سے کسی بندے کو عظمت فرمائے تو دنیا میں زندگی گزارنا، ابلیس اور دوسرے لوگوں کے ساتھ برتاؤ کرنا آسان ہو جاتا ہے، اگر ایسا ہو تو پھر دنیا کو تکاثر، زیادہ طلبی اور دوسروں پر فخر کرنے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اسے اپنی عزت اور دوسروں پر برتری حاصل کرنے کے لیے طلب نہیں کرتا، اور اپنی زندگی بے کار نہیں گزارتا۔

یہ تقویٰ کا پہلا درجہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ؀ (سورہ قصص آیہ ۸۳)

''یہ دار آخرت وہ ہے جسے ہم ان لوگوں کے لیے قرار دیتے ہیں جو زمین میں بلندی اور فساد کے طلب گار نہیں ہوتے اور عاقبت تو صرف صاحب تقویٰ کے لیے ہیں''

میں نے عرض کیا: اے ابا عبداللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں:

آپ نے فرمایا:

''میں تجھے نو (۹) چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں یہ ان نصیحتوں میں سے ہیں جو راہ خدا کی جستجو میں ہیں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے''

ان نو (ن) نصیحتوں میں سے تین ریاضیت اور تہذیب نفس کے لیے ہیں، تین حلم وبردباری اور تین علم کے بارے میں ہیں۔ ان نصیحتوں کو محفوظ کرلو، ان پر عمل میں کسی قسم کی سستی نہ کرنا۔

عنوان کہتے ہیں: میں اپنا دل ان کے حوالے کرتے ہوئے اپنے تمام وجود کے ہمراہ ان کا خوبصورت کلام سننے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

آنحضرتؑ نے فرمایا:

ریاضت اور تہذیب نفس کے تین موارد یہ ہیں۔

''بھوک کے بغیر کھانے سے پرہیز کرو، کیونکہ یہ حماقت اور بے وقوفی ہے، غذا اس وقت تک نہ کھاؤ

جب تک بھوک نہ لگے، جب غذا کھانا چاہو تو ایسی کھاؤ جو حلال ہو اور بسم اللہ پڑھو، علاوہ ازیں رسول خدا کی حدیث یاد کرو"

"آدمی اپنے شکم سے بدتر کسی ظرف کو پر نہیں کرتا، اگر اسے بھرنے پر مجبور ہو تو پھر اس کا ایک سوم کھانے سے دوسرا سوم پانی اور چوتھا سوم ہوا سے بھرو"

علم و بردباری کے موارد یہ ہے:

"جب بھی کوئی کہے کہ اگر ایک کہو گے تو دس سنو گے، تم اس کے جواب میں کہو: اگر تم دس بھی کہو گے تو ایک بھی نہیں سنو گے۔ اگر تمہیں کوئی گالی دیتا ہے، اسے کہو: اگر تم اپنی گفتگو میں سچے ہو تو خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرما دے اور اگر جھوٹے ہو تو تمہیں خدا بخش دے، اگر تمہارے ساتھ کوئی جھوٹا وعدہ کرتا ہے تو تم اسے وعدہ نصیحت و خیر خواہی دو"

واما اللواتی فی العلم: فأسأل العلمآء ما جهلت، وایاك ان تسألهم تعنتاً و تجربة، وایاك ان تعمل برایك شیئتاً وخذ بالاحتیاط فی جمیع ما تجد الیه سبیلا واهرب من الفتیا هربك من الاسد، ولا تجعل رقبتك للناس جسراً

علم و دانش کے موارد یہ ہیں:

"جو نہیں جانتے ہو اس کے بارے میں علماء سے پوچھو، ہرگز کسی کا امتحان لینے اور اس سے مجادلہ کرنے کے لیے نہ پوچھو"

ہرگز اپنی رائے پر عمل نہ کرو تمام موارد جن میں مختلف راستے ہوں راہ احتیاط اختیار کرو فتویٰ دینے سے ایسے ڈرو جیسے شیر سے فرار کرتے ہوئے اور اپنی گردن کو لوگوں کے لیے پل نہ بناؤ"

"اے عبداللہ! اب اٹھو، بے شک میں نے تمہیں وعظ و نصیحت کی ہے اور میرے ورد کو ضائع مت کرو، کیونکہ میں ایسا شخص ہوں جو اپنے نفس کے بارے میں بہت سخت ہوں، سلام ہو اس پر جو درپے ہدایت ہے"

(بحارالانوار جلد ا صفحہ ۲۲۴، جلد ۱۷)

حضرت امام جعفر صادقؑ کے اقوال زریں

(۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مواعظ میں ایک موعظہ وہ ہے جسے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "امالی" میں نقل کیا ہے کوئی شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا اور عرض کرتا ہے: اے رسول خدا کے فرزند! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے کوئی واعظ و نصیحت فرمائیں۔

حضرت نے فرمایا:

ان کان اللہ تبارك و تعالیٰ قد تکفل بالرزق، فاھتمامك لماذا؟

وان کان الرزق مقسوماً، فالحرص لماذا؟

وان کان الحساب حقاً فالجمع لماذا؟

وان کان الثواب عن اللہ حقا فالکسل لماذا؟

وان کانت العقوبۃ من اللہ عزوجل النار فالمعصیتہ لماذا؟

وان کان الخلف من اللہ عزوجل النار حقا، فالبخل لماذا؟

وان کان الموت حقاً فالفرح لماذا؟

وان کان العرض علی اللہ حقاً فاعکر لماذا؟

وان کان الشیطان عدواً فالغفلۃ لماذا؟

وان کان الممر علی الصراط حقاً فالعجب لماذا؟

وکان کل شی بقضاء وقدر فاطرن لماذا؟

وان کانت الدنیا فانیۃ، فالطمانینۃ الیھا لماذا؟

"اگر اللہ تعالیٰ تمہاری روزی کا ذمہ دار ہے تو محزون و مغموم کس لیے ہو؟"

"اگر روزی تقسیم شدہ ہے تو پھر حرص و لالچ کس لیے ہے؟"

"اگر حساب حق ہے تو پھر مال جمع کرنا کس لیے ہے؟"

"اگر خداوند متعال کی طرف سے جزا حق ہے تو پھر سستی کس لیے ہے؟"

"اگر خداوند متعال کی طرف سے سزا دوزخ ہے تو پھر گناہ کس لیے ہے؟"

"اگر راہ خدا میں خرچ کرنے کا عوض اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقیقت ہے تو پھر بخل کس لیے؟"

"اگر موت حق ہے تو پھر شادمانی کس لیے؟"

''اگر اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں حاضر ہونا حق ہے تو پھر چالبازی وحیلہ گری کس لیے؟''

''اگر شیطان دشمن ہے تو غفلت کس لیے؟''

''اگر پل صراط سے گزرنا حق ہے تو پھر اپنے آپ کو سنوارنا کس لیے؟''

اگر چیز قضاء قدر کے ذریعے ہے تو پھر غم کس لیے اگر دنیا فانی اور بے اعتبار ہے تو پھر اس پر اعتماد اور اس کا دل دادہ ہونا کس لیے؟''

(امالی شیخ صدوق صفحہ ۴۶، مجلس ۲، التوحید صفحہ ۳۷۶، الخصال صفحہ ۴۵)

نواں باب

حضرت امام موسیٰ کاظم صلوات اللہ علیہ

امامؑ دل کی بات جانتے ہیں

(۱۰۵۵۔۱) کتاب ''قرب الاسناد'' میں تحریر کرتے ہیں کہ عیسیٰ شلقان کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکان مبارک میں شرف یاب ہوا، آنحضرت سے ابوالخطاب کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔

آنحضرت نے میرے بیٹھنے سے قبل مجھے فرمایا:

''اے عیسیٰ! میرے بیٹے کے ساتھ ملاقات کرنے اور جو کچھ چاہتے ہو اس سے پوچھنے سے کون سی چیز مانع ہے''

میں خدا کے صالح اور شائستہ بندے حضرت امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ مکتب میں تھے، ان کے ہونٹوں پر روشنائی کے اثرات تھے، آپ نے میرے سوال کرنے سے قبل فرمایا:

یا عیسیٰ! ان اللہ تبارك و تعالیٰ اخذ میثاق النبیین علی النبوۃ فلم یتحولوا عنہا ابداً، واخذ میثاق الوصیین علی الوصیة فلم یتحولوا عنہا ابداً . واعار قوما الایمان زمانا ثم یسلبھم ایاہ. وان ابا الخطاب ممن اعیر الایمان وسلبہ اللہ۔

''اے عیسیٰ! بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء سے نبوت پر عہد و میثاق لیا، پس وہ ہرگز اس سے روداں نہیں ہوئے، اوصیاء سے وصایت و امامت پر میثاق و عہد لیا، وہ اس پر ثابت قدم ہیں اور روگرداں نہیں ہوئے، بعض لوگوں کو ایمان بطور عاریہ و ادھار دیا کہ بعد میں ان سے لیا، بے شک ابا الخطاب انہیں لوگوں میں سے تھا کہ جن کا ایمان عاریہ تھا جو خداوند متعال نے سلب کر لیا''

میں ان (آقا زادے) سے یہ جواب سن کر خوش حال ہوا اور گود میں لے کر ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، پھر میں نے عرض کیا! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں! آپ اس خاندان سے ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۞ (آل عمران آیہ ۳۴)

"یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے"

پھر حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا: "اے عیسیٰ! تم نے کیا سنا ہے؟"

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں آپ کے فرزند ارجمند کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے پوچھنے سے پہلے میرے سوال کا جواب عنایت فرمایا ہے۔ خدا کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کا جو صاحب ہے وہی امام ہے۔

حضرت نے فرمایا:

یا عیسیٰ! ان ابنی هذا الذی رأیت لو سألته عما بین دفتی المصحف لاجابك فیه بعلم۔

"اے عیسیٰ! میرے جس بیٹے سے تو نے ملاقات کی ہے اگر تو اس سے سوال کرے اس چیز کے بارے میں جو قرآن میں ہے تو تمہیں علمی اور واقعی جواب دے گا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی وقت انہیں مدرسہ چھڑوا دیا، اسی دن میں سمجھ گیا کہ صاحب امر اور امام یہی ہے۔ (قرب الاسناد صفحہ ۳۲۴، بحار الانوار جلد ۴۸، صفحہ ۲۴، الخرائج جلد ۳ صفحہ ۶۵۳)

امامت کے لیے امتحان

(۱۰۵۶۔۲) کتاب "الثاقب فی المناقب" اور "الصراط المستقیم" میں مذکور ہے:

مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو آنحضرت کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے بنام عبداللہ بن جعفر نے امامت کا دعویٰ کیا۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ کچھ ایندھن صحن کے وسط میں اکٹھا کرے، پھر کسی شخص کو بھیجا کہ عبداللہ کو گھر آنے کی دعوت دے۔

وہ آیا، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی بعض شیعہ بزرگوں کے ہمراہ گھر میں تشریف لائے۔

امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایندھن کو آگ لگائیں، تا کہ سرخ انگاروں میں تبدیل ہو جائے، پھر اٹھے اور لباس سمیت آگ کے وسط میں جا کر بیٹھ گئے، اور کچھ دیر ان لوگوں سے گفتگو کرتے رہے، پھر کھڑے ہوئے، لباس جھاڑا اور اپنی جگہ پر واپس آ گئے، اس کے بعد اپنے بھائی عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

ان انت تزعم انك امام بعد ابیك فاجلس فی ذلك المجلس۔

"اگر تم خیال کرتے ہو کہ اپنے والد کے بعد امام ہو، تو اٹھو اور آگ کے وسط میں جا کر بیٹھ جاؤ"

مفضل کہتے ہیں: اس وقت میں نے دیکھا کہ عبداللہ کا رنگ دگرگوں ہو گیا، وہ کھڑا ہوا اور جلدی سے حضرت امام موسیٰ کاظم

علیہ السلام کے گھر سے باہر نکل گیا، درحالانکہ اس کی عبا زمین پر لگ رہی تھی۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۳۷، بحار الانوار جلد ۴۸، صفحہ ۶۷، الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

ابوحنیفہ کا امام موسیٰ کاظمؑ سے سوال

(۱۰۵۷۔۳) کتاب ''الثاقب فی المناقب'' میں لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ کی حدیث من جملہ ان احادیث میں سے ہے جو شیعہ وسنی کے درمیان مشہور ہیں۔

ایک دن ابوحنیفہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا اور ان کے فرزند ارجمند موسیٰ کاظم علیہ السلام کو گھر کے اندر دیکھتا ہے اور اپنے آپ سے کہتا ہے: شیعوں کا یہ گمان ہے کہ انہیں بچپن ہی سے عطا ہو جاتا ہے، اب میں اس بچے کا امتحان لینے کے لیے اس سے سوال کرتا ہوں۔

پھر حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: اے لڑکے! جب کوئی مسافر شہر میں آئے تو قضائے حاجت کے لیے اسے کہاں جانا چاہیے؟

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

''پہلے سلام کا حکم دیا گیا ہے''

ابوحنیفہ کہتا ہے: میں پچھلے پاؤں واپس ہوا اور گھر سے نکل گیا، یہ سب کچھ اس حال میں تھا کہ وہ مجھے بزرگوار اور شریف نظر آئے۔ پھر واپس آیا اور سلام کرتے ہوئے عرض کیا: اے فرزند رسول خدا! اگر کوئی مسافر شہر میں داخل ہو تو اسے کہاں پر قضائے حاجت کرنی چاہیے؟ آپ نے فرمایا:

''شہر کے برساتی نالوں اور نہروں کے کناروں، لوگوں کے اکٹھا ہو کر بیٹھنے کی جگہ، پھل دار درختوں کے نیچے، گھروں کے اطراف، راستوں، چشموں اور حوضوں کے کنارے سے پرہیز کرے، ان کے علاوہ جہاں چاہے قضائے حاجت کے لیے جا سکتا ہے''

ابوحنیفہ کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! گناہ کس کی طرف سے انجام پاتا ہے؟

حضرت نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

اما ان تکون من اللہ او من العبد او منہا معاً. فان کانت من اللہ فھو اکرم من ان یواخذہ بما لم یکتسبہ. وان کانت منہا فھو عدل من ان یأخذ العبد بما ھو شریك فیہ. فلم یبق الا ان یکون من العبد فان عفا فبفضلہ. وان عاقب فبعدلہ۔

''گناہ یا تو خدا کی طرف سے ہے یا بندے کی جانب سے یا طرفین سے، اگر اللہ کی طرف سے ہو، تو وہ

اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ اس مصیبت پر سزا دے جس کا وہ بندہ مرتکب نہیں ہوا، اگر طرفین سے ہو تو خداوند متعال اس سے کہیں عادل تر ہے کہ اس گناہ پر سزا دے جس میں خود بھی شریک ہے، پس صرف ایک ہی راستہ باقی ہے کہ معصیت بندے کی جانب سے ہو، اس صورت میں اگر خداوند متعال معاف کر دے تو یہ اس کی بزرگی و رحمت کی وجہ سے ہے اور اگر اسے سزا دے تو پس اس نے اپنے عدل سے اس کے ساتھ برتاؤ کیا ہے"

ابو حنیفہ کہتا ہے: میں گلوگیر ہوا، میری آنکھیں آنسوؤں سے پر ہو گئیں، اس وقت میں نے یہ آیہ کریمہ پڑھی۔

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (آل عمران: ۳۴)

"یہ ایک نسل ہے جس میں سے ایک سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۷۱، بحار الانوار صفحہ ۱۰۶)

دلہن کا کنگن اور امامؑ کی دعا

(۱۰۵۸۔۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ اسحاق بن ابی عبداللہ کہتے ہیں:

جس سال حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بصرہ سے آئے، میں ان کے ہمراہ تھا، ہم طوفان کے خوف سے سیلاب زدہ زمین کے راستے سے چلے جہاں ریت اور سنگریزے تھے، اس دوران ہم نے کچھ لوگ دیکھے جو کشتی پر سوار تھے، ان کے شور و غوغا کی آواز سنائی دے رہی تھی، امامؑ نے فرمایا:

"یہ شور و غوغا کس وجہ سے ہے؟"

عرض کیا گیا: دلہن کو شوہر کی طرف لے جا رہے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد اچانک ہم نے ایک فریاد سنی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ فریاد کیسی ہے؟

میں نے عرض کیا: دلہن چلو میں پانی لینا چاہتی تھی کہ اس کا کنگن پانی میں گر گیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ادھر ہی رک جائیں اور کشتی کے ملاح سے بھی کہو کہ کشتی روک لے۔

ہم رک گئے، کشتی چلانے والا بھی ٹھہر گیا، آنحضرت نے اپنے سینہ مبارک سے کشتی کا سہارا لیا اور آہستہ کوئی دعا پڑھی۔

"پھر ملاح سے کہا: پانی میں کود جاؤ اور کنگن لے آؤ"

ملاح نے لنگی باندھی اور پانی میں کود گیا، آدھ گھنٹہ کی جستجو کے بعد کنگن تلاش کر کے لے آیا۔

جب ناخدا کنگن لے آیا تو حضرت امام کاظم علیہ السلام کے بھائی اسحاق نے کہا: آپ پر قربان جاؤں! آپ نے جو دعا پڑھی ہے ہمیں بھی سکھائیں۔

آنحضرتؑ نے فرمایا:

''اس شرط کے ساتھ سکھاؤں گا کہ تم نااہلوں کو نہیں سکھاؤ گے صرف مورد اعتماد لوگوں کو تعلیم دینا، اس کے بعد دعا پڑھی''

یا سابق کل فوت و یاسامع کل صوت و یا بارئ النفوس بعد الموت، وكاسي العظام لحما بعد الموت، یامن لا تغشاه الظلمات الحندسية ولا تتشابه عليه الاصوات المختلفة ویامن لا یشغله شأن لمن شان یا من له عند كل شئ من خلقه سمع حاضر، وبصر نافذ لا يغلطه كثرة المسائل ولا يبرمه الحاج الملحين یا حی حسین لا حی فی دیمومية ملكه و بقائه، یامن سكن العلى واحتجب لمن خلقه بنوره، یامن اشرق بنوره دياجی الظلم أسألك باسمك الواحد الفرد الوتر الصمد أن تصلی علی محمد وآل محمد الطیبین الاخیار۔

''اے فوت شدہ پر سبقت حاصل کرنے والے، اے ہر آواز کو سننے والے، اے موت کے بعد نفوس کو خلق کرنے والے، اے گوشت کے ختم ہونے کے بعد ہڈیوں کو گوشت سے چھپانے والے، اے وہ کہ جسے گھٹا ٹوپ تاریکیاں نہ چھپا سکیں اور جس پر مختلف آوازیں مشتبہ نہ ہوں، اے وہ کہ جسے کوئی امر دوسرے امر سے نہ روکے، اے وہ کہ جو ہر پیدا شدہ چیز کو دیکھنے اور سننے والا بہت زیادہ سوالات اسے اشتباہ میں نہیں ڈالتے اور اصرار کرنے والوں کا اصرار سے کمزور نہیں کرتا، اے اس زمانے میں زندہ جب اس کے ملک بقائی میں کوئی زندہ نہ تھا، اے وہ کہ جو بلندیوں پر ساکن ہے اور اپنی مخلوق سے اپنے نور کے ذریعے فاصلہ ڈالا، اے وہ کہ جس نے اپنے نور سے اندھیروں کی وادیوں کو نورانی کیا، میں تجھ سے تیرے اس نام کہ احد، واحد، یکانہ، وتر و صمد، کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیج''

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۵۹، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۲۹، کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹)

امامؑ اپنے شیعوں کی موت سے آگاہ ہے

(۱۰۵۹۔۵) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ اسحاق بن منصور کہتے ہیں:

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے ایک شیعہ کے فوت ہونے کی اطلاع دی تو میں نے اپنے آپ سے کہا: بے شک یہ شخص جانتا ہے کہ اس کے شیعہ کس دن فوت ہوں گے؟

بس اس بات کا میرے ذہن میں آنا تھا کہ امام موسیٰ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو اسے انجام دو کہ تمہاری زندگی بھی ختم ہونے کو ہے، تو وہ سال سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا، تیرا بھائی بھی تجھ سے دو سال بعد فوت ہو جائے گا، اسی طرح تمہارا خاندان بھی، باقی ماندہ پراگندہ ہو جائیں گے اور ان کا اجتماع بکھر جائے گا، دشمن انہیں سرزنش کریں اور وہ دوستوں کے رحم کے محتاج ہوں گے، کیا تم نے یہ نہیں خیال کیا؟''

میں نے عرض کیا: جو کچھ میرے ذہن میں آیا ہے میں اس پر استغفار کرتا ہوں، ہاں دو سال پورے نہ ہوئے تھے کہ اسحاق بن منصور فوت ہو گیا، اس سے ایک ماہ بعد اس کا بھائی بھی دنیا سے رخصت ہو گیا، اسی طرح اس کا خاندان بھی فوت ہو گیا، ان کے پاس ماندگان فقیر ہو کر بکھر گئے، کہ وہ لوگوں کی مدد اور صدقہ کے محتاج ہو گئے۔

(الثاقب والمناقب صفحہ ۴۶۱، الخرائج جلد ا صفحہ ۳۱۰، بحار جلد ۴۸ صفحہ ۶۸)

امامؑ ہر زبان سے آشنا ہوتا ہے

(۱۰۶۰۔۶) مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں کہ اسحاق بن عمار کہتے ہیں:

میں حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ان کے برابر بیٹھ گیا، اچانک ایک خراسانی نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور اندر گیا، اس نے ایسے لہجے میں گفتگو کی کہ میں نے آج تک نہیں سنی تھی، گویا اس کی آواز پرندوں کی آواز کے مشابہ تھی، آنحضرت نے اسے اسی زبان اور لہجے میں جواب دیا، حتیٰ کہ ان کے درمیان گفتگو ختم ہوئی، اس نے اپنے تمام مسائل پوچھے اور وہاں سے چلا گیا۔ آنحضرت نے فرمایا:

''یہ لہجہ اہل چین کے بعض لوگوں کا ہے، البتہ تمام چینیوں کی ایسی زبان اور ایسا لہجہ نہیں ہے، یوں معلوم ہو رہا ہے کہ تم ان کے لہجے میں میری گفتگو سے حیران و پریشان ہوئے ہو؟''

میں نے عرض کیا حیرانگی کی بات تو ہے۔

آپ نے فرمایا:

اخبرك بما هو اعجب منه. ان الامام يعلم منطق الطير و منطق كل روح خلقه الله تعالیٰ، وما يخفى على الامام شي.

''میں تجھے اس سے حیران کن تر کی خبر دیتا ہوں کہ بے شک امام پرندوں اور ذی روح جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کی زبان جانتا ہے، امام پر کوئی بھی شئے پوشیدہ نہیں ہے''

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۶۲، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۷۰)

امام کا اخلاق حسنہ

(۷۔۱۰۶۱) شیخ مفید اپنی کتاب ''الارشاد'' اور تفسیر مجمع البیان کے مؤلف جناب شیخ طبرسی ''اعلام الوریٰ'' میں لکھتے ہیں:

حسن بن محمد نے اپنے جد سے اور انہوں نے بہت سے لوگوں سے اور انہوں نے اپنے دوستوں سے اور انہوں نے اپنے اساتذہ سے نقل کیا ہے:

عمر بن خطاب کی اولاد سے ایک لڑکے نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو آزار و اذیت دی، وہ جب بھی آنحضرت کو دیکھتا تو انہیں دشنام دیتا، ایک دن امام علیہ السلام کے بعض دوستوں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں اجازت مرحمت فرمائیں کہ اس فاجر کی مرمت کر دیں۔

آنحضرت نے انہیں سختی سے اس کام سے منع کیا اور اس کام پر ان کی سرزنش فرمائی۔ اس مرد کے کام کے بارے میں پوچھا۔

انہوں نے کہا: وہ مدینہ کے اطراف میں کاشتکاری میں مشغول ہے، آنحضرت اپنے مرکب پر سوار ہوئے کر اس کی طرف روانہ ہوئے اور کھیتوں میں اس کے پاس چلے گئے، آپ اپنی سواری کے ہمراہ اس کی فصلوں میں داخل ہوئے، عمری نے فریاد بلند کی میری فصل کو خراب مت کرو۔

آنحضرت اسی طرح اپنے مرکب پر سوار اس کی فصلوں سے ہوتے ہوئے اس کی طرف گئے، جب اس کے قریب پہنچے تو اپنی سواری سے نیچے اترے اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے کھلے چہرے کے ساتھ مسکراتے ہوئے فرمایا:

''تم نے اس زراعت پر کس قدر اخراجات کیے ہیں؟''

اس نے کہا: سو دینار۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک تھیلی نکالی جس میں تین سو دینار تھے، وہ اسے دیتے ہوئے فرمایا:

''تیری زراعت اسی حالت پر باقی ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری امید کے مطابق تمہیں رزق عطا کرے''

راوی کہتے ہیں: عمر کھڑا ہوا اور آنحضرت کے سر کا بوسہ لیا، علاوہ ازیں اس بات کا تقاضا کیا کہ آنحضرت اس کی گذشتہ خطاؤں کو معاف فرما دیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مسکرائے اور واپس آ گئے۔

راوی کہتے ہیں: آنحضرت مسجد کی طرف گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص مسجد میں بیٹھا ہوا ہے اور آنحضرت کی طرف دیکھ کر یہ آیہ کریمہ پڑھ رہا ہے:

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

''اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں پر قرار دے''

اس شخص کے دوست اس کے اردگرد اکٹھے ہو کر کہتے ہیں، قصہ کیا ہے؟ آج سے قبل تم اس عقیدے کے مالک نہیں تھے اور کبھی بھی ایسی بات نہیں کہی؟

عمری نے کہا: ابھی تم لوگوں نے سنا ہے کہ میں نے کیا کہا ہے؟ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لیے دعا کرنا شروع کر دی، اس کے دوست اس کے دشمن ہو گئے اور وہ بھی ان کا دشمن بن گیا۔

جب امام علیہ السلام اپنے گھر واپس آئے تو اپنے ان اصحاب سے فرمایا جو اسے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں:

ایما کان خیراً ما اردتم؟ ام ما اردت؟ انی اصلحت امرہ بالمقدار الذی عرفتم و کفیت بہ شرہ.

''کون سا سلوک بہتر تھا؟ وہ جو تم نے ارادہ کیا تھا یا جو میں نے انجام دیا ہے؟ میں نے انہیں پیسوں کے ذریعے اسے راہ راہ راست پر لایا ہے اور اس کو شر کو روک دیا''

(الارشاد صفحہ ۲۹۷، اعلام الوریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶ و ۲۷، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۱۰۲)

امام سمندر کی مانند ہیں

(۱۰۶۲۔۸) جناب قطب راوندی اپنی کتاب ''الخرائج'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن ابی حمزہ کہتے ہیں:

میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اچانک وہاں پر تیس (۳۰) حبشی غلام آئے جو آنحضرت کے لیے خریدے گئے تھے، ان میں سے ایک غلام جو خوبصورت تھا اس نے اپنی مادری زبان میں گفتگو کی، امام کاظم علیہ السلام نے بھی اسی لہجے میں اسے جواب دیا۔

غلام اس چیز سے بہت حیران ہوا اور دوسرے بھی حیران ہو گئے، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ امام علیہ السلام ان کی زبان نہیں سمجھتے۔

علی بن حمزہ کہتے ہیں: جب وہ باہر چلے گئے تو میں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے فرزند! میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے ان حبشیوں کے ساتھ ان کی زبان میں گفتگو کی ہے۔

آنحضرت نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا: آپ ان میں سے کسی ایک کے لیے خصوصیت کے قائل ہوئے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

''ہاں، میں نے اس سے کہا ہے کہ اپنے دوستوں کو وعظ و نصیحت کرے، ان میں ہر ایک کو ہر ماہ تیس (۳۰) درہم دے۔ کیونکہ جب اس نے گفتگو کی تو وہ ان سب سے عقل مند ترین تھا، کیونکہ وہ ان کا بادشاہ کی اولاد میں سے ہے، میں نے اسے ان کا رئیس و سرپرست بنایا ہے اور ان سب سے کہا ہے کہ جب کسی کو کوئی ضرورت ہو، وہ اس سے لے لیں، وہ ان تمام میں سب سے اچھا غلام ہے''

پھر آنحضرتؑ نے فرمایا:

''کیا تم اس چیز پر حیران ہوئے کہ میں نے ان کے ساتھ حبشی زبان میں گفتگو کی ہے؟''

میں نے عرض کیا: ہاں، خدا کی قسم۔

فرمایا: ''پریشان مت ہو، کیونکہ ہمارے بارے میں تیرے اوپر جو کچھ پوشیدہ ہے وہ اس سے کہیں حیران و پریشان کن ہے جو کچھ تو نے ہم سے سنا ہے یہ ایسے ہے، جیسے پرندہ سمندر سے اپنی چونچ میں پانی اٹھاتا ہے، کیا اس قطرے سے جو پرندے نے سمندر سے اٹھایا ہے سمندر میں کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے؟''

والامام بمنزلة البحر لا يتغذ ما عنده و عجائبه اکثر من عجائب البحر۔

''امام سمندر کی مانند ہے، جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے، اس کی کوئی انتہا نہیں، اس کے حیران کن کام سمندر کی حیرانگیوں سے کہیں زیادہ ہیں؟''

(الخرائج جلد ۱ صفحہ ۳۱۲، بحارالانوار جلد ۴۸ صفحہ ۷۰)

دیناروں کی تھیلیاں ضرب المثل

(۱۰۶۳۔۹) ابوالفراج کتاب ''مقاتل الطالبین'' میں تحریر کرتے ہیں کہ یحییٰ بن حسن کہتے ہیں۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام کے پاس جب بھی کسی کے بارے میں کوئی مغموم کنندہ خبر پہنچی تو آپ اس کے لیے دیناروں کی تھیلی بھیجتے۔ آنحضرتؑ کے پاس جتنی بھی تھیلیاں تھیں وہ دو سو اور تین سو دیناروں کی تھیں، آنحضرت کی تھیلیاں ضرب المثل بن گئی۔

(مقاتل الطالبین صفحہ ۴۱۳، بحارالانوار جلد ۴۸ صفحہ ۱۰۴)

ہارون الرشید کا امام کاظمؑ کے بارے میں ارادہ

(۱۰۶۵۔۱۱) علامہ بزرگوار محدث عالی قدر جناب مجلسی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ کسی شیعہ عالم کی کتاب میں کچھ یوں پڑھا ہے:

جس وقت ہارون الرشید نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کو شہید کرنے کا پکا ارادہ کرلیا تو اس نے آپ کو قتل کرنے کی پیش کش تمام افسروں سے کی، لیکن کسی نے بھی یہ ذمہ داری قبول نہ کی۔

اس نے مجبور ہوکر یورپی ملکوں میں اپنے نمائندوں کو خطوط لکھے کہ میرے پاس کچھ ایسے لوگ بھیجیں، جو خدا اور رسول کو نہ جانتے ہوں، میں ان کے وسیلہ سے کوئی اہم کام انجام دینا چاہتا ہوں۔

ان لوگوں نے پچاس افراد بھیجے جو اسلام حتیٰ کہ عربی لغت سے بھی آشنا نہیں تھے، جب وہ لوگ پہنچے تو ہارون نے انہیں عزت دی اور پوچھا: تمہارا خدا کون ہے؟ تمہارا پیغمبر کون ہے؟

انہوں نے جواب دیا: نہ ہم کسی خدا کو جانتے ہیں نہ کسی پیغمبر کو۔ پھر انہیں اس کمرے میں وارد کیا گیا، جس میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قید رکھا تھا، تا کہ وہ آنحضرت کو قتل کریں، جبکہ خود ہارون الرشید قید خانے کی کھڑکی سے دیکھتا رہا۔

وہ قید خانے میں داخل ہوئے، جس وقت ان کی نظریں امام موسیٰ کاظمؑ پر پڑیں تو انہوں نے اپنا اسلحہ ایک طرف پھینک دیا اور ان کا بدن کانپنے لگا، وہ آنحضرتؐ کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے اور گریہ کرنے لگے۔

ہارون نے جب یہ سارا ماجرا دیکھا تو اس خوف سے کہ کہیں کوئی فساد نہ اٹھ کھڑا ہو، اپنے وزیر کو آواز دی اور اسے حکم دیا کہ ان لوگوں کو باہر نکالو۔

وہ لوگ امام کے احترام میں پچھلے پاؤں چلتے ہوئے وہاں سے نکلے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر ہارون کی اجازت کے بغیر اپنے ملک لوٹ گئے۔

(بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۲۴۹)

امامؑ کی خدمت میں ایک نصرانی

ثقۃ الاسلام جناب شیخ کلینیؒ اپنی کتاب "الکافی" میں تحریر کرتے ہیں کہ یعقوب بن جعفر بن ابراہیم کہتے ہیں:

میں کچھ لوگوں کے ہمراہ حضرت امام کاظم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں مدینہ کے عریض نامی صحرا میں حاضر تھا کہ اچانک ایک نصرانی آیا۔

وہ امام علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوکر کہتا ہے: میں ایک بہت لمبا پر زحمت و پر مشقت سفر طے کرنے کے بعد آپ کی

زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں، میں تیس (۳۰) سال سے اللہ کی بارگاہ میں ملتمس ہوں کہ مجھے بہترین دین اور عقل مندترین بندوں کی طرف راہنمائی فرما۔

خواب میں میرے پاس کوئی شخص آیا، جس نے مجھے ایک شخصیت کا تعارف کروایا، جو شہر دمشق کے بالائی حصے میں زندگی بسر کررہا ہے، میں اس کے پاس گیا ہوں اور اس سے بات چیت کی ہے۔

اس نے کہا: میں اپنے دین کا دانش مندترین شخص ہوں، البتہ مجھ سے دانا تر بھی موجود ہیں۔

میں نے اس سے کہا: مجھے اپنے سے دانا تر کی طرف راہنمائی کر، کیونکہ میں سفر کی مشکل کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ ہی سفر کی مشقت سے کسی قسم کا کوئی خوف ہے۔ میں نے پوری انجیل اور حضرت داؤدؑ کی کتاب زبور بھی پڑھی ہے، میں نے تورات کے چاروں سفر اور ظاہر قرآن بھی پڑھا ہے اور وہ تمام کا تمام مجھے حفظ بھی ہے۔

اس دانشمند نے مجھے کہا: اگر علم نصرانی چاہتے ہو تو عرب و سامری کے بیٹے باطی کے پاس جاؤ، فی الحال وہ اس علم پر سب سے زیادہ دسترس رکھتا ہے اور اگر اس کی تلاش میں ہو کہ جو اسلام، تورات، انجیل، زبور اور کتاب ہود کا علم رکھتا ہے اور ہر اس چیز کو جانتا ہے جو پیغمبروں پر نازل ہوئی، خواہ وہ تمہارے زمانے میں ہو یا گذشتہ میں اور اس طرح ہر اس خیر و نیکی جو آسمان سے نازل ہوئی خواہ کوئی اس سے مطلع ہو یا نہ ہو سے آگاہ ہے۔

وہ ہر چیز کو بیان کرنے والا اور اہل دنیا کو بہبود دینے والا ہے، وہ اس کے لیے سکون کا باعث ہے جو اپنا دل اس کے ہاں گروی رکھتا ہے: وہ اس کے لیے بصیرت افزا ہے کہ جس کے لیے خدا نے ارادۂ خیر فرمایا اور جو حق سے مانوس ہوا۔

اب میں تمہیں ایسے شخص کی طرف راہنمائی کرتا ہوں کہ اس کے پاس جاؤ، خواہ تمہیں پیادہ جانا پڑے اگر ایسا نہ کرسکو تو گھٹنوں کے بل چل کر جاؤ، اگر اس سے عاجز آجاؤ تو پھر زمین پر بیٹھ کر اپنے آپ کو اس کی طرف کھینچو اور اگر اس سے بھی عاجز آجاؤ تو پھر چہرے کے بل چل کر اس کی طرف جاؤ۔

میں نے کہا: میں مالی و بدنی طور پر اس سفر کی طاقت رکھتا ہوں۔

اس نے کہا: پس فوراً شہر ''یثرب'' کی طرف روانہ ہو جاؤ۔

میں نے کہا: میں شہر یثرب سے آشنا نہیں ہوں۔

اس نے کہا: پیغمبر کے شہر کی طرف جاؤ جو عربوں میں مبعوث ہوا، وہ عربی و ہاشمی پیغمبر تھا، جب مدینہ میں داخل ہو جاؤ تو بنی غنم بن مالک نجار کا پوچھنا، وہ شہر میں مسجد کے پہلو میں رہتا ہے، اس شہر میں نصرانی بن کر داخل ہونا، کیونکہ اس شہر کا گورنر آنحضرت کے شیعوں پر سختی سے پیش آتا ہے، جبکہ خلیفہ وقت اس سے بھی سخت تر ہے، اس کے بعد عمرو بن مبذول کے بیٹوں کا پوچھنا وہ بقیع زبیر میں سکونت پذیر ہے۔

اس کے بعد موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے بارے میں سوال کرنا کہ ان کا گھر کہاں پر ہے؟ وہ خود کہاں ہیں؟

جب ان کی خدمت میں شرف یاب ہوتا تو کہنا مجھے دمشق کے شہر "غوطہ" میں رہنے والے نصرانی "مطران" نے آپ کی طرف راہنمائی کی ہے، آپ کی خدمت میں بہت زیادہ سلام عرض کیے ہیں

جب وہ امام سے ملا تو اس نے یہ پوری داستان اپنے عصا پر تکیہ کیے ہوئے بیان فرمائی۔ اس کے بعد کہا: اے میرے آقا و مولیٰ اگر آپ اجازت فرمائیں تو خاک پر آپ کے سامنے بیٹھ جاؤں۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

"میں بیٹھنے کی اجازت دیتا ہوں لیکن خاک پر نہیں"

وہ بیٹھ گیا اس نے احترام کی خاطر ٹوپی سر سے اتار دی، پھر کہا: آپ پر قربان جاؤں! کیا اجازت عنایت فرمائیں گے کہ کوئی بات کروں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، تو اسی کام کے لیے تو آیا ہے۔

نصرانی نے کہا: کیا میرے دوست کے سلام کا جواب دیں گے یا نہیں؟

آنحضرتؑ نے فرمایا:

"میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دوست کو ہدایت کرے لیکن سلام کا جواب اس صورت میں ہے کہ جب ہمارے دین میں داخل ہو جائے"

نصرانی نے کہا: میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں، اگر اجازت مرحمت فرمائیں تو پوچھوں؟

آنحضرت نے فرمایا: پوچھو۔

اس نے کہا: مجھے اس کتاب سے آگاہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ پر نازل فرمائی پھر اس کی توصیف و تعریف کرتے ہوئے فرمایا

حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿٣﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿٤﴾ (سورہ دخان آیہ ۱ تا ۴)

"حم، اس کتاب مبین کی قسم! ہم نے اسے بابرکت رات میں نازل کیا ہے، ہم ہمیشہ ڈرانے والے ہیں، اس رات میں تمام حکمت و مصلحت کے امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے"

ان آیات کی تفسیر باطنی کیا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا:

"حم سے مراد حضرت محمدؐ ہیں یہ نام کتاب ہود میں بھی آیا ہے، لیکن اس کے بعض حروف ناقص ہیں الکتاب المبین سے مقصود امیر المومنینؑ حضرت علی علیہ السلام ہیں، اللیلۃ سے مراد حضرت فاطمہ زہراء

علیہا السلام ہیں، فیھا یفرق کل امرٍ حکیم سے مراد یہ ہے کہ فاطمہ زہراء سے بہت زیادہ اچھائی وجود میں آئے گی، مرد حکیم، مرد حکیم، مرد حکیم۔"

اس نصرانی نے کہا: میرے سامنے ان حکیم مردوں میں سے پہلے اور آخری کی تعریف وتوصیف بیان کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"ان کی توصیف تجھے اشتباہ میں ڈال دے گی، لیکن ان میں سے تیسرے کی تعریف کرتا ہوں اور یہ بیان کرتا ہوں کہ ان کی نسل سے کون سی ہستی وجود میں آئے گی، البتہ ان کتابوں میں جو تمہارے لیے نازل ہوئی ہیں ان کا نام مذکور ہے، اگر تم نے ان میں کوئی تبدیلی نہ کی ہو۔

نصرانی نے کہا: میں جو کچھ جانتا ہوں، آپ سے نہیں چھپاؤں گا اور آپ کو بھی نہیں جھٹلاؤں گا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اعجلك ایضاً حبراً لا یعرفه الا قلیل ممن قرا الکتب اخبرنی ما دسم امر مریم؟ و ای یوم نضخت فیه مریم، ویکم من ساعة من النھار؟ وای یوم وضعت مریم فیه عیسیٰ علیه السلام؟ ولکم من ساعة من النھار؟

"ابھی ابھی میں تمہیں ایک ایسی خبر دیتا ہوں کہ جسے آسمانی کتب پڑھنے والوں میں سے بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ تم مجھے بتاؤ کہ حضرت مریم کی والدہ کا کیا نام تھا، کس دن اس میں نفخ روح ہوا، وہ دن کا کون سے حصہ تھا، کس دن حضرت مریم کے ہاں حضرت عیسیٰؑ متولد ہوئے، وہ دن کا کون سا حصہ تھا؟"

وہ دن کا کون سا حصہ تھا؟

نصرانی نے کہا: میں تو نہیں جانتا۔

حضرت امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: "حضرت مریم کی والدہ کا نام "مرثا تھا عربی میں جس کا مطلب وہیبہ" ہے۔ جس روز حضرت مریمؑ حاملہ ہوئی وہ جمعہ کا دن اور ظہر کا وقت تھا، یہ وہی دن ہے جس میں روح الامین نازل ہوا، مسلمانوں کے لیے اس عید سے بہتر کوئی دن نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اور حضرت محمدؐ نے جس دن کو عظمت بخشی اور حکم دیا کہ اسے عید قرار دیں وہ جمعہ کا دن ہے۔ جس دن حضرت مریم کے ہاں حضرت عیسیٰؑ متولد ہوئے وہ منگل کا دن تھا جس کے ساڑھے چار گھنٹے گزر چکے تھے"

آنحضرت نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

"کیا تمہیں اس نہر کا علم ہے جس کے کنارے حضرت مریمؑ کے ہاں حضرت عیسیٰؑ متولد ہوئے تھے؟"

اس نے عرض کیا۔ نہیں: آپ نے فرمایا:

''وہ نہر فرات کا کنارہ تھا جس کے اردگرد انگور کی بیلیں اور کھجور کے درخت تھے، جنتی انگوروں کی بیلیں اور کھجوریں وہاں پر ہیں، کسی اور جگہ نہیں ہیں''

اس کے بعد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی گفتگو کو یوں جاری رکھا:

''جس دن حضرت مریم کی زبان بند ہوگئی اور ''قیدوس'' نے اپنی اولاد اور اپنے اطرافیوں کو بلایا، پس انہوں نے اس کی مدد کی، آل عمران کو بلایا، تاکہ حضرت مریم کو دیکھیں، وہ آئے اور انہوں نے اس کی طرف کچھ باتیں منسوب کیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب اور ہماری کتاب قرآن میں ان کے بارے میں خبر دی ہے کیا تم ان باتوں کو سمجھتے ہو؟''

اس نے کہا: ہاں، میں نے آج ہی انہیں پڑھا ہے۔

حضرت نے فرمایا: پس اس صورت میں تم اپنی جگہ سے نہیں اٹھو گے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت کرے گا۔

نصرانی کہتا ہے: سریانی اور عربی زبان میں میری ماں کا نام کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''سریانی زبان میں تمہاری ماں کا نام ''عنقالیہ'' اور دادی کا نام ''عنقورہ'' تھا، لیکن عربی میں تیری ماں کا نام ''میہ'' ہے تیرے باپ کا نام عبدالمسیح'' ہے جو عربی میں زبان میں عبداللہ ہے، کیونکہ حضرت مسیح کا کوئی عبد نہیں تھا''

نصرانی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے، میرے دادا کا نام کیا تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تیرے دادا کا نام جبرئیل تھا کہ میں آج سے اس کا نام عبدالرحمان رکھتا ہوں۔

نصرانی نے کہا: کیا وہ مسلمان تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''ہاں، انہیں شہید کیا گیا تھا، شام کے کچھ سپاہیوں نے مکروفریب سے ان کے گھر پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا تھا''

نصرانی نے کہا: میری کنیت سے قبل میرا نام کیا تھا؟

آنحضرت نے فرمایا: تمہارا نام عبدالصلیب تھا۔

اس نے عرض کیا: آپ میرے لیے کون سا نام منتخب کریں گے؟

آپ نے فرمایا: تیرا نام عبداللہ رکھتا ہوں۔

نصرانی نے کہا: میں بھی خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لاتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ خدا کا بندہ اور پیغمبر ہے، اسے حق کے ساتھ بھیجا ہے، یہ مطلب اس کی اہلیت رکھنے والوں کے لیے آشکارا ہے۔ بے ہودہ گوئی کرنے والے اس کا ادراک نہیں کر سکتے، وہ تمام دنیا والوں کے پیغمبر تھے، کالے ہوں یا گورے

سب اس کے دین میں برابر ہیں۔ پس جو کوئی دیکھنے والا ہوگا، اس نے بصیرت حاصل کرلی، جس کسی نے ہدایت پائی وہ اس کے فائدے میں ہے، بے ہودہ گوء اور پیروان باطل اندھیرے میں ہیں۔ اور جس چیز کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ گمراہی میں ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کا ولی زبان کو حکمت خدا سے کھولتا ہے، جس طرح گذشتہ انبیاء نے خدا کی حکمت کے بارے میں گفتگو کی اور اطاعت خدا میں مدد کی، باطل اہل باطل اور نجاست سے دور رہوئے۔ انہوں نے گمراہی کے راستے سے کنارہ کشی کی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی اطاعت میں ان کی مدد کی اور انہیں گناہ وعصیان سے بچایا۔

پس وہ اولیاء خدا اور دین کے مددگار ہیں، وہ ہر اچھے کام کی طرف رغبت دلاتے اور اسے بجالانے کا حکم دیتے ہیں۔ میں ان سب پر خواہ ان کا نام ذکر کیا ہے یا نہیں ایمان لاتا ہوں اور اس پروردگار پر ایمان لاتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

پھر اس شخص نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اپنا زنار توڑ ڈالا اور گلے میں لٹکی ہوئی سونے کی صلب بھی ٹکڑے ٹکڑے کردی، پھر کہا: حکم فرمائیں کہ میں اپنا صدقہ کسے دوں؟

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

"یہاں پر ہر ایک شخص ہے جو تمہارا ہم عقیدہ تھا، وہ قبیلہ قیس بن ثعلبہ سے تیرے رشتہ داروں میں سے ہے اسے بھی تمہاری طرح نعمت میسر آئی ہے اور مسلمان ہوا ہے، اپنے اموال اس کے ساتھ تقسیم کرو اور ایک دوسرے کے ہمسائے بن جاؤ میں نہیں چاہتا کہ اسلام میں آپ کا حق صفات وغیر ضائع ہوں"

اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! خداوند متعال آپ کے کام میں برکت ڈالے میرے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہے، میرے پاس تین سو جوان گھوڑے، گھوڑیاں اور ایک ہزار اونٹ ہیں، ان اموال میں آپ کا مجھ سے حق زیادہ ہے۔

حضرت نے فرمایا:

"تم خدا اور پیغمبر کے آزاد شدہ ہو" کیونکہ تو ان کے وسیلہ سے آتش جہنم سے آزاد ہوا ہے" تیرے خاندانی مقام ومرتبے میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں ہے"

ہاں، وہ مسلمان ہوگیا، اس نے قبیلہ بنی فہر کی عورت سے شادی کی، حضرت امام کاظم علیہ السلام نے اس کا حق مہر پچاس دینار امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے صدقات سے ادا کیا، آنحضرتؑ نے اسے ایک خادم دیا، جس نے اس کے لیے گھر مہیا کیا، وہ امام کاظم علیہ السلام کے ساتھ رہا، یہاں تک کہ آنحضرت کو زندان میں لے گئے، وہ اپنے مولا امام کاظم علیہ السلام کے فراق میں جلتا رہا اور ان کے زندان میں جانے سے اٹھائیس روز بعد دنیا سے رخصت ہوگیا۔ (الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۷۸، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۸۵)

پھر میں کمرے میں داخل ہوا اور ان کی خدمت میں شرف یاب ہوا۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۵۰، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۵۰)

ولایت کا منکر کافر

(۱۰۶۸۔ ۱۴) تفسیر فرات میں آیا ہے کہ حسین بن عبداللہ بن جندب کہتے ہیں:

جعفر بن محمد نے ایک خط نکالا اور کہا: میرے باپ نے ابوالحسن امام کاظمؑ کے لیے تحریر فرمایا آپ پر قربان جاؤں، میں بوڑھا اور کمزور ہو چکا ہوں، اب میں بہت سے کاموں سے عاجز آ چکا ہوں، جنہیں پہلے انجام دینے کی قوت و طاقت رکھتا تھا، آپ پر قربان جاؤں! میں پسند کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں کہ جو مجھے میرے پروردگار کے قریب کرے اور میرے فہم و فراست میں اضافہ کرے۔ حضرت نے اس کے جواب میں لکھا:

قد بعثت الیك بكتاب فأقراه وتفهمه فان فیه شفاء من اراد الله شفاءه وهدی من اراد الله هداه۔

"میں تمہاری طرف سے خط لکھ کر بھیج رہا ہوں، اسے پڑھو اور سمجھو، کیونکہ اس خط میں ہر اس شخص کے لیے شفاء ہے کہ خداوند متعال جسے شفا دینا چاہے اور ہدایت ہے ہر اس شخص کے لیے جسے خدا ہدایت کرنا چاہتا ہے

"بسم الله الرحمن الرحیم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم"

کا بہت زیادہ ذکر کرو اور یہ خط صفوان اور آدم کو پڑھ کر سناؤ"

علی بن الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بے شک حضرت محمد بن مصطفیٰ زمین پر خدا کے امین تھے، جب آنحضرت دنیا سے رخصت ہو گئے ان کے بعد ہم زمین پر خدا کے امین ہیں، بلاؤں، موت فوت، انسان عرب اور زادگاہ اسلام کا علم ہمارے پاس ہے، ہم جس کسی کو بھی دیکھیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ اس نے حقیقت میں اسلام قبول کیا ہے یا در واقع منافق ہے۔ بے شک ہمارے شیعوں اور ان کے باپوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ خداوند متعال نے ہم اور ہمارے شیعوں سے عہد و پیمان لیا ہوا ہے کہ جہاں پر ہم جائیں وہ بھی وہیں جائیں گے، جہاں پر ہم داخل ہوں گے وہ بھی وہاں پر ہی داخل ہوں گے، حضرت ابراہیم کی ملت اور دین پر ہمارے اور ان کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے"

"ہم روز قیامت اپنے پیغمبر کے نور کو مضبوطی سے پکڑ لیں گے اور رسول خدا اللہ کے نور کو مضبوطی سے تھامیں گے، بے شک دامن کبریا وہی نور ہے، ہمارے شیعہ ہمارے نور کی پیروی کریں گے"

من فارقنا هلك ومن تبعنا نجا، والجاحد لولایتنا كافر ولمتبع لولایتنا وتابع اولیائنا مومن، لا یحبنا كافرٌ ولا یبغضنا مومن، من مات وهو محبنا كان حقا

علی اللہ ان یبعثہ معنا، نحن نور لمن تبعنا، ونور لمن اقتدی بنا، من رغب عنا لیس منا ومن لم یکن معنا فلیس من الاسلام فی شئی۔

''جو ہم سے جدا ہو گیا وہ ہلاک ہو گیا، جو ہماری پیروی کرے گا وہ نجات پا جائے گا۔ ہماری ولایت کا منکر کافر اور ہماری اور ہمارے اولیاء کی ولایت کا پیروکار مومن ہے۔ کافر ہم سے محبت نہیں کرے گا اور مومن ہمارا دشمن نہیں ہوگا''

''جو کوئی ہماری محبت لے کر مرے، اللہ پر ہے کہ اسے ہمارے ساتھ محشور فرمائے، ہم اس کے لیے نور ہیں جو ہماری پیروی اور اقتداء کرے، جو کوئی بھی ہمارے سے منہ موڑے گا وہ ہم سے نہیں ہے اور جو کوئی ہم سے نہیں ہوگا اس نے اسلام سے کوئی استفادہ نہیں کیا''

فنحن حسباء ونحن افراط الانبیاء، ونحن ابناء الاوصیاء، ونحن خلفاء الارض ونحن اولی الناس باللہ ونحن المخصوصون فی کتاب اللہ ونحن اولی الناس بدین اللہ۔

''پس منتخب شدہ، پیغمبروں کی یادگار، اوصیاء کے فرزند اور زمین پر خلفاء ہم ہیں، ہم تمام لوگوں کی نسبت خداوند متعال سے نزدیک تر ہیں۔ ہم کتاب خدا میں برگزیدہ اور ممتاز ہستیاں ہیں، ہم تمام لوگوں کی نسبت دین خدا پر اولویت رکھتے ہیں''

ہم وہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو ہمارے لیے تشریع کیا اور فرمایا:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى (شوری آیہ ۱۳)

''اس نے تمہارے لیے دین میں وہ راستہ مقرر کیا ہے جس کی نصیحت نوح کو کی ہے اور جس کی وحی تمہاری طرف بھی کی ہے اور جس کی نصیحت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی کی ہے''

(تفسیر فرات صفحہ ۲۸۳، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۱)

حاجت روائی کی دعا کرنا

(۱۰۶۹۔۱۵) کتاب سید حسن بن کبش میں آیا ہے کہ سماعہ کہتے ہیں: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

اے سماعہ! جب بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو تو یہ کہو:

اللهم انی اسئلك بحق محمدٍ و عليٍ عليهما السلام فان لهما عندك شأناً من الشأن وقدراً من القدر، فبحق ذلك الشأن وبحق ذلك القدر ان تصلی علی محمد وآل محمد وان تفعل بی كذا و كذا۔

''اے میرے معبود! میں آپ سے محمد وعلی علیہما السلام کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کیونکہ وہ آپ کی بارگاہ میں اونچی شان وشوکت اور بلند و بالا مقام ومرتبہ رکھتے ہیں، پس اس مقام ومنزلت اور قدرومنزلت کے وسیلہ سے چاہتا ہوں کہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیج اور میری فلاں فلاں حاجت کو پورا کر''

''کیونکہ روز قیامت کوئی بھی فرشتہ مقرب، پیغمبر مرسل اور مومن کہ اللہ تعالیٰ نے جس کا دل ایمان کے لیے آزمایا ہے باقی نہیں رہے گا، مگر یہ کہ اس روز وہ ان دونوں عظیم ہستیوں کا محتاج ہے''

(دعوات راوندی صفحہ ۵۱، بحارالانوار جلد ۸ صفحہ ۵۹، الصحیفۃ الکاظمیۃ الجامعۃ صفحہ ۳۶)

اتحب ان تری اباعبداللہ

(۱۰۷۰-۱۶) کتاب ''بصائرالدرجات'' میں آیا ہے کہ سماعۃ بن مہران کہتے ہیں:

میں ساتویں پیشوا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، ان کی خدمت میں کافی دیر تک موجود رہا، آنحضرت نے فرمایا:

أتحب ان تری اباعبدالله عليه السلام؟

''کیا حضرت امام صادق علیہ السلام کو دیکھنا پسند کرتے ہو؟''

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! دوست رکھتا ہوں کہ آنحضرت کو دیکھوں۔

آپ نے فرمایا: اٹھو اور اس کمرے میں داخل ہو جاؤ۔

میں اٹھا اور کمرے میں داخل ہوا، اچانک دیکھتا ہوں کہ امام صادقؑ وہاں پر تشریف فرما ہیں۔ (بصائرالدرجات صفحہ ۲۷۶، جلد ۸)

شیعہ کون ہے؟

(۱۷۱۔۱۷) شیخ جلیل القدر جناب علی بن حسین بن بابویہ قمی المعروف شیخ صدوقؒ اپنی کتاب ''صفات الشیعہ'' میں لکھتے ہیں کہ ابن ابونجران کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

من عادی شیعتنا فقد عادانا، ومن والاھم فقد والانا، لانھم منا خلقوا من طینتنا، من احبھم فھو منا، ومن ابغضھم فلیس منا، شیعتنا ینظرون بنور اللہ، ویتقلبون فی رحمۃ اللہ، ویفوزون بکرامۃ اللہ ما من احد من شیعتنا یمرض الا مرضنا عرضہ ولا اغتغم الا اغتممنا لغمہ، ولا یفرح الا فرحنا لفرحہ، ولا یغیب عنا احد من شیعتنا أین کان فی الارض شرقھا اور غربھا، ومن ترک من شیعتنا دینا فھو علینا، ومن ترک منھم مالو فھو لورثتہ۔

''جوکوئی ہمارے شیعوں سے دشمنی کرے، اس نے ہمارے ساتھ دشمنی کی اور جوکوئی ان سے محبت کرے، اس نے ہمارے ساتھ محبت کی ہے، کیونکہ وہ ہم سے ہیں اور ہماری طینت سے خلق ہوئے ہیں، جوکوئی انہیں دوست رکھتا ہے ہم سے ہے اور جوکوئی ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ ہم سے نہیں ہے۔ ہمارے شیعہ نور خدا سے دیکھتے ہیں اور اس کی رحمت میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔ وہ کرامت خدا سے ہدایت پاتے ہیں، ہمارا کوئی بھی شیعہ مریض نہیں ہوتا، مگر یہ کہ ہم اس کے مریض ہونے سے مریض ہوتے ہیں، کیونکہ جب وہ مغموم ہوتے ہیں تو ہم بھی مغموم ومحزون ہوتے ہیں اور اگر وہ خوش حال و مسرور ہوں تو ہم بھی خوش حال ومسرور ہوتے ہیں، ہمارا کوئی بھی شیعہ ہماری نظروں سے پنہاں نہیں ہے خواہ وہ زمین کے مشرق میں رہتا ہو یا مغرب میں۔ اگر ان میں سے کوئی مقروض ہوکر جائے تو ہم اس کا قرض ادا کرتے ہیں، اگر کوئی ثروت چھوڑ کر دنیا سے جائے تو وہ اس کے وارثوں کی ہے''

معصومین کے دوست بہشت میں

(۱۰۷۲۔۱۸) جلیل القدر دانشور جناب شیخ مفید سے منسوب کتاب ''الاختصاص'' میں آیا ہے کہ ابو المعزا کہتے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

من كانت له الى الله حاجة واراد ان يرانا وان يعرف موضعه من الله فليغتسل ثلاث ليال يناجي بنا فانه يرانا ويغفر لنا بنا ولا يخفى عليه موضعه۔

''جو کوئی بھی خدا کی طرف محتاج ہو اور ہمیں دیکھنا چاہتا ہو، نیز اللہ کے نزدیک اپنے مقام و مرتبے سے آشنا ہونا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ تین راتوں میں غسل کرے اور ہمارے ساتھ مناجات و گفتگو کرے وہ اس صورت میں ہمیں دیکھ لے گا، ہمارے وسیلہ سے بخشا جائے گا اور اس پر اپنا مقام و مرتبہ مخفی نہیں رہے گا''

میں نے عرض کیا: میرے آقا دمولیٰ! کیا یہ ممکن ہے کہ شراب خور آپ کو خواب میں دیکھے؟ آپ نے فرمایا:

ليس النبيذ يفسد عليه دينه انما يفسد عليه تركنا و تخلف عنا ان اشقى اشقياء كم من يكذبنا في الباطن بما يخبر عنا، يصدقنا في الظاهر ويكذبنا في الباطن۔

''شراب اس کے دین کو ختم نہیں کرتی، بلکہ جو چیز اس کے دین کو ختم کرتی ہے وہ ہم سے دوری ہے۔ بے شک تم میں سے بدتر ترین شخص وہ ہے جو ہم سے کوئی خبر نقل کرے۔ لیکن باطن میں اس کی تکذیب کرے، یعنی ظاہری طور پر ہماری تصدیق کرے لیکن اپنے باطن میں ہمیں جھٹلائے۔ ہم رسول خدا اور امیر المومنین علی علیہ السلام کی اولاد اور رب العلمین کے دوست ہیں''

''کتاب خدا کی ابتداء ہم ہیں، دانشور ہمارے ہی وسیلہ سے گفتگو کرتے ہیں، اگر اس کے علاوہ کچھ ہوتا تو تمام کے تمام گونگے ہوتے۔ میناروں کو ہم نے بلند کیا ہے، لوگوں کو قبلہ کی شناخت ہم نے کروائی ہے اور زمین و آسمان کے درمیان حجر بیت ہم ہیں''

بنا غفر لآدم وبنا ابتلى ايوب، وبنا افتقد يعقوب وبنا حبس يوسف، وبنا دفع البلاء وبنا اضاءت الشمس۔

''آدمؑ کو ہمارے سبب سے بخشا گیا، ایوب پیغمبر ہمارے سبب سے مبتلاء ہوا، یعقوب نے ہمارے

سبب سے اپنے یوسف کو گم کیا، یوسف ہمارے سبب سے زندان میں ڈالا گیا[1] بلائیں ہمارے سبب سے دور ہوتی ہیں اور سورج ہمارے سبب سے نور افشانی کرتا ہے۔

ہمارے اسماء ہمارے پروردگار کے عرش پر لکھے ہوئے ہیں، وہاں پر تحریر ہے۔

محمد خیر النبیین، علی سید الوصیین و فاطمة سیدة نسآء العلمین۔

''محمد خیر النبیین، علی سید الوصیین اور فاطمہ سیدۃ نساء العالمین ہیں''

''میں خاتم اوصیاء اور طالب باب ہوں، صاحب صفین میں ہوں، اہل بصرہ سے انتقام لینے والا میں ہوں اور صاحب کربلاء میں ہوں''

من احبنا و تبرا من عدونا کان معنا، و ممن فی الظل الممدود والماء المسکوب۔

''جو کوئی بھی ہمیں دوست رکھتا ہو اور ہمارے دشمنوں سے نفرت کرتا ہو، وہ ہمارے ساتھ ہوگا اور وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جو بہشت میں بلند و بالا درختوں کے سائے میں اور آب زلال سے بہتی ہوئی نہر کے کنارے ہوں گے''

مؤلف: یہ حدیث بہت طویل ہے اس کے آخر میں آیا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اوصیاء کو علم و اطاعت میں مشترک قرار دیا ہے''

(الاختصاص صفحہ ۸۷، ۸۸، بحار الانوار جلد ۲۶، صفحہ ۲۵۶)

امام کاظمؑ کی حماد کے لیے دعا

(۱۰۷۳-۱۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حماد بن عیسیٰ کہتے ہیں:

میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے محضر مبارک میں شرف یاب ہوا اور عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، میرے لیے دعا کریں کہ اللہ مجھے گھر، بیوی اور اولاد اور نوکر مرحمت فرمائے اور ہر سال خانہ خدا کی زیارت نصیب کرے۔

امام علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] جناب علامہ مجلسیؒ حدیث کے اس حصے کی وضاحت میں فرماتے ہیں: حضرت ایوب کا بتلا ہونا حضرت یعقوب کا فراق اور حضرت یوسف کا زندانی ہونا دو جہتوں سے ہے۔

الف: یا تو اس کی وجہ وہ چھوٹی سے کوتاہی تھی جو انہوں نے ان کی معرفت اور ان سے متوسل ہونے میں کی، یہ کوتاہی ایسی تھی جو گناہ کا موجب نہیں ہے۔

ب: یا ان کے بارے میں کمال معرفت و توسل کی وجہ سے بتلا ہوئے، کیونکہ ابتلاء فضل و کمال کی نشانی ہے (مترجم)

اللھم صل علی محمد و آل محمد، وارزقه داراً وزوجة وولداً وخادما والحج خمسین سنة۔

''اے میرے معبود! محمد و آل محمدؐ پر درود و سلام بھیج، اور حماد کو گھر، بیوی، اولاد نوکر اور پچاس سال حج بیت اللہ نصیب فرما''

حماد کہتے ہیں: جب آنحضرت نے حج میں پچاس سال کی قید لگائی تو میں سمجھ گیا کہ پچاس سال سے زیادہ خانہ خدا کی زیارت کی توفیق نہیں ہو سکے گی۔

حماد مزید بیان کرتے ہیں: اس دعا کے بعد آج تک اڑتالیس (۴۸) بار حج کر چکا ہوں۔ یہ میرا گھر ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا: اور وہ میری بیوی ہے جو پردے کے پیچھے کھڑی میری گفتگو سن رہی ہے، یہ میری اولاد اور یہ میرا خادم ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی دعا کی برکت سے عنایت فرمایا ہے۔

اس قصے کو نقل کرنے کے بعد وہ دو مرتبہ پھر حج سے شرف یاب ہوا، کہ پچاس حج مکمل ہو گئے، اس کے بعد پھر حج کے لیے روانہ ہوا، ابو العباس نوفلی قصیر اس کا ہمسفر تھا، جب احرام باندھنے کے مقام پر پہنچے، حماد غسل کرنے کی غرض سے نہر میں داخل ہوا، پانی زیادہ ہو گیا، جس کی وجہ سے وہ غرق ہو گیا اور اس مرتبہ حج بجالانے سے قبل دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس اور اس کے باپ پر رحمت نازل کرے۔

اس کا تعلق قبیلہ جہینہ سے تھا، وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے زمانے تک زندہ رہا اور دو سو نو (۲۰۹) ہجری میں دنیا سے رخصت ہوا۔ (الاختصاص صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲، بحار الانوار جلد ۴۸ صفحہ ۱۸)

امامؑ کی اپنی اولاد کو وصیت

کتاب کشف ''الغمہ'' میں آیا ہے کہ روایت نقل ہوئی ہے۔

ایک دن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے بچوں کو بلایا اور ان سے فرمایا:

یا بنی! انی موصیکم بوصیة فمن حفظها لم یضیع معها، ان اتاکم آت فاسمعکم فی الاذن الیمنی مکروها، ثم تحول الی الاذن الیسری فاعتذر وقال: لم اقل شیأ فاقبل عذره۔

''اے میرے بچو! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جو کوئی اسے یاد رکھے اور اس پر عمل پیرا ہو وہ ضائع نہیں ہوگا، وہ یہ ہے کہ جب کوئی آئے اور تمہارے دائیں کان میں ناپسندیدہ باتیں کرے اور پھر پلٹ

جائے اور بائیں کان میں آ کر عذر خواہی کرے اور کہے: میں نے کوئی بات نہیں کی ہے، اس کا عذر قبول کریں"۔ (کشف الغمۃ: جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

حضرت امام کاظم علیہ السلام سے ایک مفید نصیحت

روایت ہوئی ہے کہ ایک دن ہارون الرشید نے امام کاظم علیہ السلام کی طرف لکھا: مجھے مختصر سا موعظہ کریں۔ آنحضرت نے اس کے جواب میں تحریر کیا:

ما من شئ تراہ عینك الا وفیہ موعظۃ

"کوئی چیز نہیں کہ جسے تیری آنکھ دیکھے مگر یہ کہ اس میں پند و نصیحت ہے"

(یعنی تمہاری آنکھوں جو چیز بھی دیکھتی ہے اس میں ضرور کوئی نہ کوئی پند و نصیحت ہے۔ (امالی شیخ صدوق صفحہ ۵۹۹ مجلس ۷۶، بحار الانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۱۹)

دسواں باب

حضرت علی بن موسیٰ الرضا صلوات اللہ علیہ

آیت میں صالحین سے مراد کون؟

(۱۰۷۴-۱) کتاب "مناقب دیلمی" میں مذکور ہے کہ محمد بن خرج کہتے ہیں:

میں نے اپنے آقا و مولیٰ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا: آپ پر قربان جاؤں! آیہ شریفہ (شعراء آیہ ۸۳) "اے میرے پروردگار مجھے حکم و علم عطا فرما اور مجھے شائستہ لوگوں کے ساتھ ملحق کر" میں صالحین سے مراد کون لوگ ہیں؟ جن کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملحق ہونے کی دعا کی ہے؟

جواب آیا:

یا عاجز! من تراهم، نحن هم

"اے ناتوان! تو کن لوگوں کو سمجھتا ہے؟ وہ صالحین ہم ہیں"

امام رضاؑ کی والدہ کا قصہ

(۱۰۷۵-۲) عماد الدین طبری کتاب "بشارۃ المصطفیٰ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ہشام بن احمد کہتے ہیں: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

هل علمت احداً من اهل المغرب قدم؟

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اہل مغرب سے کوئی آیا ہے؟"

میں نے عرض کیا: نہیں۔

فرمایا کیوں؟ ایک شخص آیا ہے، اٹھو اور اس کی طرف چلیں۔

ہم دونوں مرکب پر سوار ہوئے اور اس کے پاس گئے، اس کا تعلق مغرب سے ہے اور اس کے پاس غلام اور لونڈیاں ہیں،

حضرت امام کاظم علیہا لسلام نے اس سے فرمایا:

''اپنی لونڈیاں دکھاؤ''

اس نے ہمیں نو (۹) کنیزیں دکھائیں، جو بھی دیکھی امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے نہیں چاہتا ہوں۔

اس نے کہا: اور کوئی کنیز نہیں ہے۔

امام نے فرمایا: ایک اور کنیز ہے اسے دکھاؤ

اس نے کہا: خدا کی قسم ایک کنیز اور ہے مگر مریض ہے۔

آنحضرت نے فرمایا: اگر کوئی مشکل نہ ہو تو وہ دکھاؤ؟

اس نے وہ کنیز دکھنے سے انکار کیا، امام علیہ السلام واپس آ گئے۔

اگلی صبح امام علیہ السلام نے مجھ اس کے پاس بھیجا اور فرمایا:

''اس سے کہو: اس کی آخری قیمت کتنی ہے؟ جب وہ کہے کہ فلاں مقدار میں تو تم کہنا: میں خریدتا ہوں''

اگلی صبح اس کے پاس گیا اور کہا: وہ کنیز کتنے میں فروخت کرو گے؟

اس نے کہا: فلاں مبلغ سے کم میں فروخت نہیں کروں گا۔

میں نے کہا: میں اسی قیمت پر خریدتا ہوں۔

اس نے کہا: (میں نے قبول کیا) یہ کنیز تمہاری ملکیت ہوگئی، لیکن یہ بتاؤ کہ کل جو شخص تمہارے ساتھ تھا وہ کون تھا؟

میں نے کہا: وہ بنی ہاشم سے تھے۔

اس نے کہا: میں اب تمہارے سامنے اس کنیز کے داستان بیان کرتا ہوں، میں نے اسے مغرب کے دور ترین علاقے سے خریدا ہے، کسی اہل کتاب عورت نے مجھے دیکھا اور کہا: یہ کیسی کنیز ہے جو تیرے پاس ہے؟

میں نے کہا: اسے میں نے اپنے لیے خریدا ہے۔

اس نے کہا: مناسب نہیں ہے کہ ایسی کنیز تجھ جیسے شخص کے پاس ہو، یہ کنیز اس لائق ہے کہ یہ زمین پر سب سے اچھے شخص کے پاس ہو، وہ اس کے پاس بہت کم مدت گذارے گی کہ اس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا اور مشرق سے لے کر مغرب تک تمام دنیا اس کے تابع ہوگی۔

ہشام بن احمد کہتے ہیں: میں نے اس کنیز کو اپنے مولی و آقا حضرت امام کاظمؑ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا، اسے زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ اس سے حضرت امام رضا علیہ السلام متولد ہوئے۔

معصومینؑ خدا کے ساتھ محو گفتگو

(۱۷۶۔۳) جناب طبری کتاب "دلائل الامامۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن صدقہ کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا:

خواب میں گذشتہ شب میں نے رسول خداؐ، علی مرتضیٰؑ، حسین مجتبیٰؑ، حسین سید الشہداء، علی بن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد اور اپنے والد بزرگوار امام کاظم علیہم السلام سے ملاقات کی، وہ عظیم ہستیاں خداوند متعال کے ساتھ گفتگو میں معروف تھیں"

میں نے عرض کیا: خداوند متعال کے ساتھ؟

آپ نے فرمایا: رسول خداؐ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور مجھے اپنے اور امیر المومنین علی علیہ السلام کے درمیان بٹھایا، اس کے بعد مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

کانی بالذریة من ازل قد اصاب لاهل السمآء ولاهل الارض، بخ بخ لمن عرفوه حق معرفته . والذی فلق الحبة وبرأ النسمه، العارف به خير من كل ملك مقرب و كل نبی مرسل، وهم الله يشاركون فی درجاتهم۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ میری ذریت کے ذریعے روز ازل سے آسمانوں اور زمین والوں پر برکتیں نازل ہوئی ہیں، مبارک ہو مبارک ہو اسے، جو ان کی مکمل شناخت رکھتا ہے، اس خدا کی قسم، جو دانے کو شگافتہ کرنے اور موجودات کو پیدا کرنے والا ہے، ان کی شناخت اور معرفت رکھنے والے مقرب فرشتے اور پیغمبر مرسل سے بہتر ہیں، خدا کی قسم! وہ درجات میں پیغمبروں کے ساتھ شریک ہیں"

پھر امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

یا محمد! بخ بخ لمن عرف محمداً و علیاً والويل لمن ضل عنهم و كفى بجهنم سعيراً۔

"اے محمد! آفرین ہو آفرین ہو اس پر جس نے محمد و علی کی معرفت حاصل کی اور ہلاکت ہے اس کے لیے جو ان سے دور ہو اس کے لیے جہنم کا ابھرتا ہوا شعلہ کافی ہے۔ (دلائل الامامۃ ۲۷۶ جلد ۳۷)

علی بن اسباط کی مشکل حاجت روائی

(۱۰۷۷۔۴) جناب عماد الدین طبری اپنی کتاب "الثاقب فی المناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ علی بن اسباط کہتے ہیں:

میں روز عرفہ اپنے مولیٰ و آقا حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آنحضرت نے مجھے فرمایا:

''میری سواری پر زین رکھیں''

میں نے سواری پر زین رکھی، آنحضرت اس پر سوار ہو کر اپنی والدہ ماجدہ کی زیارت کے لیے مدینہ سے بقیع کی طرف روانہ ہوئے، میں بھی آنحضرت کی خدمت میں ان کے ہمراہ تھا۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا! میں کن کن کو سلام کروں؟ آپ نے فرمایا:

سلم علی فاطمة الزهراء البتول، وعلى الحسن، والحسين، وعلى علی بن الحسين، وعلى محمد بن علی، وعلى جعفر بن محمد، وعلى موسى بن جعفر عليهم افضل الصلوات واكمل التحيات۔

''تم سلام بھیجو فاطمہ زہراء جو کہ بتول ہے، امام حسن، امام حسین، امام سجاد امام محمد باقر، امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم پر کہ ان پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہوں''

میں نے اپنے آقا و مولیٰ کے فرمان کے مطابق اپنے آقاؤں پر سلام بھیجا، جب ہم واپس ہوئے تو میں نے راستے میں عرض کیا: میرے آقا! میں ایک فقیر اور محتاج شخص ہوں، میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ میں اس عید پر اپنے خاندان پر خرچ کرسکوں۔

اس وقت امام علیہ السلام نے اپنے تازیانے کے ساتھ پر ایک لکیر کھینچی، پھر اپنا دست مبارک زمین پر مارا اور اس کے اندر سے چھوٹی سی تھیلی نکالی، جس میں ایک سو دینار تھے، وہ مجھے دیتے ہوئے فرمایا:

''یہ تھیلی پکڑو''

میں نے وہ لی اور اسے اپنی ضروریات پر خرچ کیا۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۷۳)

امام کی طرف سے خط کا جواب

(۵۔۱۷۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے۔

احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتے ہیں: میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی امامت کے بارے میں مشکوک تھا، میں نے ان کی خدمت اقدس میں خط لکھا اور حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، میں نے دل میں پکا ارادہ کیا ہوا تھا کہ آنحضرت کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوں گا تو ان سے تین آیات کے بارے میں پوچھوں گا جنہیں سمجھنا میرے لیے مشکل تھا۔

آنحضرت کی طرف سے خط کا جواب یوں آیا۔

كفانا الله واياك۔ اما ما طلبت من الاذن علی فان الدخول علی صعب، وهولاء قد ضيقوا علی فی ذلك فلست تقدر علی الآن وسيكون ان شاء الله تعالى۔

''ہمارے اور آپ کے لیے اللہ ہی کافی ہے جس چیز کا تو نے تقاضا کیا ہے کہ حاضر ہونے کی اجازت دوں، فی الحال میرے ساتھ ملاقات کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ انہوں (حکومت عباسی) نے میرے اوپر بہت سختی کی ہوئی ہے، لہٰذا تم میرے پاس نہیں پہنچ سکتے ہو، لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بہت جلد آ ؤ گے۔''

آنحضرت نے قرآن کی تینوں آیات کے جوابات بھی اس خط میں تحریر فرمائے، خدا کی قسم! جبکہ میں نے اپنے خط میں کوئی بھی سوال نہیں لکھا تھا، جب میں نے خط پڑھا تو متوجہ ہوا کہ یہ تینوں آیات میرے لیے مشکل تھیں، اب ان کے جوابات مل چکے ہیں اور میں ان معانی سے آگاہ ہو چکا ہوں جو آنحضرت نے تحریر کیے تھے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۷۷، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۰۳، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۳۶)

کیا اپنی ہی طرح کے بشر کی پیروی کروں؟

(۱۰۷۹۔۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابن ابی یحییٰ کہتے ہیں:

جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام شہید ہو گئے تو لوگوں نے آنحضرت کی امامت کے بارے میں توقف اختیار کیا، میں بھی اسی سال خانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہوا، میں نے مکہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کو دیکھا دل میں نیت کرتے ہوئے میں نے یہ آیہ کریمہ پڑھی۔

اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ (سورہ قمر آیہ ۲۴)

''کیا ہم اپنی ہی طرح کے بشر کی پیروی کریں؟''

آنحضرت بجلی کی طرح میرے قریب سے گذرے اور فرمایا:

انا البشر الذی یجب علیك ان تتبعنی۔

''میں وہی بشر ہوں کہ اس کی پیروی کرنا تمہارے اوپر واجب ہے''

میں نے عرض کیا میرے مولیٰ! میں خداوند متعال اور آپ کے حضور میں معافی چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: تمہارا عذر ان شاء اللہ قبول ہے۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۴۷۷)

امامؑ نے قرض ادا کر دیا

(۱۰۸۰۔۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو محمد غفاری کہتے ہیں:

میں قرض کے نیچے دب چکا تھا، میں نے اپنے آپ سے کہا: مولا امام رضاؑ کے علاوہ کوئی بھی میرا قرض ادا نہیں کر سکتا، اسی

لیے صبح سویرے امام علیہ السلام کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، اندر جانے کی اجازت مانگی۔

آقا نے مجھے اجازت عنایت فرمائی۔ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا، آپ نے فرمایا:

یا ابا محمد! قد عرفنا حاجتك وعلینا قضاء دینك.

''اے ابا محمد! میں تمہاری حاجت سے آگاہ ہو چکا ہوں اور قرض ادا کرنا ہی ہماری ذمہ داری ہے''

جب رات چھا گئی تو آپ کے لیے افطار کا کھانا لایا، ہم نے مل کر کھایا، کھانا کھانے کے بعد آنحضرت نے فرمایا:

''اے ابا محمد! آج رات یہاں ٹھہرو گے یا جاؤ گے؟''

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! اگر میری حاجت پوری فرما دیں تو میرے لیے واپس چلا جانا بہتر ہے۔

آنحضرت نے اپنا دست مبارک قالین کے نیچے مارا اور مجھے مٹھی بھر دینار عنایت فرمائے، میں نے دینار لیے اور باہر نکل آیا، روشنی میں جا کر دیکھا تو دینا سرخ اور زرد رنگ کے تھے پہلا دینار اٹھا کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔

''اے ابا محمد میں نے تمہیں پچاس دینار دیے ہیں، ان میں چھبیس (۲۶) دینار قرض ادا کرو اور چوبیس (۲۴) دینار اپنے گھر والوں پر خرچ کرو''

صبح سویرے جس قدر تلاش کیا لیکن وہ دینار نہ مل سکا، جبکہ ان میں سے ایک دینار بھی کم نہیں ہوتا تھا۔ (الثاقب المناقب صفحہ ۴۷۷، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۳۸)

امامؑ نے نسخہ تجویز کیا

(۸۔۰۸۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے:

ابو احمد عبداللہ بن عبدالرحمن المعروف صفوانی کہتے ہیں: جن دنوں حضرت امام رضا علیہ السلام کو مدینہ سے مرو کی طرف لے جایا گیا، انہی دنوں کوئی کاروان خراسان سے کرمان کی طرف جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں نے ان کا راستہ بند کر دیا، ان میں سے ایک کو اس خیال سے پکڑ لیا کہ وہ ثروت مند ہے، اسے اذیت کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک مدت تک اسے برف کے درمیان بٹھائے رکھا اور اس کا منہ برف سے بھر دیا، اس وجہ سے اس کا منہ زخمی ہو گیا، اس کی زبان نے کام کرنا چھوڑ دیا اور وہ بات کرنے پر قادر نہ رہا۔

چوروں کی ایک عورت نے اس پر رحم کیا اور اسے آزاد کر دیا، وہ وہاں سے خراسان کی طرف فرار ہو گیا، اس دوران اسے معلوم ہوا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نیشاپور میں ہیں، اس نے خراسان جانے کا ارادہ کیا، ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا تھا: رسول خداؐ کے بیٹے خراسان میں ہیں، ان کے ہاں جاؤ اور اپنی مشکل بیان کرو تا کہ وہ تمہارے لیے کوئی دوا تجویز کریں، جس سے تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔

وہ کہتا ہے: میں عالم خواب میں خراسان پہنچا اور حضرت امام رضا علیہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے اپنی

مشکل کے بارے میں آنحضرت سے شکایت کی اور اپنی بیماری کے بارے میں بتایا، آپ نے مجھے فرمایا:

خذمن ابکمون والشیعر والملح ودقه وحر منه فی فمك مرتین او ثلاثا تعافی۔

"کچھ مقدار زیرہ، جو اور نمک لو، انہیں ملا کر کوٹ ڈالو پھر اس میں کچھ مقدار دو یا تین مرتبہ منہ میں رکھو، ٹھیک ہو جاؤ گے"

میں نیند سے اٹھا، جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اس پر کوئی توجہ نہ دی، اور اپنا سفر جاری رکھا، نیشاپور کے دروازے پر پہنچا اور آنحضرت کے بارے میں معلوم کیا۔

لوگوں نے کہا: حضرت امام رضا علیہ السلام نیشاپور سے تشریف لے جا چکے ہیں اور اب "رباط سعد" میں ہیں، میرے دل میں آیا کہ آنحضرت کی خدمت میں وہاں پر حاضر ہو کر اپنی مشکل بیان کرو، یہ سوچ کر "رباط سعد" کی طرف روانہ ہوا، وہاں پہنچا، جب آقا و مولیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: اے رسول خدا کے فرزند! میرے ساتھ یہ گزاری ہے، اب میرا منہ زخمی ہے اور زبان نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے، بڑی مشکل سے بات کرتا ہوں، آپ سے گذارش ہے کہ میرے لیے یہ کوئی دوا تجویز کریں تا کہ میں بہتر ہو جاؤں۔ آنحضرت نے فرمایا:

"کیا میں نے تمہیں نسخہ نہیں بتایا تھا؟ جاؤ اور جو کچھ خواب میں دیکھا ہے اس پر عمل کرو"

میں نے کہا: یا بن رسول اللہ! اگر ممکن ہو تو لطفاً اس کا تکرار فرمائیں۔

حضرت نے فرمایا: زیرہ لے کر اسے جو اور نمک میں مخلوط کرو، اسے کوٹ لو اور دو تین مرتبہ منہ میں رکھو تو ٹھیک ہو جاؤ گے۔

وہ کہتا ہے: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرمان کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عنایت فرمائی۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۸۷، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۱۲)

امام رضاؑ کی قبر اور شہادت کے بارے میں

(۹-۱۰۸۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو صلت ہروی کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اچانک آنحضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"اے ابوصلت! جاؤ اور ہارون کی قبر کے چاروں طرف سے مٹھی بھر خاک لے آؤ، میں گیا اور اپنے مولیٰ کے فرمان کے مطابق اس کی قبر کے چاروں طرف سے مٹی لایا، جب اسے آنحضرت کے سامنے رکھا تو آپ نے فرمایا: وہ مٹی جو قبر کے کنارے سے اٹھا کر لائے ہو مجھے دو"

میں نے وہ خاک آنحضرت کو دی، آپ نے اسے پکڑا اور سونگھ کر زمین پر پھینک دیا اور فرمایا:

سیحفر لی فی هذا الموضع، فتظهر صخرة لو جمع لها کل معول بخراسان لم یتهیا

قلعها۔

''عنقریب اس مقام پر میری قبر کھودیں گے، لیکن وہاں سے ایک پتھر نکلے گا کہ اگر خراسان
کے سارے مزدور اکٹھے کر لیے جائیں تو اسے اپنی جگہ سے نہیں نکال سکیں گے''

پھر آنحضرت نے فرمایا:

''اس جگہ پر میری قبر کھودیں گے، ان سے کہنا کہ سات سیڑھیوں تک نیچے جائیں اور ضریح کھودیں۔
اگر ایسا نہ کریں تو حکم دینا کہ دو ہاتھ اور ایک بالشت کے برابر لحد بنائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ جیسے چاہے گا
وسیع کر دے گا، جب وہ قبر کو اس طرح سے کھود کر تیار کر لیں گے تو تم سر کی طرف سے کچھ رطوبت دیکھو
گے، اس وقت وہ دعا پڑھنا جو میں تمہیں تعلیم دوں گا، وہاں سے پانی نکلے گا اور لحد پانی سے بھر جائے گی
اس پانی میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں دیکھو گے، پھر انہیں وہ روٹی باریک کر کے ڈالنا جو میں تمہیں دوں گا،
جب وہ ساری روٹی کھا جائیں گی تو ایک بڑی مچھلی ظاہر ہوگی جو تمام چھوٹی مچھلیوں کو نگل جائے گی، حتیٰ
کہ کوئی بھی چھوٹی مچھلی باقی نہیں بچے گی، پھر وہ بڑی مچھلی بھی غائب ہو جائے گی۔ اس وقت اس پر ہاتھ
رکھ کر وہ دعا پڑھنا جو تمہیں تعلیم دوں گا، وہ پانی زمین میں جذب ہو جائے گا اور پانی کا قطرہ تک باقی نہ
بچے گا، البتہ یہ سارے کام مامون کی موجودگی میں انجام دینا''

پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے یوں فرمایا:

''اے ابوصلت! کل میں اس فاسق و فاجر کے پاس جاؤں گا، جب اس کے ہاں سے واپس آؤں گا، اس
وقت اگر میرا سر ننگا ہوا تو مجھ سے جو چاہے بات کرنا اور دیکھو کہ میں نے سر ڈھانپا ہوا ہے تو پھر مجھ سے
کوئی بات نہ کرنا''

ابوصلت کہتے ہیں: جب کل ہوئی تو حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنا لباس پہنا اور محراب میں کسی کے انتظار میں بیٹھ گئے،
اس وقت مامون کا غلام آیا اور کہتا ہے: آپ کو امیر المومنین نے بلایا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے جوتے پہنے، عبا اوڑھی اور چل دیئے، مجھے بھی حکم دیا کہ میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ۔

آنحضرت مامون کے گھر میں داخل ہوئے، اس لعین کے سامنے ایک برتن میں انگور اور کسی قسم کے پھل پڑے ہوئے
تھے، اس ملعون کے ہاتھ میں انگوروں کا ایک گچھا تھا، جس میں سے کچھ انگور کھائے ہوئے تھے، جب اس کی نگاہ امام رضا علیہ السلام پر
پڑی تو اپنی جگہ سے اٹھا اور آنحضرت کو گلے ملا، آنحضرت کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، پھر انگوار کا گچھا اٹھا کر آپ کو
کھانے کی دعوت دی اور کہا: اے رسول خدا کی بیٹی کے فرزند! کیا آپ نے اس سے اچھے انگور دیکھے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

''بہشتی انگور اس سے بہتر ہیں''

مامون نے کہا: یہ انگور کھائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اس کام سے معاف کریں۔

مامون نے کہا: ضرور کھاؤ، کیوں نہیں کھاتے ہو؟ شاید مجھ پر اعتبار نہیں ہے اور مجھے متہم کر رہے ہو۔

مامون نے اس گچھے سے کچھ انگور کھائے اور باقی آنحضرت کو دیئے، آپ نے صرف تین دانے کھائے، انگوروں کا گچھا رکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ مامون نے کہا: کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے فرمایا:

''اس جگہ جہاں پر تو نے بھیجا ہے''

ابوصلت کہتے ہیں: امام نے اپنی عبا سر پر اوڑھی اور مامون کے گھر سے باہر نکل آئے، میں نے آپ کے ساتھ کوئی بات نہیں کی، آپ گھر میں داخل ہوئے...... یہاں تک کہ وہ (ابوصلت) کہتا ہے، جب امام علیہ السلام شہید ہو گئے، مامون نے اسی جگہ پر قبر کھودنے کا حکم دیا جس کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا تھا، اس موقع پر وہ تمام کچھ آشکار ہوا جو امامؑ نے فرمایا تھا۔ میں نے بھی ویسے ہی عمل کیا جیسے آنحضرت نے فرمایا تھا۔ جب مامون نے پانی اور مچھلیاں دیکھیں تو کہتا ہے: حضرت رضاؑ جس طرح سے ہمیشہ زندگی میں معجزات دکھاتے رہے، مرنے کے بعد بھی دکھا رہے ہیں۔

مامون کا وزیر وہاں پر حاضر تھا وہ مامون سے کہتا ہے: کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت رضا علیہ السلام ان کاموں کے ذریعے تمہیں کیا سمجھانا چاہتے ہیں؟

مامون نے کہا: نہیں

وزیر نے کہا: وہ تمہیں یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ بنی العباس کے حکمرانوں کی حکومت ان چھوٹی مچھلیوں کی مانند ہے، جب تمہاری مدت ختم ہو جائے گی، تمہارے آثار مٹ جائیں گے اور تمہاری حکومت ختم ہو جائے گی اس وقت اللہ تعالیٰ ہم سے ایک شخص کے تمہارے اوپر مسلط کرے گا جو تمہارے پورے مسلسلے کو نابود کر دے گا۔

امام کے ہاتھ کا بویا ہوا درخت بادام

(۱۰۸۵۔۱۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو واسع محمد بن احمد نیشاپوری کہتے ہیں: میں نے اپنی دادی خدیجہ بنت حمدان سے سنا ہے کہ اس نے کہا:

جب حضرت امام رضا علیہ السلام نیشاپور میں داخل ہوئے تو محلہ ''قرفی'' میں میری دادی کے گھر تشریف لائے، جو اب پسندہ کے نام سے معروف ہے، پسندہ کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے تمام گھروں میں سے اس گھر کو پسند فرمایا تھا، پسندہ فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی کسی چیز پر راضی ہونے اور اسے پسند کرنے کے ہیں۔

وہ کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام اس میں داخل ہوئے تو انہوں نے صحن کی ایک طرف بادام کا بیج بویا تھا، جو چھوٹا اور درخت بن گیا، اسی سال اس نے پھل اٹھایا، شہر کے لوگ اس معجزے کی طرف متوجہ ہوئے، اطراف و اکناف سے لوگ آئے اور اس درخت سے شفاء حاصل کرتے، جو کوئی بھی مریض ہوتا وہ شفاء کے طور پر درخت کا بادام کھاتا تو صحت یاب ہو جاتا، جو کوئی بھی آنکھ کے مرض میں مبتلا ہوتا تو اس درخت کا بادام آنکھ پر رکھتا، اس کی آنکھ ٹھیک ہو جاتی، اگر کوئی خاتون بچے کی پیدائش کرتے وقت کسی مشکل میں گرفتار ہوتی تو اس درخت کا بادام کھانے سے اس کا بچہ آسانی سے ہو جاتا۔

اسی طرح اگر کسی حیوان کے پیٹ میں قولنج کا درد ہوتا تو اس درخت کی باریک باریک شاخیں توڑ کر اس کے پیٹ پر رگڑتے تو وہ ٹھیک ہو جاتا اور حضرت امام رضا علیہ السلام کی برکت سے اس کے پیٹ سے قولنج کی ہوا خارج ہو جاتی۔

ایک مدت گزرنے کے بعد وہ درخت خشک ہو گیا، میرے دادا حمدان نے اس کی شاخیں کاٹیں تو وہ اندھے ہو گئے۔

الثاقب فی المناقب کے مؤلف کہتے ہیں: اس درخت کی بہت سے حیران کن واقعات نقل ہوئے ہیں، جنہیں حافظ ابو عبداللہ نے اپنی تحریر ''مفاخر الرضا'' میں نقل کیا ہے، ہم صرف اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۴۹۶، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۲۱۲)

رسول خداؐ کی داڑھی کے بال

(۱۰۸۶۔ ۱۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ علی بن موسیٰ عمانی کہتے ہیں:

ایک دن حضرت امام رضا علیہ السلام مامون کے ہاں گئے، آپ نے دیکھا کہ مامون غم و غصے میں ڈوبا ہوا ہے، آنحضرت نے فرمایا:

''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم غم و غصے میں گرفتار ہو؟''

اس نے کہا: ہاں، ایک بادیہ نشین عرب اپنے ہمراہ سات عدد بال لے کر آیا ہے اور اس بات کا دعویٰ ہے کہ یہ بال رسول خداؐ کی داڑھی مبارک کے ہیں، اس نے مجھ سے انعام مانگا ہے، پس اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوا اور میں اسے انعام نہ دوں تو یہ میری شان و شوکت کے خلاف ہے، اگر وہ جھوٹا ہے اور پھر بھی انعام دوں تو لوگ میرا مذاق اڑائیں گے، میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اب کیا کروں؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ بال لے کر آئیں''

جب وہ بال لائے گئے تو آنحضرت نے انہیں سونگھ کر فرمایا:

هذه اربعة من لحية رسول الله والباقي ليس من لحية.

”یہ چار بال رسول خداؐ کے محاسن کے ہیں اور باقی آنحضرتؑ کے محاسن کے نہیں ہیں“

مامون نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

آنحضرت نے فرمایا: آگ لے کر آؤ۔

جب آگ لائی گئی تو آپ نے بالوں کو آگ میں پھینکا، ان میں سے تین بال جل گئے لیکن باقی بالوں پر آگ نے کوئی اثر نہیں کیا، آنحضرت نے ان بالوں کو آگ سے باہر نکالا۔

مامون نے کہا: اس بادیہ نشین عرب کو حاضر کیا جائے۔

جب اسے لایا گیا تو مامون نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔

بادیہ نشین عرب نے کہا: میرا گناہ کیا ہے؟

مامون نے کہا: سچ سچ بتاؤ ان بالوں کی داستان کیا ہے؟

بادیہ نشین عرب نے کہا: ان میں سے چار بال رسول خدا کے محاسن سے ہیں اور باقی میری داڑھی کے ہیں۔

جب مامون نے آنحضرت سے معجزات دیکھے تو اس کے دل میں آنحضرت کے بارے میں حسد نے ڈیرا ڈال لیا۔

(الثاقب فی المناقب: صفحہ ۴۹۷)

رسولؐ خداؐ خواب میں

(۱۰۸۷۔۱۴) جناب شیخ صدوقؒ ”عیون اخبار الرضاؑ“ میں تحریر کرتے ہیں:

ابو حبیب بناجی کہتے ہیں: ایک رات میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا، جو بناج میں تشریف لائے اور اس مسجد میں داخل ہوئے، جس میں ہر سال حاجی حضرات آ کر رکتے، میں خواب میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور ان کے سامنے کھڑا ہو گیا، آنحضرت کے سامنے مدینہ کی کھجوروں کے پتوں سے بنی ہوئی ٹوکری رکھی ہوئی ہے جس میں مدینہ کی صیحانی کھجوریں پڑی ہوئی ہیں۔

آنحضرت نے مجھے مٹھی بھر کھجوریں عنایت فرمائیں، میں نے انہیں شمار کیا تو وہ اٹھارہ کھجوریں تھیں۔

جب آنکھ کھلی تو میں اپنے خواب کی تعبیر یوں سمجھا کہ جتنے کھجور کے دانے ہیں، اتنے سال زندہ رہوں گا۔

اس خواب کو بیس دن گذر گئے، میں ایسی زمین میں تھا جو میں نے کاشتکاری کے لیے تیار کی ہوئی تھی۔ ایک شخص نے آ کر مجھے اطلاع دی کہ حضرت امام رضا علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے ہیں اور اسی مسجد میں نزول اجلال فرمایا ہے، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہر ممکن طریقہ سے امام کی خدمت میں شرف یاب ہو رہے ہیں، میں بھی مسجد کی طرف روانہ ہوا، میں نے دیکھا کہ آنحضرت اسی جگہ پر تشریف فرما ہیں جہاں پر میں نے رسول خداؐ کو مسند نشین دیکھا تھا، آنحضرت کے نیچے چٹائی بچھی ہوئی تھی اور ان کے سامنے

کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ٹوکری میں صیحانی کھجوریں رکھی ہوئی تھی۔

میں نے سلام عرض کیا: آنحضرت نے جواب عنایت فرمایا، مجھے اپنے پاس بلایا اور مٹھی بھر کھجوریں عطا فرمائیں۔

میں نے ان کھجوروں کو گنا تو ان کی تعداد بھی وہی تھی جو رسول خداؐ نے خواب میں مجھے عطا فرمائی تھیں۔

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں عرض کیا: یا بن رسول اللہ کچھ زیادہ عنایت فرمائیں، آپ نے فرمایا:

لو زادك رسول الله لزدتك

''اگر رسول خداؐ زیادہ عنایت فرماتے تو میں بھی زیادہ عطا کر دیتا''

(عیون اخبارؑ جلد ۲ صفحہ ۲۱، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۳۵)

امام نے اپنے صحابی کے لیے سواری بھیجی

(۱۰۸۸۔۱۵) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ بزنطی کہتے ہیں:

میرے آقا و مولیٰ امام رضا علیہ السلام نے میرے لیے ایک گدھا بھیجا، میں اس پر سوار ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا، رات ہو چکی تھی لیکن میں مسلسل آنحضرت کے مکان مبارک میں حاضر رہا، یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گذر گیا، جب انہوں نے اندر تشریف لے جانا چاہا تو فرمایا:

''میرے خیال میں اب تم اپنے شہر واپس نہیں جا سکتے ہو؟''

میں نے عرض کیا: ہاں آپ پر قربان جاؤں۔

آپ نے فرمایا: آج رات ہمارے پاس ٹھہر جاؤ کل صبح خدا کی حفاظت میں چلے جانا۔

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، ایسا ہی کرتا ہوں۔

آنحضرت اپنی کنیز کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

یا جارية! أفرشي له فراشي واطرحي عليه ملحفتي التي انام فيها. وضعي تحت راسه مخادي.

''اے کنیز! اس کے لیے وہی بستر بچھاؤ جس پر میں سوتا ہوں، میرا لحاف اس کے اوپر ڈال دو اور میرا سرہانہ اس کے سر کے نیچے رکھو''

بزنطی کہتے ہیں: میں نے اپنے دل میں کہا: کون اس مقام پر پہنچ سکتا ہے جو آج کی رات مجھے نصیب ہوا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے امامؑ کے نزدیک مجھے عزت بخشی ہے اور مجھ پر ایسا لطف فرمایا ہے جو میرے دوستوں میں سے کسی پر نہیں کیا، کہ امام علیہ

السلام نے اپنی سواری میرے لیے بھیجی، میں اس پر سوار ہوا، اپنا بستر میرے لیے بچھوایا، میں آنحضرت کے لحاف میں سویا ہوں اور انہوں نے اپنا سرہانہ مجھے عطا فرمایا، اصحاب میں سے کسی کو بھی یہ مقام و مرتبہ نصیب نہیں ہوا ہے۔

میں یہ کچھ سوچ رہا تھا، جبکہ آنحضرت میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے، اچانک میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

''اے احمد! ایک دن امیر المومنین علی علیہ السلام زید بن صوحان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس لطف کی وجہ سے زید نے لوگوں پر فخر کیا''

آنحضرت نے اس کی طرف متوجہ کر فرمایا:

فلا تذهبن نفسك الى الفخر، و تذلل لله عز و جل۔

''ہرگز اپنے نفس کو فخر و مباہات کا اسیر مت بناؤ اپنے آپ کو خدا کے حضور جھکاؤ''

امام رضا علیہ السلام نے اتنا فرمایا اور اپنے ہاتھ کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔

(عیون اخبار الرضاؑ جلد ۲ صفحہ ۲۱۳، بحار الانوار جلد ۴۹، صفحہ ۳۶)

علی بن اسباط تحائف کے ہمراہ

(۱۰۹۲۔۱۹) جناب برسی مذکورہ کتاب میں ہی ذکر کرتے ہیں:

جب حضرت امام رضا علیہ السلام خراسان میں داخل ہوئے تو اطراف و اکناف میں رہنے والے شیعہ آنحضرتؑ کی طرف متوجہ ہوئے، علی بن اسباط بھی ہدایا اور تحائف کے ہمراہ آنحضرت کی طرف روانہ ہوا۔

دوران سفر چوروں نے قافلے پر حملہ کر دیا، اس کے تمام اموال اور ہدایا لوٹ لیے اور اسے مارا پیٹا، اس کے منہ پر ایک سخت چوٹ لگائی، جس کی وجہ سے اس کے سامنے والے دو دو دانت ٹوٹ گئے، وہ مجبور ہو کر ایک قریبی گاؤں میں گیا، سویا تو رات کو خواب میں حضرت امام رضا علیہ السلام کو دیکھا، آنحضرت نے اس سے فرمایا:

لا تحزن ان هدایاك و مالك وصلت الینا، و اما فمك و ثنایاك فخذ من السعد المسحوق واحش به فاك۔

''مغموم مت ہو! تیرے اموال اور ہدایا ہم تک پہنچ گئے ہیں، لیکن تمہارے منہ اور دانتوں کے بارے میں یہ ہے کہ کوئی ہوئی سعد لو اور اس سے اپنا منہ بھر لو''

راوی کہتے ہیں: بن اسباط خوش و خرم نیند سے بیدار ہوا کچھ مقدار گڑی ہوئی سعد لی اور اس سے منہ بھر لیا، خداوند متعال نے اس کے دانت لوٹا دیے، جب وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوا تو آنحضرت نے فرمایا:

''ہم نے سعد کے بارے میں تمہیں جو کچھ کہا ہے وہ ہو چکا اب اس اسٹور میں جاؤ اور دیکھو''

علی بن اسباط اس اسٹور میں داخل ہوئے، اور دیکھتے ہیں تمام کے تمام اموال اور ہدایا کسی کم و بیشی کے بغیر وہاں پر موجود ہیں۔ (مشارق الانوار صفحہ ۹۶، بحار الانوار جلد ۴۹، صفحہ ۷۴)

امام رضاؑ کی مامون پر نفرین

(۱۰۹۳۔۲۰) شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب "عیون اخبار الرضا" میں تحریر کرتے ہیں کہ اباصلت ہروی کہتے ہیں:

مامون کو اطلاع دی گئی کہ حضرت امام رضا علیہ السلام اعتقادات پر درس اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ اس وجہ سے لوگ ان کے دیوانے ہو گئے ہیں۔

مامون نے اپنے چوبدار محمد بن عمرو طوسی کو حکم دیا کہ لوگوں کو آنحضرت کے درس سے پراگندہ کرے اور امام رضا علیہ السلام کو حاضر کیا جائے۔

محمد بن عمرو طوسی نے حکم مامون کے مطابق لوگوں کو آنحضرت کے درس سے متفرق کر دیا اور آپ کو مامون کے پاس لے گیا، چونکہ مامون آنحضرت کے کام کی وجہ سے غصے میں تھا، لہٰذا اس نے حضرت امام رضاؑ کو غصے سے دیکھا اور آپ کی بے احترامی اور اہانت کی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام غصے کی حالت میں وہاں سے نکلے اور زیر لب فرمایا:

"محمد مصطفیٰؐ، علی مرتضیٰؑ اور سیدۃ النساء فاطمہ زہراؑ کے حق کی قسم! میں اللہ کی مدد سے اس پر ایسی نفرین کروں گا کہ اس پر ایسی چیز نازل ہوگی جو اس بات کا باعث بنے گی کہ اس سرزمین کے اراذل اور کتے اسے باہر نکالیں گے اور عام و خاص اسے حقیر سمجھیں گے"

پھر آنحضرت اپنی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے، پانی حاضر کیا گیا، آنحضرت نے وضوء کیا اور دو رکعت نماز بجالائی دوسری رکعت میں دعائے قنوت یوں مانگی۔

يا من عنت الوجه لهيبته، وخضعت الرقاب لجلالته، وجلت القلوب من خيفته، وارتعدت الفرائض من خوفه يابدى ياقوى، يامنيع ياعلى يارفيع، صل على من شرفت الصلوة بالصلاة عليه، وانتقم لى ممن ظلمنى، واستخف بى وطرد الشيعة عن بابى، واذقه مرارة الذل والهوان كما اذا قنها، واجعله طريد الارجاس وشريد الانجاس.

"اے وہ کہ جس کی ہیبت کی عظمت میں گہری سوچ رکھنے والوں کی عقلیں حیران و گردان ہو گئیں اور

دیکھنے والوں کی آنکھیں اس کی عظمت کے ادراک سے اپنی بینائی ہاتھ سے دے بیٹھی ہیں، اے قلوب عالمین کی خاطرات کو جانے والے! اے ابصار کے لحظوں کے شاہد! اے وہ کہ جس کی ہیبت سے چہرے زمین پر جالگے، اس کے جلالت وشکوہ کی وجہ سے گردنیں جھک گئیں، اس کے خوف سے دل کانپنے لگے اور اس کے ڈر سے رگوں میں لرزہ طاری ہو گیا"

"اے ابتداء کرنے والے، اے ایجاد کرنے والے، اے طاقت ور، اے ایسا مضبوط جس پر کوئی بھی غلبہ نہ پا سکے، اے بلند مقام اور اے بلند مرتبہ اس پر درود بھیج کہ اس پر درود بھیجنے سے تو نے نماز کو شرف بخشا ہے، اس سے انتقام لے جس نے میرے اوپر ظلم کیا مجھے حقیر سمجھا اور میرے شیعوں کو میرے گھر سے نکالا، اسے ذلت وخواری کا مزہ چکھا، جیسا کہ اس نے مجھے چکھایا ہے اور اسے دھتکارا ہوا پلید اور نجاستوں کا باقی ماندہ قرار دے"

اباصلت، عبدالسلام بن صالح بن ہروی کہتے ہیں: ابھی میرے آقا ومولیٰ حضرت امام رضا علیہ السلام کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ شہر میں ایک مرتبہ شدید قسم کا شور اٹھا اور ہر طرف سے فریاد بلند ہوئی، رات چھا گئی اور شہر میں بھگدڑ مچ گئی، میں اپنی جگہ سے اٹھا، یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے نماز ختم کی اور سلام کہا، اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"اے اباصلت! چھت پر جاؤ، وہاں سے ایک بدکار واحمق بوڑھی عورت کو دیکھو گے، جو اشرار کو ابھار رہی ہے، اس کے بدن پر گندہ لباس ہے۔ اس کی بے حیائی کی وجہ سے اس شہر کے لوگ اسے "سمانہ" کہتے ہیں۔ اس نے نیزے کی بجائے بانس پکڑا ہوا ہے جس پر اس نے اپنی سرخ چادر کو باندھ کر جھنڈا بنایا ہوا ہے اور لوگوں کی رہبری کر رہی ہے، وہ ظالم وستم گر فوجیوں کو مامون کے محل اور سپاہیوں کے گھروں کی طرف لے جا رہی ہے"

میں چھت پر گیا، کچھ لوگوں کو دیکھا جو ڈنڈوں سے حملہ کر رہے ہیں اور پتھروں سے سر پھوڑ رہے ہیں، میں نے مامون کو وہاں پر دیکھا جو قصر شاہ جہان سے نکل کر فرار کر رہا ہے، اس کے بعد مجھے معلوم نہیں ہے کہ کیا ہوا، کیا دیکھتا ہوں حجام شاجرد نے گری ہوئی چھتوں سے ایک اینٹ اٹھائی اور مامون کو دے ماری، جو اس کے سر پر لگی، جس کی وجہ سے اس کا ہیلمٹ گرا اور سر پھٹ گیا۔

ایک شخص مامون کو جانتا تھا، اس نے اینٹ پھینکنے والے شخص سے کہا: تیرے اوپر افسوس ہو! وہ امیر المومنین مامون تھا۔

جب سمانہ نے یہ بات سنی تو کہتی ہے چپ رہو! حرام زادے آج کسی کے درمیان کوئی فرق کرنے کا دن نہیں ہے اور نہ ہی مقام ومرتبہ کے اعتبار سے کسی کا احترام کرنے کا دن ہے۔

اگر وہ واقعاً امیر المومنین ہوتا تو ہرگز بدکار مردوں کو باکرہ لڑکیوں پر مسلط نہ کرتا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے مامون اور اس کے سپاہیوں کو بہت ذلیل اور ذلت خواری کے ساتھ نہایت بری طرح سے شہر سے باہر نکال دیا۔

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۱۷۰، بحار الانوار جلد ۴۹ صفحہ ۸۲)

ہر روز کے اعمال امامؑ کی خدمت میں

(۱۰۹۵۔۲۲) کتاب "بصائر الدرجات" میں تحریر کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابان کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ کچھ دوستوں نے مجھ سے التماس کی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے لیے دعا فرمائیں:

آنحضرت نے فرمایا:

واللہ انی لتعرض علی کل یوم اعمالھم۔

"خدا کی قسم! ان کے ہر روز کے تمام اعمال و افعال میرے سامنے پیش ہوتے ہیں" (بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۰ جلد ۱۱)

معصومینؑ خدا کا چہرہ ہیں

(۱۰۹۶۔۲۳) جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب "عیون اخبار الرضا" میں ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں کہ اباصلت کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (سورہ رحمن آیہ ۲۶ و ۲۷)

"جو روئے زمین پر ہیں، سب فنا ہو جانے والے ہیں۔ صرف تمہارے رب کی ذات جو صاحب جلال و اکرام ہے وہی باقی رہنے والی ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (سورہ قصص آیہ ۸۸)

"اس کی ذات کے ماسوا چیز ہلاک ہونے والی ہے"

پس وہ پیغمبروں اور خدا کی حجتوں کو روز قیامت ان کے درجات و مقامات میں دیکھنے کا مومنین کے لیے اجر عظیم ہے۔

رسول خداؐ کا ارشاد گرامی ہے:

من ابغض اهل بيتي وعترتي لم يرني ولم اره يوم القيامة.

"جو کوئی بھی میرے اہل بیت اور عترت کے ساتھ دشمنی رکھے، روز قیامت نہ وہ مجھے دیکھے گا اور نہ ہی میں اس پر نگاہ ڈالوں گا" (عیون اخبار الرضاؑ جلد ۱ صفحہ ۹۴)

عمر بن یزید کا امامؑ سے سوال

(۱۰۹۷۔۲۴) کتاب "بصائر الدرجات" میں تحریر کرتے ہیں کہ عمر بن یزید کہتے ہیں:

میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: میں نے آپؑ کے والد بزرگوار سے ایک مسئلہ پوچھا تھا، اب آپ سے بھی وہی پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا:

"کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟"

میں نے عرض کیا: یا رسول خداؐ کا علم اور ان کی کتاب، نیز اوصیاء کا علم اور ان کی کتابیں آپؑ کے پاس ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں، اگر اس سے بیشتر پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۵۱۱، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۷۶)

امام کے اقوال زریں

"بے شک تو ایسی دنیا میں ہے کہ جس میں رہنے کی مدت محدود ہے اور اس مدت میں ہر عامل کا عمل قابل قبول ہے"

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ موت نے اس دنیا کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، اور آرزو کرنے والوں کی آرزوؤں کو مسلسل سلب کر رہی ہے؟"

"اس دنیا میں اپنی نفسانی خواہشات تک پہنچنے میں جلدی کرتے ہو، درحالانکہ خدا سے توبہ کرنے اور اس کی طرف بازگشت میں سستی کرتے ہو"

"ناگہانی مرگ اس کے اہل تک پہنچ جاتی ہے، اس طرح سے نہیں ہے اس شخص کا عمل کہ جو دور اندیش و عاقل ہو"

(الاختصاص ۹۴، ۹۵)

امامؑ کی مفید نصیحتیں

(۱۰۹۹۔۲۶) کتاب "الدرّ" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اتقوا اللہ ایھا الناس! فی نعم اللہ علیکم، فلا تنفروھا عنکم بمعاصیہ بل استدیموھا بطاعتہ وشکرہ علی نعمہ وایادیہ۔

"اے لوگو! اللہ کی نعمتوں کے بارے میں تقویٰ اختیار کرو، اپنے گناہوں کے ذریعے انہیں اپنے آپ سے دور مت کرو، بلکہ اطاعت اور ان نعمتوں کا شکر بجا کر انہیں ہمیشگی بناؤ"

واعلموا! انکم لا تشکرون بشی بعد الایمان باللہ ورسولہ و بعد الاعتراف بحقوق اولیاء اللہ من آل محمد علیھم السلام احب الیکم من معاونتکم لاخوانکم المؤمنین علی دنیاھم التی ھی معبر لھم الی جنات ربھم، فان من فعل ذلک کان من خاصۃ اللہ۔

"جان لو! آپؑ خدا اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانے کے بعد اور اولیاء آل محمدؐ کے حقوق کا اعتراف کرنے کے بعد کسی چیز کا شکر ادا نہیں کرتے ہو کہ جو تمہارے مومنین بھائیوں کی مدد سے محبوب تر ہو، کہ آپؑ ان کے دنیاوی معاملات میں ان کی مدد کرتے ہو، وہ دنیا پروردگار کی جنت کی طرف جانے کے لیے محل عبور ہے"

من حاسب نفسہ ربح، و من غفل عنھا خسر، و من خاف امن، ومن اعتبر ابصر، ومن ابصر فھم، ومن فھم عقل۔

"جس نے بھی اپنے نفس کا محاسبہ کیا اس نے فائدہ اٹھایا، اور جس کسی نے اپنا محاسبہ کرنے سے غفلت برتی، اس نے گھاٹا کھایا، جو خوف کھاتا ہے وہ حفظ و آمان میں ہوگا، جو کوئی عبرت حاصل کرے گا وہ صاحب بصیرت ہوگا اور جو صاحب بصیرت ہے، وہ سمجھتا ہے اور جو سمجھتا ہے وہ غور وفکر کرتا ہے"

والمؤمن اذا غضب لم یخرجہ غضبہ عن حق، واذا رضی لم یدخلہ رضاہ فی الباطل، واذا قدر لم یأخذ اکثر من حقہ۔

"مومن جب غضبناک ہوتا ہے تو اس کا غضب اسے حق سے خارج نہیں کرتا، جب خوش ہوتا ہے تو اس

کی خوشی اسے باطل میں داخل نہیں کرتی ہے اور جب وہ صاحب قدرت وطاقت ہوجاتا ہے تو اپنے حق سے زیادہ نہیں لیتا، پیغمبروں کو قتل کرنے والے لوگ پست فطرت اور بدکار تھے، عامہ (اندھا) ایسا لفظ ہے جو عما (اندھے پن) سے لیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان پر راضی نہیں ہوا، یہاں تک کہ انہیں چار پائیوں سے تشبیہ دی اور فرمایا "بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿﴾" (سورہ فرقان آیہ ۴۴) "بلکہ گمراہ تر ہیں"

صديق كل امرء عقله وعدوه جهله. العقل حباء من الله عزوجل والادب كلفة فمن تكلف الادب قدر عليه ومن تكلف العقل لم يزده الا جهلاً.

"ہر انسان کا دوست اس کی عقل اور اس کا دشمن اس کی جہالت ہے، عقل خداوند متعال کی طرف سے ایک ہدیہ ہے، ادب ایک زحمت ہے، جو کوئی بھی ادب کے لیے زحمت اٹھائے گا وہ اس کی قدرت حاصل کرے گا اور جو کوئی بھی اپنی عقل کو زحمت میں ڈالے گا اسے جہالت کے علاوہ کچھ نہیں ہاتھ آئے گا"

التواضع درجات، منها ان يعرف المرء قدر نفسه فينزلها منزلتها بقلب سليم لا يحب ان يأتي الى احد الامثل ما يؤتى اليه. ان اتى اليه سيئة واراها بالحسنة. كاظم الغيظ، عاف عن الناس، والله يحب المحسنين.

"تواضع و انکساری کے درجات ہیں، ان درجات میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اپنی قدر و قیمت پہچانے، اور اسے قلب سلیم کے ساتھ اس کے مقام پر رکھے، دوست نہیں رکھتا ہے وہ جو دوسرے کے ساتھ وہی سلوک اور برتاؤ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اگر کوئی گناہ انجام دیتا ہے تو اسے نیکیوں کے ذریعے چھپائے، غصے کو پی جاؤ اور لوگوں سے درگزر کرو، اللہ تعالیٰ نیک دوستوں کو پسند کرتا ہے"

(بحار الانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۵۵، ضمن جلد ۹، ۳۵۲ جلد ۹)

گیارہواں باب

حضرت محمد تقی بن علی جواد صلوات اللہ علیہ

امام قیافہ شناسوں کے سامنے

(۱۱۰۰۔۱) ابو جعفر محمد بن جعفر طبری اپنی کتاب ''دلائل الامامہ'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام فرماتے ہیں:

حضرت امام جواد علیہ السلام کی عمر مبارک دو سال اور ایک ماہ تھی آپ کا خوبصورت چہرہ گندم گون تھا، بعض بے یقینی اور شک کی گندگی میں ڈوبے ہوئے لوگوں (ان پر خدا کی لعنت ہو) نے کہا: العیاذ باللہ۔ حضرت امام جواد علیہ السلام حضرت امام رضا السلام کے فرزند نہیں ہیں، بلکہ ان کے غلام سفیف حبشی سے ہیں، اور بعض نے کہا: لولو غلام سے ہیں۔

یہ ساری باتیں اس وقت ہوئیں جب حضرت امام رضا علیہ السلام خراساں میں مامون کے پاس تھے، وہ لوگ حضرت امام جواد علیہ السلام کو مکہ میں قیافہ شناسوں کے پاس لے گئے، تاکہ وہ ان کے نسب شریف کی شناخت کریں، ان لوگوں نے آپ کو مسجد میں لوگوں کے اجتماع میں قیافہ شناسوں کے سامنے لایا۔

جب انہوں نے آپ کو گہری اور تیز بین نگاہوں سے دیکھا تو وہ آنحضرت کے حسن و جمال کے فریفتہ ہو گئے اور سجدے میں گر پڑے، پھر اٹھے اور ان بے انصافوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں: تمہارے اوپر افسوس ہے! کیا اس طرح کے درخشاں ستارے اور نور افروز بچے کو ہمارے جیسے لوگوں کو دکھا رہے ہو؟

خدا کی قسم! ان کا حسب نسب نیک، پاک اور خالص ہے، خدا کی قسم ان کا وجود مقدس نیک صلبوں اور پاک ارحام کے علاوہ کہیں پرورش نہیں پایا ہے۔ خدا کی قسم! وہ امیر المومنین علیؑ اور رسول خداؐ کی اولاد میں سے ہیں، پلٹ جاؤ، خدا سے معافی مانگو اور استغفار کرو، ایسے نیک طینت بچے کے بارے میں کسی قسم کا شک نہ کرو۔

اس وقت حضرت امام جواد علیہ السلام کہ جن کی عمر دو سال اور ایک ماہ تھی نے ایسے لہجے میں گفتگو فرمائی جو شمشیر براں سے تیز اور فصیح ترین تھا۔ آپ نے فرمایا:

الحمد لله الذی خلقنا من نوره بیده، واصطفانا من بریته، وجعلنا امناء علی خلقه ووحیه. معاشر الناس، انا محمد بن علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر علی سید الساجدین من الحسین الشهید بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب و ابن فاطمة الزهراء وابن المصطفیﷺ ففی مثلی لیشك؟ولی وعلی الولی یفتری واعرض علی القافة؟

''سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنے دست قدرت اپنے نور سے خلق فرمایا اور اپنی تمام مخلوقات میں سے مجھے چن لیا اور مجھے اپنی وحی اور مخلوق پر امین قرار دیا''

اے لوگو! میں محمد بن علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی سید الساجدین بن الحسین بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ ہوں، میں زہرا کا بیٹا ہوں میں محمد مصطفیٰؐ کا فرزند ہوں، کیا میرے جیسے کے حسب ونسب میں شک کرتے ہو، کیا مجھ اور میرے والدین پر جھوٹ باندھ کر مجھے قیافہ شناسوں کے پاس لے آئے ہو؟''

پھر آپؑ نے فرمایا:

والله انی لا علم بانسا هم من آباهم، انی والله، لاعم بواطنهم وظواهرهم، وانی لاعلم بهم احمعین، وما هم الیه صائرون، اقول حقا، واظهره صدقا و عدلا، علما ورثناه الله قبل الخلق اجمعین، وبعد بناء السموات والارضین، وایم الله لولا تظاهر الباطل علینا، وغلبة دوله اکفرة وتوثب اهل الشکوك والشرك والشفاق علینا، مقلت قولا یتعجب منه الاولون والآخرون۔

''خدا کی قسم! میں تمہارے باپوں کی نسبت تمہارے نسبوں سے آگاہ تر ہوں، خدا کی قسم! میں تمہارے باطن وظاہر سے آگاہ تر ہوں، میں تم سب کو اور جو کچھ تمہارے سامنے ہے جانتا ہوں، میں یہ مطلب حق وحقیقت سے کہہ رہا ہوں، سچائی اور عدل سے آشکار کر رہا ہوں، یہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں مخلوقات کو خلق کرنے سے پہلے اور زمینوں اور آسمانوں کو بنانے کے بعد عطا فرمایا۔ خدا کی قسم! باطل پرست ہمارے خلاف ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور دولت کفر کا غلبہ ہے، نیز مشکوک مشرک اور سرکش لوگوں کے حرکات ہمارے خلاف ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ایسی گفتگو کرتا کہ اولین وآخرین تعجب میں گرفتار

ہوجاتے''

''پھر ان حجت خدا نے اپنا دست مبارک اپنے منہ پر رکھا اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہا: اے محمد خاموش ہو جاؤ اور سکوت اختیار کرو، جس طرح سے تمہارے اباء واجداد نے خاموشی اختیار کی، اس کے بعد آیہ ہی کریمہ:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ... (سورہ احقاف آیہ۳۵)

''پس ایسے صبر کریں جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے کی تلاوت فرمائی''

حجرہ خیزران غرق در نور

(۱۱۰۱۔۲) کتاب ''الثاقب فی المناقب'' میں آیا ہے کہ علی بن عبیدہ کہتے ہیں، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بیٹی حکیمہ فرماتی ہیں:

حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کی زوجہ خیزران کے ہاں ولادت کا وقت قریب تھا، میں اور ایک دائی اس کے کمرے میں موجود تھیں، حضرت امام رضاؑ نے اس کمرے کا دروازہ بند کر دیا، رات کے وقت خیزران کو دردزہ شدید ہو گیا، کمرے میں موجود چراغ خاموش ہو گیا، ہم اس وجہ سے پریشان ہوئے، لیکن زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ حضرت امام جواد علیہ السلام کا چاند سا چہرہ طلوع ہوا، جس سے پورا کمرا نور میں ڈوب گیا۔

میں نے ان کی والدہ سے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں چراغ کی روشنی سے بے نیاز کر دیا ہے۔ وہ مبارک نومولود ایک طشت میں بیٹھا ہوا ہے اور آپ کے خوبصورت جسم کو جالی نما باریک کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔

صبح سویرے امام رضا علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور انہیں گہوارے میں لٹایا، اور مجھے فرمایا:

اس کی مسلسل نگہداری کرو اور گہوارے سے ادھر ادھر نہ ہونا۔

حکیمہ کہتی ہیں: میں آنحضرت کی حفاظت کرنے میں مشغول تھی، جب تین روز گذر گئے تو انہوں نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف بلند کیں اور فرمایا اپنے بائیں ودائیں طرف دیکھ کر فرمایا:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمداً عبده ورسوله۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا و یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں''

میں اس واقعہ سے حیران ہو گئی اور میرے بدن میں لرزہ طاری ہو گیا، میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں نے اس نومولود سے عجیب حیران کن واقعہ دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''تم نے کیا دیکھا ہے؟''

میں نے عرض کیا: اس بچے نے ابھی اور اسی وقت ایسے ایسے کیا ہے۔

حضرت امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا:

''آج کے بعد ان سے بہت زیادہ حیران کن واقعات دیکھو گی'' (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۰۴)

عصاء نے امامؑ کی گواہی دی

(۱۱۰۲۔ ۳) مذکورہ کتاب میں ہے کہ محمد بن ابو علاء کہتے ہیں:

میں نے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم سے سنا ہے کہ میں نے ان کے ساتھ بہت زیادہ گفتگو کی، ان کے ساتھ مناظرے کیے، ان پر بہت زیادہ مہربانی کی اور ان کے لیے ہدایا وغیرہ بھیجے، اتنا کچھ کرنے کے بعد میں نے ان سے علوم آل محمد علیہم السلام کے بارے میں پوچھا۔

انہوں نے کہا: میں اس شرط پر بتانے کے لیے تیار ہوں کہ جب تک زندہ ہوں، اسے پوشیدہ رکھنا، میری موت کے بعد جیسے آپ کا دل چاہے ویسے کرنا۔

ایک دن میں شہر مدینہ میں مسجد النبوی میں داخل ہوا تا کہ قبر رسول خداؐ کا طواف کروں، اس دوران میں نے محمد بن علی الجوادؑ کو دیکھا کہ آپؑ رسول خداؐ کی قبر کے طواف میں مشغول ہیں۔ میں نے آنحضرتؑ سے اپنے تمام تمام مسائل کے بارے میں مناظرہ کیا، آنحضرت نے تمام سوالات کے جوابات دیئے۔

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں، لیکن آپؑ سے شرم آ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا:

انی اخبرك بها قبل ان تخبرنی تسألنی عنها، ترید ان تسألنی عن الامام۔

''میں تیرے پوچھنے سے پہلے تجھے تیرے سوال کے جواب سے آگاہ کرتا ہوں: تم امام کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہو''

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم، میرا سوال بھی یہی تھا۔

آپؑ نے فرمایا: امام میں ہوں۔

میں نے عرض کیا: امام کی علامت کیا ہے؟

اس وقت امام علیہ السلام کا موجود عصا بول اٹھا۔

ان مولای امام هذا الزمان، هو حجة الله۔

''بے شک میرا مولیٰ اس زمانے کا امام اور خدا کی حجت ہے''

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۰۸، بحار الانوار جلد ۵۰، صفحہ ۶۸، مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۴ صفحہ ۳۹۴)

شامی شخص زندان سے کیسے رہا ہوا؟

(۱۱۰۳۔۴) مذکورہ کتاب میں مفید کی طرف سے منسوب کتاب ''الاختصاص'' میں آیا ہے کہ علی بن خالد (جو زیدی مذہب تھا) کہتا ہے:

میں سامرا کے محلہ عسکر میں تھا کہ میں نے سنا کہ شام کی طرف سے ایک شخص کو پکڑ کر لائے ہیں جسے زنجیروں سے باندھ کر زندان میں ڈال دیا گیا ہے۔

لوگوں نے کہا: وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں حق سے خبر نقل کرتا ہوں۔

میں زندان گیا، دربان سے اجازت لے کر کمرے میں داخل ہوا، جب میں نے اسے دیکھا تو سمجھ گیا کہ وہ صاحب عقل وفہم شخص ہے۔

میں نے کہا: اے فلاں شخص! تمہارا قصہ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں شام کا رہائشی ہوں، میں اس مکان میں مسلسل عبادت میں مشغول رہا ہوں، جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس نصب کیا گیا تھا، ایک رات میں محراب کی طرف رخ کر کے بیٹھا ہوا ذکر میں مشغول تھا کہ اچانک میں نے اپنے سامنے ایک عظیم شخصیت کو پایا، میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے فرمایا:

''کھڑے ہو جاؤ، میں اٹھ کھڑا ہوا، میں ان کے ہمراہ تھوڑا سا ہی چلا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو مسجد کوفہ میں پایا، انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا اس مسجد کو پہچانتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: یہ مسجد کوفہ ہے۔

وہ مسجد میں نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے، میں نے بھی ان کے ہمراہ نماز پڑھی، پھر وہ وہاں سے باہر تشریف لے گئے، میں بھی ان کے ہمراہ باہر چلا گیا، ہم نے تھوڑا سا راستہ طے کیا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ہم مکہ میں ہیں، انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا، میں نے بھی طواف کیا۔ اس کے بعد وہاں سے باہر نکلے، تھوڑا سا چلے تھے، اچانک دیکھتا ہوں کہ شام میں اسی جگہ پر ہوں جہاں عبادت میں مشغول تھا، جبکہ وہ شخص میری نظروں سے غائب ہو گئے، میں نے جو کچھ دیکھا تھا اس سے حیران اور خوف زدہ ہو گیا تا۔

اگلا سال آیا، دوبارہ اس عظیم شخص کو اسی جگہ پر دیکھا، میں بہت خوش ہوا۔ انہوں نے مجھے بلایا، میں ان کے پاس گیا، انہوں نے گذشتہ سال کی طرح مجھے مختلف مقدس مقامات کی سیر کروائی اور آخر میں شام لے آئے۔

جدائی کا وقت قریب تھا، میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ اس خدا کی قسم! جس نے آپ کو یہ توانائی عطا فرمائی، آپ کون ہیں؟

انہوں نے کچھ دیر کے لیے اپنا سر جھکایا اور اس کے بعد میری طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

انا محمد بن علی بن موسی علیہم السلام۔

''میں محمد بن علی بن موسیٰ ہوں''

یہ خبر مشہور ہوگئی اور معتصم کے وزیر محمد بن عبدالملک زیارت کے کانوں تک پہنچی، اس نے مجھے گرفتار کرنے کے لیے اپنے سپاہی بھیجے، انہوں نے مجھے آہنی زنجیروں میں جکڑ کر عراق کی طرف روانہ کر دیا، جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، انہوں نے مجھے زندان میں بند کر دیا ہے، اور مجھ پر ایک محال امر کا دعویٰ کرنے کا الزام لگایا ہے۔

میں نے اس سے کہا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ یہ واقعہ محمد بن عبدالملک تک پہنچاؤں۔

اس نے کہا: ہاں، پہنچا دیں۔

وزیر نے کاغذ کی الٹی طرف لکھا: جس نے تمہیں ایک رات میں شام سے کوفہ، کوفہ سے مدینہ، مدینہ سے مکہ اور مکہ سے شام تک سیر کروائی ہے، اسے کہو کہ وہ تمہیں زندان سے آزاد کروائے۔

میں یہ جواب سن کر پریشان و مغموم ہوا اور اس بندہ خدا کے لیے میرا دل پریشان ہوا، میں محزون و مغموم واپس لوٹا، اگلی صبح زندان کی طرف گیا تا کہ اسے صبر و رضا کی نصیحت کروں۔ میں نے وہاں پر سپاہیوں اور زندان کے محافظوں کے ہمراہ بہت سے لوگ دیکھے کہ جن پر خوف و ہراس چھایا ہوا تھا، میں نے ان لوگوں سے احوال پرسی کی۔

انہوں نے کہا: وہ قیدی جو شام سے لایا گیا تھا، گذشتہ رات غائب ہوگیا، اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے کہ اسے زمین کھا گئی ہے یا آسمان نے اغوا کر لیا ہے۔

جب علی بن خالد نے یہ ماجرا دیکھا تو حضرت امام جواد علیہ السلام کی امامت کا معتقد ہوگیا اور ان کے بارے میں اچھے اعتقاد کا مالک بن گیا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۱۰، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۰، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۳۸)

ایک بھیڑ کی امامؑ سے شکایت

(۱۱۰۴۔۵) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ علی بن اسباط کہتے ہیں:

میں حضرت امام علیہ السلام کے ہمراہ کوفہ سے باہر نکلا، آپ سواری پر سوار تھے، دوران سفر بھیڑوں کا ایک گلہ آپؑ کے پاس سے گذرا، ایک بھیڑ اس گلے سے جدا ہو کر آنحضرتؑ کی خدمت میں آئی اور کچھ کہا:

امام جواد علیہ السلام نے اسے پکڑا اور مجھے حکم دیا کہ چرواہا کو حاضر کیا جائے۔

میں نے اپنے مولیٰ کے حکم کی اطاعت کی، جب چرواہا آیا تو آنحضرت نے اسے فرمایا:

''اے چرواہا! یہ بھیڑ آپ کی شکایت کر رہی ہے کہ تو نے اس کا دودھ چوری کر لیا ہے۔ رات کے وقت جب یہ اپنے مالک کے پاس جائے گی تو اس کے نیچے دودھ نہیں ہوگا، اس پر ظلم مت کرو، ورنہ بد تو اسے اسے مارے گا لہٰذا دعا کروں گا کہ خداوند متعال تمہاری عمر کم کرے''

چرواہے نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں، بے شک حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ پیغمبر خدا کے وصی جانشین ہیں، میں آپ جناب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس بات کا آپ کو کیسے پتہ چلا ہے۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

نحن خزان اللہ علی علمہ وغیبہ وحکمتہ واوصیاء انبیائہ وعبا مکرمون۔

''ہم اللہ کے علم، غیب اور حکمت کے خزانہ دار ہیں، ہم پیغمبروں کے جانشین اور خدا کے مکرم بندے ہیں'' (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۲۲)

مردہ حکم امامؑ کے تابع

(۱۱۰۵-۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حسن بن علی اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ایک شخص حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرتا ہے: اے رسول خداؐ کے فرزند! میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں، میرا باپ اچانک دنیا سے رخصت ہو گیا، اس کے پاس ایک ہزار دینار تھے، مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس نے کہاں پر رکھے ہیں، جبکہ میں عیال دار ہوں، اب مجھے بے نیاز فرمائیں۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

اذا صلیت العشآء الاخرۃ فصل علی محمد و آل محمد مائۃ مرۃ فان اباك یأتیك ویخبرك بامر المال۔

''جب نماز عشاء پڑھ لو گے تو اس وقت محمد و آل محمدؐ پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود بھیجو تمہارا باپ تمہارے خواب میں آئے گا اور تمہیں اپنے اموال کے بارے میں بتائے گا''

اس شخص نے حکم امامؑ کے مطابق عمل کیا، رات کو عالم خواب میں اپنے والد بزرگوار کو دیکھا، اس نے کہا: اے میرے بیٹے! میرا مال و دولت فلاں جگہ پر رکھا ہوا ہے جا کر وہاں سے اٹھا لو۔

وہ شخص عالم خواب میں اسی جگہ پر گیا، اس نے وہاں سے ایک ہزار (۱۰۰۰) درہم اٹھائے، جبکہ اس کا باپ اسی مقام پر کھڑا

رہا۔ اس نے کہا: اے میرے بیٹے! اب رسول خداؐ کے بیٹے کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ تو نے وہ مال و دولت وہاں سے اٹھالیا، جبکہ یہ سب کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے، کیونکہ آنحضرتؑ نے مجھے اس کام کا حکم دیا ہے۔

وہ شخص آنحضرت کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے آپؑ کو عزت بخشی اور چن لیا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۲۲)

سوالات سنے بغیر جوابات

(۱۰۶ا۔۷) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ اباصلت ہروی کہتے ہیں:

میں حضرت امام جواد علیہ السلام کے درس میں حاضر ہوا، وہاں پر شیعوں کے علاوہ کچھ دوسرے لوگ بھی موجود تھے، ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرتا ہے:

"اے میرے آقا و مولیٰ! آپ پر قربان جاؤں"

قبل اس کے کہ وہ بات آگے بڑھاتا، حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

"اپنی نماز قصر مت پڑھو اور بیٹھ جاؤ"

پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا کہتا ہے: اے میرے مولا آپ پر قربان جاؤں۔ قبل اس کے کہ وہ شخص مزید بات کو آگے بڑھاتا، حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

"تمہیں جو کچھ ملے اسے پانی میں پھینک دو کہ وہ اپنے اہل تک پہنچ جائے گا"

وہ بھی بیٹھ گیا، جب درس ختم ہوا اور تمام لوگ وہاں سے چلے گئے تو میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، میرے آقا! میں نے حیران کن چیز دیکھی ہے؟ آپ نے فرمایا:

"ہاں، کیا ان دو شخصوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟"

میں نے عرض کیا: ہاں، اے میرے آقا و مولیٰ۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

"پہلا شخص جو اٹھا تھا وہ کشتی بان کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا وہ کشتی میں نماز قصر پڑھ سکتا ہے؟"

"میں نے کہا:

لا یقصر، لان السفینة بمنزلة بیته لیس بخارج منها

"اس کی نماز قصر نہیں ہے، کیونکہ کشتی گھر کی مانند ہے اور وہ اس سے خارج نہیں ہوتا"

''دوسرا شخص یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اگر ہمارے شیعوں میں کوئی شخص زکوۃ کا مستحق نہ مل سکے تو پھر وہ اپنے مال کی زکوۃ کسے دے؟''

''میں نے کہا:

ان لم تجد احداً من الشیعة فارم بها فی الماء فانها تصل الی اهلها۔

''اگر تمہیں ہمارا کوئی شیعہ نہ مل سکے تو پھر اس سال زکوۃ کو پانی میں ڈال دو، وہ اپنے مستحق تک پہنچ جائے گی'' (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۲۳)

علی بن عباس کی روایت

(۱۱۰۸۔۹) تفسیر عیاشی میں تحریر کرتے ہیں کہ علی بن عباس کہتے ہیں:[1]

میں مصر کے لیے عازم سفر تھا، سفر شروع کرنے سے قبل شہر مدینہ میں حضرت امام جواد علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں شرف یاب ہوا، اس وقت آنحضرت کا سن پانچ سال تھا، میں نے بڑی دقیق نظروں سے آنحضرت کو دیکھا تا کہ جب مصر پہنچوں تو اپنے دوستوں کے سامنے آپ کے قدو قامت کی تعریف و توصیف کروں۔

اس دوران حضرت امام جواد علیہ السلام نے مجھ پر نگاہ ڈالتے ہوئے فرمایا:

یا علی! ان الله اخذ فی الامامة، کما اخذ فی النبوة۔

''اے علی! بے شک اللہ تعالیٰ نے امامت کا ویسے ہی انتخاب کیا ہے جیسے نبوت کا''

امام جوادؑ پاک و پاکیزہ خلق ہوئے

(۱۱۱۔۱۲) کتاب ''عیون المعجزات میں تحریر کرتے ہیں کہ کلیم بن عمران کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا فرمائے:

آنحضرت نے فرمایا:

''مجھے صرف ایک بیٹا عطا ہوگا جو میرا وارث ہوگا''

جب حضرت امام جواد علیہ السلام متولد ہوئے تو اس وقت حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے کہا:

قد ولد لی شبیه موسی بن عمران، فالق البحار وشبیه عیسی بن مریم قدست

---

[1] میرے خیال میں یہ اشتباہ ہے کیونکہ اس روایت کے راوی علی بن اسباط ہیں، جبکہ دوسرے منابع میں ذکر ہوا ہے۔

امر ولدته. قد خلقت طاهرة مطهرة۔

''میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے جو موسیٰ بن عمران کی مانند سمندر کو تقسیم کرنے والا ہے اور عیسیٰ بن مریم کی طرح ہے کہ ان کی والدہ پاکیزہ ہے، بے شک وہ پاک و پاکیزہ خلق کی گئی ہیں''

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:

''میرے بیٹے کو غضب وخشم کی وجہ سے قتل کیا جائے گا، آسمان والے اس پر گریہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ظالم دشمن پر غضبناک ہو، زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ اسے دردناک عذاب اور عقاب شدید میں گرفتار کرے گا''

حضرت امام رضا علیہ السلام پوری رات اپنے بیٹے کے گہوارے کے پاس تشریف فرما رہے اور اسے لوری دیتے رہے۔

(بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۵)

زلزلے سے بچنے کا نسخہ

(۱۱۱۲۔ ۱۴) حضرت امام جواد علیہ السلام کے باوفا دوست علی بن مہز یار کہتے ہیں:

میں نے شہر اہواز سے اپنے مولیٰ و آقا کی خدمت میں ایک خط لکھا، جس میں میں نے اس بات کا شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ اس شہر میں زلزلے بہت زیادہ آتے ہیں، عرض کیا! کیا آپ مجھے اجازت فرمائیں گے کہ میں اس شہر سے نکل جاؤں؟

آنحضرت نے جواب میں تحریر فرمایا:

''اس شہر سے کہیں نہ جاؤ، اور بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھو، نیز جمعہ کے دن غسل کرو اور پاکیزہ لباس پہنو، شہر سے باہر جا کر خداوند متعال سے دعا کریں، اللہ تعالیٰ آپ سے زلزلے کو دور کر دے گا''

وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے مولیٰ کے فرمان کے مطابق عمل کیا تو زمین میں آرام آ گیا۔

(علل الشرائع جلد ۲ صفحہ ۵۵۵، بحارالانوار جلد ۹۱ صفحہ ۱۵۰)

امام جوادؑ کا علی بن مہز یار کے نام خط

(۱۱۱۳۔ ۱۵) جناب علامہ مجلسیؒ ''بحارالانوار'' میں لکھتے ہیں کہ حسن بن شمعون کہتے ہیں:

حضرت امام جواد علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے علی بن مہز یار کے نام ایک خط لکھا تھا، جس میں تحریر تھا:

حضرت امام جواد علیہ السلام کی ایک نصیحت

حضرت امام جواد علیہ السلام اپنے ایک خوبصورت گفتگو میں فرماتے ہیں:

کیف یضیع من اللہ کافلہ؟ و کیف ینجو من اللہ طالبہ؟ و من انقطع الی غیر اللہ وکلہ اللہ الیہ. و من عمل علی غیر علم (ما) افسد اکثر مما یصلح۔

''وہ کیسے خراب ہوگا جس کا کفیل خداوند متعال ہے؟ وہ کیسے نجات حاصل کرے گا، جس کی جستجو میں خداوند متعال ہے، جو کوئی بھی اپنا دل غیر خدا سے وابستہ کرے گا تو خداوند متعال اسے اسی سے وابستہ کردے گا۔ جو کوئی بھی علم کے بغیر کوئی انجام دے اس کی خراب کاری درستگی سے بیشتر ہوگی۔ (بحار الانوار جلد ۶۸، صفحہ ۳۶۴)

بارھواں باب

حضرت علی نقی بن محمد تقیؑ صلوات اللہ علیہ

پچاس مقتول غلاموں کی داستان

(۱۱۱۶۔۱) طبری کتاب "الثاقب فی المناقب" میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے والے معجزات کے حصے میں تحریر کرتے ہیں:

ابراہیم بن بلطون اپنے والد سے نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا: میں متوکل عباسی کے دربانوں میں سے ایک دربار تھا، ایک دن اسے خزر کی طرف سے پچاس غلام بطور ہدیہ بھیجے گئے، اس نے مجھے حکم دیا کہ انہیں اپنی تحویل میں لے لوں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں۔

اس واقعہ کو پورا ایک سال گزر گیا، ایک دن متوکل کے دربار میں موجود تھا کہ اچانک حضرت امام ہادی علیہ السلام تشریف لے آئے، جب آنحضرت اپنی جگہ پر تشریف فرما ہو گئے تو متوکل نے حکم دیا کہ ان غلاموں کو حاضر کیا جائے۔

میں نے اس کے حکم پر عمل کیا، جب وہ داخل ہوئے اور ان کی نگاہیں حضرت امام ہادیؑ کے نورانی چہرے پر پڑیں تو تمام کے تمام سجدے میں گر گئے۔

جب متوکل نے یہ ماجرا دیکھا تو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا، غصے سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا پردے کے پیچھے جا کر چھپ گیا، اس کے بعد حضرت امام ہادی علیہ السلام وہاں سے اٹھے اور باہر چلے گئے۔

جب متوکل کو معلوم ہو گیا کہ آنحضرت وہاں سے تشریف لے جا چکے ہیں، وہ پردے کے پیچھے سے آیا اور آ کر کہتا ہے:

اے بلطون! تیرے اوپر افسوس ہو، غلاموں نے یہ کیسا کام انجام دیا ہے؟

میں نے کہا خدا کی قسم، مجھے معلوم نہیں ہے۔

اس نے کہا: ان غلاموں سے پوچھو؟

میں نے غلاموں سے پوچھا کہ تم لوگوں نے یہ کیا کام انجام دیا ہے؟

انہوں نے کہا: جو آقا و مولیٰ یہاں پر تشریف فرما تھے، وہ سال میں دس دن ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہمارے سامنے دین کے مسائل بیان فرماتے، وہ مسلمانوں کے پیغمبر کے جانشین ہیں۔

متوکل جب ان کی پوری داستان سن چکا تو اس نے حکم دیا کہ تمام غلاموں کو قتل کر دیا جائے میں نے بھی اس کے حکم کی

اطاعت کرتے ہوئے تمام کو قتل کر دیا۔

شام کے وقت میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، آپ کا خادم دروازہ پر کھڑا مجھے دیکھتا رہا، جب اس نے مجھے پہچان لیا تو کہتا ہے اندر چلے جاؤ، میں اندر گیا، حضرت امام ہادی علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے وہ میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"ملطون! ان غلاموں کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے؟"

میں نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! خدا کی قسم، سب کو قتل کر دیا گیا ہے۔

آنحضرت نے فرمایا: کیا تمام کو قتل کر دیا گیا ہے؟

میں نے عرض کیا: ہاں، خدا کی قسم۔

آنحضرت نے فرمایا:

أتحب أن تراهم؟

کیا انہیں دیکھنا پسند کرو گے؟

میں نے عرض کیا: ہاں، رسول خدا کے فرزند۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ اس پردے کے پیچھے جاؤ میں پردے کے پیچھے گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ تمام کے تمام غلام بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے سامنے پھل وغیرہ پڑے ہوئے ہیں، کہ جنہیں وہ کھانے میں مصروف ہیں۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۲۹)

ریت سونے میں تبدیل

(۱۱۱۷۔۲) مولف مذکور حضرت امام ہادی علیہ السلام کے ریت اور پتھروں کے معجزات کے حصے میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں:

میں اپنے مولا و آقا حضرت امام ہادی علیہ السلام کے ہمراہ سامرہ میں بعض آنے والوں کے استقبال کے لیے شہر سے باہر گیا، آنے والوں کو کچھ دیر ہو گئی، میں نے گھوڑوں کی زین کے نیچے ڈالے جانے والا کپڑا ایک طرف زمین پر بچھا دیا، تا کہ آنحضرت اس پر بیٹھ سکیں، میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے مجھے کچھ نصیحت فرمائی: میں نے اپنی تنگ دستی کا گلہ کیا۔

آنحضرت نے دست مبارک سے ریت کی طرف اشارہ کیا اور مٹھی بھر اٹھا کر مجھے عنایت کی اور فرمایا:

اتسع بهذا یا اباهاشم! واکتم ما رأیت۔

''اے اباہاشم! اس سے اپنی زندگی کو بہتر بناؤ، اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے چھپاؤ''

جب میں واپس ہوا تو وہ ریت اپنے ہمراہ لے آیا، آ کر اسے دیکھا تو وہ آتش فروزاں کی طرح سرخ سونے میں تبدیل ہو چکی تھی۔

میں نے ایک زرگر کو گھر میں بلایا اور کہا: اس طلائی ریت کو پگھلاؤ، اور ایک قالب میں ڈھالو اس نے یہ کام انجام دیا اور کہا: میں نے آج تک اس سے اچھا سونا نہیں دیکھا۔ یہ سونا ریت کی صورت میں ہے، یہ کہاں سے لائے ہو؟

میں نے حقیقت کو چھپاتے ہوئے کہا: یہ وہ چیز ہے جسے پرانے زمانے کی بوڑھی عورتوں نے ہمارے لیے ذخیرہ کیا ہوا تھا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۳۲، بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۳۸، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۷۳)

امامؑ استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے

(۱۱۱۸۔ ۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں:

جس سال متوکل کے گورنر بنام ''بغا'' نے مکہ کا سفر کیا تھا، میں بھی اسی سال حج سے مشرف ہوا، جب مدینہ پہنچا تو حضرت امام ہادی علیہ السلام کے دولت خانے پر حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ آنحضرت اپنے مرکب پر سوار ہو کر ''بغا'' کے استقبال کے لیے جا رہے ہیں، میں نے سلام عرض کیا: آپ نے فرمایا: اگر میرے ساتھ آنا چاہو تو آ سکتے ہو؟''

میں بھی آنحضرت کے ہمراہ روانہ ہوا، ہم مدینہ سے باہر نکل گئے، جب شہر سے باہر نکلے تو حضرت امامؑ اپنے غلام کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

''جاؤ جا کر دیکھو کہ لشکر کے آگے چلنے والے پہنچے ہیں یا نہیں؟

پھر میری طرف دیکھ کر فرماتے ہیں:

''أنزل بنا یا اباهاشم!

اے اباہاشم! ہمارے ساتھ اترو''

میں نیچے اترا، آنحضرت سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن شرم کی وجہ سے کبھی پاؤں آگے رکھتا اور کبھی پیچھے۔

حضرت نے اپنے دست مبارک میں پکڑے ہوئے تازیانے سے زمین پر حضرت سلیمان کی انگوٹھی کا نقش تحریر کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا آخری حرف یہ تھا کہ ''پکڑ لو'' دوسرے حرف یہ تھا کہ ''چھپاؤ'' اور تیسرا یہ تحریر تھا کہ کسی کو بخش دو، پھر اسے تازیانے کے ساتھ اکھاڑ کر مجھے دے دیئے۔

جب میں نے دیکھا تو وہ خالص چاندی کی بنی ہوئی کشتی تھی، جس کی چاندی چار سو (۴۰۰) مثقال کے برابر تھی۔

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں سخت ضرورت مند تھا، میں چاہتا تھا کہ آپ کی خدمت اقدس میں درخواست کروں، لیکن شرم کی وجہ سے آگے پیچھے ہو رہا تھا، اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں پر رکھے۔

اس کے بعد سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۳۲)

سعید بن صغیر کیسے شیعہ ہوا؟

(۱۱۱۹۔ ۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حسن بن محمد بن جمہور قمی کہتے ہیں: میں نے متوکل کے دربان بنام "سعید صغیر" سے سنا ہے کہ اس نے کہا:

ایک دن میں متوکل کے دربان بنام سعید بن صالح کے پاس گیا جو کہ شیعہ تھا، میں نے اس سے کہا: اے ابا عثمان! میں بھی آپ کے حلقہ احباب میں سے ہو گیا ہوں اور آپ کا ہم عقیدہ بن گیا ہوں۔

اس نے کہا: ھیھات یہ بعید ہے کہ تو میرا ہم عقیدہ بنے۔

میں نے کہا: کیوں؟ خدا کی قسم! میں آپ کے دوستوں میں سے ہوں اس نے کہا: وہ کیسے؟

میں نے کہا کیونکہ متوکل نے میری ڈیوٹی لگا دی ہے کہ میں حضرت امام ہادیؑ کو زیر نظر رکھوں اور انہیں کنٹرول کروں۔

میں اپنی ڈیوٹی کے مطابق آنحضرت کے دولت خانے پر حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ وہ نماز میں مشغول ہیں، میں وہاں کھڑا ہو گیا کہ نماز ختم ہو جائے جب نماز ختم ہو گئی تو آپ میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

یا سعید! لا یکف عنی جعفر۔ المتوکل الملعون۔ حتی یقطع اربا اربا اذھب وعزب۔

"اے سعید! جعفر یعنی متوکل ملعون۔ اس وقت تک مجھ سے ہاتھ نہیں اٹھائے گا جب تک اس کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں"

میں وحشت زدہ ہو کر آنحضرتؑ کے گھر سے باہر آیا، میرے اوپر اس قدرت وحشت طاری تھی کہ جو قابل بیان نہیں ہے۔

جب میں متوکل کے دربار میں پہنچا تو آہ بکاء اور کسی کے مرنے کی خبر سنی، میں نے پوچھا کیا ہو گیا ہے؟

لوگوں نے کہا: متوکل قتل ہو گیا ہے۔

جب آنحضرت سے یہ معجزہ دیکھا تو میں اپنے عقیدے سے منحرف ہو گیا اور آنحضرت کی امامت کا معتقد ہو گیا ہوں۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۳۹)

حرم رسول کی نوکری کی پیش کش

(۵-۱۱۲۰) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حسن بن محمد بن علی کہتے ہیں:

ایک دن گریہ کرتا ہوا ایک شخص حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا (درحالانکہ اس کے اعضاء بدن لرز رہے تھے) اور امام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔

اے رسول خدا کے فرزند! حاکم نے میرے بیٹے کو آپ کی محبت کے الزام میں گرفتار کرلیا ہے اور اپنے سپاہیوں کے حوالے کرتے ہوئے حکم دیا ہے کہ اسے فلاں پہاڑ سے نیچے پھینکا جائے اور پہاڑ کے نیچے دفن کر دیا جائے۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

"تم کیا چاہتے ہو؟"

اس نے عرض کیا: میرے آقا! میں وہی چاہتا ہوں جو ایک مہربان باپ، اپنے بیٹے کے لیے چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

اذھب فان ابنك یاتیك غدا اذا امسیت و یخبرك بالعجب من افتراقه.

"جاؤ کل رات تمہارا بیٹا آ جائے گا اور اپنی جدائی کے بارے میں تجھے حیران کن خبر سنائے گا"

وہ شخص خوش و خرم حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت سے رخصت ہوا، اگلی رات رہ بہترین اور خوبصورت ترین حالت میں واپس آیا، وہ شخص اپنے بیٹے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا، اس نے اپنے بیٹے سے کہا: مجھے اپنی سرگذشت سناؤ کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے؟

اس نے کہا: ابا جان فلاں سپاہی مجھے گرفتار کر کے فلاں پہاڑ کے دامن میں لے گیا تھا، ہم کل رات سے ابھی تک وہاں پر ہی تھے، اسے حکم دیا گیا تھا کہ آج رات ادھر ہی رہے، اگلی صبح مجھے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دے اور جو قبر وہاں پر کھودی گئی ہے، اس میں دفن کردے۔

اس کام کو انجام دینے کے لیے کچھ لوگوں کو ہماری حفاظت پر مامور کیا گیا تھا، میں نے وہاں پر گریہ کرنا شروع کیا، اچانک وہاں دس افراد پر مشتمل ایک گروہ آیا جس کے چہرے انتہائی خوبصورت تھے، انہوں نے صاف ستھرے اور پاکیزہ لباس پہنے ہوئے تھے اور اپنے آپ کو پاکیزہ خوشبو سے معطر کیا ہوا تھا، میں نے آج تک ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، میں انہیں دیکھ رہا تھا، لیکن حکومتی مامور انہیں نہیں دیکھ پا رہے تھے، انہوں نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: کیوں گریہ کر رہے ہو؟ یہ گریہ و زاری اور بے صبری و التماس گوئی کس لیے؟

میں نے کہا: کیا آپ کو وہ تیار شدہ قبر اور پہاڑ کی بلندی نظر نہیں آ رہی ہے؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ یہ ظالم سپاہی مجھے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا کر اس قبر میں دفن کرنا چاہتے ہیں؟

انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ ہاں جو شخص تمہیں پہاڑ سے نیچے پھینکنا چاہتا ہے اگر تمہاری جگہ پر ہم اسے پھینک دیں تو کیا رسول خداؐ کے حرم میں نوکری قبول کرو گے؟

میں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! وہ اس سپاہی کی طرف بڑھے اور پکڑ کر پہاڑ کی طرف گئے وہ آہ و فریاد بلند کر رہا تھا، جبکہ اس کے ساتھی اس کی آواز نہیں سن رہے تھے، وہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اور وہاں سے نیچے گرا دیا، اس کی تمام ہڈیاں جدا جدا ہو گئیں اور پہاڑ کے دامن میں بکھر گئیں۔

اس کے ساتھی اس کی طرف دوڑے، انہوں نے رونا دھونا شروع کر دیا اور مجھے چھوڑ دیا۔

ان دس افراد نے مجھے سپاہیوں سے نجات دلائی اور اپنے ہمراہ لے کر آپ کے پاس پہنچے ہیں، فی الحال وہ باہر میرے منتظر کھڑے ہیں، تاکہ میں حرم رسول خداؐ میں جا کر خدمت گزاری کے فرائض انجام دوں۔

اس کا باپ حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور پورا واقعہ گوش گزار کیا۔

زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ کچھ سپاہیوں نے اس سپاہی کو گرفتار کیا اور اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر نیچے گرا دیا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے اس قبر میں دفن کر دیا جو اس نوجوان کے لیے کھودی گئی تھی۔

اس دوران حضرت ہادی علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

انهم لا يعلمون ما نعلم۔

''جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے'' (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۴۳)

امامؑ کا عجیب معجزہ

(۱۱۲۱-۶) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے

متوکل کا غلام بنام زرافہ کہتا ہے: ایک دن ہندوستان سے ایک شعبدہ باز شخص متوکل کے پاس آیا، وہ شعبدہ بازی پر مکمل مہارت رکھتا تھا، میں نے آج تک ویسا ماہر شعبدہ باز نہیں دیکھا تھا۔ متوکل بھی شعبدہ بازی کو پسند کرتا تھا، اس نے ارادہ کیا کہ اس شعبدہ باز کے ذریعے حضرت امام ہادی علیہ السلام کو شرمندہ کرے، اسی لیے متوکل نے اس مرد سے کہا: اگر تم نے انہیں شرمندہ کر لیا تو تمہیں ایک ہزار درہم بطور انعام دوں گا۔

اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نے ایک محفل منعقد کی، جس میں آنحضرت کو بھی مدعو کیا گیا، تمام لوگ اکٹھے ہو گئے، دسترخوان بچھایا گیا، متوکل بیٹھ گیا، میں بھی اس کی بغل میں بیٹھ گیا، تمام حاضرین وہاں پر بیٹھ گئے، حضرت امام ہادی علیہ السلام بھی تشریف فرما ہوئے، آنحضرت کے دائیں طرف ایک گاؤ تکیہ رکھا ہوا تھا جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی، شعبدہ باز بھی اسی گاؤ تکیے کے پاس بیٹھ گیا۔

دسترخوان پر کچھ باریک پکی ہوئی روٹیاں رکھی ہوئی تھیں، جب آنحضرت نے چاہا کہ روٹی کا ٹکڑا اٹھائیں، اس شعبدہ باز نے ایسا کام کیا کہ روٹی ہوا میں اڑی، حضرت نے چاہا کہ دوسری روٹی اٹھائیں اس شخص نے پھر وہی کام کیا اور روٹی ہوا میں لٹک گئی، آنحضرت نے تیسری روٹی اٹھانا چاہی تو پھر بھی آنحضرت کے ساتھ وہی کچھ ہوا، اس شخص نے روٹی کو ہوا میں اڑا دیا، تمام حاضرین ہنس پڑے۔

اس دوران حضرت امام ہادی علیہ السلام نے گاؤ تکیے پر بنی ہوئی شیر کی تصویر پر اپنا دست مبارک مارا اور فرمایا: ''خذیہ، اس مرد کو پکڑ لو''

اچانک شیر ظاہر ہوا، شعبدہ باز کو نگلا اور اپنی جگہ پر واپس چلا گیا،

تمام حاضرین یہ دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے، حضرت امام ہادی علیہ السلام جانے کے لیے اٹھے، متوکل نے کہا: میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ اس شخص کو واپس پلٹا دیں۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

واللہ لا تراہ بعدھا، (أ) تسلط اعداء اللہ علی اولیآء اللہ۔

''خدا کی قسم آج کے بعد اسے نہیں دیکھ سکو گے (پھر متوکل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا) کیا تم دشمنان خدا کو اس کے دوستوں پر مسلط کرنا چاہتے ہو؟''

حضرت نے اتنا فرمایا اور وہاں سے باہر نکل گئے اس دن کے بعد وہ شخص بھی کہیں نہیں دیکھا گیا۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۵۵، الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۰۳)

ایمان اور اسلام میں فرق

(۱۱۲۲۔۷) مسعودی اپنی کتاب ''مروج الذہب'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو دعامہ کہتے ہیں:

جن ایام میں حضرت امام ہادی علیہ السلام زہر ستم سے مسموم اور مریض ہو گئے تھے کہ جس کی وجہ سے آپؑ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے، میں آنحضرت کی عیادت کے لیے ان کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، تیمارداری کے بعد جب آپ کی خدمت سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا:

''اے ابادعامہ! اس عیادت کی وجہ سے آپ نے میرے اوپر حق پیدا کر لیا ہے، کیا یہ نہیں چاہتے ہیں کہ میں آپ کو حدیث کے ذریعے ارشاد و مسرور کروں؟''

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں اے فرزند رسولؐ! بے شک میں اس لطف کا انتہائی شائق اور محتاج ہوں۔ آپؑ نے فرمایا:

میں نے عرض کیا: کیا لکھوں؟

لکھیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الایمان ما وقر فی القلوب، و صدقته الاعمال، والاسلام ما جری علی اللسان، وحلت به المنا کحة۔

"اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ ایمان وہ ہے جو دلوں میں جاگزین ہوتا ہے اور اعمال اُس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسلام وہ ہے جو صرف زبان پر جاری ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے نکاح کرنا حلال ہوجاتا ہے"

ابو دعامہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے فرزند! خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ ان دونوں میں سے کون سا بہتر ہے،

آپ نے فرمایا:

انها لصحیفة بخط علی بن ابی طالب علیه السلام واملا ورسول اللهﷺ توارثها صاغراً عن کابر۔

"یہ صحیفہ رسول خداؐ نے املاء کروایا اور حضرت علی علیہ السلام نے تحریر کیا ہے یہ ہمارے بزرگوں کی طرف سے ہم چھوٹوں کے پاس بطور میراث پہنچا ہے"

(بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۰۸)

ابوہاشم جعفری کا دعویٰ

(۱۱۲۳۔۸) جناب قطب راوندی اپنی کتاب "الخرائج" میں تحریر کرتے ہیں:

محمد بن حسن بن اشتر علوی کہتے ہیں: میں بچپنا گزار چکا تھا، اپنے باپ کے ہمراہ متوکل کے دروازے پر گیا، جبکہ ہمارے ساتھ ملک کے فوجیوں اور افسروں کے علاوہ آل ابوطالب اور بنی عباس کے کچھ لوگ بھی تھے، وہاں پر مرسوم یہ تھا کہ حضرت ہادی علیہ السلام تشریف فرما ہوتے تو تمام لوگ آنحضرت کے احترام میں اپنے گھوڑوں سے نیچے اتر جاتے۔

ایک شخص نے اعتراض کیا کہ ہم اس نوجوان کی خاطر کیوں اپنی اپنی سواری سے نیچے اتریں؟ حالانکہ وہ نہ تو شرافت میں ہم سے بہتر ہے اور نہ ہی سن کے اعتبار سے ہم سے بڑا ہے اور نہ ہی کوئی ہم سے زیادہ صاحب علم و دانش ہے؟

تمام نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! آج کے بعد اس کے احترام میں اپنی سواری سے نہیں اتریں گے۔

ابوہاشم جعفری ان لوگوں کے اس احمقانہ بات کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ حضرت امام ہادی علیہ السلام تشریف لے آئے، جب ان سب کی نگاہیں آنحضرت پر پڑیں تو تمام کے تمام آپ کے احترام میں اپنی سواری سے نیچے اتر آئے۔

ابو ہاشم ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں: کیا تم لوگ ہی نہیں تھے، جنہوں نے ارادہ کیا تھا کہ ان کے احترام میں اپنی سواریوں سے نیچے اتریں گے؟ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نیچے اتر آئے ہو؟

ان سب نے کہا: خدا کی قسم! ہمیں اپنے آپ پر قابو نہیں رہا، ہم بے اختیار اپنی سواریوں سے نیچے اتر آئے ہیں۔
(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۷۵، بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۴۸)

امامؑ کے حکم سے صحرا میں چشمہ اور درخت

(۱۱۲۵۔۱۰) مذکورہ کتاب میں ہے کہ ابو محمد بصری، ابراہیم بن محمد کاتب کے بیٹے کے ماموں ابو العباس سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ہم لوگ حضرت امام ہادی علیہ السلام کی امامت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ ابو العباس میری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: اے ابو محمد! اس بارے میں میرا کسی پر اعتقاد نہیں ہے، بلکہ میرا بھائی اور دوسرے لوگ جو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں، میں ہمیشہ ان پر نکتہ چینی کرتا ہوں، ان کی مذمت کرتا اور گالیاں دیتا ہوں۔ ایک دن متوکل کی طرف سے میری ڈیوٹی ان لوگوں کے ہمراہ لگ گئی جنہیں حکم دیا گیا کہ حضرت امام ہادی علیہ السلام کو حاضر کیا جائے۔

ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، شہر میں داخل ہوئے، جب ان کی خدمت میں پہنچے تو ماموریت کے مطابق وہاں سے روانہ ہوئے، کئی منزلیں طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے، بالآخر ایک ایسے مقام پر پہنچے، جہاں پر موسم سخت گرم تھا، ہم نے آنحضرت نے گزارش کی کہ یہاں پر کچھ دیر رک جائیں۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

ہم وہاں سے آگے بڑھے، ابھی تک ہم نے نہ کچھ کھایا تو اور نہ پیا، گرمی میں شدت آ گئی، بھوک و پیاس نے ہمیں بدحال کر دیا، سفر طے کرتے ہوئے ہم ایک ایسے منطقے میں پہنچے جو صحرا تھا، دور تک کوئی شے نظر نہیں آ رہی تھی، نہ کوئی پانی تھا اور نہ ہی کوئی درخت کہ جس کے سائے میں کچھ دیر استراحت کرتے، ہماری نگاہیں آنحضرتؑ پر لگی ہوئی تھیں۔

اس دوران آنحضرت ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

''کیا ہو گیا ہے؟ میں گمان کر رہا ہوں کہ تم پیاسے اور بھوکے ہو؟''

ہم نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! اے آقا و مولیٰ ہم تھک چکے ہیں۔

آپ نے فرمایا: یہاں پر اتریں، قیام کریں اور کھائیں پئیں۔

میں آنحضرت کی یہ بات سن کر حیران رہ گیا، کیونکہ ہم ایسے صحرا میں تھے جو آب وعلف سے خالی تھا، وہاں پر نہ کوئی درخت تھا کہ جس کے سائے میں استراحت کرتے اور نہ ہی کوئی چشمہ تھا کہ جس کے پانی سے استفادہ کرتے۔

تھوڑی دیر کے لیے ہم سوچ میں ڈوب گئے: آپ نے فرمایا:

"تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ اتر آؤ"

میں نے جلدی سے قافلے کو روکا، تاکہ اپنی سواریوں کو بٹھائیں۔ اچانک متوجہ ہوا کہ دو بہت بڑے درخت ہیں، جن کے سائے میں بہت زیادہ لوگ استراحت کر سکتے ہیں، پھر اچانک متوجہ ہوئے کہ ایک چشمہ زمین پر جاری ہے جس کا پانی انتہائی خوش گوار اور ٹھنڈا تھا۔ درحالانکہ ہم اس منطقے کے بارے میں اچھی طرح سے جانتے تھے کہ وہ ایک وسیع وعریض صحرا ہے۔

ہم اپنی سواریوں سے اترے، وہاں پر قیام کیا، کھانا کھایا، پانی پیا اور کچھ دیر استراحت کی۔

البتہ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کا وہاں سے متعدد بار گذر رہا، اس وقت میرے دل میں کئی حیران کن خیالات آئے، میں نے بڑی دقیق نظروں سے آنحضرت کو دیکھا اور کچھ مدت کے لیے ان کے بارے میں فکر میں غرق ہو گیا۔ جب میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت نے مسکرا کر اپنا چہرہ مبارک میری طرف سے پھیر لیا۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: خدا کی قسم! میں ہر حال میں تحقیق کروں گا کہ وہ کس شخصیت کے مالک ہیں؟

جب وہاں سے روانہ ہونے کا وقت قریب آیا تو میں نے ایک درخت کے نیچے تلوار زیر خاک چھپا دی اور بطور نشانی وہاں پر دو پتھر رکھ دیئے۔ پھر میں نے نماز کے لیے وضو کیا۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"کیا آرام کر لیا ہے"؟ میں نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: بسم اللہ! اب یہاں سے کوچ کریں۔

ہم نے اپنا سامان سمیٹا اور وہاں سے روانہ ہوئے، جب ہم نے کچھ فاصلہ طے کر لیا تو میں وہاں سے واپس لوٹا، وہ جگہ تلاش کی جہاں پر نشانی رکھی ہوئی تھی، وہ جگہ تو مل گئی لیکن وہاں درخت نہ تھے نہ کوئی چشمہ، ایسے لگ رہا تھا گویا اس منطقے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی ہے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر میں حیران و سرگردان ہو گیا، میں نے ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنحضرت کی محبت، ان پر ایمان اور ان کی شناخت و معرفت پر ثابت قدم و استوار رکھے، اس کے بعد قافلے کی طرف روانہ ہوا اور ان تک پہنچا۔

جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے ابو العباس! کیا تم نے تحقیق کر لی؟"

میں نے عرض کیا: ہاں، میرے آقا! بے شک میں اس بارے میں مشکوک تھا، لیکن اب میں آپ کے وسیلہ سے دنیا و

آخرت میں کسی کا محتاج نہیں ہوں۔

آپ نے فرمایا:

ھو کذلک، ھم معدودون، معلومون لا یزید رجل ولا ینقص۔

"ہاں ایسے ہی ہے، ہمارے شیعہ گنے چنے اور شناخت شدہ لوگ ہیں کہ نہ تو ان میں سے کوئی شخص کم ہوگا اور نہ زیادہ"

(الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۱۵، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۱۵۶)

امامؑ اپنے بیٹے جعفر کی پیدائش پر خوش نہیں ہوئے

شیخ صدوق اپنی کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں فاطمہ بنت محمد بن ہیثم کہتی ہیں:

جس وقت حضرت امام ہادی علیہ السلام کے فرزند جعفر کی پیدائش کا وقت تھا، میں حضرت کے گھر میں موجود تھی، میں نے دیکھا کہ تمام گھر والے اس بچے کے متولد ہونے پر خوش وخرم اور مسرور ہیں، لیکن حضرت امام ہادی علیہ السلام خوش نہیں تھے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا ومولیٰ! آپ کیوں اس بچے کی ولادت پر خوش حال ومسرور نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا:

یھون علیک امرہ فانہ سیضل خلقا کثیراً

"اس کا امر تیرے اوپر آسان ہے، کیونکہ اس کے وسیلہ سے بہت لوگ گمراہ ہوں گے"

(کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۳۲۱، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۳۱، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۵)

آئمہ کے پاس بہتر اسماء اعظم کا علم

(۱۱۲۷۔۱۲) علی بن محمد نوفلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ہادی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

اسم اللہ الاعظم ثلاثۃ واسبعون حرفا، وانما کان عند آصف منہ حرف واحد فتکلم بہ فانخرقت لہ الارض فیما بینہ و بین سبا فتناول عرش بلقیس حتی صیرہ الی سلیمان بسطت لہ الارض فی اقل من طرفۃ عین، وعندنا منہ اثنان و سعون حرفا، وحرف واحد عند اللہ عزوجل استأثر بہ فی علم الغیب۔

"اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم تہتر (۷۳) حرف ہیں کہ ان میں سے ایک آصف بن برخیا کے پاس صرف ایک حرف تھا، اسے پڑھنے سے زمین اور اس اور ملکہ سبا کے درمیان سکڑ گئی اور اس نے تخت بلقیس کو

حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ اس کے بعد زمین دوبارہ پھیل گئی، یہ سب کچھ چشم زدن سے کم مدت میں انجام پایا، لیکن ان اسماء اعظم میں سے ہمارے پاس (۷۲) اسم ہیں، اور ایک حرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کہ اس نے اسے اپنے علم غیب میں رکھا ہوا ہے"

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۵، بحارالانوار جلد ۵ صفحہ ۱۶۷)

ہوا امامؑ کی خدمت گزار

(۱۱۲۸۔۱۳) کتاب "مناقب" میں آیا ہے کہ سلیمہ کاتب کہتے ہیں:

متوکل کے ایک خطیب بنام "ہرسیہ" نے متوکل سے کہا: آپ کے ساتھ کوئی بھی اس طرح سے سلوک نہیں کرتا ہے، جس طرح سے لوگ علی بن محمد کے ساتھ کرتے ہیں۔ جب وہ آپ کے گھر میں داخل ہوتے ہیں تو تمام کے تمام لوگ ان کی خدمت میں لگ جاتے ہیں اور ہمیشہ ان کے ورود کے وقت پردہ ایک طرف کھینچ دیتے ہیں۔

متوکل نے تمام دربانوں کو حکم دیا کہ آج کے بعد کوئی بھی ان کی خدمت نہیں کرے گا اور نہ ہی پردہ پیچھے ہٹائے گا۔ کسی نے مطلع کیا کہ علی بن محمد آنے والے ہیں پس نہ تو کوئی ان کے احترام کرے اور نہ ہی پردہ ہٹائے، جب حضرت امام ہادی علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے تو ہوا کا جھونکا آیا اور پردہ خود بخود ایک طرف پلٹ گیا، آنحضرت داخل ہوئے، جب آپ تشریف لے جانے لگے تو پھر ویسے ہی ہوا۔

متوکل نے کہا: آج کے بعد ان کے آنے پر پردہ ہٹایا جائے، میں نہیں چاہتا کہ یہ کام ہوا کرے۔ (المناقب جلد ۴ صفحہ ۴۰۶، بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۰۳)

امام ہادیؑ کی خانہ تلاشی

(۱۱۲۹۔۱۴) مسعودی "مروج الذہب" میں لکھتا ہے: متوکل کو گزارش پہنچائی گئی کہ حضرت امام ہادی علیہ السلام کے گھر میں کچھ خطوط اور اسلحہ ہے جو قم کے شیعوں نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے ان کا ارادہ ہے کہ متوکل کی حکومت کے خلاف قیام کریں۔

متوکل نے ترک سپاہیوں کے ایک تعداد امام کے گھر کی طرف بھیجی، ان لوگوں نے رات کے وقت آنحضرت کے گھر پر حملہ کر دیا اور خانہ تلاشی شروع کی، انہیں کچھ بھی نہ ملا، ان لوگوں نے امام علیہ السلام کو ایک کمرے میں تنہا دیکھا کہ آپ نے اونی لباس پہنا ہوا ہے اور پتھروں پر بیٹھے عبادت خدا اور آیات الٰہی کی تلاوت میں مشغول ہیں۔ امامؑ کو اسی حالت میں متوکل کے پاس لایا گیا اور اسے بتایا گیا کہ ان کے گھر سے کچھ بھی برآمد نہیں ہوا، فقط آپ رو بقبلہ قرآن کی تلاوت میں مصروف تھے متوکل نے بادہ خواری کی

محفل سجائی ہوئی تھی، شراب کا پیالہ اس کے ہاتھ میں تھا، جب اس نے آنحضرت کو دیکھا تو آپ کی ہیبت وجلالت اس پر طاری ہوئی، وہ بے اختیار اٹھا اور آنحضرت کی تکریم وتعظیم کی اور انہیں اپنے پاس بٹھایا۔

وسوسہ شیطانی کا جواب

(۱۱۳۰-۱۵) کتاب "الصراط المستقیم" میں لکھتے ہیں کہ احمد بن ہارون کہتا ہے:

میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، آنحضرت گھوڑے سے نیچے اترے تا کہ کچھ تحریر کریں، اس دوران گھوڑا تین بار ہنہنایا۔

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے فارسی زبان میں فرمایا:

"فلاں جگہ جاؤ اور پیشاب ولید کر کے واپس آ جاؤ"

گھوڑے نے ایسا ہی کیا۔

میں یہ سارا کچھ دیکھ رہا تھا، میرے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور میں نے اس کام کو ایک عظیم کام سمجھا، اس دوران حضرت امام ہادی علیہ السلام میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

لا یعظم علیك انما اعطی اللہ آل محمد ﷺ اکبر مما اعطی داود وسلیمان۔

"اس کام کو بڑا مت سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آل محمدؐ کو اس سے عظیم تر معجزات عطا کیے ہیں جو حضرت سلیمان اور داؤد کو دیئے گئے تھے"

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۰۴)

فتح ابن یزید سے امامؑ کی تفصیلی گفتگو

(۱۱۳۱-۱۶) بلند مرتبہ دانشور علی بن عیسیٰ اربلی اپنی کتاب "کشف الغمہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ فتح بن یزید گرگانی کہتے ہیں:

جب میں مکہ سے خراسان کے لیے عازم ہوا تو راستے میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کے ساتھ ہمسفر ہوا، آنحضرت عراق جا رہے تھے، میں نے سنا کہ آنحضرت نے فرمایا:

من اتقی اللہ یتقی، ومن اطاع اللہ یطاع۔

"جو خدا سے ڈرتا ہے دوسرے لوگ اس سے خوف کھاتے ہیں اور جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو دوسرے لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں"

حضرت کے اس کلام سے مجھے خوشی ہوئی، لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ ان کی خدمت میں شرفیاب ہو جاؤں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا: آنحضرت نے سلام کا جواب دیا اور اجازت فرمائی کہ ان کے محضر مبارک میں بیٹھ جاؤں جب میں بیٹھ گیا تو آپ نے سب سے جو ارشاد فرمایا، وہ یہ تھا۔

یا فتح! من اطاع الخالق لم یبال لسبنحط المخلوق، ومن اسخط الخالق فایقن ان یحل به الخالق سمخط المخلو۔

وان الخالق لا یوصف الا بما وصف به نفسه، وانی یوصف الخالق الذی یعجزا لحواس ان تدرکه، والاوهام ان تناله، والخطرات ان تحده والابصار عین الاحاطة به۔

''اے فتح! جو خالق کی اطاعت کرتا ہو وہ بندوں کے غصے سے نہیں ڈرتا ہے اور جو کوئی خالق کو خشم میں لے آئے، پس وہ یقین سے جان لے کہ اللہ تعالیٰ اسے مخلوق کے خشم میں گرفتار کرے گا''

مطالب دوم: مشکلات سے نجات حاصل کرنے کی دعا

سید جلیل القدر جناب سید بن طاؤس اپنی کتاب ''مہج الاعوات'' میں لکھتے ہیں کہ یسع بن حمزة قمی کہتے ہیں:

معتصم عباسی کے وزیر عمرو بن مسعدة نے مجھ سے کہا: یہ فاعل تمہارے اوپر سختی کرنے کے بارے میں ہیں۔

انہوں نے مجھے گرفتار کر لیا، میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور گلے میں طوق ڈال کر زندان میں بند کر دیا ہے، میں ڈر گیا کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے اور میرے اموال ضبط کر لیں گے، اسی وجہ سے میں نے ایک خط میں سب کچھ لکھا، حضرت امام ہادی علیہ السلام سے شکوہ کیا، نیز آنحضرت سے گزارش کی کہ میری مشکل حل فرمائیں۔

میرے مولیٰ آقا حضرت امام ہادی علیہ السلام نے جوابی خط میں مرقوم فرمایا:

''تجھے کوئی خطرہ نہیں ہے، کوئی مہم چیز نہیں ہے، جو دعا لکھ کر تمہیں بھیج رہا ہوں، اسے پڑھتے رہو اور ان کلمات کے ذریعے خدا کی حمد و ثناء کرتے رہو، کہ جس مشکل میں تم گرفتار ہو اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہیں نجات عطا کرے اور تیری مشکل آسان فرمائے، کیونکہ یہ ایسی دعا ہے جسے آل محمدؐ بلاؤں کو نازل ہونے، دشمن کے آشکار ہونے اور فقر و تنگی کے وقت پڑھتے ہیں''

یسع بن حمزہ کہتے ہیں: دن کی ابتداء تھی کہ میں نے اس دعا کو پڑھنا شروع کیا جو میرے مولیٰ نے لکھ کر بھیجی تھی۔ خدا کی قسم! ابھی دن کا زیادہ حصہ نہیں گذرا تھا کہ ایک سپاہی آیا اور کہتا ہے: تمہیں وزیر بلا رہا ہے۔

میں وزیر کے پاس گیا، جب اس کی نگاہ مجھ پر پڑی تو مسکرایا اور حکم دیا کہ ہتھکڑیاں اور طوق اتار دیئے جائیں، اس کے حکم کے مطابق میرے لیے ایک فاخرہ لباس لایا گیا، اس نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا اور میرے ساتھ باتیں کرنے اور مجھ سے عذرخواہی کرنے لگا۔

اس نے تمام اموال جو چھینے تھے واپس کر دیئے۔ بہترین انداز سے میری آؤ بھگت کی، اس کے بعد نہ صرف یہ کہ مجھے اس منطقے میں بھیج دیا جو میرے کنٹرول میں تھا اس میں اضافہ کر دیا۔

وہ دعا جو میرے آقا و مولیٰ حضرت امام ہادی علیہ السلام نے تحریر فرمائی تھی۔

تیرھواں باب

حضرت حسن بن علی امام عسکری علیہ السلام

امام دلوں کے راز سے جانتے ہیں

(۱۱۳۲-۱) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں تحریر کرتے ہیں:

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: ایک دن میرے مولا و آقا حضرت امام حسن عسکری اپنے مرکب پر سوار ہو کر صحرا کی طرف روانہ ہوئے، میں بھی مرکب پر سوار ہو کر آنحضرت کے ہمراہ روانہ ہوا، آنحضرت آگے آگے اور میں ان کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا، اچانک مجھے لیا ہوا قرض یاد آ گیا اور اس فکر میں ڈوب گیا کہ اسے کیسے ادا کروں گا؟

اچانک امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اللہ یقضیه

اللہ تعالیٰ اسے ادا کر دے گا۔

پھر گھوڑے کی زین سے نیچے جھکے اور ہاتھ میں لیے ہوئے تازیانے کے ساتھ زمین پر لکیر کھینچی اور فرمایا:

یا اباہاشم! انزل فخذ و اکتم۔

"اے اباہاشم! نیچے اترو، اسے پکڑو اور چھپالو۔"

میں اپنے گھوڑے سے اترا، کیا دیکھتا ہوں کہ سونے کی کشتی ہے، میں نے اسے اٹھا کر اپنی خورجین میں رکھ دیا، اس کے بعد ہم نے اپنا سفر جاری رکھا، میں دوبارہ اس فکر میں غرق ہو گیا اور آپؑ سے کہا: اگر اس سونے کی قیمت میرے قرض کے مطابق ہو گئی تو بہت اچھا ہے ورنہ ضروری ہے کہ قرض دینے والے شخص کو اسی پر راضی کروں اور ابھی سے موسم سرما کے اخراجات یعنی لباس وغیرہ کی فکر کروں۔

یہی بات میرے ذہن میں آ رہی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ امام علیہ السلام دوبارہ زین سے جھکے اور اپنے تازیانے سے لکیر کھینچی اور فرمایا:

انزل فخذو اکتم

"اترو، اٹھالو اور چھپاؤ"

میں دوسری مرتبہ اپنے گھوڑے سے اترا، چاندی کی بنی کشتی اٹھائی اور اپنی خورجین میں رکھ دی، اس کے بعد آنحضرت تھوڑا سا اور آگے گئے اور پھر اپنے گھر کی طرف واپس ہو لیے۔

میں بھی اپنے گھر آیا، گھر پہنچ کر میں نے قرض کا حساب کیا، اس کے بعد طلائی کشتی کا وزن کیا اور اس کی قیمت کا اندازہ لگایا، اس کی قیمت اتنی ہی بنی جتنا میں نے قرض دینا تھا، اس سے تھوڑی سی بھی کم یا زیادہ نہیں ہوئی۔

کتاب "الثاقب فی المناقب" کے مولف اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

اگر کوئی اس حدیث میں غور وفکر کرے تو خود بخود دیکھ جائے گا کہ یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے کہ آپ جو کچھ کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ کرتے اس کی خبر دے دیتے سے کہیں بالاتر ہے، البتہ یہ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۱۷ جلد ۲۰)

امامؑ کے لباس پر اعتراض کرنے کا خیال

(۱۱۳۴-۳) جناب شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "الغیبۃ" میں تحریر کرتے ہیں:

محمد بن احمد انصاری کہتے ہیں: مفوضین ومقصرین کے ایک گروہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بھیجا۔

کامل کہتے ہیں: میں نے اپنے آپ سے کہا: جب میں ان کے حضور مبارک میں شرفیاب ہوں گا تو پوچھوں گا کہ کیا صرف وہی شخص جنت میں جاسکے گا جس کی شناخت وگفتار میری شناخت وگفتار کی طرح ہو؟

جب میں اپنے مولیٰ ابو محمدؑ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپؑ نے فاخرہ لباس پہنا ہوا ہے، میں نے اپنے آپ سے کہا: ولی وحجت خدا خود تو فاخرہ لباس پہنا ہوا ہے، میں نے اپنے آپ سے کہا: ولی وحجت خدا خود تو فاخرہ لباس پہنتے ہیں اور ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اپنے دینی بھائیوں کی مدد کرو، جبکہ ہمیں ایسا لباس پہننے سے روکتے ہیں؟

چونکہ میرے ذہن میں یہ خیال آیا تو آنحضرت مسکرائے اور اپنی آستینیں اوپر چڑھائیں، کیا دیکھتا ہوں کہ اس لباس کے نیچے سیاہ اون کا سخت لباس زیب تن کیا ہوا ہے، اس کے بعد فرمایا:

هذا لله وهذا لكم

یہ لباس اللہ تعالیٰ کے لیے اور یہ ہمارے لیے۔ (الغیبۃ طوسی صفحہ ۱۴۸، بحار جلد ۵۰ صفحہ ۲۵۳)

کیا قرآن مخلوق ہے؟

(۱۱۳۵۔۴) جناب قطب راوندی اپنی کتاب ''الخرائج'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں:

میں نے اپنے آپ سے کہا: میں یہ جاننا پسند کرتا ہوں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام قرآن کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ کیا ان کی نظر میں قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ (درحالانکہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے)

میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میرے مولیٰ میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

''کیا تمہیں حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول روایت کا علم نہیں ہے؟ کہ حضرت فرماتے ہیں''

لما نزلت "قل هو الله احد" خلق لها اربعة الف جناح فما كانت تر بملاء من الملائكة الا خشعوا لها؟ وقال هذا نسبة الرب تبارك و تعالى.

''جب سورہ قل ھو اللہ احد نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے چار ہزار پر پیدا کیے، وہ فرشتوں کے ہر گروہ کے سامنے سے گزرا، انہوں نے اس کے لیے خضوع وخشوع کیا اور کہا یہ رب تعالیٰ کی نسبت ہے''

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۲۸۶، بحارالانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۵۴)

جاثلیق اور پیغمبر کی ہڈی

(۱۱۳۶۔۵) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ علی بن حسن بن سابور کہتے ہیں:

ایک سال سامرہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں خشک سالی ہو گئی، خلیفہ نے محافظ اور تمام لوگوں کو حکم دیا کہ نماز استسقاء پڑھنے کے لیے شہر سے باہر چلے جائیں۔

لوگ مسلسل تین دن تک نماز استسقاء کے لیے جاتے رہے، لوگوں نے دعا کی، لیکن کوئی بارش وغیرہ نہ برسی۔

چوتھے دن ایک جاثلیق اپنے ہمراہ کچھ مسیحیوں اور راہبوں کو لے کر صحرا کی طرف گیا، ان کے درمیان ایک ایسا راہب تھا کہ اس نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے تو بارش برسنا شروع ہو گئی، وہ اگلے روز پھر صحرا میں گیا، اس نے دعا مانگی اس دن بارش برسی، لوگوں نے جب ایسی صورت حال دیکھی تو وہ شک و تردید میں مبتلا ہو گئے اور دین مسیحیت کی طرف راغب ہونا شروع ہو گیا۔

یہ واقعہ خلیفہ تک پہنچا، وہ حضرت امام حسن عسکری سے مدد حاصل کرنے کے لیے مجبور ہو گیا، جب آنحضرت زندان میں تھے، اس نے ایک سپاہی کو آنحضرت کی خدمت اقدس میں بھیجا، آپؑ کو آزاد کر دیا اور کہا: اپنے جد کی امت کے حال پر رحم کریں کہ وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ حضرت امام حسن عسکری نے فرمایا:

"کل شہر سے باہر جاؤں گا، ان شاء اللہ ہر قسم کے شک و تردید کو ختم کر دوں گا"

تیسرے دن پھر خلیفہ راہبوں کے ہمراہ صحرا میں گیا، ادھر سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام بھی اپنے اصحاب کی ایک جماعت لے کر صحرا کی طرف گئے، جب آنحضرت کی نگاہ راہب پر پڑی کہ اس نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے ہوئے ہیں، آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس کا دایاں ہاتھ پکڑو اور اس کی انگلیوں کے درمیان جو کچھ ہے، وہ اس سے لے لو۔

غلام نے حکم امام پر عمل کیا، اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان سے سیاہ رنگ کی ایک ہڈی پکڑی۔

امام علیہ السلام نے وہ لے لی اور راہب سے کہا:

"اب بارش کے لیے دعا کرو؟"

راہب نے دعا کرنا شروع کی، آسمان پر بادل چھائے ہوئے بادل بھی ادھر ادھر بکھر گئے اور چمکتا ہوا سورج نکل آیا۔

خلیفہ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا: اے ابا محمد! یہ ہڈی کیسی ہے؟ آنحضرت نے فرمایا:

هذا رجل مر بقبر نبي من الانبياء فوقع الى يده هذا العظم وما كشف من عظم نبي الا وهطلت السماء بالمطر.

"یہ شخص انبیاء میں سے کسی نبی کی قبر کے قریب سے گزرا اور اس کے ہاتھ اس پیغمبر کی یہ ہڈی لگ گئی۔ کسی بھی پیغمبر کی ہڈی خدا کی بارگاہ ظاہر نہیں ہوتی، مگر یہ کہ بہت جلد آسمان سے بارش پڑتی ہے"

(الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۴۱، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۷۰، المناقب ۴ صفحہ ۴۲۵)

امامؑ نے سرمہ تجویز کیا

(۱۱۳۸-۶) کتاب "رجال کشی" میں ہے کہ محمد بن حسن کہتے ہیں:

میری آنکھ میں سخت تکلیف تھی، میں نے اپنے مولیٰ حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت اقدس میں خط لکھا اور التماس کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں۔

جب خط بھیج چکا تو پھر میں نے اپنے آپ سے کہا: کاش آنحضرت سے پوچھتا کہ میری آنکھ کے لیے کوئی سرمہ تجویز کر فرماتے۔

آنحضرت کی طرف سے ان کے دست مبارک سے لکھا ہوا جواب موصول ہوا چونکہ میری ایک آنکھ اندھی تھی، اس میں میری آنکھ کے لیے دعا فرمائی اور اس کے بعد لکھا۔

اردت ان اصف لك كحلا، عليك مع الاثمد كافوراً وتوتيا، فانه يجلو ما فيها من

العشا ویبیس الرطوبۃ۔

"تم نے خواہش کی تھی کہ تمہارے لیے کوئی سرمہ تجویز کروں، تم معبر سرمے کا پتھر، توتیا اور کافور لے کر مخلوط کرو اور اس سے سرمہ تیار کرو، اسے اپنی آنکھ میں ڈالو، یہ سرمہ آنکھ کے اندر موجود تار کو ختم کر دیتا ہے، آنکھ کو جلا بخشتا ہے اور رطوبت کو بھی ختم کرتا ہے"

محمد بن حسن کہتے ہیں: میں نے اپنے مولیٰ کے حکم کے مطابق سرمہ تیار کیا، جس سے میری آنکھ ٹھیک ہوگئی، خدا کا بے حد مشکور ہوں۔ (رجال کشی جلد ۲ صفحہ ۵۱۸، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۹۹)

امامؑ کی خواب میں گفتگو

(۱۱۳۸۔۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ فضل بن حارث کہتے ہیں:

میں سامرہ میں موجود تھا، جب حضرت امام ہادی علیہ السلام کا جنازہ باہر لایا گیا تو میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کے سوگ میں گریبان چاک کیے ہوئے چل رہے تھے۔

میں ان کی عظمت و بزرگی کہ وہ ایسی عظمت کے لائق تھے کی وجہ سے حیران و ششدر تھا، نیز میں ان کے خوبصورت گندمی چہرے سے بھی تعجب بھی تھا جس کا رنگ فق تھا، ان پر آنے والے دکھ کی وجہ سے میرا دل بہت پریشان تھا، اسی رات میں نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا:

اللون الذی تعجبت منہ اختیار من اللہ لخلقہ یختبر بہ کیف یشاء وانہا ھی لعبرۃ لاولی الابصار، لا یقع فیہ علی المختبر ذم، ولسنا کالناس فنتعب مما یتعبون، نسال اللہ الثبات ونتفکر فی خلق اللہ فان فیہ متسعا، واعلم ان کلامنا فی النوم مثل کلامنا فی الیقظۃ۔

"تم میرے چہرے کے رنگ کی وجہ سے جو پریشان ہوئے ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کا امتحان ہے، وہ جس طرح چاہے آزمائش کرتا ہے، اور جس کی آزمائش ہو چکی ہو اس کے لیے کوئی مذمت نہیں، ہم لوگوں کی طرح نہیں ہیں، کہ ان کی طرح غم سے دوچار ہوں، میں خداوند متعال سے ثابت قدمی اور اس کی مخلوق میں تفکر کا خواستار ہوں، کیونکہ اس میں ایسی وسعت ہے، آگاہ ہو جاؤ! کہ خواب میں ہمارے گفتگو بیداری کی حالت میں گفتگو کی طرح ہے"

(رجال کشی جلد ۲ صفحہ ۸۴۳، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۳۰۰)

یمنی مرد کے پاس سنگریزے پر آئمہ اسماء

(۱۱۳۹۔۸) صاحب مجمع البیان جناب شیخ ابوعلی طبرسی اپنی تالیف "اعلام الوریٰ" میں تحریر کرتے ہیں:

ابوہاشم جعفری کہتے ہیں: میں اپنے مولیٰ و آقا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، کہ یمن سے آنے والے ایک شخص کے لیے ملاقات کی اجازت مانگی گئی، آنحضرت نے اجازت مرحمت فرمائی، ایک تنومند، بلند قامت اور خوبصورت شخص داخل ہوا، اس نے اظہار ولایت و دوستی کرتے ہوئے امام علیہ السلام پر سلام بھیجا۔ حضرت نے اس کی دوستی و ولایت کو قبول کرتے ہوئے جواب دیا، اور بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی، وہ شخص میرے پہلو میں بیٹھ گیا، میں نے اپنے آپ سے کہا: کاش جان سکتا کہ یہ شخص کون ہے؟

اس وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

هذا من ولد الاعرابية صاحبة الحصاة التي طبع آبائي فيها بخوا تيمهم فانطبعت، فقد جاء بها معه يريد ان نطبع فيها۔

"یہ اس عربی عورت کا بیٹا ہے جس کے پاس ایک سنگریزہ تھا کہ میرے آباء اس پر مہر لگاتے رہے ہیں جو اس پر منقش ہے، ابھی وہ سنگریزہ اپنے ساتھ اس لیے لایا ہے کہ میں بھی اس پر مہر لگاؤں"

اس کے بعد آنحضرت یمنی شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"وہ سنگریزہ مجھے دو"

اس نے ایک سنگریزہ باہر نکالا اس کی ایک طرف صاف تھی، امام علیہ السلام نے اسے لیا اور اپنی مہر لگادی، اسی وقت آنحضرت کا نام اس پر منقش ہو گیا، گویا میں اب یہ دیکھ رہا تھا کہ اس پر لکھا ہوا تھا: الحسن بن علی۔

میں نے یمنی شخص کی طرف متوجہ ہو کر اسے کہا: کیا تم نے آج سے قبل حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا ہوا تھا؟

اس نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں ایک مدت سے عشق کی حد تک چاہتا تھا کہ ان کی زیارت کروں، کچھ دیر پہلے ایک نوجوان آیا تھا، جسے میں نہیں پہچانتا، اس نے مجھے کہا: اٹھو اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ، میں اٹھا اور ان کی خدمت میں شرف یاب ہوا ہوں۔

پھر وہ یمنی مرد اٹھا اور کہا: آپ اہل بیت علیہم السلام پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا حق امیر المومنین و امام المتقین علی بن ابی طالب اور ان کے بعد رجہ امامت پر فائز ہونے والے اماموں کی طرح لازم و واجب ہے، حکمت و امامت آپ پر منتہی ہوئی ہے، آپ وہی ولی خدا ہیں کہ آپ کی معرفت کے بارے میں کسی کا عذر قابل قبول نہیں ہے۔

میں نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: میرا نام کج بن صلت بن عقبہ بن سمعان بن غانم بن ام غانم ہے۔ غانم وہی یمنی خاتون ہیں، جن کے پاس، وہ سنگریزہ تھا کہ جس پر امیر المومنین علی علیہ السلام نے مہر لگائی تھی۔

بہشت کے دروازے کا نام "المعروف"

(۱۱۴۰۔۹) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں آیا ہے کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں:

میں نے اپنے مولا امام حسن عسکری علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"بے شک بہشت کا ایک دروازہ ہے، جسے معروف کہتے ہیں اس دروازے سے فقط نیکوکار ہی داخل ہوں گے"

میں نے اپنے دل میں خدا کا شکر ادا کیا اور اس بات پر بہت خوش ہوا کہ میں لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کے لیے زحمات و مشکلات برداشت کرتا ہوں۔

اس وقت امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے دیکھتے ہوئے فرمایا:

"ہاں، تم اپنے اس کام کو جاری رکھو، کیونکہ جو لوگ دنیا میں نیکوکار ہیں آخرت میں بھی وہی نیک ہیں، اے ابا ہاشم! خداوند متعال نے تمہیں ان میں سے قرار دیا ہے اور تیرے اوپر رحمت فرمائی ہے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۴۶، اعلام الوریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۸، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۵۸)

تصدیق ولایت کے بغیر کوئی مومن نہیں

(۱۱۴۱۔۱۰) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں:

میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تھا کہ محمد بن صالح ارمنی نے آیہ شریفہ

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ (سورۃ اعراف آیہ ۱۷۲)

اس وقت کو یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے فرزند آدم کی پشتوں سے" کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ اس کام کے ذریعے شناخت پروردگار کے بارے میں ثابت قدم و استوار رہے اور یہ کام محقق ہو گیا، لیکن انھوں نے حادثے کو بھلا دیا، البتہ بہت جلد یاد کریں گے، اگر اس کے علاوہ ہوتا تو کوئی بھی نہ سمجھ سکتا کہ خالق و رازق کون ہے"

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: میں اپنے دل میں اس عظیم نعمت پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی کو عطا کی ہے نیز ان کے علم و دانش کی وجہ سے حیران ہوا اور فکر میں ڈوب گیا، امام علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

الامر اعجب مما عجبت منه یا اباهاشم! واعظم ما ظنك بقوم من عرفهم عرف الله ومن انکرهم انکر الله ولا یکون مومنا حتی یکون لولایتهم مصدقا، وبمعرفتهم موقنا۔

"اے اباہاشم! مطلب تمہاری حیرانگی سے کہیں حیران کن تر اور عظیم تر ہے کہ جتنا تم خیال کرتے ہو، اس گروہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ جس نے بھی ان کی معرفت حاصل کر لی اور اس نے درواقع خدا کو پہچان لیا ہے اور جس کسی نے بھی ان کا انکار کیا درحقیقت اس نے خدا کا انکار کیا، ہرگز کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا، جب تک ان کی ولایت کی تصدیق نہ کرے اور ان کی معرفت پر یقین نہ رکھے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۶۷، کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۴۱۹)

اولیاء شر شیطان سے محفوظ

(۱۱۴۲۔۱۱) کتاب شریف "کافی" میں مذکور ہے کہ اقرع کہتے ہیں:

میں نے ایک خط حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں تحریر کیا کہ امام کو احتلام ہوتا ہے؟ جب میں نے خط بھیجا تو اپنے دل میں کہا: (احتلام شیطان کا کام ہے) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو شر شیطان سے محفوظ فرمایا ہے۔

خط کا جواب یوں ملا۔

حال الائمة فی المنام حالهم فی الیقظة، لا یغیر النوم منهم شیئا، وقد اعاذ الله عزوجل اولیاءمن الشیطان، کما حدثتك نفسك۔

"امام کی نیند میں وہی حالت ہے جو بیداری میں ہوتی ہے، نیند ان کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں کرتی، اسی طرح سے ہے جیسے تمہارے دل میں خیال آیا تھا، کہ اللہ نے اپنے اولیاء کو شر شیطان سے محفوظ فرمایا ہے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۷۰، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۴۶، بحار الانوار جلد ۵۰، صفحہ ۲۹۰، اصول الکافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۳)

بیٹا ہوگا یا بیٹی

(۱۱۴۳۔۱۲) جناب مسعودی کتاب "اثبات الوصیۃ" میں تحریر کرتے ہیں:

جعفر بن محمد بن موسیٰ کہتے ہیں: میں سامرہ میں خیابان کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو وہاں سے اس حالت میں گزرے کہ آپ مرکب پر سوار تھے، میں بہت زیادہ چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی فرزند عطا کرے، میں نے اپنے آپ سے کہا: کیا میں بھی صاحب اولاد ہو سکتا ہوں؟

امام علیہ السلام جب قریب سے گزرے تو اپنے سر کے اشارے سے فرمایا: ہاں، میں نے اپنے آپ سے کہا: کیا بیٹا ہوگا؟

امام علیہ السلام نے اپنے سر اقدار کے ذریعے ارشاد فرمایا: نہیں۔

اس واقعہ کے بعد میری زوجہ حاملہ ہوگئی اور اس کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

(اثبات الوصیہ صفحہ ۲۴۷، الخراج جلد ۱ صفحہ ۴۳۸، بحار الانوار جلد ۵۰، صفحہ ۲۶۸)

امام نے لونڈی خریدنے کے لیے دینار دیئے

(۱۱۴۴۔۱۳) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں آیا ہے:

حضرت امام سجاد علیہ السلام کی آل واولاد میں سے ایک شخص علی بن زید کہتے ہیں:

میں دار الخلافہ سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر تک ان کے ہمراہ تھا، آنحضرت اپنے گھر چلے گئے جب میں نے ان کی خدمت میں مرخص ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا:

"جلدی مت کرو اور کچھ دیر صبر کرو"

پھر آنحضرت اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور مجھے بھی اندر داخل ہونے کی اجازت فرمائی، میں داخل ہوا تو آپ نے مجھے دوسو دینار عطا کیے اور فرمایا:

صیرها فی ثمن جاریة، فان جاریتك فلانة قد ماتت۔

"ان پیسوں سے ایک لونڈی خریدو کیوں کہ تمہاری فلاں لونڈی فوت ہوگئی ہے"

درحالانکہ جب میں اپنے گھر سے نکلا تھا وہ کنیز بالکل صحیح وسالم تھی، جب میں گھر پہنچا تو میرے غلام نے کہا: فلاں لونڈی مر گئی ہے، میں نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا: پانی پی رہی تھی پانی نے اس کے سانس کی نالی بند کردی لہٰذا وہ دنیا سے رخصت ہوگئی ہے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۱۶، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۲۶، بحار الانوار جلد ۵۰، صفحہ ۲۴۶)

میراث میں مرد کے دو حصے کیوں

(۱۱۴۵۔۱۴) ابوہاشم جعفری کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ فہفکی نے آنحضرت سے پوچھا: عورت جو کہ کمزور وناتواں ہے اسے میراث سے ایک حصہ جبکہ مرد قوی ومضبوط ہے اسے دو حصے کیوں

ملتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا:

''کیونکہ عورت پر نہ تو جہاد ہے اور نہ ہی نان ونفقہ اور نہ ہی دیت، البتہ یہ سب کچھ مرد کے اوپر ہے''

ابو ہاشم کہتے ہیں: میں نے آپ سے کہا: میں نے سنا ہوا تھا کہ یہی سوال ابن ابی العوجاء نے حضرت امام جعفر سے پوچھا تو آنحضرت نے یہی جواب عنایت فرمایا تھا۔

میں یہی سوچ رہا تھا کہ امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

''ہاں، ابن ابی العوجا کا بھی یہی سوال تھا، اگر سوال کا مطلب ایک ہو تو اس کا جواب بھی ایک ہوگا''

جری لآخرنا ما جری لاولنا، واولنا وآخرنا فی العلم والامر سواء

''جو کچھ ہمارے اول کے لیے جاری ہوا ہے وہی ہمارے آخر کے لیے بھی ہے ہم سے پہلا اور آخری فرد علم وولایت کے اعتبار سے برابر ہے، البتہ رسول خداؐ اور امیر المومنین صلوات اللہ علیہما وآلہما کے کچھ اپنے مخصوص فضائل ہیں''

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۶۸۵، المناقب جلد ۳ صفحہ ۴۳۷، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۵۵)

امام عسکریؑ کنویں میں

(۱۱۴۶-۱۵) کتاب ''الانوار البہیہ'' میں مذکور ہے کہ روایت نقل ہوئی ہے:

حضرت امام حسن عسکریؑ علیہ السلام بچپن میں کنویں میں گر گئے تھے، جبکہ حضرت امام ہادیؑ علیہ السلام نماز میں مشغول تھے، عورتوں نے چیخ وپکار کی۔

جب امام نے نماز کا سلام پڑھا تو فرمایا: کوئی خوف وخطرہ نہیں ہے۔

انھوں نے دیکھا کہ پانی کنویں کے کناروں تک بلند ہوا ہے، حضرت امام حسن عسکریؑ پانی کے اوپر بیٹھے پانی کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ (الانوار البہیہ صفحہ ۳۱۱، الخرائج جلد ۱ صفحہ ۴۵۱، بحار الانوار جلد ۵۰ صفحہ ۲۷۴)

باری کے بخار کا علاج

(۱۱۴۶-۱۶) محدث عالی مقام جناب محمد بن یعقوب کلینیؒ کتاب شریف ''کافی'' میں تحریر کرتے ہیں کہ حسن بن ظریف کہتے ہیں:

میرے ذہن میں دو سوال تھے، میں چاہتا تھا کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں خط ارسال کر کے ان کے جوابات معلوم کروں، میں نے خط لکھ کر بھیجا۔

حضرت قائم ارواحنا فداہ قیام کریں گے تو کس طرح سے عدل وانصاف کریں گے؟ اور لوگوں کے درمیان ان کی قضاوت اوران کے فیصلے کیسے ہوں گے؟

خط بھیجنے کے بعد یاد آیا کہ میں تو باری کے بخار کا علاج بھی پوچھنا چاہتا تھا، لیکن بھول گیا ہوں۔ امامؑ کی طرف سے جو جواب آیا وہ اس طرح سے ہے۔

''تم نے حضرت قائم ارواحنالہ الفدا کی عدالت وداوری کے بارے میں پوچھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب وہ قیام کریں گے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح اپنے علم سے فیصلہ کریں گے اور لوگوں سے گواہی کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ ضمناً تم باری کے بخار کا علاج پوچھنا چاہتے تھے لیکن بھول گئے تھے، اس کے علاج کے لیے آیہ شریفہ: قُلْنَا يَـٰنَارُ كُونِى بَرْدًا وَسَلَـٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ ﴿٦٩﴾ (سورہ انبیا آیہ ٦٩) ''اے آگ ابراہیم کے لیے سرد ہوجا اور سلامتی کا سامان بن جا'' کو کاغذ پر لکھ کر بیمار شخص کی گردن میں ڈال دو، ان شاء اللہ تعالیٰ اذن خدا سے صحت مند ہوجاؤ گے''

حسن بن ظریف کہتے ہیں: میں نے امام علیہ السلام کے حکم کے مطابق آیہ شریفہ لکھی اور اپنے مریض کی گردن میں لٹکادی، جس سے وہ صحت یاب ہوگیا۔

(الکافی جلد ا صفحہ ٥٠٩، الخرائج جلد ا صفحہ ٤٣١، بحارالانوار جلد ٥٠ صفحہ ٢٦٤)

(١١٤٨-١٧) جناب شہید اول کتاب ''دروس'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں: ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

قبري ب(سر من راى) أمان لاهل الجانبين.

''سامرہ میں میری قبر دونوں گروہوں دشمن ودوست کے لیے امان ہے''

(الانوار البہیہ صفحہ ٣٣٠، بحارالانوار جلد ١٠٢، صفحہ ٥٩)

آئمہ رکنِ اعظم الٰہی

(١١٤٩-١٨) حسن بن سلیمان اپنی کتاب ''مختصر'' میں تحریر کرتے ہیں: نقل ہوا ہے کہ میرے مولیٰ امام حسن عسکری علیہ السلام کے دست مبارک کی ایک تحریر ملی، جس میں آنحضرت نے مرقوم فرمایا:

نحن السنام الاعظم، وفينا النبوة والولاية والكرم، ونحن منار الهدى والعروة الوثقى، والانبياء كانوا يقبسون من انوارنا، ويقتفون آثارنا، وسيظهر

حجۃ اللہ علیہ الخلق بالسیف المملولی لا اظہار الحق

''ہم رکن اعظم الٰہی ہیں، نبوت، ولایت اور کرامت ہمارے درمیان ہے، مینار ہدایت اور عروۃ الوثقٰی ہم ہیں، پیغمبروں نے ہمارے نور کے پرتو سے استفادہ کیا ہے اور ہمارے آثار کی پیروی کی ہے، نیام سے نکالی ہوئی شمشیر کے ذریعے حق کو روشن کرنے کے لیے بہت جلد حجت خدا ظاہر ہوگی۔

یہ تحریر حسن بن علی محمد بن موسیٰ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی امیر المومنین علیہم السلام کے دست مبارک کی ہے۔(بحار الانوار جلد ۲۶، صفحہ ۲۶۴)

نہ بخشا جانے والا گناہ

(۱۱۵۰-۱۹) کتاب ''الثاقب فی المناقب'' میں آیا ہے کہ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں:

میں نے اپنے مولیٰ و آقا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

من الذنوب التی لا تغفر قول الرجل: یالیتنی لا أواخذ الا بهذا۔

''وہ گناہ جو بخشا نہیں جائے گا وہ یہ ہے کہ انسان کہے کہ: اے کاش اس گناہ کے سوا کسی اور گناہ پر میرا مواخذہ نہ ہوتا''

میں نے اپنے آپ سے کہا: بے شک یہ کلام بہت دقیق ہے بہتر یہ ہے کہ انسان ہر چیز کے بارے میں خود تحقیق و جستجو کرے، کیونکہ سب کچھ اس کے اندر ہے، میں اس فکر میں ڈوبا ہوا تھا کہ امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

''اے ابا ہاشم! تم نے سچ کہا ہے، جو کچھ تم نے کہا ہے اس پر کاربند رہو، کیونکہ لوگوں کے درمیان مشرک شب تاریک میں صاف پتھر یا سیاہ لباس پر چیونٹی کی حرکت سے مخفی تر ہے''

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۶۸، المناقب جلد ۴ صفحہ ۴۳۹، بحار الانوار جلد ۵۰، صفحہ ۲۵۰)

امامؑ کے بعض نصائح

اس حصے کے آخر میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعض خوبصورت نصائح کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

(۱) ایک شیعہ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا جس میں شیعوں کے درمیان موجود اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امامؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

''خداوند متعال نے صرف عقل مند کو مورد خطاب قرار دیا ہے، میرے بارے میں لوگوں کے چند ایک

گروہ ہیں"

(الف) وہ جو راہ نجات و رستگاری کے لیے بصیرت و عقل رکھتا ہو، وہ جو حق و حقیقت سے متمسک ہو اور اس کی شاخوں کو پکڑے ہوئے ہو وہ میرے بارے میں کسی قسم کے شک و شبہے میں گرفتار نہیں ہے اور نہ ہی میرے علاوہ کسی کو اپنی پناہ گاہ کے طور پر تلاش کرتا ہے۔

(ب) وہ گروہ جس نے حق و حقیقت کو ان کے اہل سے حاصل نہیں کیا وہ ایسے تیراک ہیں جو اس وقت جوش و خروش میں ہوتے ہیں جب سمندر جوش میں ہوتا ہے۔ اور اس وقت آرام کر جاتے ہیں جب سمندر پرسکون ہوتا ہے۔

(ج) وہ لوگ جن پر شیطان غالب آ چکا ہے ان کا کام اہل حق کو رد کرنا اور اس حسد کی وجہ سے جو دل میں رکھتے ہیں، حق کو باطل کے وسیلہ سے دور کرتے ہیں۔

"بنا بریں وہ لوگ جو ادھر ادھر ہوتے ہیں، انھیں چھوڑ دو، کیونکہ چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کو اکٹھا کرنا چاہے تو تھوڑی سی کوشش سے کر لیتا ہے۔
افشاگری اور ریاست طلبی سے پرہیز کرو، کہ یہ دونوں انسان کو ہلاکت و نابودی میں ڈال دیتی ہیں"

کمر شکن مصیبت

(۲) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ مصیبت جو انسان کے لیے کمر شکن ہے وہ ایسے ہمسائے کا وجود ہے کہ اگر کوئی خوبی دیکھے تو اسے چھپائے اور اگر کوئی برائی دیکھے تو اسے آشکار کرے"

شیعوں کی شناخت

(۲) حضرت امام حسن عسکریؑ نے اپنے شیعوں کے ساتھ گفتگو کے ضمن میں فرمایا:

"میں آپ کو تقویٰ الٰہی، دین میں پرہیز گاری، خدا کی جدوجہد، راست گوئی، جس نے آپ کو امین سمجھا ہے خواہ وہ برا ہو یا اچھا، اس کی امانت ادا کرنے، سجدہ طولانی اور ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کی سفارش کرتا ہوں، کیونکہ انہی احکام کے لیے حضرت محمد تشریف لائے ہیں۔ اپنے محلہ میں مخالفین کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں ان کے جنازوں کی تشییع میں شامل ہوں، ان کے مریضوں کی عیادت کریں ان کے حقوق ادا کریں، کیونکہ اگر آپ میں سے کوئی ایک بھی اپنے دین کا پابند ہو، سچ گو ہو، امانت ادا کرے اور ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے تو وہ کہیں گے کہ یہ شیعہ ہے، یہی چیز میری خوشی کا

سبب ہے"

تقویٰ الٰہی اختیار کریں، ہمارے لیے زینت بنیں، ہمارے لیے ننگ و عار کا سبب نہ بنیں، ہر طرح کی محبت و مودت کو ہمارے ساتھ منسک کریں ہر طرح کی برائی کو ہم سے دور کریں، کیونکہ ہمارے حق میں جو بھی اچھائی بیان ہوگی، ہم اس کے اہل ہیں اور جس بھی برائی کی نسبت ہماری طرف دیں گے ہم ایسے نہیں ہیں، کتاب خدا میں ہمارے لیے حق ہے، رسول خداؐ سے ہماری قرابت و رشتہ داری ہے، ہماری طہارت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے کہ ہمارے علاوہ جو کوئی بھی ایسا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے"

"اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کریں، موت کو بھی یاد کریں، قرآن پڑھیں، پیغمبرؐ پروردگار پر درود و صلوات بھیجیں کیونکہ رسول خداؐ پر صلوات بھیجنے کی دس نیکیاں ہیں، جن چیزوں کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے انہیں یاد رکھیں، تم سب کو اللہ کے حوالے کرتے ہوئے سب پر سلام بھیجتا ہوں"

عبادت کیا ہے؟

(۴) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

لیست العبادۃ کثرۃ الصیام و الصلاۃ و انما العبادۃ کثرۃ التفکر فی امر اللہ۔

(بحار الانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۷۳)

"عبادت زیادہ روزے رکھنے اور نمازیں پڑھنے کا نام نہیں ہے عبادت نام ہے امور الٰہی میں زیادہ غور و فکر کرنے کا"

ہر برائی کی کنجی

(۵) آپ کا فرمان ہے:

الغضب مفتاح کل شر۔

"غضب ہر برائی کی کنجی ہے" (بحار الانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۷۳)

کینہ رکھنے کا نتیجہ

(۶) آپ کا یہ بھی ارشاد ہے:

اقل الناس راحۃ الحقود۔

"کم ترین آسائش کینہ رکھنے والے لوگوں کے لیے ہے" (بحار الانوار جلد ۷۸، صفحہ ۳۷۳)

ہر طرح کی اچھائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے

(۷) نیز آپ کا یہ بھی فرمان ہے:

"آپ لوگوں کی زندگی ایک محدود مدت اور معین ایام تک ہے اور اچانک موت آئے گی، جو کوئی اچھائی کاشت کرے گا وہ دوسروں کے لیے قابل رشک ہے اور جو کوئی برائی کاشت کرے گا، اس کا نتیجہ پشیمانی وندامت ہے۔ ہر کاشتکار کے لیے وہی ہے جسے وہ کاشت کرتا ہے، جو کوئی روزی حاصل کرنے کے لیے سست چلتا ہے، کوئی بھی اس سے استفادہ کرنے کے لیے اس سے سبقت نہیں کرتا اور جو کوئی اسے حاصل کرنے میں لالچ وحرص سے کام لیتا ہے، پس جو کچھ اس کے مقدر میں نہیں، اسے وہ حاصل نہیں کرسکتا، جس کسی کو کوئی بھی خیر واچھائی عطا ہو، درواقع وہ اللہ تعالی نے عطا فرمائی ہے اور جو کوئی شر سے محفوظ رہے درواقع خداوند متعال نے اس کی حفاظت کی ہے"

(بحار الانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۳)

حق کو ترک کرنے کا نتیجہ

(۸) نیز یہ بھی فرمان امام ہے۔

ما ترك الحق عزيز الاذل، ولا اخذيه ذليل الاعز۔

جس کسی نے بھی صاحب عزت کے حق کو ترک کیا وہ ذلیل ہوا، جس ذلیل وبے عزت نے حق کو اپنایا وہ صاحب عزت ہوا"

(بحار الانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

وہ بلند ترین صفتیں

(۹) نیز امام علیہ السلام کا یہ بھی فرمان ہے:

خصلتان ليس فوقهما شيئ: الايمان بالله، ونفع الاخوان۔

"دو صفتیں ایسی ہیں کہ جن کے اوپر کوئی اور چیز نہیں ہے۔ اللہ پر ایمان لانا اور بھائیوں کو نفع پہنچانا"

(بحارالانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

تواضع نعمت ہے

(۱۰) نیز آپ کا یہ بھی فرمان ہے:

التواضع نعمة لا تحسد علیھا۔

(بحارالانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

"تواضع وانکساری ایسی نعمت ہے جس پر حسد نہیں کیا جاسکتا"

چھپ کر نصیحت کریں

(۱۱) نیز یہ ارشاد بھی ہے:

من وعظ اخاہ سرا فقد زانہ ومن وعظ علانیة فقد شانہ

(بحارالانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

"جو کوئی اپنے بھائی کو چھپ کر نصیحت کرے اس نے اسے زینت بخشی اور اگر کوئی اعلانیہ طور پر موعظہ کرے، درواقع اس نے اس کی توہین کی"

(۱۲) نیز یہ ارشاد بھی ہے:

ما من بلیة الا وللہ فیھا نعمة تحیط بھا۔

(بحارالانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

مومن کے لیے برائی

(۱۳) نیز حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی ہے:

ما اقبح بالمؤمن ان تکون لہ رغبة تذلہ۔

(بحارالانوار جلد ۷۸ صفحہ ۳۷۴)

"بہت برا ہے کہ مومن اس چیز کی طرف راغب ہو، جو اسے ذلیل وخوار کرے"

چودھواں باب

حضرت حجت بن الحسن امام زمان صلوات اللہ علیہ

حضرت حجتؑ کی ولادت حکیمہ خاتون کی زبان سے

(۱۱۵۱۔۱) عالم جلیل القدر جناب علی بن الحسین بن بابویہ صدوقؒ اپنی بہترین کتاب ''کمال الدین'' میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی محترمہ حکیمہ، حضرت حجت ارواحنا فداہ کی ولادت باسعادت کے بارے میں ایک مفصل حدیث نقل کرتی ہیں:

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے فرزند ارجمند امام زمان علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی خوش خبری سنانے کے بعد مجھے فرماتے ہیں: آپ آج کی رات ہمارے پاس رک جائیں، میں نے آپ کے حکم کی اطاعت کی اور بی بی نرجس کی خدمت میں موجود رہی۔ اس رات میں طلوع فجر تک ان باعظمت بانو کی نگہبان ومحافظ رہی، وہ میرے قریب آرام سے محوخواب رہیں، یہاں تک کہ کروٹ بھی نہ بدلی، طلوع فجر کا وقت قریب تھا کہ اچانک خوف سے لرزتے ہوئے بیدار ہوئیں، میں ان کی طرف بڑھی انھیں سینے سے لگایا اور ان کے اوپر نام خدا کا دم کیا۔

امام حسن علیہ السلام نے بلند آواز سے فرمایا:

''پھوپھی جان! اس پر سورہ''

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝

پڑھیں۔

میں نے سورہ پڑھنا شروع کی تھوڑی دیر بعد آپؑ نے پوچھا: اب کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا: میرے مولیٰ وآقا نے جس کی آپ کو خبر دی تھی وہ ظاہر ہوگیا ہے۔

میں اسی طرح سے ہوں جیسے آقا نے فرمایا تھا میں ان پر سورہ پڑھتی رہی، میں اچانک متوجہ ہوئی کہ وہ بچہ بھی شکم مادر میں میرے ہمراہ پڑھ رہا ہے انہوں نے مجھے سلام کیا جب میں نے ان کی آواز سنی تو ڈر گئی اور حیران وپریشان ہوگئی۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی۔

''پھوپھی جان! اللہ کے کام سے حیران مت ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچپنے میں حکمت سے بولنا سکھایا ہے اور جوانی میں اپنی زمین پر حجت قرار دیا ہے''

ابھی امام کی گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ بی بی نرجسؑ میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگئی، پھر میں نے انہیں نہیں دیکھا، گویا میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہوگیا ہو، اسی وجہ سے میں نے فریاد بلند کی اور میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف دوڑی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''پھوپھی جان! پلٹ آؤ، بہت جلد انھیں اپنی جگہ پر دیکھو گی''

میں ابھی کمرے میں واپس آئی، زیادہ وقت نہیں گذرا کہ پردہ ہٹ گیا، میں نے بی بی نرجس کو دیکھا کہ ان سے ایک نور چمکا جس نے میری آنکھیں خیرہ کردیں، اس دوران میں نے ایک بچہ دیکھا کہ جس نے سجدے میں سر رکھا ہوا ہے، جب اس نے سجدے سے سر اٹھایا تو دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے کہتا ہے:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان جدي محمداً رسول الله ﷺ وان ابي امير المؤمنين۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک میرے جد بزرگوار حضرت محمدؐ خدا کے پیغمبر اور میرے باپ امیر المومنین علیؑ ہیں''

یہاں تک کہ اس نے ایک ایک کرکے تمام آئمہ معصومین علیہم السلام کے نام لیے جب اپنے اسم مبارک پر پہنچے تو فرمایا:

''اے میرے معبود! میرے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کر اور میرے امر کو آخر تک پہنچا، میرے قدموں کو ثابت و استوار رکھ، میرے وسیلہ سے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے''

اس دوران حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بلند آواز سے فرمایا:

''پھوپھی جان! اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں''

میں نے اس خوبصورت بچے کو بغلگیر کیا اور امامؑ کی خدمت اقدس میں لے آئی، جب میں ان کے والد بزرگوار کے سامنے کھڑی ہوئی اس وقت یہ بچہ میرے ہاتھوں میں تھا، اس نے اپنے والد گرامی کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

امام علیہ السلام نے اسے پکڑا، درحالانکہ آپ کے اوپر کچھ پرندے محو پرواز تھے، امامؑ نے اپنی زبان مبارک اپنے بیٹے کے منہ میں دی، اس نے زبان چوسی، اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''پھوپھی جان! اس بچے کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤ تا کہ اسے دودھ پلائے، اس کے بعد میرے پاس لے آنا''

میں نے اپنے آقا و مولا کے حکم کے مطابق اس خوبصورت بچے کو اس کی والدہ ماجدہ کے حوالے کیا، انہوں نے جب دودھ پلا لیا تو میں اس بچے کو دوبارہ امام کی خدمت میں لے آئی، ابھی تک پرندے آنحضرت کے سر کے اوپر اڑ رہے تھے، آنحضرت نے ایک پرندے کو آواز دیتے ہوئے فرمایا:

''اس بچے کو لے جاؤ، اس کی حفاظت کرو اور چالیس روز کے بعد میرے پاس لے آنا''

اس دوران میں نے سنا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے جانے کے بعد فرمایا: تمہیں خدا کے حوالے کرتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے انھیں اللہ کے سپرد کر دیا تھا۔ جب حضرت نرجس نے یہ سب کچھ دیکھا تو رونے لگیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''خاموش ہو جاؤ! وہ تمہارے علاوہ کسی اور کا دودھ نہیں پیے گا، کیونکہ دوسروں کا دودھ اس پر حرام ہے، عنقریب وہ تمہارے پاس واپس آ جائے گا، جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کی طرف واپس کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ (سورہ قصص آیہ ۱۳)

''پھر ہم نے موسیٰ کو اس کی ماں کی طرف پلٹا دیا تا کہ ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور پریشان نہ رہیں''

بی بی حکیمہ کہتی ہیں میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: وہ پرندہ کیسا تھا؟

آپ نے فرمایا:

''وہ روح القدس تھا جو آئمہ کا محافظ ہے وہ انھیں موفق اور محکم و استوار رکھتا ہے نیز انھیں علم و دانش کے ذریعے تربیت کرتا ہے''

چالیس دن گذر گئے کہ اس خوبصورت بچے کو میرے بھتیجے کے پاس پلٹا دیا گیا۔

جب میں ان کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوئی تو ایک بچہ دیکھا جو آنحضرت کے سامنے راستہ چل رہا تھا، میں نے حیرانگی سے عرض کیا: میرے آقا و مولیٰ یہ بچہ دو سال کا معلوم ہوتا ہے۔ امام علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

''بے شک انبیاء اور اوصیاء کی اولاد جب مقام امامت پر فائز ہو تو ان کی رشد و نمود دوسرے بچوں سے فرق کرتی ہے''

''ہمارے بچے اپنی ماں کے شکم میں تکلم کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہر صبح و شام ان کے فرامین جاری کرنے کے لیے ان کے ہاں نازل ہوتے ہیں''

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۲۶، بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۱۱)

امامؑ نے ولادت کے بعد فرمایا:

(۱۱۵۲۔۲) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ سیاری کہتے ہیں: کہ نسیم اور ماریہ نے میرے سامنے نقل کیا ہے:

جب امام زمان علیہ السلام متولد ہوئے، وہ دوزانو بیٹھے، انہوں نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی، پھر ایک چھینک ماری اور فرمایا:

"سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو عالمین کا رب ہے، خدا کا درود ہو محمد اور اس کی آل پر کہ جو خدا کا عبد ذاکر تھا وہ نہ تو ناک بھوں چڑھاتا اور نہ ہی تکبر کرتا تھا" (الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۸۴، الصحیفۃ المبارکۃ المہدیہ صفحہ ۲۸۹)

اس کے بعد فرمایا:

"ستمگر یہ خیال کرتے ہیں کہ حجت خدا باطن ہے اور ختم ہو چکی ہے، اگر مجھے گفتگو کرنے کی اجازت دی جائے تو ہر طرح کا شک وشبہ ختم ہو جائے گا"

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۳۰، بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۴)

اللہ نے ان چیزوں کو منتخب کیا

(۱۱۵۳۔۳) کتاب "مصباح الانوار" میں مذکور ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے روز جمعہ، راتوں میں سے لیلۃ القدر اور مہینوں میں سے ماہ مبارک رمضان کو منتخب کیا ہے، مجھے پیغمبروں کے لیے چنا اور علیؑ کو میرا جانشین اور ولی بنایا۔ علیؑ سے امام حسنؑ و امام حسینؑ کو دنیا والوں کے لیے حجت قرار دیا کہ امام حسینؑ کے نویں بیٹے عالم ترین اور حکیم ترین ہیں"

(مصباح الانوار مخطوط، مقتضب الاثر صفحہ ۹، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۷۳، الغیبۃ نعمانی صفحہ ۶۷)

ظہور امامؑ کے بعد کیا ہوگا؟

میں نے ایک کتاب دیکھی ہے جس میں مولا امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات اکٹھے کیے ہوئے تھے، ان میں سے ایک خطبے کے آخر میں حضرت علی علیہ السلام نے حضرت حجت مہدیؑ کے ظہور کے وقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

''جب آنحضرت ظہور کریں گے، وہ مصر کی طرف جائیں گے، اس شہر کی جامع مسجد میں منبر پر بیٹھیں گے اور لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھیں گے، پس بہت جلد زمین کو عدل کی بشارت وخوش خبری دی جائے گی، آسمان بارش برسائے گا، درخت پھل دیں گے، زمین تمام نباتات اگائے گی، زمین کو اہل زمین کے لیے زینت بخشی جائے گی، لوگ درندوں سے محفوظ ہو جائیں گے، یہاں تک کہ درندے راستے میں جانوروں کی طرح چریں گے، علم و دانش لوگوں کے دلوں میں جگہ بنائے گی، یہاں تک کہ کوئی مومن علم میں اپنے بھائی کا محتاج نہیں ہوگا''

اس دن اس آیہ شریفہ کی تاویل محقق ہو جائے گی کہ ارشاد قدرت ہے:

يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ (سورہ نساء آیہ ۱۳۰)

''اللہ تعالیٰ اپنے خزانے کی وسعت سے غنی و بے نیاز کردے گا'' زمین اپنے خزانے اگل دے گی''

حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کھاؤ! وہ تمہارے لیے خوشگوار ہو ان اعمال کے سبب سے جو تم نے گذشتہ ایام میں انجام دیئے ہیں''

(بحار الانوار جلد ۵۳ صفحہ ۸۵، ۸۶)

علم کے ستائیس حروف ہیں

(۱۱۵۵۔۵) قطب راوندی اپنی کتاب ''الخرائج'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ابان کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''علم کے ستائیس (۲۷) حروف ہیں، تمام پیغمبر جو کچھ آج تک لائے ہیں وہ صرف دو حروف ہیں، آج تک لوگوں کے پاس دو حروف سے بیشتر علم نہیں ہے، جب قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو اس وقت باقی پچیس حروف آشکار کریں گے اور لوگوں کے درمیان پھیلا دیں گے، اور ان کے ساتھ دوسرے حروف بھی منضم کریں گے، اس طرح سے ستائیس (۲۷) حروف لوگوں کے درمیان منتشر ہوں گے''

(الخرائج جدل ۲ صفحہ ۸۴۱، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۳۶)

میں امام زمان کو دیکھ رہا ہوں (امام صادقؑ)

(۱۱۵۶۔۶) ابوجعفر محمد بن جریر طبری اپنی کتاب ''دلائل الامامۃ'' میں مفصل اسناد کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا:

''گویا میں حضرت قائم علیہ السلام کو پشت نجف (کوفہ) میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ رسول خداؐ کی زرہ پہنے ہوئے اسے اپنے بدن پر حرکت دیتے ہیں، پھر اسے اپنے ریشمی لباس میں چھپاتے ہیں، وہ چتر گھوڑے پر سوار ہیں، ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان سفیدی ہے کہ جس سے نور چمک رہا ہے، وہ اپنے آپ کو حرکت دے رہے ہیں، دنیا میں تمام لوگ ان کے نور کا مشاہدہ کر رہے ہیں، وہ ان سب کے لیے ایک نشانی ہیں پھر رسول خداؐ کا وہ پرچم لہرائے گا جو ہمیشہ کامیاب ہے، اس کی مٹھی عرش الٰہی کے پایوں میں سے ایک پایا ہے اور اس کی حرکت مدد خدا سے ہے وہ پرچم جس چیز پر بھی نازل ہوگا اسے نابود کر دے گا''

میں نے عرض کیا: کیا وہ پرچم کسی مقام پر چھپایا ہوا ہے یا آنحضرت کے لیے لایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا:

''بلکہ جب جبرئیل یہ پرچم لے کر آئے گا، جس وقت اسے لہرائے گا اس کا نور دنیا کے مشرق و مغرب کو روشن کر دے گا، اللہ تعالیٰ اپنا دست رحمت بندوں کے سروں پر رکھے گا، کوئی بھی مومن ایسا نہیں ہوگا، مگر یہ کہ اس کا دل آہنی ہو جائے گا اور ہر مومن کو چالیس مردوں کی طاقت دی جائے گی''

''کوئی بھی مردہ ایسا نہیں ہوگا کہ اس دن جس کی قبر میں خوشی داخل نہیں ہوگی، یہاں تک کہ تمام مردے قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کریں گے اور ایک دوسرے کو آنحضرت کے قیام کی خوش خبری سنائیں گے، اس کے پرچم کے ہمراہ آنحضرت کی مدد کے لیے تیرا ہزار تین سو ہزار (۱۳۳۱۳) فرشتے نازل ہونگے''

میں نے عرض کیا: کیا تمام کے تمام فرشتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

''ہاں یہ تمام کے تمام فرشتے حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کے منتظر ہیں، وہ وہی فرشتے ہیں جو حضرت نوحؑ کے ہمراہ ان کی کشتی میں تھے، وہی فرشتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس وقت تھے جب انھیں آگ میں پھینکا گیا تھا، وہی فرشتے ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ اس وقت تھے جب انھوں نے بنی اسرائیل کے لیے دریا کو تقسیم کیا تھا، وہی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ اس وقت تھے جب اللہ تعالیٰ انہیں آسمان کی طرف لے گیا۔ ایک ہزار فرشتے وہ ہیں جو پیغمبر جو پیغمبر خداؐ کے ہمرکاب تھے، ان میں سب کے پاس نشانیاں ہیں، ہزار فرشتے وہ جوان کے عقب میں قطار بنائے منظم کھڑے تھے، تین سو تیرا (۳۱۳) وہ فرشتے ہیں جو بدر میں پیغمبر خدا کے ہم رکاب تھے''

''چار ہزار وہ فرشتے ہوں گے جو روز عاشورہ نازل ہوئے کہ امام حسین علیہ السلام کے ہم رکاب جنگ

نکریں، لیکن انھیں اجازت نہ دی گئی، وہ پلٹ گئے تا کہ اجازت حاصل کریں جب وہ دوبارہ نازل ہوئے تو اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام قتل کر دیئے گئے تھے، وہ اب تک پریشان حالت میں آنحضرت کی قبر کے پاس موجود ہیں، وہ تا قیامت گریہ کرتے رہیں گے، آنحضرت کی قبر اور آسمان کے درمیان فرشتوں کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری ہے"

(دلائل الامامۃ: صفحہ ۴۵۷، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۳۲۸، کامل الزیارات صفحہ ۲۳۳)

فرشتوں کے قاضی

(۷۔۱۱۵۷) صفحہ مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ محمد بن فضل کہتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو خداوند متعال اپنے فرشتوں کو حکم دے گا کہ مومنین پر سلام بھیجو اور ان کی مجالس میں شریک ہوں، جب کسی مومن کو کوئی احتیاج ہوگی وہ کسی فرشتے کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بھیجے گا وہ فرشتہ اس کی اطاعت کرتے ہوئے آنحضرت کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہو کر اس مومن کی مشکل بیان کرے گا اور واپس چلا جائے گا"

"اس مانے میں بعض مومنین بادلوں کے اوپر چلیں گے، کچھ فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہوں گے، کچھ فرشتوں کے ہمراہ راستہ چلیں گے، بعض فرشتوں پر سبقت حاصل کریں گے، اور ان میں سے ایسے ہوں گے کہ فرشتے ان کے پاس انصاف کے لیے رجوع کریں گے"

"ہاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومنین کی فرشتوں سے زیادہ عزت ہے اس زمانے میں حضرت مہدی علیہ السلام بعض مومنین کو ایک لاکھ فرشتوں پر قاضی مقرر فرمائیں گے"

(دلائل الامامۃ صفحہ ۴۵۴)

(۸۔۱۱۵۸) جناب شیخ صدوق کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ احمد بن اسحاق بن سعید اشعری کہتے ہیں: میں اپنے مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں شرفیاب ہوا، میں چاہتا تھا کہ آنحضرت سے ان کے جانشین کے بارے میں پوچھوں۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے بولنے سے قبل فرمایا:

"اے احمد بن اسحاق! بے شک اللہ تعالیٰ نے جس دن سے حضرت آدمؑ کو خلق کیا، اس دن سے لے کر آج تک زمین کو حجت خدا سے خالی نہیں چھوڑا، اور نہ ہی تا قیام خالی چھوڑے گا، وہ ایسی حجت ہے کہ جس کے وجود مبارک سے اہل زمین سے بلائیں اور مشکلات دور ہوتی ہیں، انھی کے وسیلہ سے بارش

برستی ہے اور زمین سے برکتیں اور نباتات نکلتے ہیں"

میں نے عرض کیا: اے رسول خدا کے فرزند! آپ کے بعد آپ کا جانشین اور خلیفہ کون ہوگا؟

حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور فوراً گھر میں گئے جب واپس آئے تو ان کے کاندھوں پر تین سال کا بچہ تھا، اس بچے کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، انہوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے احمد بن اسحاق! اگر اللہ تعالیٰ اور اس کی حجتوں کے نزدیک تیرا کوئی مقام و مرتبہ نہ ہوتا تو میں تمہیں اپنا یہ بیٹا کبھی بھی نہ دکھاتا، میرا یہ بیٹا رسول اللہ کا ہمنام اور ہم کنیت ہے کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہو چکی ہوگی"

"اے احمد بن اسحاق! اس امت میں اس بچے کی مثال حضرت خضرؑ اور حضرت ذوالقرنین جیسی ہے۔ خدا کی قسم! وہ غیبت اختیار کریں گے، اس میں کوئی بھی ہلاکت سے نہیں بچ سکے گا مگر وہ کہ جسے اللہ تعالیٰ اس کے امامت کے عقیدہ پر ثابت قدم رکھے، توفیق دے کہ اس کے ظہور میں تعجیل کے لیے دعا کرے"

احمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ میرے آقا! کیا اس بچے میں ایسی کوئی علامت ہے تاکہ میرا دل بھی مطمئن ہو جائے؟

جب میں نے یہ بات کہی تو اس خوبصورت بچے نے گفتگو کے لیے ہونٹ کھولے اور فصیح عربی زبان میں فرمایا:

انا بقية الله فی ارضه والمنتقم من اعدائه فلا تطلب اثر ابعد عين يا احمد بن اسحاق۔

"روئے زمین بقیۃ اللہ میں ہوں، دشمنان خدا سے انتقام لینے والا میں ہوں اے احمد بن اسحاق! اپنی آنکھ سے دیکھنے کے بعد کوئی دلیل مت مانگو"

احمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں بہت خوش و مسرور ہوا، خوشی خوشی امام کی خدمت سے رخصت ہوا، اگلے دن اپنے مولیٰ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپ نے کل میرے اوپر جو لطف و کرم کیا (اور اپنے بیٹے کی زیارت کروائی) وہ سنت کون سی ہے جو حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت ذوالقرنین کی ان میں جاری ہے؟

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

"اے احمد! اس سنت سے مراد ان کی طویل غیبت ہے"

میں نے عرض کیا: اے رسول خدا کے فرزند! کیا ان کی غیبت طویل ہوگی؟

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

''ہاں، خدا کی قسم! ان کی غیبت اس قدر طویل ہوگی کہ آنحضرت کی امامت کے اکثر معتقدین اپنے عقیدے سے منحرف ہوجائیں گے، کوئی اپنے اس عقیدے پر باقی نہیں رہے گا، مگر یہ کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کا عہد لیا ہوگا، اس کے دل میں لکھ دیا ہوگا اور اپنے روح سے اس کی تائید کی ہوگی۔

اے احمد بن اسحاق! ان کی غیبت خدا کے امور میں سے ایک امر، خدا کے رازوں میں سے ایک راز اور اس کے غیبوں میں سے ایک غیب ہے، پس جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے اسے قبول کرو اور مخفی رکھو، (اور اس لطف و مرحمت پر شکر ادا کرو) شکر گزار بنو، تا کہ کل روز قیامت ہمارے ساتھ مقامات عالیہ میں ٹھکانہ کرسکو''

صاحب الامر کون؟

(۱۱۵۹۔۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ یعقوب بن منقوش کہتے ہیں:

ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں شرفیاب ہوا، آنحضرت اپنے گھر میں ایک چبوترے پر تشریف فرما تھے، ان کے دائیں طرف ایک کمرہ تھا جس میں پردہ لٹکا ہوا تھا، میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! صاحب الامر کون ہے؟

آنحضرت نے فرمایا:

ارفع الستر

کمرے کا پردہ اوپر اٹھاؤ۔

جب میں نے پردہ اوپر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کمرے میں سے پانچ سال کا خوبصورت بچہ باہر آیا، اس کا قد تقریبا آٹھ یا دس بالشت تھا، اس کی پیشانی روشن، چہرہ سفید اور چمکدار آنکھیں چمکیلی تھیں، اس کے بازو مضبوط اور زانو طاقت ور تھے، اس کے دائیں رخسار پر خوبصورت تل تھا، اس کے سر کے سامنے والے بال خوبصورتی سے سنوارے ہوئے تھے وہ آیا اور آنحضرت کی شفقت بھری گود میں بیٹھ گیا۔

امام علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا:

''ھذا صاحبکم

یہ آپ کا صحاب ہے۔''

جب وہ بچہ جانے کے لیے کھڑا ہوا تو امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

یابنی! ادخل الوقت المعلوم۔

''اے میرے بیٹے! وقت معلوم تک گھر میں رہو''

وہ خوبصورت بچہ گھر کی طرف چلا گیا، میں نے بھی جاتے ہوئے اسے دیکھا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

''اے یعقوب! گھر میں جاؤ اور دیکھو کہ کون ہے؟''

میں گھر میں داخل ہوا تو وہاں پر کسی کو نہ پایا۔

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۹۸۵، کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۳۶، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۵)

خوش قسمت کون؟

(۱۱۶۰۔۱۰) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا:

''خوش قسمت ہے وہ جو ہم اہل بیت کے قائم کو دیکھے گا درحالانکہ ان کے قیام سے قبل ان کے پیروکاروں اور ان سے پہلے والے آئمہ اطہار کے پیروی کرتا ہو اور خداوند متعال کی طرف سے ان کے دشمنوں سے اظہار بیزاری کرے، ہاں یہ میرے رفقاء ہیں اور میرے نزدیک بہترین امت ہیں''

(کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۲۸۶)

امام زمان کی دو غیبتیں

(۱۱۶۱۔۱۱) مذکورہ کتاب میں آیا حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

آیہ شریفہ جس میں ارشاد قدرت ہے:

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ (سورہ احزاب آیہ ۶)

''اور مومنین و مہاجرین میں سے قرابت دار ایک دوسرے سے زیادہ اولویت اور قربت رکھتے ہیں''

یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے''

اسی طرح یہ آیہ کریمہ بھی ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے جس میں ارشاد ہو رہا ہے:

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (سورہ زخرف آیہ ۲۸)

''اور انہوں نے اس پیغام کو اپنی نسل میں ایک کلمہ باقیہ قرار دیا''

امامت وولایت قیامت تک حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہے"

"بے شک ہمارے قائم کے لیے دو غیبتیں ہیں کہ پہلی غیبت دوسری سے طویل ہے، پہلی غیبت چھ دن، چھ ماہ یا چھ سال ہے"

"دوسری غیبت اس قدر طویل ہوگی کہ ان کی امامت کے اکثر قائلین منحرف ہو جائیں گے، فقط وہی لوگ ثابت قدم رہیں گے جن کا یقین اور معرفت درست ہوگی، جس کہ ہم نے دستور دیا ہے اس میں اپنے لیے کوئی نقصان سمجھتے ہوں گے اور ہم اہل بیتؑ کے سامنے سرتسلیم خم ہوں گے"

(کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۳۲۳، بحارالانوار جلد ۵۱ صفحہ ۱۳۴)

جناب علامہ مجلسیؒ اس حدیث کی وضاحت میں کہتے ہیں:

چھ روز سے مراد شاید آنحضرت کے غیبت کے دوران حالات واحوال کی دگرگونی کی طرف اشارہ ہو، کہ چھ دن تک آپ کے نزدیکی رشتہ داروں کے علاوہ کسی کو بھی آپ کی ولادت کا علم نہیں تھا، پھر چھ ماہ کے قریبی رشتہ دار آگاہ ہو گئے تھے، چھ سال بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو بہت سے لوگ آپ کے وجود مبارک سے مطلع ہو گئے۔

علامات ظہور امامؑ

(۱۱۶۲۔۱۲) کتاب "الصراط المستقیم" میں آیا ہے کہ حذیفہ حضرت کے ظہور کی علامتوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔

مشرق کی سمت ایک شہر آباد ہوگا، جس میں ایسا واقعہ رونما ہوگا کہ اس زمانے کے لوگوں نے اپنی زندگی کی تاریخ میں ایسا واقعہ نہیں دیکھا ہوگا، وہ واقعہ ختم ہو جائے گا، البتہ اس واقعہ سے پہلے شام میں ایک ایسا واقعہ پیش آئے گا کہ چار لاکھ لوگ قتل ہو جائیں گے۔

پھر اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام تین سو سواروں کو لے کر قیام کریں گے، وہ تمام جنگوں میں کامیاب ہوں گے اور پرچم لہراتے ہوئے مسلسل بڑھیں گے۔

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

(۱۱۶۳۔۱۳) مذکورہ کتاب میں آیا ہے حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حضرت امام مہدی علیہ السلام کے قیام سے قبل لوگ اپنے کیے ہوئے گناہوں کی وجہ سے تنگی میں ہوں گے، آسمان پر سرخی پیدا ہوگی، بصرہ و بغداد کی زمین غرق ہو جائے گی، ان دونوں شہروں میں خون بہایا جائے گا، گھر ویران ہو جائیں گے اور ان میں بسنے والے لوگ نابود ہو جائیں گے، عراق پر خوف و ہراس چھا جائے گا کہ ان کا سکون ختم ہو جائے گا"

(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

امام زمانؑ کے اصحاب

(۱۱۶۴۔۱۴) شیخ مفید کی طرف منسوب کتاب ''الاختصاص'' میں آیا ہے کہ ابو بصیر کہتے ہیں:

میں اپنے آقا مولا و آقا حضرت امام صادق علیہ السلام کی محضر مبارک میں حاضر تھا، آنحضرت کے قریب ایک خراسانی شخص موجود تھا، آنحضرت نے اس کے ساتھ ایسے لہجے میں گفتگو کی کہ میں نہ سمجھ سکا، پھر حضرت نے اس لہجے میں گفتگو فرمائی، جو میں سمجھتا تھا، میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ارکض برجلك الارض

''اپنا پاؤں زمین پر مارو''

جب میں نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو ایک سمندر ظاہر ہوا، جس کے کنارے پر ایسے سوار کھڑے تھے کہ جنہوں نے اپنی گردنیں اپنے گھوڑوں کی زینوں پر رکھی ہوئی تھیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ھولاء من اصحاب القائم

''یہ حضرت قائم علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں'' (الاختصاص صفحہ ۳۱۹،۳۱۱)

پانی پر مصلیٰ عبادت

(۱۱۶۵۔۱۵) کتاب ''الصراط المستقیم'' میں تحریر کرتے ہیں:

جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو معتضد عباسی نے اپنے تین نوکروں کو بھیجا کہ وہ آنحضرت کی خانہ تلاشی کریں اور وہاں پر جسے بھی پائیں اس کا سر میرے پاس حاضر کریں۔

وہ تینوں شخص حکم کے مطابق آنحضرت کے گھر میں داخل ہوئے، اچانک ان کی نگاہ میں ایک قبر پر پڑی، جس میں پانی کا ایک حوض تھا، کوئی شخص پانی پر مصلیٰ بچھا کر نماز میں مشغول ہے اور ان لوگوں کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے۔

ان میں سے ایک شخص بنام احمد بن عبداللہ نے اس شخص تک پہنچنے کے لیے پانی میں پاؤں رکھا۔ قریب تھا کہ وہ پانی میں غرق ہو جاتا، لیکن اس کے دوستوں نے اسے بچالیا، اسی طرح اس نے دوسرا پاؤں پانی میں رکھا۔ پھر غرق ہونے کے نزدیک تھا کہ اس کے رفقاء نے اسے دوبارہ بچالیا، انہوں نے جب یہ دیکھا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے تو وہاں سے فرار کر گئے وہ معتضد کے پاس گئے اور سارا واقعہ اس کے گوش گذار کیا۔ معتضد نے حکم صادر کیا کہ اس واقعہ کو راز میں رکھا جائے۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۱)

محمل آسمان کی طرف

(۱۱۶۔۱۶) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ یوسف بن احمد جعفری کہتے ہیں:

میں حج بجالانے کے لیے شام کی طرف لوٹ آیا، میں نماز پڑھنے کے لیے گھوڑے سے اترا، اچانک میں نے ایک محمل میں چار افراد دیکھے، انھیں دیکھ کر حیران وششدر رہوا، ان میں سے ایک نے کہا تم نے نماز کو ترک کر دیا ہے؟

میں نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوا ہے؟

اس نے کہا: آپ کیا اپنے امام زمانہ کو دیکھنا پسند کریں گے؟

میں نے کہا: وہ صاحب علامات ہیں۔

راوی کہتے ہیں: اس دوران میں نے دیکھا کہ وہ محمل اپنے ازبیٹھے ہوئے افراد کے ہمراہ آسمان کی طرف بلند ہو گیا۔
(الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

امام زمان اوران کے شیعوں کے درمیان حجاب ختم

(۱۱۶۷۔۱۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے ظہور کے زمانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اس زمانے میں ہمارے شیعوں کے کانوں اوران کی آنکھوں کو اس قدر قوت بخشے گا، کہ ان کے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہے گا، اگر امام علیہ السلام چاہیں گے تو اس جگہ سے ان کے ساتھ گفتگو فرمائیں گے اور وہ ان کا دل ربا جمال دیکھ سکیں گے اوران کی دل نشین آواز سن سکیں گے۔ (الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۲۶۲)

احمد بن اسحاق امام عسکریؑ کی خدمت میں

(۱۱۶۸۔۱۸) کتاب ''الثاقب فی المناقب'' میں آیا ہے کہ سعد بن عبداللہ قمی کہتے ہیں:

میں احمد بن اسحاق کے ہمراہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کرنے کے لیے سامرہ گیا، البتہ کچھ مشکل قسم کے سوالات بھی تھے جو آنحضرت سے پوچھنا چاہتا تھا، ہم سامرہ میں داخل ہوئے اور حضرت امام حسن عسکریؑ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور اندر جانے کی اجازت مانگی۔

ورود کی اجازت عنایت فرمائی گئی، احمد بن اسحاق نے کاندھے پر چمڑے کا بنا ہوا تھیلہ اٹھایا ہوا تھا جو طبری کپڑے میں لپٹا ہوا تھا، اس میں ایک سو ساٹھ تھیلیاں درہم و دینار کی تھیں کہ ہر تھیلی کا منہ اس کو بھیجنے والے کے نام کی مہر لگا کر بند کیا گیا تھا۔

ہم امام علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے، کہ نور نے میرا احاطہ کیا ہوا تھا میں اس وقت کو یوں تشبیہ دیتا ہوں۔
وہ چودھویں کے چاند کی مانند درخشاں تھے، آنحضرت کے دائیں زانو پر ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا، جس کی خلقت ستارہ مشتری کی مانند تھی، اس بچے کی انتہائی خوبصورت لمبی زلفیں سر کے دونوں طرف سے کانوں پر پڑ رہے تھے، وہ درمیان سے ایسے کھلی ہوئی تھیں، جیسے دو واؤ کے درمیان الف ہو۔

امام علیہ السلام کے سامنے سنہرے رنگ کا انار رکھا ہوا تھا کہ اس کے قدرتی اور نورانی نقش و نگار چمک رہے تھے، اس میں ان مختلف قسم کے تعجب انگیز نگینوں سے کام لیا گیا تھا، جو بصرہ کے رہنے والے کسی رئیس نے آنحضرت کو بطور ہدیہ دیئے تھے۔
آنحضرت کے دست مبارک میں ایک قلم تھا، جب آپ کسی سفید کاغذ پر کچھ لکھنا چاہتے تو وہ بچہ آپ کی انگلیاں پکڑ لیتا۔
میرے مولیٰ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس انار کو بچے کے سامنے پھینکا۔ وہ اس کے ساتھ کھیلنے میں مشغول ہو گیا، ایسا اس لیے کہ تا کہ وہ لکھنے میں آنحضرت کے مانع نہ ہو۔

ہم نے ان کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا امام علیہ السلام نے بڑی محبت و مہربانی سے جواب دیا اور اشارہ کیا کہ ہم بیٹھ جائیں، جب آنحضرت ان کو لکھنے سے فارغ ہو گئے تو احمد بن اسحاق نے کپڑے کے اندر سے وہ تھیلہ نکالا اور آنحضرت کے سامنے رکھ دیا۔

اس وقت میرے مولیٰ و آقا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس حسین و جمیل بچے کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:
''اے میرے بیٹے! تمہارے شیعوں نے تمہارے لیے ہدایا بھیجے ہیں اور ان کی مہریں کھول دو''
اس بچے نے گفتگو کے لیے ہونٹوں کو جنبش دی اور فرمایا:

یا مولای ! یجوز لی ان امد یدی الطاهرة الی هدایا نجبسة واملوال رجسة. قد خلطا حلها بحرامها۔

''اے میرے مولیٰ! کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں اپنے پاک ہاتھ ان آلودہ ہدایا اور پلید اموال کی طرف بڑھاؤں؟ اس میں حلال و حرام باہم مخلوط ہیں''
امام علیہ السلام نے احمد بن اسحاق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:
''اے اسحاق کے بیٹے! جو کچھ اس تھیلے میں ہے اور اسے باہر نکالو، تا کہ میرا بیٹا ان میں حلال کو حرام سے علیحدہ کرے''
احمد بن اسحاق نے امر مولیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے تھیلے سے کچھ تھیلیاں نکالیں جب پہلی تھیلی نکالی تو اس بچے نے فرمایا:
''یہ تھیلی فلاں بن فلاں کی فلاں محلے سے ہے اور اس میں باسٹھ (۶۲) دینار ہیں، ان میں سے کچھ دینار

اس کمرے کے ہیں جو اسے بطور میراث ملا اور اس نے فروخت کر دیا وہ تقریباً پینتالیس (۴۵) دینار ہیں اس میں کپڑے کا تھان کی رقم چودہ (۱۴) دینار ہیں اور تین دینار دکانوں کا کرایہ ہے"

میرے مولیٰ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

"اس شخص کے لیے ان میں سے حرام علیحدہ کردو"

اس بچے نے احمد کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا:

"ان میں ایک دینار سکہ ری ہے جس پر فلاں تاریخ ہے، اس کی ایک طرف کا آدھا حصہ صاف ہو چکا ہے اس آملی کے سونے سے مہر لگائی ہے جس کا وزن ایک دینار کا چوتھائی حصہ ہے، اسے باہر نکال کر دیکھو اس کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے مالک نے فلاں سال کے فلاں مہینے میں فلاں مقدار میں روئی کاتی، جس کا وزن سوا تین کلو ہوا، وہ سوت اس نے ہمسائے دھنیا کو دیا، کچھ مدت گذرنے کے بعد وہ چوری ہو گیا، اس نے مالک کو سارا واقعہ سنایا، لیکن اس نے اسے جھٹلایا اور اس کے عوض میں ساڑھے تین کلو اس سے بہتر سوت لیا، اس کو بیچ کر کپڑا خریدا، پھر کپڑا بھی بیچ دیا۔ یہ دینار اور آملی سونے کا ٹکڑا اس کپڑے کو بیچ کر خریدا ہے"

جب احمد بن اسحاق نے تھیلی کو کھولا، دیناروں میں سے ایک خط موصول ہوا، کہ اس پر تھیلی بھیجنے والے کا نام اور سکوں کی مقدار اتنی ہی تھی، جتنی اس خوبصورت بچے نے بیان کی تھی، اسی طرح دینار سکہ ری اور آملی سونے کا ٹکڑا بھی انہیں نشانیوں کے ساتھیوں موجود تھا۔

اس نے پھر ایک تھیلی نکالی کر بچے کے سامنے رکھی، اس نے فرمایا:

"یہ تھیلی فلاں کے بیٹے فلاں نے فلاں محلے سے بھیجی ہے، اس میں پچاس دینار ہیں انہیں خرچ کرنا ہمارے لیے جائز نہیں ہے"

احمد بن اسحاق نے کہا: کیوں؟

آپ نے فرمایا:

"یہ پیسے اس گندم کے ہیں کہ جس کے مالک نے تقسیم کرتے وقت مزدوروں پر ظلم کیا، اپنا ٹوپا بھر لیتا تھا اور ان کا نہیں بھرتا تھا، بلکہ اوپر سے کچھ خالی رکھتا تھا"

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: میرے بیٹے نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد احمد بن اسحاق کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

"اے احمد بن اسحاق یہ اموال اکٹھے کر کے مالک تک پہنچا دو، یا کسی کے حوالے کر دو کہ وہ اس کے مالک تک پہنچا دے، ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن وہ کپڑا جو فلاں بوڑھی عورت نے ہمارے لیے بھیجا ہے وہ ہمیں دے دو"

احمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں نے وہ کپڑا ایک صندوقچے کے اندر رکھا ہوا تھا اور اسے آقا کی خدمت میں تقدیم کرنے کو فراموش کر چکا تھا۔

سعید کہتے ہیں: جب احمد بن اسحاق وہ کپڑا لینے کے لیے گئے تو میرے آقا و مولیٰ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے سعید! کس لیے آئے ہو؟"

میں نے عرض کیا: احمد بن اسحاق نے مجھے میرے مولیٰ و آقا کی ملاقات کا شوق دلایا۔

آپ نے فرمایا: تم جو سوالات پوچھنا چاہتے تھے وہ کون سے ہیں؟

میں نے عرض کیا: وہ اسی طرح ہیں، وہ اب بھی میرے پاس ہیں۔

حضرت نے اپنے فرزند ارجمند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو، میرے اس نور چشم سے پوچھ لو"

میں نے سوالات پوچھنا شروع کیے، اس بچے نے تمام جوابات عنایت فرمائے۔ جب سوال و جواب ختم ہو چکے تو امام حسن عسکری علیہ السلام اس خوبصورت بچے کے ہمراہ کھڑے ہو گئے میں بھی آنحضرتؑ کی خدمت اقدس سے رخصت ہوا اور احمد بن اسحاق کے پیچھے چلا گیا، میں نے اسے راستے میں آتے ہوئے دیکھا تو وہ رو رہا تھا، میں نے کہا: کیوں رو رہے ہو؟ تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی ہے؟

اس نے کہا: میرے مولا نے جس کپڑے کو حاضر کرنے کا حکم دیا ہے، وہ مجھ سے گم ہو گیا ہے۔ میں نے کہا: کوئی بات نہیں، خود جا کر انہیں بتا دو۔

وہ امام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، تھوڑی دیر کے بعد وہ مسکراتا ہوا اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجتا ہوا واپس آیا۔

میں نے کہا: کیا ہوا ہے؟

اس نے کہا: وہ کپڑا تو میرے مولیٰ کے پاؤں کے نیچے بچھا ہوا تھا اور آنحضرت اس پر نماز پڑھ رہے تھے۔

سعید کہتے ہیں: میں نے خدا کی اس نعمت پر شکر ادا کیا اور اس کی حمد و ثنا کی، میں جتنے دن بھی وہاں پر رہا، امام علیہ السلام کے گھر پر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا، لیکن اس دن کے بعد دوبارہ اس بچے کو امامؑ کے پاس نہیں دیکھا۔

جس دن میں نے اپنے وطن واپس لوٹنا چاہا تو میں احمد بن اسحاق اور اپنے شہر کے دو بزرگوں کے ہمراہ امام کی خدمت اقدس

میں شرف یاب ہوا، احمد بن اسحاق آنحضرت کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔

اے رسول خداؐ کے فرزند! ہمارے رخصت ہونے کا وقت قریب آ چکا ہے، آپ سے جدائی ہمارے لیے بہت مشکل ہے، میں خداوند متعال سے چاہتا ہوں کہ آپ کے جد بزرگوار رسول خداؐ پدر گرامی علی مرتضیٰؑ، آپ کی مادر گرامی سیدۃ نساء العلمین فاطمہ الزہراءؑ، حضرت امام حسن مجتبیٰؑ، والد بزرگوار امام حسین سید الشہداءؑ جو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کے بعد دوسرے آئمہ معصومین جو کہ پاک و طاہر ہیں اور آپ اور آپ کے بیٹے پر درود و سلام بھیجے۔ امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مقام و مرتبہ کو بلند کرے اور آپ کے دشمنوں کو نابود کرے، اور ہمارے زیارت کو آخری زیارت قرار نہ دے۔

جب احمد بن اسحاق نے آخری جملہ کہا تو امام کی آنکھیں آنسوؤں سے پر ہو گئیں، اور اشکوں کے قطرے ان کی خوبصورت چہرے پر بہنے لگے، اس وقت امامؑ نے فرمایا:

''اے اسحاق کے بیٹے! اس دعا پر اصرار نہ کرنا، کہ تم اسی سفر میں ہی اللہ سے ملاقات کرو گے''

جب احمد بن اسحاق نے یہ سنا تو بے ہوش ہو گیا اور زمین پر گر گیا، جب اس کی حالت بہتر ہوئی تو کہتا ہے: آپ کو کدا وند متعال اور آپ کے جد امجد کی حرمت کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے افتخار بخشیں اور کوئی کپڑا بطور کفن عنایت فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے قالین کے نیچے ہاتھ مارا اور تیرہ درہم نکالے اور فرمایا:

خذها ولا تنفق على نفسك غيرها، فانك لن تعدم ما سألت وان الله تعالى لا يضيع اجر من احسن عملاً۔

''یہ پیسے لو لو اور انہیں اس چیز کے علاوہ کسی اور چیز میں خرچ مت کرو جو کچھ تم چاہتے ہو وہ تمہیں مل جائے گا، خداوند متعال اعمال صالح بجالانے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا''

سعید کہتے ہیں: پھر ہم تمام آنحضرتؑ کی خدمت سے رخصت ہوئے، ہم تین فرسخ کا فاصلہ طے کر چکے تھے، جب مقام ''حلوان'' کے نزدیک پہنچے تو احمد بن اسحاق کو بخار ہو گیا، اس کے بدن کی حالت دگرگون ہو گئی، یہاں تک کہ ہم اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے، ہم راستے میں ایک کاروان سرائے میں رک گئے۔

احمد بن اسحاق نے حلوان میں موجود اپنے ایک اہم شہری کو بلایا، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: آج کی رات میرے پاس کوئی نہ رہے، مجھے تنہا چھوڑ دیں۔ ہم تمام اس کے کمرے سے باہر نکل آئے اور اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

سعید کہتے ہیں: رات گذر گئی، صبح کے نزدیک میرے ذہن میں کوئی چیز آئی، میں نیند سے اٹھا۔

جب میری آنکھ کھلی تو میں نے آقا و مولیٰ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم کافور کو دیکھا، اس نے مجھ سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو اس مصیبت کی گھڑی میں اجر رحمت عطا فرمائے، ہم آپ کے دوست احمد بن اسحاق کو غسل و کفن دے چکے ہیں، اب اٹھیں اور اسے دفن کریں، کیونکہ تمہارے آقا و مولیٰ کے نزدیک اس کا مقام و مرتبہ آپ تمام سے بلند تھا۔

اس نے یہ بات کی اور میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۸۵، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۸۷، کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۵۴)

احمد بن ابی روح امام عسکریؑ کی خدمت میں

(۱۱۶۹۔۱۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ احمد بن ابی روح کہتے ہیں:

ایک دن "دینور" کے رہنے والی فاطمی خاتون میرے پاس آئی مجھے کہتی ہے: اے ابی روح کے بیٹے! تم پرہیزگاری وتقویٰ کے اعتبار سے ہمارے شہر میں مطمئن ترین شخص ہو، میں ایک امانت تمہارے سپرد کرنا چاہتی ہوں اور یہ تمہارے ذمے لگاتی ہوں کہ اسے اس کے مالک تک پہنچاؤ۔

میں نے کہا: ان شاء اللہ انجام دوں گا۔

اس نے کہا: اس سربستہ تھیلی میں کچھ درہم ہیں، یہ صرف اس شخص کو دینے ہیں جو تمہیں اس کے اندر موجود چیز کے بارے میں مطلع کرے علاوہ ازیں میرے یہ گوشوارے ہیں کہ جن کی قیمت دس دینار ہے، ان میں تین موتی مروارید کے ہیں، ان کی قیمت بھی دس دینار ہے، علاوہ ازیں صاحب الامر سے کچھ سوالات پوچھنے ہیں، میں چاہتی ہیں کہ میرے سوالات کے جوابات پوچھے بغیر بتائیں۔

میں نے کہا: تمہارے سوالات کیا ہیں؟

اس نے کہا: جب میری شادی ہوئی تھی، میری ماں نے کسی سے دس دینار قرض لیا تھا، لیکن مجھے معلوم نہیں ہے، وہ کس سے لیا تھا کہ میں اسے واپس کروں، اگر آنحضرت اس شخص کے بارے میں تمہیں بتا دیں تو میں وہ رقم اس کو واپس کر دوں گی۔

احمد بن ابی روح کہتے ہیں: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی جعفر بن علی کی امامت کا معتقد تھا، میں نے کہا: اچھا ہوا کہ یہ سوالات میرے اور جعفر بن علی کے درمیان امتحان کا ایک ذریعہ ہیں، میں نے امانت قبضے میں لی اور بغداد کی طرف روانہ ہوا، بغداد میں داخل ہوا، وہاں پر یزید بن وشا کے ہاں گیا، سلام کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔

اس نے کہا: کیا کوئی حاجت رکھتے ہو؟

میں نے کہا: میرے پاس ایک امانت ہے جو آپ کو دینا چاہتا ہوں البتہ شرط یہ ہے کہ اس کی کیفیت اور مقدار کے بارے میں بتاؤ۔

اس نے کہا: مجھے اسے لینے کا حکم نہیں ہے، یہ ایک خط ہے جو آپ کے پاس موجود امانت کے بارے میں مجھے دیا گیا ہے، اس میں لکھا ہے:

"احمد بن روح سے وہ اموال قبول نہ کرو اور اسے میرے پاس سامرہ بھیج دو"

میں نے حیرانگی سے سے کہ: لا الہ الا اللہ، یہ بزرگ ترین چیز ہے کہ جس کا میں نے ارادہ کیا ہے۔

میں بغداد سے سامرہ کی طرف روانہ ہوا، جب شہر میں داخل ہوا تو میں نے کہا: پہلے جعفر بن علی کے پاس جاتا ہوں، بعد میں کچھ سوچا اور اپنے آپ سے کہا: نہیں پہلے حضرت امام حسن عسکریؑ علیہ السلام کے گھر حاضری دیتا ہوں، اگر انہوں نے میرے سوالات کے جوابات دے دیئے تو میری مشکل ہے ورنہ جعفر کے پاس جاؤں گا۔

میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کی طرف روانہ ہوا، جب آنحضرت کے دروازے پر پہنچا تو ایک خادم باہر آیا اور اس نے کہا: کیا تم احمد بن روح ہو؟

میں نے عرض کیا: ہاں۔

اس نے کہا: یہ خط تمہارے لیے ہے اسے پڑھو، میں نے وہ خط پڑھا اس میں تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''اے ابی روح کے بیٹے! دیرانی کی بیٹی حایل نے تمہیں ایک تھیلی بھیج دی ہے، تیرے خیال میں اس میں ایک ہزار درہم ہیں، درحالانکہ تیرا خیال درست نہیں ہے، تو نے امانت داری کا پورا پورا حق ادا کیا، تو نے تھیلی کو کھولا نہیں، اور نہ ہی جانتے ہو کہ اس کے اندر کیا ہے''

''اس تھیلی میں ایک ہزار اور پچاس دینار سالم ہیں، تیرے پاس دو عدد گوشوارے ہیں، اس عورت کے گمان کے مطابق ان کی قیمت دس دینار ہیں، اس نے سچ کہا ہے، اس میں تین موتی مراورید کے ہیں ان کی قیمت بھی دس دینار سے کچھ بیشتر ہے، یہ گوشوارے میری فلاں کنیز کو دے دو، کیونکہ میں نے یہ اسے بخش دیئے ہیں، اس کے بعد بغداد جاؤ اور جا کر حاجز کو دو اور وہ شخص تمہیں جتنی مقدار میں اخراجات سفر دے وہ لے لو''

''وہ دس دینار کہ جن کے بارے میں خاتون کا گمان ہے کہ اس کی ماں نے اس کی شادی کے موقع پر قرض لیے تھے اور اسے معلوم نہیں کہ وہ کس سے لیے تھے، اس کا نام کلثوم بنت احمد ہے، کہ جو ناصبی اور ہمارے دشمنوں میں سے ہے، وہ خاتون اسے نہیں دینا چاہتی، اگر وہ نہیں چاہتی تو انہیں اپنی بہنوں کے درمیان تقسیم کر دے، میری طرف سے اجازت ہے''

''اے روح کے بیٹے! دوسری بات یہ ہے کہ امتحان کی خاطر جعفر کے پاس مت جاؤ اور اپنے شہر کی طرف پلٹ جاؤ، تمہارے چچا فوت ہو گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس میں میراث

چھوڑی ہے"

ابن ابی روح کہتے ہیں: یہ خط پڑھنے کے بعد میں بغداد کی طرف روانہ ہوا، بغداد میں پہنچ کر وہ تھیلی حاجز کو دی، اس نے وہ دینار اور درہم گنے، اس میں پچاس دینار اور ایک ہزار درہم سالم تھے، پھر اس نے مجھے تیس (۳۰) دینار دیئے اور کہا: مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ کو اتنے دینار سفر کے اخراجات دوں۔

میں نے وہ رقم لی اور بغداد میں اپنی قامت گاہ پر گیا، اچانک ایک نامہ برآیا جس نے ایک بند کیا ہوا خط مجھے دیا، اس میں لکھا ہوا تھا۔

تمہارا چچا مر گیا ہے، میرے خاندان والے چاہتے تھے کہ میں اپنے وطن واپس لوٹ آؤں۔

میں وہاں سے روانہ ہوا، اپنے شہر میں داخل ہوا، پتہ چلا کہ میرا چچا فوت ہو چکا ہے، اس سے تین ہزار دینار اور ایک لاکھ درہم بطور میراث میرے حصے میں آئے ہیں۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۹۴، بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۲۹۵)

محمد بن حسن امام زمانؑ کی خدمت میں

(۱۱۷۰۔۲۰) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ محمد بن صوفی کہتے ہیں:

میں حج کے لیے عازم تھا، میرے ہم شہریوں نے مجھے کچھ کچھ اموال دیئے تھے کہ میں وہ حضرت امام زمان علیہ السلام کے نائب حسین بن روح کے حوالے کروں، یہ اموال سونا و چاندی کی صورت میں تھے، میں نے انہیں سکہ کی صورت میں ڈھالا۔

میں سرخس پہنچا تو راستے میں کچھ دیر آرام کرنے کے لیے خیمہ لگایا میں نے سونے اور چاندی کے بارے میں جستجو کی، میرے ہاتھ میں ایک سونے کا سکہ گرا اور ریت میں دفن ہو گیا، لیکن مجھے کچھ پتہ نہیں چلا، میں وہاں سے روانہ ہوا۔

جب ہمدان پہنچا تو دوبارہ لوگوں کے اموال کی حفاظت کی خاطر جستجو و تحقیق کی، اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ سونے کا ایک سکہ جس کا وزن ایک سو تیس یا ترانوے مثقال تھا گم ہو گیا ہے، میں نے امانت کو پورا پورا ادا کرنے کے لیے اپنی طرف سے اسی مقدار میں سونے کا اضافہ کیا۔

میں مدینۃ السلام (بغداد) میں داخل ہوا، شیخ ابا القاسم حسین بن روح کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور وہ امانتیں ان کی تحویل میں دیں۔

جب انہوں نے وہ اپنی تحویل میں لیں تو اپنا ہاتھ تھیلی کے اندر ڈالا اور وہ سونا جو میں نے اپنی طرف سے اضافہ کیا تھا نکال کر مجھے دیا، اور فرمایا: سونے کا یہ سکہ ہمارا مال نہیں ہے، ہمارا مال سرخس میں اس وقت گم ہو گیا ہے جب تم نے استراحت کرنے کے لیے خیمہ لگایا تھا، وہ سونے کا سکہ ریت میں دب گیا ہے، اگر تم واپس جا کر اسی جگہ پر خیمہ نصب کرو گے جہاں پر پہلے لگایا تھا، اسے

ریت کے اندر سے تلاش کرلو گے، لیکن جب وہ سونا مجھے تحویل دینے کے لیے آؤ گے تو مجھے نہیں دیکھ سکو گے۔

میں وہاں سے سرخس کی طرف چلا، جہاں پر خیمہ لگایا تھا اسی جگہ پر پہنچا، ریت میں دفن سونے کا سکہ تلاش کیا اور وہاں سے اپنے شہر کی طرف چل پڑا۔

اگلے سال وہ سونے کا سکہ اپنے ساتھ رکھا اور شہر بغداد کی طرف روانہ ہوا، جب شہر میں داخل ہوا تو پتہ چلا کہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روح وفات پا گئے ہیں، میں امام زمان علیہ السلام کے دوسرے نائب ابوالحسن علی بن محمد سمریؒ کی ملاقات سے شرفیاب ہوا، اور وہ طلائی سکہ ان کی تحویل میں دیا۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۶۰۰، بحارالانوار جلد ۵۱، صفحہ ۳۴۰ و ۳۴۱)

ایک عجیب وغریب داستان

(۱۷۔۱۱۔۲۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ احمد بن فارس ادیب کہتے ہیں:

میں نے ہمدان میں ایک حکایت سنی جو اپنے دینی برادران کے سامنے بیان کی، انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اسے اپنے ہاتھ سے تحریر کروں۔ ان کی خواہش کو پورا کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا، اس وجہ سے میں نے وہ حکایت لکھی ہے، البتہ اس کا ذمہ داری وہی شخص ہے جس نے اس حکایت کو پورا کیا ہے۔

داستان کچھ یوں ہے کہ ہمدان میں ایک معروف ومشہور قبیلہ بنی راشد رہتا ہے، وہ تمام کے تمام شیعہ امامی تھے، میں نے اس بارے میں جستجو کی اور ان میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمدان کے لوگوں میں سے صرف آپ کا قبیلہ ہی شیعہ ہے۔

اس بوڑھے اور نیک شخص نے جواب میں کہا: میرے جد بزرگوار کہ جن کے نام سے ہمارا قبیلہ منسوب ہے ایک سال حج سے مشرف ہوئے، انہوں نے سفر سے لوٹنے کے بعد ایک قصہ نقل کیا:

وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اعمال حج بجالا چکا تو ایک قافلہ کے ہمراہ بیابان میں کچھ منازل سفر طے کیا، میں اپنے قافلے میں کچھ آگے نکل گیا تھا، اونٹ سے نیچے اترا اور کچھ دیر پیدل چلتا رہا، جب چلتے چلتے تھک گیا تو میں نے اپنے آپ سے کہا: بہتر ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے یہاں پر رک جاؤں اور استراحت کرلوں، جب قافلہ پہنچ جائے گا تو میں بھی اٹھ جاؤں گا۔

میں وہاں سو گیا اور تھکاوٹ کی وجہ سے بیدار نہ ہوسکا، جب سورج کی دھوپ میرے اوپر پڑی تو میں بیدار ہوگیا، میں نے دیکھا کہ وہاں پر کوئی بھی نہیں، میرے اوپر خوف وہراس چھا گیا، میں نے نہ کوئی راستہ دیکھا اور نہ قدموں کے نشانات، خدا پر توکل کرتے ہوئے کہا: جس طرف وہ چاہے گا اسی طرف جاؤں گا۔ چل پڑا۔

تھوڑا سا فاصلہ طے کیا، اچانک ایک سرسبز شاداب منطقے پر پہنچا، وہاں پر تازہ بارش برسی ہوئی تھی خاک معطر تھی، میں نے تھوڑی دقیق نظروں سے دیکھا تو اس منطقے کے آخر میں ایک محل نظر آیا جو شمشیر کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے آج تک ویسا محل دیکھا

تھا اور نہ ہی کسی سے اس کی تعریف سنی تھی، میں نے اپنے آپ سے کہا: کاش اس قصر کو قریب سے دیکھ سکتا۔

میں اس قصر کی طرف روانہ ہوا، جب اس کے دروازے کے پاس پہنچا تو دو چٹے گورے خادم دیکھے اور انہیں سلام کیا۔

انہوں نے میٹھے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا: بیٹھ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری خیر و بہتری چاہی ہے۔

ان میں سے ایک اٹھا، قصر میں داخل ہوا، کچھ دیر کے بعد آ کر کہتا ہے: اٹھو اور اندر چلے جاؤ۔

میں وہاں سے اٹھا اور محل میں داخل ہوا، وہاں پر ایک عجائب دیکھی کہ آج تک میں نے ویسی خوبصورت اور نورانی عمارت نہیں دیکھی تھی، وہ خادم مجھ سے آگے بڑھا اس نے کمرے کا پردہ ہٹایا اور مجھے کہا: کمرے میں داخل ہو جاؤ۔

میں کمرے میں داخل ہوا، اس کے درمیان میں ایک خوبصورت جوان دیکھا اس کا چہرہ رات کی تاریکی میں چاند کی طرح چمک رہا تھا، کمرے کی چھت کے ساتھ اس کے سر کے اوپر ایک تلوار لٹک رہی تھی کہ اس کا سر مبارک سے کوئی زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔ میں نے انہیں سلام عرض کیا، انہوں نے مہربانی اور رسیلے لہجے میں جواب دیا، اس کے بعد پوچھا۔

کیا مجھے پہچانتے ہو؟

میں نے عرض کیا: نہیں خدا کی قسم

اس ہستی نے اپنا تعارف کچھ یوں کروایا۔

انا القائم من آل محمد ﷺ انا الذی اخرج آخر الزمان بهذا السيف واشار اليه، فاملأ الارض عدلا كما ملئت جوراً۔

"میں قائم آل محمدؐ ہوں اس شمشیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: میں آخری زمانے میں اس تلوار کے ساتھ انتقام لوں گا۔ اور زمین کو جو کہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی عدل و انصاف سے پر کردوں گا"

جب میں نے یہ خوبصورت کلام سنا اور انہیں پہچانا تو ان کے قدموں میں گر گیا، ان کے پاؤں کی خاک پر اپنا چہرہ رگڑا، آپ نے فرمایا:

"ایسا کام مت کرو، اپنا سر اوپر اٹھاؤ اور کہا: کیا تم بلندی پر واقع شہر بنام ہمدان کے رہنے والے نہیں؟"

میں نے کہا: ہاں، میرے مولیٰ۔

آپ نے فرمایا: اپنے شہر کی طرف واپس جانا پسند کرو گے؟

میں نے عرض کیا: ہاں میرے مولیٰ جب اپنے شہر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر جو اپنا خاص لطف و کرم کیا ہے شہر والوں کو بتاؤں گا۔

اس وقت آنحضرت نے خادم کو اشارہ کیا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور پیسوں سے بھری ایک تھیلی مجھے تھمائی، اس کے بعد ہم دونوں ان کی خدمت سے رخصت ہوئے، وہ کچھ قدم ہمارے ساتھ چلے، جب میں نے دیکھا تو ایک سائبان، درخت اور مسجد کا

مینارہ نظر آرہا تھا، انہوں نے کہا: کیا اس کو پہچانتے ہو؟

میں نے کہا: میرے شہر ہمدان کے نزدیک ایک شہر بنام اسد آباد ہے، یہ بھی بالکل اسی کے مشابہ ہے۔

انہوں نے کہا: یہ اسد آباد ہے، جاؤ تم اپنے شہر پہنچ چکے ہو۔

جب میں واپس آیا تو کسی کو نہیں دیکھا، اسد آباد میں داخل ہوا، اس تھیلی کو دیکھا اس میں چالیس یا پچاس دینار ہیں، وہاں سے روانہ ہوا ہمدان میں داخل ہوا جب اپنے گھر میں پہنچا تو میں نے اپنے خاندان والوں کو اکٹھا کیا اور خداوند متعال نے میرے اوپر جو لطف کیا تھا اس کے بارے میں سب کو خوش خبری سنائی، جب تک وہ سکے میرے پاس رہے، میں ہمیشہ خیر و خوبی کے ساتھ رہا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۶۰۵، کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۵۳، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۴۰)

امام زمانؑ حاجیوں کے درمیان

(۱۱۷۲۔۲۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ازدی کہتے ہیں:

ایک سال میں مکہ کی زیارت سے مشرف ہوا، ایک دن طواف کعبہ میں مشغول تھا، میں چھ چکر مکمل کر چکا تھا اور ساتواں شروع کرنے والا تھا کہ اچانک میری نظر کچھ حاجیوں پر پڑی جو کعبہ کے دائیں بائیں تھے، ایک خوبصورت اور پر ہیبت جوان کے اردگرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے، وہ اتنی بلند شخصیت ہونے کے باوجود لوگوں سے دور نہیں تھے، بلکہ ان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے، ان کا انداز گفتگو اور لہجہ اس قدر میٹھا اور خوبصورت تھا کہ میں نے آج تک ویسا نہیں دیکھا تھا۔

میں چاہتا تھا کہ آگے بڑھ کر ان سے کوئی بات کروں، لیکن لوگوں کی بھیڑ نے مجھے ایسا نہ کرنے دیا، وہاں پر موجود لوگوں میں سے کسی ایک میں سے میں نے پوچھا وہ کون ہیں؟

اس نے کہا: وہ رسول خداؐ کے فرزند ہیں جو آخری زمانے میں ظہور کریں گے۔ وہ ہر سال اپنے بعض خاص شیعوں کے لیے ظاہر ہوتے ہیں اور ان سے بات چیت کرتے ہیں۔

ان آقا کی طرف متوجہ ہو کر میں نے کہا: اے میرے مولیٰ و آقا! میں آپؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں کہ میری ہدایت فرمائیں، کیونکہ آپ کا رہنما اللہ تعالیٰ ہے۔

انہوں نے مجھے مٹھی بھر سنگریزے عطا کیے، میں نے وہ لیے اور وہاں سے باہر نکل گیا، وہاں پر بیٹھے ہوئے ایک شخص نے مجھ سے کہا: انہوں نے تمہیں کون سی چیز عطا فرمائی ہے؟

میں نے کہا: مٹھی بھر سنگریزے، لیکن جب مٹھی کھول کر دیکھا تو وہ سنگریزے سونے میں تبدیل ہو چکے ہیں، میں وہاں سے جا رہا تھا، اچانک وہ میرے پاس آئے اور فرمایا:

”میں نے حجت و برہان تم پر واضح کر دی ہے اور حق تمہارے اوپر ظاہر ہو چکا ہے، گمراہی و ضلالت

برطرف ہوگئی ہے، کیا تم نے مجھے پہچانا ہے؟"

میں نے عرض کیا: نہیں آپ نے فرمایا:

"میں مہدی ہوں، میں قائم ہوں بامر اللہ، قائم زمان میں ہوں، میں وہی ہوں کہ جو ظلم و جور سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے پر کردوں گا، زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی، لوگ ضعف و کمزوری میں نہیں رہیں گے، یہ گفتگو تمہارے پاس امانت ہے، اسے اپنے اہل حق بھائیوں کے سامنے بیان کرو"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۶۱۳، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۷۸۴، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۱۱)

امام زمانہؑ کی وجہ سے شیعہ محفوظ

(۱۱۷۳۔ ۴۳) جناب مسعودی "اثبات الوصیۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ضریر خادم کہتے ہیں:

میں اپنے مولیٰ و آقا امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، تو حضرت نے مجھے فرمایا: "میرے لیے سرخ صندل کی لکڑی لائیں"

میں نے وہ آنحضرت کی خدمت اقدس میں حاضر کردی۔

آپؑ نے فرمایا: کیا مجھے پہچانتے ہو۔

میں نے عرض کیا: ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: میں کون ہوں۔

میں نے کہا: آپؑ میرے آقا و مولیٰ اور آقا کے بیٹے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: میری مراد یہ نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، لطف فرمائیں اور اپنی مراد کی وضاحت کریں۔

آپؑ نے فرمایا:

انا خاتم الاوصیاء وبی یدفع اللہ البلاء عن اهلی و شیعتی۔

"میں خاتم الاوصیاء ہوں، اللہ تعالیٰ میری ہی وجہ سے میرے خاندان اور شیعوں سے بلاؤں اور مصیبتوں کو دور کرتا ہے"

(اثبات الوصیۃ صفحہ ۲۵۲، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۳۰، کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۴۱)

امام حسین کی اولاد سے نویں مہدی

(۱۱۷۴۔۲۴) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابو بصیر کہتے ہیں:

میرے مولیٰ و آقا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

یکون منا بعد الحسین علیہ السلام تسعة تاسعهم قائمهم وهو افضلهم۔

''حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد میرے خاندان میں سے (۹) امام ہوں گے ان میں نویں حضرت قائم ہوں گے جوان سے افضل ہیں''

(اثبات الوصیہ صفحہ ۲۵۸)

آئندہ کے بارے میں رسول خدا کا فرمان

(۱۱۷۵۔۲۵) جناب شیخ مفید کتاب ''ثواب الاعمال'' میں تحریر کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

سيأتي على امتي زمان لا يبقى من القرآن الا رسمه ولا من الاسلام الاسمه يسمون به وهم ابعد الناس منه مساجدهم عامرة وهي خراب من الهدى، فقهاء ذلك الزمان شر فقهاء تحت ظل السماء منهم خرجت الفتنة واليهم تعود۔

''عنقریب امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، جس میں قرآن صرف رسمی اور اسلام نام کے طور پر باقی رہ جائے گا، وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں گے، لیکن وہ اسلام سے بہت دور ہوں گے، ان کی مسجدیں عمارت کے اعتبار سے آباد لیکن ہدایت کے لحاظ سے ویران ہوں گی، اس زمانے کے فقہاء بدترین فقہاء ہوں گے جو زیر آسمان زندگی بسر کریں گے، انہیں سے فتنہ سر اٹھائے گا اور انہیں پر ہی ختم ہوگا۔''

(ثواب الاعمال صفحہ ۲۵۳، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۱۹۰)

تصدیق شدہ صدقوں کا ثواب

(۱۱۷۶۔۲۶) عرز کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خدا کا فرمان ہے:

سيأتي على الناس زمان لا ينال الملك فيه الا بالقتل والتجبر ولا الغنى الا

بالغضب والبخل ولا المحبة الا باستخراج الدين واتباع الهوى فمن ادرك ذالك الزمان فصبر على الفقر وهو يقدر على الغنى، وصبر على البغضة وهو يقدر على المحبة، وصبر على الذل وهو يقدر على العزة آتاه الله ثواب خمس صديقاً ممن صدق به۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۹۱، بحارالانوار جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۶، جلد ۱۷، صفحہ ۷۵)

''عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا، کہ حکومت وسلطنت، قتل وغارت گری کے سوا، ثروت وتوانگری غضب وبخل کے سوا اور محبت ودوستی دین سے خارج ہوئے اور خواہشات نفس کی پیروی کیے بغیر حاصل نہیں ہوگی، پس جو بھی زمانہ پائے گا، وہ فقر پر صبر کرے، یہاں تک کہ دولت وثروت پر قدرت حاصل کر سکے، لوگوں کی دشمنی پر صبر کرے یہاں تک کہ ان کی محبت حلب کر سکے اور اس زمانے کی ذلت و خواری پر صبر کرے یہاں تک کہ عزت پر قادر ہو سکے، اللہ تعالیٰ اسے ان پچاس صدقوں کا اجر وثواب دے گا، جن کی میں نے تصدیق کی ہوگی''

امام زمانؑ کا ادراک کرنے سے عقلیں قاصر

(۷۷۱۱۔۲۷) جناب شیخ صدوق ''علل الشرائع'' میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بھائی علی بن جعفر کہتے ہیں:

میرے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

اذا فقد الخامس من ولد السابع فالله الله فی ادیانکم لا یزلکم احد عنها یا بنی انه لابد لصاحب هذا الامر من غیبة حتی یرجع من هذا الامر من کان یقول به. انما هی محنة من الله عزوجل امتحن بها خلقه. ولو علم اباء کم واجداد کم دینا اصح من هذا لاتبعوه۔

''جس وقت ساتویں امام کے پانچویں بیٹے امام، غیب ہو جائیں گے تو اس وقت اپنے دین کے بارے میں خدا کی پناہ حاصل کریں، کہ کہیں کوئی تمہارا دین نہ لے جائے''

''اے میرے بیٹے ! [1] اس امر کے صاحب (امام زمانؑ) کے لیے غیبت ناگزیر ہے وہ ایسی غیبت ہوگئی کہ اس کے معتقدین منحرف ہوجائیں گے، یقیناً وہ ایسی غیبت ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائے گا اگر آپ کے آباؤ اجداد اس سے صحیح ترین دین کے بارے میں جانتے تو اس کی پیروی کرتے''

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! ساتویں امام کے پانچویں امام بیٹے کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:

''اے میرے فرزند! آپ لوگوں کی عقل اس کا ادراک کرنے سے قاصر ہے اور سینے بہت تنگ ہیں، لیکن اگر زندہ رہو گے تو ضرور دیکھو گے''

شیعوں کا بہترین عمل

(۱۱۷۸۔۲۸) جناب شیخ صدوق اپنی کتاب ''کمال الدین'' میں تحریر کرتے ہیں کہ عبدالعظیم حسنی رضوان اللہ علیہ کہتے ہیں:

میرے مولیٰ وآقا حضرت امام جواد علیہ السلام نے حضرت قائم ارواحنالہ الفداء کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے، اس کے آخر میں فرماتے ہیں:

افضل اعمال شیعتنا انتظار الفرج۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۳۷۷)

''میرے شیعوں کے اعمال میں سے بہترین عمل امام زمانؑ کا انتظار ہے''

جناب شیخ صدوقؒ کتاب ''خصال'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے:

انتظار الفرج ولا تیأ سوا من روح اللہ فان احب الاعمال الی اللہ عزوجل انتظار الفرج۔

(الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۱۶، بحار جلد ۵۲ صفحہ ۱۲۳)

''فرض وکشائش کا انتظار کریں، اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے ناامید نہ ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین عمل انتظار فرج ہے''

---

[1] علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں: یہاں پر امام کاظم علیہ السلام نے محبت وشفقت کی وجہ سے اپنے چھوٹے بھائی کو بیٹا کہہ کر مخاطب کیا ہے۔

ظہور امامؑ کے لیے آزمائش

(۱۱۷۹۔۲۹) شیخ طوسیؒ کتاب ''الغیبۃ'' میں رقمطراز ہیں کہ جعفر جعفی کہتے ہیں: میں نے اپنے مولیٰ وآقا امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپؑ کی کشائش کب ہوگی؟

آپ نے فرمایا:

''افسوس افسوس، ہمارا فرج محقق نہیں ہوگا، یہاں تک کہ ہمارا امتحان لیا جائے، امتحان لیا جائے، امتحان لیا جائے، ان کلمات کا تین مرتبہ تکرار کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آلودہ دور کردے گا اور صاحب و خالص باقی رہ جائے گا۔

(الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۳۳۹، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۱۳)

کتاب ''الغیبۃ النعمانیۃ'' میں مذکورہ ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

(الغیبۃ نعمانیہ صفحہ ۲۰۸، بحار جلد ۵۲ صفحہ ۱۱۴)

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن حسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ امر کہ جس کے منتظر ہو، واقع نہیں ہوگا مگر یہ کہ آپ میں سے بعض بعض سے بیزاری کا اظہار کریں، بعض کے منہ پر تھوکیں، یہاں تک کہ آپ میں سے بعض بعض پر لعنت بھیجیں اور آپ میں سے بعض بعض کو جھوٹا کہیں''

(الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۳۳۵، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۱۲)

افضل ترین لوگ کون؟

(۱۱۸۰۔۳۰) کتاب ''احتجاج'' میں آیا ہے کہ ابو خالد کابلی کہتے ہیں:

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

''رسول اللہ کے بارہویں جانشین، ولی خدا اور امامؑ کی غیبت طولانی ہوگی''

''اے ابو خالد! بے شک وہ لوگ جو امام کی غیبت کے زمانہ میں ان کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے ظہور کے منتظر ہیں، وہ ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس قدر عقل وفہم اور معرفت عطا فرمائی ہے کہ ان کے نزدیک غیب بمنزلہ حاضر ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں مقام ومنزلت کے اعتبار سے ان مجاہدین کی مثل قرار دیا ہے جنہوں نے رسول خداؐ کے ساتھ مل کر تلوار چلائی ہو۔ وہ حقیقی مخلص، ہمارے سچے شیعہ اور ظاہر بظاہر اور چھپ کر دین کی طرف بلانے والے ہیں''

آنحضرت نے ایک اور مقام پر فرمایا:

انتظار الفرج من اعظم الفرج۔

(الاحتجاج جلد ۲ صفحہ ۵۰ بحار جلد ۵۲ صفحہ ۱۲۲)

"انتظار فرج عظیم ترین فرج ہے"

بھائی اور صحابی میں فرق

(۱۱۸۱۔۳۱) کتاب "بصائر الدرجات" میں آیا ہے کہ ابو بصیر کہتے ہیں: حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:
ایک دن آپؐ کے اصحاب نے آپؐ کے وجود پر نور کے اردگرد حلقہ باندھا ہوا تھا، اس وقت پیغمبر خداؐ نے دوبارہ فرمایا:

"اللهم لقني اخواني۔

اے میرے معبود میرے لیے میرے بھائیوں کی نشاندہی کرو"

اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟

آپؐ نے فرمایا:

لا انکم اصحابي، واخواني قوم في آخر الزمان آمنوا بي ولم يروني، لقد عرفنيهم الله باسماءهم واسماء ابآءهم من قبل ان يخرجهم من اصلاب آباءهم وارحام الهاتهم لاحدهم اشد بقية على دينه من خرط القتاد في الليلة الظلماء او كالقابض على جمرا لغضاء اولئك مصابيح الدجى، ينجيهم الله من كل فتنة غبراء مظلمة۔

"نہ آپ میرے اصحاب ہیں، میرے بھائی آخری زمانے کے وہ لوگ ہیں درحالانکہ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا پھر بھی وہ میرے اوپر ایمان لائیں گے، خداوند متعال نے باپوں کے اصلاب اور ماؤں کے شکموں سے پیدا کرنے سے پہلے مجھے ان کے نام اور ان کے باپوں کے نام کے ساتھ شناخت کروائی ہے، ان میں سے کسی ایک کا اپنے دین پر باقی رہنا کانٹے دار درخت کو رات کی تاریکی میں صاف کرنے اور جنڈ کے درخت کی لکڑی کی آگ کو ہتھیلی پر محفوظ رکھنے سے سخت تر ہے"

"رات کی تاریکی میں نورانی چراغ ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہر قسم کے فتنہ و فساد سے محفوظ رکھے" (بصائر الدرجات صفحہ ۸۴، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۲۳)

غیبت میں ولایت پر باقی رہنے کا اجر

(۱۱۸۲۔۳۲) جناب شیخ صدوق اپنی کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

من ثبت علی ولایتنا فی غیبة قائمنا علیه السلام اعطاه الله اجر الف شهید مثل شهداء بدر و احد۔

(کمال الدین صفحہ ۳۲۳، بحار جلد ۵۲ صفحہ ۱۲۵)

"جو کوئی بھی ہمارے قائم کی غیبت میں ہماری ولایت پر باقی رہے اللہ تعالیٰ اسے بدر و احد کی مثل ایک ہزار شہداء کا اجر دے گا"

ایسی ہی روایت قطب راوندی نے کتاب "الدعوات" میں ذکر کی ہے۔

(۱۱۸۳۔۳۳) شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "الغیبۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

من عرف هذا الامر ثم مات قبل ان یقوم القائم علیه السلام کان له مثل اجر من قتل معه۔

"جو کوئی بھی اس امر کا معتقد ہو اور حضرت قائمؑ کے قیام سے قبل مر جائے تو اس کا اجر اس کی مثل ہے جو آنحضرت کے ہمرکاب قتل ہوا۔"

(الغیبۃ شیخ طوسیؒ صفحہ ۲۶۰، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۳۱)

غیب پر ثابت قدم لوگوں کا کم ترین اجر

(۱۱۸۴۔۳۴) شیخ صدوق اپنی کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یأتی علی الناس زمان یغیب عنهم امامهم فیا طوبی للثابتین علی امرنا فی ذالك الزمان۔

ان ادنی ما یکون لهم من الثواب ان ینادیهم الباری عزوجل عبادی امنتم بسری وصدقتم بغیبی فابشروا بحسن الثواب منی، فانتم عبادی وامائی

حقا. منكم أتقبل وعنكم أعفو ولكم إغفر وبكم اسقى عبادى الغيث، وادفع عنهم البلاء ولولاكم الانزلت عليهم عذابي.

"لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کا امام ان سے غیب ہو جائے گا، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس زمانے میں ہمارے امر پر ثابت قدم رہیں گے ان کے لیے کم ترین اجر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں یوں آواز دے گا، اے میرے بندو! میرے پنہاں ہونے پر ایمان لائے اور میرے غیب کی تصدیق کی، آپ کو میرے نیک بندوں کا اجر مبارک ہو، آپ میرے حقیقی غلام اور کنیزیں ہیں، میں آپ کے اعمال قبول کرتا ہوں، آپ کے گناہ بخشتا ہوں اور آپ کو معاف کرتا ہوں، آپ کے وسیلہ سے میں اپنے بندوں کو بارش سے سیراب کرتا ہوں، اور مشکلات دور کرتا ہوں، اگر آپ نہ ہوتے تو میں ان پر اپنا عذاب نازل کرتا"

جابر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے رسول خدا کے فرزند! اس زمانے میں بہترین عمل کون سا ہے؟ جسے ایک مومن شخص انجام دے؟ آپ نے فرمایا:

حفظ اللسان ولزم البيت.

(کمال الدین جلد ا صفحہ ۳۳۰)

"زبان پر کنٹرول کرنا اور گھر میں رہنا ہے"

امت پر آنے والا زمانہ

(۳۵-۱۱۷۵) جناب شیخ صدوق کتاب "ثواب الاعمال" میں تحریر کرتے ہیں کہ سکونی کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا کا ارشاد ہے۔

سيأتي على امتي زمان تخبث فيه سرائرهم وتحسن فيه علانيتهم طمعا في الدنيا لا يريد به ما عند الله عزوجل. يكون امرهم رياء لا يخالطه خوف. يعمهم الله منه بعقاب فيدعون دعاء الغريق فلا يستجاب لهم.

"عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا باطن پلید و نجس اور ظاہر دنیا کے لالچ کی خاطر نیک ہوگا، وہ اس چیز کو نہیں چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگی، ان کا ہر کام خودنمائی ریاکاری کی وجہ سے ہوگا، ان میں خوف خدا شامل حال نہیں ہوگا، خداوند متعال انہیں ایسے عذاب میں گرفتار کرے

گا کہ وہ غرق شدہ لوگوں کی طرح سے اسے پکاریں گے، لیکن ان کی دعا مستجاب نہیں ہوگی"

(ثواب الاعمال صفحہ ۲۵۳، بحارالانوار جلد ۵۲، صفحہ ۱۹۰)

قیام قائم اور نفس زکیہ کے قتل میں فاصلہ

(۱۱۸۶۔۳۶) کتاب "کمال الدین" میں مذکور ہے کہ صالح مولا بنی الفدراء کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا آپ نے فرمایا:

لیس بین قیام قائم آل محمد علیہم السلام وبین قتل النفس الزکیة الا خمسة عشر لیلة۔

"قائم آل محمد کے قیام اور نفس زکیہ کے قتل کے درمیان پندرہ (۱۵) راتوں سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے"

ایسی ہی روایت شیخ طوسیؒ نے "الغیبۃ" اور شیخ مفیدؒ نے "ارشاد" میں نقل کی ہے۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۶۴۹، بحار جلد ۵۲، صفحہ ۲۰۳، الغیبۃ صفحہ ۴۴۵، ارشاد صفحہ ۳۶۰)

سفیانی، خراسانی اور یمانی کا خروج

(۱۱۸۷۔۳۷) جناب شیخ طوسیؒ کتاب "الغیبۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ بکر محمد ازدی کہتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

خروج الثلاثة: الخراسانی، والسفیانی، والیمانی فی سنة واحدة فی شهر واحد فی یوم واحد ولیس فیها رایة باهدی من رایة الیمانی یهدی الی الحق۔

"ان تین افراد خراسانی، سفیانی، اور یمانی، کا خروج ایک سال، ایک مہینے اور ایک دن میں ہوگا، ان میں پرچم یمانی کے علاوہ کوئی بھی ہدایت کرنے والا نہیں ہوگا، وہ لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کرے گا"

(الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۴۴۶، بحارالانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۱۰)

قزوین شہر سے ایک مرد کا قیام

(۱۱۸۸۔۳۸) مذکورہ کتاب میں روایت ہوتی ہے کہ پیغمبر خداؐ کا ارشاد ہے:

یخرج بقزوین رجل اسمه اسم نبی لیسرع الناس الی طاعته المشرك والمؤمن، یملأ الجبال خوفاً۔

''قزوین سے ایک مرد قیام کرے گا جس کا نام کسی پیغمبر کا نام ہوگا لوگ خواہ مشرک ہوں یا مومن اس کی بہت جلد اطاعت کریں گے وہ پہاڑوں کو خوف سے بھر دے گا''

(الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۴۴۴، بحارالانوار جلد ۵۲ صفحہ ۲۱۳)

امامؑ کے ظہور سے قبل دو علامتیں

(۱۱۸۹۔۳۹) مذکورہ کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ بدر بن خلیل کہتے ہیں:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

آیتان تکونان قبل القائم علیه السلام لم تکونا منذ هبط آدم علیه السلام الی الارض تنکسف الشمس فی النصف من شهر رمضان والقمر فی آخرہ۔

''حضرت قائمؑ کے قیام سے قبل دو علامتیں ظاہر ہوں گی، جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ ہبوط سے آج تک واقع نہیں ہوئی ہیں۔ رمضان المبارک کی پندرہ تاریخ کو سورج گرہن اور اسی ماہ کے آخر میں چاند گرہن لگے گا''

راوی کہتے ہیں: اے رسول خدا کے فرزند! سورج ہمیشہ مہینے کے آخر اور چاند اس کے وسط میں کم ہو جاتا ہے۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا:

''میں سمجھتا ہوں کہ تم کیا کہہ کیا رہے ہو، لیکن یہ ایسی علامتیں ہیں جو حضرت آدمؑ کے زمین پر اترنے سے لے کر آج تک ظاہر نہیں ہوئی ہیں''

(الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۴۴۴، بحارالانوار جلد ۵۲ صفحہ ۲۱۳)

آیات آفاق وانفس سے مراد

(۱۱۹۰۔۴۰) شیخ مفید کتاب ''ارشاد'' میں لکھتے ہیں کہ علی بن حمزہ کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام کاظم علیہ السلام سے آیہ شریفہ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ (سورہ فصلت آیہ ۵۳) ''ہم عنقریب اپنی نشانیوں کو تمام اطراف عالم میں اور خود ان کے نفس کے اندر دکھلائیں گے'' کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

الفتن فی افاق الارض، والمسخ فی اعداء الحق۔

''آفاقی نشانیوں سے مراد وہ فتنے ہیں جو زمین کے اطراف میں واقع ہوتے ہیں اور نفس کی نشانیوں سے مراد وہ مسخ ہے جو حق کے دشمنوں میں واقع ہوتا ہے''

(الارشاد صفحہ ۳۵۹، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۲۱)

خانہ کعبہ میں رسول خداؐ کا فرمان

(۱۱۹۱۔۴۱) بہترین کتاب ''مکارم الاخلاق'' کے مولف علامہ جلیل القدر جناب طبرسیؒ اپنی کتاب ''جامع الاخبار'' میں تحریر کرتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں:

جس سال رسول خداؐ نے حجۃ الوداع انجام دیا تھا میں بھی ان کے ہمراہ تھا، رسول خداؐ نے اعمال حج ختم کیے، اس کے بعد خانہ خدا کو الوداع کہنے کے لیے کعبہ کے قریب آئے اس دوران کعبہ کے اردگرد ایک دائرہ بن گیا، کسی نے با آواز بلند صدا دی، مسجد الحرام اور بازار میں موجود تمام لوگ یہ آواز سن کر اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت رسول خداؐ نے فرمایا:

''سنیں، جو کچھ میرے بعد واقع ہو گا وہ آپ لوگوں کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں، حاضرین یہ بات غائبین تک پہنچا دیں''

اس کے بعد آنحضرت نے اس طرح سے گریہ فرمایا کہ ان گریہ کرنے سے تمام لوگوں نے رونا شروع کر دیا، جب آنحضرت کا گریہ ختم ہوا تو آپ نے فرمایا:

''خدا آپ لوگوں پر رحمت کرے، آج سے ایک سو چالیس سال بعد تک آپ لوگوں کی مثال اس پتے کی ہے جس پر کانٹے نہ ہوں، اس کے بعد دو سو سال تک اس پتے کی مثال جو کانٹے دار ہو''

''اس کے بعد ایسا زمانہ آئے گا کہ پتہ کانٹوں کے بغیر ہو جائے گا، اس زمان میں ظالم وستم گر بادشاہ، کنجوس و بخیل ثروت مند، عالم تروں کا پجاری، جھوٹے فقیر، بوڑھے زناکار، بچے بدکردار اور احمق عورت کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آئی گی''

اس کے بعد رسول خداؐ نے گریہ فرمایا: سلمان فارسیؓ اٹھے اور عرض کی: اے رسول خداؐ کسی زمانے میں ایسا ہو گا؟

آپ نے فرمایا:

یا سلمان! اذا قلت علماؤ کم، وذھت قراؤ کم، وقطعتم زکاتکم واظھرتم منکراتکم، وعلت اصواتکم فی مساجد کم، وجعلتم الدنیا فوق رؤوسکم، والعلم تحت اقدامکم، والکذب حدیثکم، والغیبۃ فألھتکم، والحرام غنیمتکم، ولا یرحم کبیر کم صغیر کم، ولا یوقر صغیر کم کبیر کم، فعند ذلك

تنزل اللعنه عليكم، ويجعل بأسكم بينكم، ولبقى الدين بينكم لفظاً بألسنتكم۔

"اے سلمان! یہ وہ زمانہ ہوگا جب علماء کم ہو جائیں گے، آپ کے قاری ختم ہو جائیں گے، لوگ اپنی زکات ادا نہیں کریں گے، برے کام عام ہو جائیں گے، آپ لوگوں کی آوازیں مسجدوں سے بلند ہوں گی، دنیا کو اپنے سروں پر بیٹھائیں گے، علم کو پاؤں کے نیچے روندیں گے، تمہاری باتیں جھوٹی ہوں گی، تمہاری گفتگو کی شیرینی ختم ہو جائے گی، مال جو اکٹھا کرو گے وہ حرام کے ذریعے ہوگا، بڑے بچوں پر رحم نہیں کھائیں گے اور چھوٹے بڑوں کا احترام نہیں کریں گے، یہ وہی زمانہ ہے جب تمہارے اوپر لعنت نازل ہوگی، تمہاری سختی تمہارے درمیان آ جائے گی اور دین تمہارے درمیان صرف لفظاً زبانی بن جائے گا جب یہ علامتیں دیکھو گے تو اس وقت سرخ آندھی یا مسخ ہونے یا پتھروں کی بارش کا انتظار کرو، اس بات پر گواہی قرآن کی وہ آیہ کریمہ دے رہی ہیں جس میں ارشاد قدرت ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ (سورۃ انعام آیہ ۶۵)

"کہہ دیجیے کہ وہی اس بات پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے یا پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا ایک گروہ کو دوسرے سے ٹکرا دے اور ایک کے ذریعے دوسرے کو عذاب کا مزا چکھا دے دیکھو ہم کس طرح آیات کو پلٹ پلٹ کر بیان کرتے ہیں کہ شاید ان کی سمجھ میں آ جائے"

اس دوران اصحاب کی ایک جماعت کھڑی ہوئی اور اس نے عرض کیا: اے رسول خدا! یہ سب کچھ کب واقع ہوگا؟ رسول خدا نے فرمایا:

"جب لوگ نماز پڑھنے میں تاخیر کریں اور شہوت کے پیروکار ہوں گے، شراب خوری میں مشغول ہوں گے، ماں باپ پر ظلم و ستم کیا جائے گا، جب مال حرام کو غنیمت اور زکات ادا کرنے کو نقصان اور گھاٹا سمجھیں گے، اس زمانے میں مرد اپنی عورتوں کی اطاعت کریں گے، ہمسائیوں کو اذیت دیں گے اور قطع رحم کریں گے۔"

"بزرگوں میں مہر و محبت ختم ہو جائے گی اور بچوں میں حیا کم ہو جائے گا، عمارتیں مضبوط و کم بنائیں گے، غلاموں اور

لونڈیوں پر ظلم وستم کریں گے، بیٹا باپ کو گالیاں دے گا، بھائی بھائی سے حسد کرے گا، شریک کار معاملات میں خیانت کریں گے، وفا کم ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، مرد اپنے آپ کو عورتوں کے ملبوسات سے مزین کریں گے اور عورتوں کے سروں سے حیا کا پردہ ختم ہو جائے گا''

''تکبر و خودخواہی دلوں میں ایسے راسخ ہو جائے گی جیسے زیر بدن نفوذ پیدا کرتا ہے، جرم، گناہ عام ہو جائے گا اور واجبات خدا کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی''

''اس زمانے میں مال و ثروت کی وجہ سے ایک دوسرے کی تعریف کریں گے اور اپنے اموال کو گانے بجانے پر خرچ کریں گے، لوگ دنیا میں سرگرم رہیں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے، تقویٰ و پرہیزگاری ختم اور لالچ میں اضافہ ہوگا''

''اس زمانے میں مومن ذلیل و خوار اور منافق صاحب عزت ہوگا، اس کی مسجدیں اذان کی وجہ سے آباد لیکن ان کے دل ایمان سے خالی ہوں گے، قرآن کو حقیر سمجھیں گے، مومن کو ہر طرف سے لوگوں کی ذلت و خواری ملے گی''

وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ ان کے چہرے آدمیوں کے لیکن دل شیاطین کے ہوں گے، ان کی باتیں شہد سے زیادہ میٹھیں لیکن ان کے دل کوڑتے سے زیادہ کڑوے ہوں گے، وہ انسانوں کے لباس میں بھیڑیئے ہوں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں ہر روز خطاب کرتے ہوئے فرمائے گا:

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (سورہ مومنون آیہ ۱۱۵)

''کیا تمہارا خیال تھا کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹ کر نہیں لائے جاؤ گے؟''

''مجھے میری عزت و جلالت کی قسم! اگر وہ لوگ نہ ہوتے جو مخلصانہ طور پر میری عبادت کرتے ہیں تو ان لوگوں کو چشم زدن کے برابر بھی امان نہ دیتا، اگر میرے پرہیزگار بندے نہ ہوتے تو آسمان سے ایک قطرہ بارش نہ برساتا اور ایک سبز پتے تک نہ اگاتا''

فواعجباه! لقوم آلهتهم اموالهم، وطالت آمالهم، وقصرت آجالهم، وهم يطمعون فی مجاورة مولاهم، ولا يصلون الی ذلك الا بالعمل، ولا يتم العمل الا بالعقل.

''کتنی تعجب انگیز بات ہے کہ ان لوگوں کی جن کا معبود ان کے اموال ہیں، ان کی آرزوئیں طویل اور عمریں قلیل ہیں، اس کے باوجود وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مولا کی حفاظت میں رہیں، درحالانکہ عمل کے سوا اس مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے، جبکہ عمل عقل کے بغیر کامل نہیں ہوتا''

(جامع الاخبار صفحہ ۳۹۵، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۶۲)

امام زمانؑ کی مدت حکومت

(۱۱۹۲۔۴۲) جناب شیخ طوسیؒ اپنی کتاب "الغیبۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوالجارود کہتے ہیں:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان القائم علیہ السلام یملک ثلاثمائة وتسع سنین کما لبث اهل الکهف فی کهفهم، یملأ الارض عدلاً وقسطاً کما ملئت ظلماً وجوراً ویفتح الله له شرق الارض وغربها، ویقتل الناس حتی لا یبقی الا دین محمد ﷺ یسیر بسیرة سلیمان بن داؤد علیهما السلام۔ الخبر۔

"بے شک حضرت قائم علیہ السلام ساڑھے نوسو (۹۵۰) سال حکومت کریں گے، جیسا کہ اصحاب کہف نے اتنی ہی مدت غار میں گذاری تھی"

"آنحضرت زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح پر کریں گے، جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگئی، اللہ تعالیٰ ان کے لیے مشرق سے لے کر مغرب تک ساری زمین فتح کرے گا، وہ اس قدر کفار کو قتل کریں گے کہ دین محمدؐ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا، آنحضرت حضرت سلیمان بن داؤد کی مانند حکومت کریں گے" (الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۴۷۴، بحارالانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۹۱)

مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا حضرت قائم علیہ السلام کتنے سال حکومت کریں گے؟ آپ نے فرمایا:

سبع سنین یکون سبعین سنته من سنینکم هذه۔

"سات سال جو ایک سال آج کے ستر (۷۰) سالوں کے برابر ہوگا"

(الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۴۷۴، بحارالانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۹۱)

کتاب غیبت نعمانیہ میں آیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضرت قائم اپنے زمان حکومت میں کتنے سال حکومت کریں گے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ قیام سے لے کر وفات تک انیس (۱۹) سال حکومت کریں گے"

(الغیبۃ نعمانیہ صفحہ ۳۳۲، بحارالانوار جلد ۵۲، صفحہ ۲۹۹)

مولف: ان احادیث کے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی حدیث سے مراد آنحضرت کا پوری زمین پر تسلط کا زمانہ ہے

اور بیالیسویں حدیث سے مراد آنحضرت کے ظہور اور رجعت میں بقاء کا زمانہ ہے، دوسری اور تیسری حدیث میں ہر ایک سے مراد دونوں زمانے ہیں یا صرف ظہور کا زمانہ یا رجعت کے بعد آنحضرت کے باقی رہنے کی مدت ہے۔

امامؑ کے اصحاب کی تعداد

(۱۱۹۳۔ ۴۳) بہترین کتاب ''کفایۃ الاثر فی النصوص علی الائمۃ الاثنی عشر'' میں آیا ہے۔ علقمہ بن محمد حضرمی کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام آباء و اجداد سے نقل کرتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا:

یا علی! ان قائمنا علیه السلام خرج یجتمع الیه ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلا عدد رجال بدر. فاذا حان وقت خروجه یکون له سیف مغمود ناداه السیف قم یا ولی الله فاقتل اعداء الله۔

(کفایۃ الاثر صفحہ ۲۶۳، بحارالانوار جلد ۵۲، صفحہ ۳۰۳)

''اے علیؑ! جب ہمارے قائم علیہ السلام قیام کرنے کے لیے آمادہ ہوں گے تو اس وقت آپؑ کے اصحاب آپ کے اردگرد اکٹھے ہو جائیں گے، جبکہ ان کی تعداد اصحاب بدر کی طرح تین سو تیرہ (۳۱۳) ہوگی، جب قیام کا وقت ہو تو ان کی غلاف میں بند تلوار بولے گی، اے ولی خدا اٹھ کھڑے ہوں اور خدا کے دشمنوں کو قتل کر دو''

(۱۱۹۴۔ ۴۴) کتاب ''بصائر الدرجات'' میں مذکور ہے کہ سعد کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیثنا صعب مستصعب، لا یحتمله الا ملك قرب، اونبی مرسل او مومن ممتحن او مدینة حصینة۔

فاذا وقع امرنا وجآ مهدینا كان الرجل من شیعتنا اجری عن لیث وامضی من سنان، یطأ عدونا برجلیه، ویفربه بکفیه وذلك عند نزول رحمة الله وفرجه علی العباد۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۴، بحار جلد ۵۲ صفحہ ۳۱۸)

''ہماری حدیث مشکل ہے اور اسے حاصل کرنا مشکل تر ہے، فرشتہ مقرب، نبی مرسل، یا وہ بندہ مومن جس کو آزمایا جا چکا ہو اور وہ شہر جس کے دروازے کا کنڈا محکم ہو کے علاوہ اس کا کوئی بھی متحمل نہیں

ہوسکتا ہے، جب ہمارا حق ہوگا اور ہمارا مہدیؑ آئے گا تو اس وقت ہمارے ہر شیعہ کے اندر شیر سے زیادہ جرأت اور نیزے سے زیادہ نفوذ ہوگا، وہ ہمارے دشمنوں کو پامال کریں گے اور ہاتھوں سے ماریں گے، یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب بندوں پر خداوند کی رحمت اور فرج نازل ہوگی۔"

امامؑ کے سامنے دنیا ہتھیلی کی مانند

(۱۱۹۵۔۴۵) جناب شیخ صدوقؒ "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوبصیر کہتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

انه اذا تناهت الامور الی صاحب الامر رفع الله تبارك وتعالی له کل منخفض من الارض وخفض له کل مرتفع حتی تکون الدنیا عنده بمنزله راحته فایکم لو کانت فی راحته فایکم لو کانت فی راحته شعرة لم یبصرها.

"جب تمام کام حضرت صاحب الامر کے دست کفایت پر پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ زمین کی تمام پستیوں کو بلند کرے گا اور بلندیوں کو صاف کرے گا، یہاں تک کہ پوری دنیا آنحضرت کے سامنے ہتھیلی کی مانند ہوگی، پس آپ میں سے کون ہے کہ جس کی ہتھیلی پر بال ہو اور نہ دیکھ سکے؟"

خانہ کعبہ کے چوروں کا حال

(۱۱۹۶۔۴۶) جناب شیخ مفید کتاب "الارشاد" میں لکھتے ہیں کہ ابوبصیر کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اذا اقام القائم علیه السلام، هدم المسجد الحرام حتی یرده الی اساسه وحول المقام الی الموضع الذی کان فیه، وقطع ایدی بنی شیبة وعلقها علی باب الکعبة، وکتب علیها: هولاء سراق الکعبة.

"جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو مسجد الحرام کو گرا کر دوبارہ اسی طرح بنائیں گے جیسے پہلے تھی، مقام ابراہیم کو اس کی اصلی جگہ پر رکھیں گے، شیبہ کی اولاد جو اپنے آپ کو حرم کا متولی سمجھتی ہے، ان کے ہاتھ کاٹ کر کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیئے جائیں گے، ان پر لکھ دیں گے کہ یہ کعبہ کے چور اور لٹیرے ہیں۔"

(الارشاد صفحہ ۳۶۴، بحارالانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۳۸، علل الشرائع جلد ۲ صفحہ ۴۱۰)

امام زمانؑ کوفہ کی مسجد کی طرف

(۱۱۹۷۔ ۴۷) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابوالجارود کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا:

اذا قام القائم علیه السلام سارا الی الکوفة. فیخرج منها بضعة عشر آلاف انفس یدعون "البتریه" علیهم السلاح فیقولون له: ارجع من حیث جئت فلا حاجة لنا فی بنی فاطمه. فیضع فیهم السیف حتی یأتی علی آخرهم.

ثم یدخل الکوفة. فیقتل بها کل منافق مرتاب. یهدم قصورها ویقتل مقاتلیها حتی یرضی الله عزوجلا.

"حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو پہلے کوفہ کی طرف روانہ ہوں گے، اس شہر کا ایک گروہ بنام "بتریہ" [1] جن کی تعداد ایک ہزار سے کچھ اوپر ہوگی مسلح ہو کر آنحضرت کے سامنے ڈٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ جدھر سے آئے ہو ادھر واپس چلے جاؤ، ہمیں اولادِ فاطمہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

"آنحضرت ان پر تلوار کھینچیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے، شہر کوفہ میں داخل ہوں گے اور تمام شکاک منافقین کو قتل اور ان کے گھروں کو ویران کر دے گے، جو کوئی بھی آنحضرت کے ساتھ جنگ کے لیے نکلے گا انہیں قتل کر دیا جائے گا وہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں گے"

(الارشاد صفحہ ۳۶۴، بحارالانوار جلد ۵۲، صفحہ ۳۳۸)

امام کے عجمی اصحاب کی تعداد

(۱۱۹۹۔ ۴۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ ابوالجارود کہتے ہیں:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اصحاب القائم ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلاً اولاد العجم. بعضهم یحمل فی السحاب نهاراً. یعرف باسمه واسم ابیه ونسبه وحلیته وبعضهم نائم علی

[1]

Presented by Ziaraat.Com

فر اشه فیری فی مکة علی غیر میعاد۔

''حضرت قائم علیہ السلام کے تین سو تیرا (۳۱۳) عجمی اصحاب ہیں، وہ اپنے ناموں، اپنے باپوں کے ناموں اور قوم و خصوصیات کے ذریعے پہچانیں جائیں گے، جب آنحضرت کا ظہور ہوگا تو بعض کو دن میں بادلوں کے ذریعے آنحضرت کی خدمت میں لے جایا جائے گا، ان میں سے بعض ایسے ہوں گے جو اپنے بستر پر استراحت کر رہے ہوں گے۔ وہ پیشگی اطلاع کے بغیر اپنے آپ کو مکہ میں پائیں گے۔

(الغیبۃ نعمانیہ صفحہ ۳۱۵، بحار الانوار جلد ۵۲، صفحہ ۳۶۹)

پانچ سو دروازوں والی مسجد

(۱۲۰۰۔۵۰) جناب شیخ طوسیؒ کتاب ''تہذیب الاحکام'' میں تحریر کرتے ہیں کہ حبہ عرنی کہتے ہیں:

ایک دن حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام مقام ''حیرہ'' گئے آپؑ جب وہاں پہنچے تو اپنے دست مبارک سے کوفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک دن کوفہ، حیرہ کے ساتھ مل جائے گا، اس شہر کی قدر و قیمت اس قدر بڑھ جائے گی کہ ان کے درمیان کی ایک ہاتھ زمین کئی درہموں میں فروخت ہوگی، حیرہ میں ایک مسجد بنائی جائے گی، جس کے پانچ سو (۵۰۰) دروازے ہوں گے، اس مسجد میں حضرت قائم علیہ السلام کا نمائندہ نماز پڑھے گا، کیونکہ مسجد کوفہ ان لوگوں کے لیے تنگ ہو جائے گی، اس مسجد میں بارہ (۱۲) عادل پیش نماز جماعت پڑھائیں گے''

میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! کیا مسجد کوفہ میں ان لوگوں کے لیے گنجائش ہو جائے گی جن کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے؟

''آپ نے فرمایا: آنحضرت کے لیے چار مسجدیں تعمیر کی جائیں گی، کہ ان میں سب سے چھوٹی مسجد، مسجد کوفہ، البتہ وہ چار مسجدیں یہ ہیں، مسجد کوفہ اور یہ مسجد اور دوسری مسجدیں جو کوفہ کے اطراف میں تعمیر ہوں گی، آپ نے اپنے دست مبارک سے بصرہ و نجف کی طرف اشارہ کیا''

(بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۷۴)

مسجد کوفہ کیسی ہوگی؟

(۱۲۰۱۔۵۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ کابلی کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے مسجد کوفہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

''اس کے وسط میں ایک شب روغن کا، ایک چشمہ دودھ کا، ایک چشمہ مومنین کے لیے پانی پینے کا اور ایک چشمہ مومنین کے لیے پاک ہونے کا ہے''

(بحارالانوار جلد ۵۲، صفحہ ۳۷۴)

امام زمانؑ مسجد سہلہ کی طرف

(۱۲۰۲۔۵۲) شیخ رضی الدین علی بن یوسف حلی کتاب ''العدد القویة'' میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''گویا میں قائم علیہ السلام کو شہر کوفہ کے پیچھے دیکھ رہا ہوں، انہوں نے رسول خدا کی زرہ زیب تن کی ہوئی ہے، وہ اپنا لباس اکٹھا کر اسے اپنے بدن پر ہلاتے ہیں تا کہ بدن پر صحیح طرح سے فٹ آسکے، پھر اسے ریشمی کپڑے سے ڈھانپا ہے اس کے بعد چتربے گھوڑے پر سوار ہوئے ہیں جس کا ماتھا سفید ہے''

''انہوں نے گھوڑے کو اس طرح سے دوڑایا کہ اس کی پیشانی کا نور شہر کے تمام لوگ دیکھیں گے یہ آنحضرت کے ظہور کی علامت ہے''

''پھر رسول خدا کا پرچم لہرائیں گے، اس سے نور ساطع ہوگا جو مشرق و مغرب کے درمیان تمام زمین کو روشن کردے گا''

امام زمانؑ کی غیبت میں دعا

(۱۲۰۳۔۵۳) سید طاؤوسؒ اپنی کتاب ''مہج الدعوات'' میں تحریر کرتے ہیں:

میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے مجھے دعا سکھائی۔ اس دعا کو امام زمان علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ میں پڑھنا بہتر ہے وہ دعا یوں ہے۔

یا من فضل آل ابراھیم و آل اسرائیل علی العالمین باختیارہ واظھر فی

ملکوت السموات والارض عزة اقتدارہ واودع محمداً ﷺ واهل بيته غرائب اسرارہ صلی علی محمد و آله واجعلنی من اعوان حجتك علی عبادك وانصارہ۔

"اے وہ خدا جس نے اپنے اختیار سے آل ابراہیم اور آل اسرائیل کو تمام دنیا پر برتری عطا کی، آسمانوں کی بلندیوں اور زمین پر اپنا اقتدار آشکار کیا، تو نے حیرت انگیز راز محمد کہ ان اور ان کی آل پر درود ہو اور ان کے خاندان کے سپرد کیے ہیں، محمد و آل محمد پر درود بھیج، مجھے اپنے بندوں پر اپنی حجت کے اعوان و انصار میں قرار دے" (مہج الدعوات صفحہ ۳۹۶ و ۳۹۷، بحار الانوار جلد ۵۱ صفحہ ۵)

چھینکنے کا فائدہ

(۱۲۰۴۔۵۴) جناب شیخ طوسی کتاب "کمال الدین" میں تحریر کرتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے خدمت گذار بنام نسیم کہتے ہیں:

حضرت صاحب العصر کی ولادت کو ایک مہینہ گزر چکا تھا، میں آنحضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا، آنحضرت کے سامنے بیٹھتے چھینک آ گئی۔ اس عظیم بچے نے میرے چھینکنے پر سلام کرتے ہوئے فرمایا:

یرحمکم الله

"اللہ تمہارے اوپر رحمت کرے۔"

میں اس وجہ سے بہت خوش ہوا۔

اس خوبصورت بچے نے فرمایا:

الا ابشسر فی العطاس۔

"کیا تم چاہتے ہو کہ چھینکنے پر تمہیں خوشخبری سناؤ"؟

میں نے عرض کیا:

"ہاں میرے آقا و مولیٰ۔

آپ نے فرمایا:

هو امان من الموت ثلاثة ايام۔

"چھینکنے والا تین روز تک موت سے محفوظ رہے گا"

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۴۳۰، بحار الانوار جلد ۵۱ من الیا الصحیفہ سجادیہ)